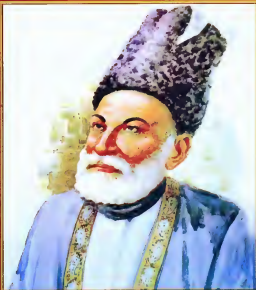




غالب کی خاندانی پنشن اور دیگر امور

سرکاری اسناد و دستاویزات (۱۸۰۵ء تا ۱۸۶۹ء)



غالب: (۱۷۹۷ء تا ۱۸۶۹ء)

نیشنل ڈاکیومنٹیشن سنٹر ○ مقدمہ قومی زبان - پاکستان



PDF By : Meer Zaheer Abass Rustmani

Cell NO : +92 307 2128068 - +92 308 3502081

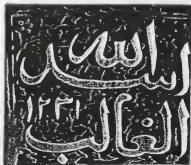


پی ڈی ایف (PDF) کتب حاصل کرنے اور واٹس ایپ گروپ «کتاب کارنر»
میں شمولیت کے لیے مندرجہ بالا نمبرز کے واٹس ایپ پہ رابطہ کیجیے۔ شکریہ

غالب کی خاندانی پیشین اور دیگر امور

— سرکاری اسناد و دستاویزات

(۱۸۰۵ء تا ۱۸۶۹ء)



نیشنل ڈاکیومنٹیشن سنٹر
مقتدرہ قومی زبان پاکستان



جملہ حقوق محفوظ ہیں

سطح مطبوعات: ۳۳

عالمی معیاری کتاب نمبر: ۶-۱۸۶-۱۸۶۳-۳-۹۶۹- ISBN

نام کتاب:	نائب کی خاندانی ہنسن اور دیگر امور --- سرکاری اسناد و دستاویزات
طبع اول:	۱۹۹۷ء
تعداد:	ایک ہزار
قیمت:	۳۰۰ روپے
تدوین و حواشی:	ڈاکٹر گوہر فوٹابی، معاونت قاضی عزیز الرحمن ماسم
حرف چھپی:	محمد اسلم، یونیورسٹی کمپوزنگ سسٹم، اسلام آباد
استقام:	اجمل وحید
سطح:	ایس ٹی پرنٹرز گوالیہ، راولپنڈی
ناشر:	اقتدار عارف (صدر نشین)
	مستندہ قومی زبان، پطرس بھاری روڈ، ایچ ۸، اسلام آباد



پیش نامہ

غالب کے دو صد سالہ یوم ولادت کی مناسبت سے مقتدرہ قومی زبان اور نیشنل ڈاکو مشین سنٹر کے اشتراک سے "غالب کی خاندانی پٹن اور دیگر امور: سرکاری اسناد و دستاویزات ۱۸۴۵ء - ۱۸۴۹ء" پیش خدمت ہے۔ انیسویں صدی کے ربع اول میں مرزا اسد اللہ خاں غالب نے گلگتے میں اپنی خاندانی پٹن کا مقدمہ دائر کیا۔ دعویٰ پہلے گلگتے میں اور پھر دہلی میں دائر کیا گیا۔ غالب نے عروج کے تقریباً ستو سال اس جدوجہد میں صرف کیے اور آخر کار انھیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان ستو برسوں میں غالب نے جو عرضیاں دیں اور ان کے بارے میں جو رپورٹیں مرتب کیں ان سب کا ریکارڈ گلگتے، دہلی اور لاہور کے ریکارڈ آفس میں محفوظ ہے۔ ان مسلوں کی کچھ تفصیلی ایڈیا آفس لاہوری لندن میں بھی موجود ہیں۔ تاریخ ادب میں غالب کی اہمیت کے پیش نظر اہل تحقیق کو بیشہ اس مواد کی جستجو رہتی تھی۔ آج سے ہیں برس پہلے نیشنل ڈاکو مشین سنٹر کے نگران محترم و محرم میاں سہا اللہ نے پنجاب آرکائیوز، دہلی آرکائیوز اور ایڈیا آفس لاہوری لندن وغیرہ کے ذخائر سے تحقیق و جستجو کے بعد ایک سو چھپن ایسی دستاویزات جمع کیں جو غالب کی زندگی کے ایک خاص پہلو اور ایک اہم دور سے تعلق رکھتی تھیں۔ کابینہ ڈویژن کی جانب سے دستاویزات کا یہ مجموعہ ۱۹۹۷ء میں مقتدرہ قومی زبان کو اشاعت کی غرض سے دیا گیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی غرض سے مناسب سمجھا گیا کہ انگریزی اور فارسی متن کے ساتھ ان دستاویزات کا اردو ترجمہ شامل ہو اور اس پر ضمیمہ دی حواشی بھی دیے جائیں۔ اردو کے ممتاز محقق اور مقتدرہ قومی زبان کے شعبہ درسیات کے سربراہ ڈاکٹر گوہر لوشانی کی نگرانی میں اس کام کو حتمی شکل دی گئی۔

ہمیں یقین ہے کہ سوانح غالب کے حوالے سے اس ٹکڑے ہوئے مواد کی یکجا اشاعت صاحبان دانش و بخش کے ساتھ عام قارئین کے لیے بھی دلچسپی کا باعث ہو گی۔

انفکار عارف

(مقتدرہ قومی زبان)

غزیر احمد

(نیشنل ڈاکو مشین سنٹر)

مالک رام نے کلیات مثر غالب 'غالب از سر' درفش کلابانی' اردوئے معلیٰ اور تدارات غالب سے اس اہم کی تفصیل یوں مرتب کی ہے :

"میرزا غالب کے پردادا قومان یک خان تھے وہ اپنے باپ سے ناراض ہو کر محمد شاہ رنجیلے کے عہد میں سرحد سے ہندوستان چلے آئے۔ ان کی زبان ترکی تھی اور ہندوستانی بالکل برائے نام جانتے تھے۔ وہ پہلے لاہور میں لوہب صہین الملک بہادر عرف میرمنو کی ملازمت میں داخل ہوئے پھر صہین الملک کی وفات پر لاہور سے دہلی پہنچے اور لوہب ذوالفقار الدولہ میر نجف خان بہادر کی سرکار سے وابستہ ہو گئے۔ لوہب ذوالفقار الدولہ ق کے فوسل سے وہ شاہ عالم کی سرکار میں چھاس گھوڑے اور نظارہ و نشان سے ملازم ہوئے ایک سیر حاصل پر گن چھاسو جو انگریزوں کو سہو حکم کی سرکار سے حاصل ہوا تھا، ان کی ذات اور رسالے کی محکواز کے لیے مقرر ہوا اور یوں آرام سے بسر ہوئے گی۔ قومان یک خان کی اولاد میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں... ہمیں ان میں سے صرف دو مساجزادوں کے نام معلوم ہیں۔ میرزا عید اللہ یک خان اور میرزا نصر اللہ یک خان۔ یہی میرزا عبداللہ یک خان میرزا غالب کے والد بزرگوار ہیں..... میرزا عبداللہ یک خان کی ولادت دہلی میں ہوئی (۱)۔"

غالب اردوئے معلیٰ کے ایک خط میں اپنے والد کے بارے میں تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"باپ میرزا عید اللہ یک خان بہادر لکھنؤ جا کر لوہب آصف الدولہ کا نوکر رہا۔ بعد چند روز حیدر آباد جا کر لوہب نظام علی خان کا نوکر ہوا۔ تین سو سوار کی جمیت سے ملازم رہا۔ کئی برس وہاں رہا۔ وہ نوکری ایک خانہ جنگلی کے بھیرے میں جاتی رہی۔ والد نے گھبرا کر الور کا قصد کیا۔ راجہ بھنگور سنگھ کا نوکر ہوا" وہاں کسی لڑائی میں مارا گیا (۲)۔"

غالب کی والدہ عزت النساء بیگم 'میرزا سرکار کے ایک فوجی افسر خواجہ غلام حسین کیدان کی بیٹی تھی اور غالب نے آگرہ کے خداداد خان اور ان کے بیٹے ولی داو خان کے نام ایک خط میں لکھا ہے کہ موصوفہ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ (۳) مالک رام کے نزدیک یہ خط ۱۸۳۰ء میں لکھا گیا تھا۔ (۴) مولانا حالی نے لکھا ہے کہ میرزا غالب کے والد راجہ بھنگور سنگھ کی طرفدار میں لڑتے ہوئے گولی کا نشانہ بنے تھے اور راجہ بھنگور سنگھ نے ان کی اس ہافستانی کے

۱۔ ذکر غالب 'ص ۱۳ تا ۱۵۔

۲۔ اردوئے معلیٰ 'مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور۔

۳۔ مطبوعہ زمانہ کالجور برائے ۱۱۳۶ھ 'صفحہ ۳۶۔

۴۔ ذکر غالب 'حاشیہ ص ۱۱۔

صلے میں میرزا عبداللہ بیگ کے دو بیٹوں یعنی میرزا غالب اور ان کے چھوٹے بھائی میرزا یوسف کی پرورش کے لیے دو گلاؤں میں حاصل اور کسی قدر دولت مند مقرر کیا تھا جو ایک مدت تک جاری رہا (۱)۔ میرزا غالب کا عرف میرزا نوشہ تھا۔ ان سے ایک بڑی بہن کا نام چھوٹی خانم تھا جن کی شادی حضرت سرنپش عابد عثمانی کی اولاد میں قبیلہ برلاس کے ایک شخص میرزا جیون کے صاحبزادے میرزا اکبر بیگ سے ہوئی تھی اور ایک بھائی ان سے دو سال چھوٹے تھے جن کا پورا نام میرزا یوسف علی بیگ تھا۔ میرزا عبداللہ بیگ خان کی وفات کے بعد غالب اپنے چچا میرزا نصراللہ بیگ خان کی سرپرستی میں آئے۔ میرزا نصراللہ بیگ خان انھیں اولاد کی طرح چاہتے تھے۔ والد کی وفات کے وقت غالب کی عمر پانچ یا چھ برس سے زیادہ نہ تھی۔ چچا کے بارے میں غالب نے اپنے خود نوشت حالات میں لکھا ہے :

"اس کا (غالب) حقیقی چچا نصراللہ بیگ خان مرہٹوں کے طرف سے اکبر آباد کا صوبہ دار تھا۔ ۱۸۴۳ عیسوی میں جب جرنیل لیک صاحب اکبر آباد آئے تو نصراللہ بیگ خان نے شہر پرورد کیا اور اطاعت کی۔ جرنیل صاحب نے چار سو سوار کا برگینڈیر کیا اور ایک ہزار سات سو کی گھوڑا مقرر کیا۔ پھر جب اس نے اپنے دور ہاند سے سو تک سونا دو پر گئے بھرت پور کے قریب ہو کر کے سواروں سے چھین لیے۔ جرنیل صاحب نے وہ دونوں پر گئے بھادور موصوف کو بطریق استمرار عطا فرمائے مگر خان موصوف جاگیر مقرر ہونے کے دس مہینے کے بعد بزرگ ناگاہ باقھی پ سے گر کر مر گیا۔ جاگیر سرکار میں بازداشت ہوئی اور اس کے عوض نقد مقرر ہوئی (۲)۔"

میرزا نصراللہ بیگ خان ۱۸۴۶ء کے ایک صحرے میں فوت ہوئے باقھی سے گر کر جاں بحق ہوئے۔ غالب نے دوستوں کے نام خطوط میں اس صدمے کو اپنے اور اپنے بھائی کے لیے دوبارہ قیمتی کے حروف قرار دیا ہے۔ نصراللہ بیگ خان کی وفات کے بعد سرکار انگریزی نے ان کی جاگیر ضبط کر لی اور اس کے عوض ان کے لواحقین کی پٹنیں مقرر کی جس میں سے مبلغ اسیڑھ ہزار روپے سالانہ غالب اور اس کے بھائی کے حصے میں آئے اور ان میں سے سات سو پچاس روپے چوری زندگی غالب کو ملتے رہے۔

میرزا غالب کی ابتدائی تعلیم آگرے میں ہوئی ان کے نصیال چونکہ خاصے خوشحال تھے اس لیے یقین ہے موجد تعلیم کی طرف خاطر خواہ توجہ کی گئی ہو گی۔ یادگار غالب میں مولانا حالی نے لکھا ہے کہ غالب نے آگرے میں مولوی محمد معظم سے فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور ابتدائی زمانے میں ہی فارسی شعر و سخن کا

۱۔ یادگار غالب ص ۵۷۔

۲۔ خود نوشت حالات کا نسخہ منسلک اردو جولائی ۱۸۴۸ء ص ۳۲۸۔ ان حالات کی وضاحت زیر نظر کتاب میں موصول مختلف دستخطوں سے ہو گی۔

اعلیٰ فوق پیدا کر لیا (۱)۔ فارسی زبان و ادب کے رموز و خواص اور اعلیٰ استعداد بقول غالب ' ملا عبد الصمد سے حاصل ہوئی جو امر لئی اہل ' ہند کے رہنے والے اصلاً ذر دہشتی تھے لیکن قبول اسلام کے بعد تھوڑی مدت کے لیے آگرہ میں آئے اور غالب کے اہلیق مقرر ہوئے تھے۔ دو برس تک غالب نے ان سے تعلیم حاصل کی۔ غالب کی تصانیف لطائف فہمی اور درفش کلویٹی کی رو سے ۱۸۸۰ء میں جب مرزا غالب ' ملا عبد الصمد کے شاگرد ہونے تو ان کی عمر چودہ برس کی تھی (۲)۔ اس وقت تک غالب کی شادی کو تقریباً ایک برس ہو چکا تھا اور وہ عاقل و بالغ قرار پاتے تھے۔ بے رجب ۱۲۸۵ھ مطابق ۹ اگست ۱۸۸۰ء کو مرزا غالب کی شادی نواب احمد بخش خاں بہادر دلی لہارو کے چھوٹے بھائی نواب الہی بخش خاں صوف کی گیارہ سالہ صاحبزادی امراؤ بیگم سے ہو گئی تھی۔ یہ زمانہ غالب کی زندگی میں پیش و عشرت اور فارغ البالی کا زمانہ۔ ان میں رہنمائی و تعلیم کی وہ تمام باتیں اور بے اعتدالیوں موجود تھیں جو ایک لڑکچہ میں پلے پلے اور فارسی بھروسے کے مطابق ایک 'باز دان' میں ہو سکتی تھیں۔ ان میں سے کچھ باتیں تو استعداد زمانہ میں دور ہو گئیں لیکن بعض سے آندست پختہ کار حاصل نہ ہوا اور غالب کی مالی ضرورت اور اقتصادی پریشانیوں کی بنیاد بنی رہی۔

میرزا غالب ۱۸۸۳ء میں آگرے کی سکونت ترک کر کے دلی آ گئے تھے۔ ان کے ہمراہ ان کے اہل خانہ کے علاوہ ان کے استاد ملا عبد الصمد بھی تھے جنہیں انہوں نے ۱۲۲۸ھ میں دلی سے رخصت کیا تھا۔ دلی مظاہر حکومت کا دارالسلطنت اور پایہ تخت ہونے کے سبب آگرے کی نسبت علیٰ اولیٰ اور اقتصادی وسائل سے زیادہ بہتر منہ تھا اور غالب کو اس ماحول میں اپنے تمام غلوہوں کی تعمیر مل سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی نئی زندگی کے نئے تقاضوں نے مسائل کی جو تلخ غالب کے لیے تیار کی اس سے انہیں زندگی بھر رہائی نہ مل سکی۔ غالب کی آزادانہ زندگی ' فارغ البالی اور پیش کوئی کی دولت زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ 'مہجیدی' 'مجان' سلامت دوی اور شخصیت سازی کی فراہم ان کی زندگی کا محور قرار پائی اور وہ علیٰ ' فکری اور سماجی مناصب میں رفعت اور فوجیات کے ذریعے چڑھنے لگے۔ البتہ وقت کے ساتھ ساتھ مالی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا گیا اور آگرے کی زندگی ان کے لیے خواب بن کر رہ گئی۔

جب تک آگرے میں رہے غالب کو اپنے مالی وسائل اپنے پریشان کن اور حقیر دکھائی نہ دیئے۔ بالک رام کے بقول " انہیں خرچ کی کوئی غمی نہ تھی بلکہ کچ تو یہ ہے کہ وہ بچے کی اطرا تھی (۳)۔ دلی کے ابتدائی ایام بھی زیادہ سخت نہ تھے۔ سارے ملت سو دوپے سالانہ بخش نواب احمد بخش خاں کی وساطت سے ملتی تھی اور اس کے علاوہ بھی وہ بھائی کا داماد ہونے کے غلطے کچھ نہ کچھ الفت اور حسن سلوک کر دیا کرتے تھے نیز اس وقت تک انور سے بھی تھوڑا بہت بد معاش کے طور پر پہنچ جاتا تھا۔ غالب کی والدہ زندہ تھیں اور بھی اپنے والد کے وسائل سے

۱۔ یادگار غالب ' ص ۳۵۔

۲۔ لطائف فہمی ' ص ۳۵ درفش کلویٹی ص ۱۸۔

۳۔ ذکر غالب ' ص ۳۶۔

کچھ نہ کچھ اکرے سے بھیج دیتی تھیں۔ لیکن آہستہ آہستہ غالب کے اخراجات اور آمدن میں توازن بگڑنے لگا اور رقم روزگار کا حصار بن کے گرو ٹھک ہونے لگا۔ ڈاکٹر انیس ہائی نے اس صورت حال کی تصویر کھینچی یوں کی ہے :

"غالب کا ایک سال عام لوگوں سے مختلف تھا۔ انھوں نے اپنی تنگم کی رہائش کے لیے دو مکان کرایہ پر لیے ہوئے تھے، چار پانچ نوکر رکھے ہوئے تھے وہ دلائی پکڑے سے لباس سلواتے تھے۔ انھیں بڑا کھینے کی عادت تھی۔ بن تمام مصارف کے لیے معقول رقم درکار تھی لیکن غالب کی معیشت کا انحصار ان کے چچا نصرانہ بیگ کے حوالے سے برطانوی پینشن پر تھا۔ جب پینشن کی رقم سے کفایت نہ ہوتی تو وہ کبھی امراؤ بیگم کے زیورات فروخت کر دیتے یا جو کچھ ہاتھ لگتا اسے پار کر دیتے۔ اس سے بھی قسلی نہ ہوتی تو پھر قرض لینا شروع کر دیا۔ اپنی خواہشات پوری کرنے کے لیے وسائل کی ضرورت تھی جو غالب کے پاس نہیں تھے" (۱)۔

اس میں شک نہیں ۱۸۶۸ء کے قریب غالب زندگی کے بد زمین مالی بحر میں مبتلا تھے اور تقریباً چالیس سے پچاس ہزار روپے تک قرض ان کے ذمہ تھا جو اس زمانے کے اعتبار سے طغیر رقم تھی۔ غالب کے اس زمانہ صحت اور محکومتی کے بارے میں تقریباً بھی غالب شناسوں نے اطمینان خیال کیا ہے۔ غالب کے پاس اس زمانے میں سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی ذریعے سے اپنی آمدنی میں اضافہ کریں اور قرض خواہوں سے اپنی گونگلاسی کرائیں۔ مرزا غالب کے علم میں یہ بات تھی کہ ۳ مئی ۱۸۶۶ء کو ان کے چچا نصرانہ بیگ خاں کے ورثہ کے بارے میں جو شدہ لارڈ بیگ نے تحریر کیا تھا اور جس کی رو سے پینشن کی رقم نوآباد احمد بخش خاں کی طرف سے واجب الادا ذرا احتیاط سے تسلک کر دی گئی تھی، اس میں حقیقتیں نصرانہ بیگ خاں کے لیے دس ہزار روپے سالانہ کی رقم مختص کی گئی تھی لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ لارڈ بیگ کا ایک دو سرا شدہ مرقومہ ۷ جون ۱۸۶۶ء بھی نوآباد موصوف کے پاس تھا جس میں اس رقم کو آدھا یعنی پانچ ہزار روپے سالانہ کر دیا گیا تھا اور اسی کی بنا پر غالب اور ان کے خاندان کو پوری رقم ادا نہیں کی جاتی تھی۔ غالب اس بات کے ذمہ دار بیٹھ نوآباد احمد بخش خاں کو نصرانہ تھے کہ وہ دس ہزار روپے سالانہ ادا نہیں کرتے اور وہ سری طرف نوآباد احمد بخش خاں غالب پر اصل حقیقت واضح کرنے کی بجائے انھیں دلائے اور استمالے سے مطمئن رکھتے تھے۔ غالب کو پینشن کی تقسیم پر ایک بڑا اعتراض یہ بھی تھا کہ نصرانہ بیگ خاں کے حقیقتیں میں ایک شخص خواجہ علی کو بھی حصے دار بنایا گیا ہے جو موصوف سے دور کی قربت بھی نہیں رکھتا۔ پینشن کے قصین اور اجراء کے وقت غالب صبر من تھے لیکن ہوش سنبھالنے کے بعد انھوں نے کئی مرتبہ نوآباد احمد بخش خاں سے اس ناانصافی کا تذکرہ کیا کیونکہ وہ انہی کو اس سارے قضیے کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔

نواب احمد بخش خاں احساس گندہ یا وضع داری یا کسی سیاسی اور ذیلی تھنڈ کی بنا پر غالب کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کی بجائے مستقل میں ان کے حسب خواہش عمل کرنے کا وعدہ کرتے رہے۔

۱۸۳۶ء میں ان حالات نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ اکتوبر ۱۸۳۶ء میں نواب محسن الدین خاں فیروزپور بحریہ کے خود مختار نواب مقرر ہوئے اور ان کے والد نواب احمد بخش خاں نے گوشت گزنی اختیار کی۔ چنانچہ اب غالب کی بخش کی لوائیگی کا معاملہ نواب احمد بخش خاں کے ہاتھ سے نکل کر ایک ایسے شخص کے اختیار میں چلا گیا جس کے مخالفین سے غالب کے گھرے مراسم تھے اور غالب کو یقین تھا کہ وہ بخش کی لوائیگی میں ہزار طرح کی مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ دوسرے اسی سال خواجہ حاجی کا انتقال ہو گیا اور غالب کی توقع کے برعکس اور نواب احمد بخش خاں کے وعدے کے برعکس بخش میں محض خواجہ حاجی کی رقم ان کے دو بیٹوں خواجہ محسن الدین عرف خواجہ جان اور خواجہ بدر الدین عرف خواجہ لادن کے نام جاری ہو گئی۔ چنانچہ غالب نے اس تمام صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے بخش کی رقم میں اضافے اور اپنے استحقاق کے مطابق بخش کے حصول کے لیے چارہ جوئی کا فیصلہ کیا۔ وہ اتمام جنت کے لیے پہلے نواب احمد بخش خاں کے پاس آئے اور ان سے دلواری کی درخواست کی لیکن جب انھیں یقین ہو گیا کہ نواب اس سلسلے میں کچھ نہیں کر پائیں گے تو پانچار خود ٹکٹے جا کر مقدمہ دائر کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ ایک طرح سے غالب کے لیے جہد لہجہ کا مرحلہ تھا۔

غالب اگست ۱۸۳۶ء میں دہلی سے روانہ ہوئے۔ کانپور سے ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچے۔ اہل لکھنؤ نے ان کی تحکیم میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ ان کے اعزاز میں بڑے بڑے پر مشاعرے منعقد کیے۔ درج ذیل اشعار انھی ایام کی یادگار ہیں :

وہاں پہنچ کر جو فتن آتا ہم ہے ہم کو	صدہ آہنگ زمین ہوس قدم ہے ہم کو
لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھتا، یعنی	ہوس سیر تاشا، سو کم ہے ہم کو
مقلع سلسلہ شوق نہیں ہے یہ شہر	عزم سیر نغف و طوف حرم ہے ہم کو
لے جاتی ہے کہیں ایک توجہ غالب	جادو نہ کشش کاف کرم ہے ہم کو

لکھنؤ میں سال بھر قیام کے بعد غالب واپس کانپور آئے اور پھر پٹنوں 'پنڈ اور مرشد آباد کے راستے بقل بالک رام (۱) ۸ فروری اور بقل پر قوسی چند (۲) ۲۱ فروری ۱۸۳۸ء کو ٹکٹے پہنچ گئے۔ اس میں سے کچھ مسافت گھوڑا گاڑی، کچھ کشش کے ذریعے اور قزاق گھوڑے پر طے کی گئی۔ اس کی تفصیل غالب نے بیج آہنگ میں شامل خطوط عام مولوی محمد علی، رائے بیج مل اور علی بخش رنجور دلیہو میں بیان کی ہے۔ ۲۸ فروری ۱۸۳۸ء کو غالب نے

گورنر جنرل یا کونسل کو عرضِ دعوتی پر مشتمل اپنی درخواست پیش کی۔ یہ درخواست اسٹرا آفس لائبریری لندن سے حاصل کر کے اس کا اردو ترجمہ آنجنائی مالک رام نے پہلی مرتبہ قبیلہ غالب میں شامل کیا۔ یہ قہری چہرہ کے ہیں اس کا متن ضمیمہ ہے لیکن انھوں نے جاگیر غالب کے تعارف میں اس کا خلاصہ درج کیا ہے۔ ذیل نظر کتاب میں اس دستاویز کا پورا انگریزی متن اور ترجمہ شامل ہے۔ موجودہ صورت میں یہ دستاویز ۲ مئی ۱۸۵۸ء کو سیاسی ریکارڈ کے طور پر قلمبند کی گئی تھی اور یہ فیصلہ آرکائیوز دہلی شعبہ سیاسی کی ریکارڈ نمبر ۳۶ میں شامل ہے۔ یہ درخواست بہت طویل ہے لیکن یہ قہری چہرہ نے اس کے اہم نکات کا خلاصہ اور غالب کے معاہدات کا لب لباب یوں بیان کیا ہے:

۱۔ لوہ ابھو بخش خاں کو چاندیو اس شرط پر دی گئی تھی کہ وہ چھتیس ہزار روپے سالانہ حکومت کو ادا کرتے رہیں گے لیکن جب نیراٹھ بیک کا انتقال ہوا تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ صرف پچاس سوادیوں کی دیکھ بھال کریں گے اور مرحوم کے وارثوں کو گزراہ دیتے رہیں گے۔ اس کے بدلے میں میں ہزار روپیہ کی معافی دیدی گئی۔ لہذا آفس الدین خاں سے میں بائیس سال کا حساب طلب کیا جائے تاکہ پتہ چلے کہ انھوں نے ان دونوں مدتوں پر کتنا خرچ کیا۔

۲۔ ابھو بخش خاں نے نووی ہائے دس ہزار کے پانچ ہزار روپیہ کر دیئے اور اس میں بھی خواجہ حاتی کو دو ہزار کا حصہ دار بنا دیا گو ہمیں تین ہزار ہی ملے کیونکہ خواجہ حاتی کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پوری رقم ہمیں ملنا چاہیے تھی تین ہزار بھی صرف دو آدمیوں کو ملے لیکن والدہ نیراٹھ بیک خاں اور ایک بھتیجا کو باقی رشتہ داروں کو نیراٹھ از کر دیا گیا لہذا یہ طریقہ تقسیم درست نہیں ہے۔ ہمیں برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے خاندان کا ایک ملازم میرے ساتھ برابر کا شریک ہو۔

۳۔ حکومت از راہ موہلی اس معاملہ کی پوری تحقیقات کرے اور لازماً ایک کی سن ۱۸۵۵ء اور ۱۸۵۶ء کی خط و کتابت اور سندات ملاحظہ فرمائی جائیں۔ ریکارڈ سے یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ ابھو بخش خاں کو یہ تین لاکھ کی جاگیر کن شرط پر دی گئی تھی۔ ہمیں تین ہزار سے زیادہ کچھ بھی نہیں ملا۔ خواجہ حاتی کے دو ہزار سے ہمیں کوئی علاقہ نہیں۔ یہ رقم ہمارے خاندان کی رقم میں سے وضع نہیں ہونا چاہیے۔

۵۔ حکومت کو معلوم ہو گا کہ پچاس سوادیوں کی عہدداشت کے لیے کوئی ملازم نہیں رکھا گیا کیونکہ شرط پر دی نہیں کی گئی۔ پھر معافی کس بات کی۔ لہذا رقم سرکاری خزانہ میں جمع ہونی چاہیے۔ ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں۔

۶۔ نیراٹھ بیک خاں کے وارثوں کی تحقیق کی جائے اور ہر ایک کی حیثیت کے مطابق وغیرہ عطا کیا جائے۔ ہر وغیرہ طراز کو الگ الگ اسٹو عطا کی جائیں اور وغیرہ پھر سے مقرر کیا جائے۔ تمام وغیرہ کی ادائیگی خزانہ سرکار سے ہونا چاہیے اور ان کا کوئی تعلق فیوڈلر کی جاگیر سے نہیں رہنا

کا ہے (۱)۔

غالب کے عرضی دعوے کی سرزشت کے بارے میں شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں :

”اس وقت قادی دفتر کے سیکرٹری ایڈوارڈ سٹرلنگ تھے اور اسٹنٹ سیکرٹری مسٹر سائنز فررارہ۔ موخرالذکر کی ملاقات مرزا سے دوستانہ طریقہ سے ہوئی اور محافقہ و عطائے عطر و پان کی نوبت آئی۔ مسٹر ایڈوارڈ سٹرلنگ نے جن کی تعریف میں مرزا کا قادی قصیدہ موجود ہے، ”غائب گورنر جنرل کے نام غالب کی عرضداشت لے کر اس کا انگریزی ترجمہ کرایا اور کونسل میں پیش ہوئی تو وہاں سے غم ہوا کہ پہلے یہ درخواست ایجنٹ دہلی کے پاس پیش ہونی چاہیے چنانچہ مرزا خود تو نکلتے رہے اور اپنے وکیل میرا لال کو دہلی لکھا کہ عرضداشت پر سرایہ وڈا کولبرک ایجنٹ دہلی کی سفارش کرا کے نکلتے بھجوائے (۲)۔“

یہ وہ نقطہ آغاز ہے جہاں پیش کے مقدمے کے سلسلے میں غالب کی ہلاکیوں کی داستان شروع ہوتی ہے جو تقریباً سترہ سال یا اس سے کچھ زیادہ عرصے پر محیط ہے۔ غالب کے دل و دماغ پر پیش کے حصول کے مسائل اور ادائے قرض کا بوجھ کدوم مرگ رہا اور وہ ۱۵ فروری ۱۸۶۹ء تک جبکہ انھوں نے اپنی جان عزیز، جان آفرین کے سپرد کی اس بارگاہ سے رہائی نہ حاصل کر سکے غالب کے سفر نکلتے اور قیام نکلتے کی تفصیلات الطاف حسین حالی، مولانا غلام رسول مرز، مولانا عرشی رامپوری، شیخ محمد اکرام، مالک رام، پرتوی چندر، ملک حسن اختر وغیرہ نے اپنی تصانیف میں اتنے شرح و بسط سے دی ہے کہ ان محدود اوراق میں انھیں سونا ٹھکن نہیں۔ البتہ سفر نکلتے کے قیادی مقدمہ یعنی غائبانی پیش کے حصول کے لیے چارہ چوٹی پر چمکے ذمہ نظر کتاب جامع اور سیر حاصل مواد پیش کر رہی ہے اس لیے ذمہ نظر کتاب کے بارے میں کچھ وضاحت بے محل نہ ہوگی۔

(۲)

غالب کے مقدمہ پیش پر جن اہم غالب شناسوں اور محققین نے قلم اٹھایا ہے ان میں مولانا الطاف حسین حالی، مولانا امتیاز علی عرشی، مولانا غلام رسول مرز، شیخ محمد اکرام، مالک رام، ڈاکٹر یوسف حسین علوی، پروفیسر لطیف الزہری، اختر حسن، ڈاکٹر حسن اختر اور ڈاکٹر انیس ٹائی کاہل ذکر ہیں۔ سرسری ذکر تو غالب کے تمام سوانح نگاروں کے ہاں ملتا ہے لیکن مذکورہ صاحبان علم نے اس موضوع پر خصوصی توجہ دی ہے۔ مستشرقین میں سے سب سے مبسوط اور منضبط مقالہ

۱۔ جاگیر غالب، مرتبہ ڈاکٹر سید حسین الرحمن، ص ۱۶۱ تا ۱۶۲۔

۲۔ حیات غالب، ص ۱۰۰۔

P. Hardy کا ہے جو رائلٹ رسل کی کتاب Ghalib, The Poet and His age میں شامل ہے۔ غالب کی اپنی تحریروں میں بھی اس موضوع کی تفصیلات تھیں۔ جبکہ کبھی ہوئی ہیں اور خاص طور پر غالب نے اپنے فارسی اور اردو خطوط میں اس واقع پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ۱۷۶۹ء یعنی غالب کے صد سالہ جم وفات تک اس بارے میں جو کچھ لکھا گیا اس میں سے زیادہ تر غالب کی اپنی تحریروں پر ہی مشتمل تھا اور محققین عام طور پر نکلیات نثر غالب (فارسی)؛ پٹی آہنگ؛ محقرقات غالب؛ ماثر غالب؛ اردوئے معلیٰ؛ غور و غری؛ نکاتیہ غالب اور تذرات غالب وغیرہ کے حوالے سے ہی اس موضوع کی تفصیلات بیان کرتے تھے جب ۱۹۷۳ء میں مالک رام نے غالب کا عرضی و عمومی انڈیا آئس لندن سے حاصل کر کے اس کا اردو ترجمہ آج کل دہلی کے فردوسی ۱۹۷۳ء کے شمارے میں شائع کرایا تھا تو مقدمہ بخش کے دستاویزی ثبوت مہیا کرنے کی طرف غالب شناسوں کا پہلی مرتبہ رجحان ہوا تھا۔

اس سلسلے کا سب سے اہم کام انجمنی پر قہوی چندر نے انجام دیا جنہوں نے غالب کی خاندانی بخش کے بارے میں نیشنل آرکائیوز دہلی سے دستاویزات اور اسٹار حاصل کر کے انہیں ڈاکٹر سید صہین الرحمن کے بتول پہلے ۱۹۷۰ء میں اور پھر اس فیروز میاوی ایل بیٹن کو ضائع کر کے ۱۹۷۶ء میں جاگیر غالب کے نام سے شائع کیا۔ دہلی ریڈیو ٹی وی میں موجود سرکاری ریکارڈ کی ایک فہرست کے نام سے گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور سے شائع ہوئی تھی، لیکن ہے پر قہوی چندر نے اس سے بھی استفادہ کیا ہو۔ انہوں نے اسے کام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے:

”نسب و اہتمام و کمال غالب کی عرضداشتوں‘ مالکان ایسٹ انڈیا کمپنی و نیز عدالت ڈائریکٹران کمپنی کی کارروائیوں پر مشتمل ہے۔ مقدمہ بخش سے متعلق مکمل متن نیشنل آرکائیوز ٹی وی دہلی میں محفوظ ہے اور بہت سے ایسے انکشافات کی حامل جو ابھی تک نظروں سے اوجھل تھے ۱۹۷۳ء۔“

جاگیر غالب میں کل ۵۱ دستاویزات ہیں جن میں ایک کمرہ ہے اور اس اعتبار سے ان کی صحیح تعداد ۵۰ ہے۔ غالب کی ۲۸ فروری ۱۸۳۸ء کی درخواست جسے مالک رام نے انڈیا آئس سے حاصل کر کے ترجمہ کیا دہلی آرکائیوز میں موجود تھی لیکن نہ تو مالک رام اس کا متن یہاں سے حاصل کر سکے اور نہ ہی پر قہوی چندر نے اسے حاصل کر کے ”جاگیر غالب“ میں شامل کیا۔

جاگیر غالب کے موافق انجمنی پر قہوی چندر کی اصل محنت ان دستاویزات کی فراہمی، قرأت اور باز نوشت میں مضمر ہے۔ انہوں نے یہ کام اس قدر محنت اور جفاکشی سے انجام دیا ہے کہ وہ اس کام کے بلاشبہ غنیمت گزار اور پہل کار مانے جاسکتے ہیں۔ ایک آدمہ جبکہ پر فروگزاشت اور حرم و احتیاط میں کنزوری بھی نظر آتی ہے مثلاً صفحہ ۳۵ سے ۵۵ تک لارڈ ولیم دکنک کے نام غالب کی ایک درخواست ۱۸۱۹ء سے ۱۸۲۱ء تک دوبارہ درج ہو گئی ہے۔ اور یہ شاید

اس لیے ہوا کہ ایک ہی دستاویز کو دو مرتب کتابت کرایا گیا اور نظر ثانی کے وقت توجہ اس طرف نہیں گئی۔ اس کے علاوہ ص ۳۲۶ پر اصل دستاویز کے آخر میں ۱۲ نومبر کی تاریخ درج ہے جبکہ صفحہ ۳۲۷ پر اس کی بازنوشت میں یہ ۲۳ نومبر بنا دی گئی ہے۔ صفحہ ۳۲ پر ایچ مونسٹن "صفحہ ۲۵ پر ایچ مونسٹن اور صفحہ ۱۹ پر ایچ مونسٹن ہے اسے ایک ہی طرح لکھا جانا چاہیے تھا۔ صفحہ ۳۸۷ پر ۱۸۳۷ء کی بجائے جو اصل دستاویز میں ہے بازنوشت پر اسے ۱۸۸۷ء بنا دیا گیا ہے اور اسی طرح صفحہ ۳۳۱ پر ۱۸۳۳ء کی بجائے ۱۸۵۵ء چھپ گیا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن یہ معمولی باتیں ہدف طوائی کے ذیل میں آتی ہیں، ان کے کام کی عظمت کو کم نہیں کرتیں۔

جاگیر غالب کا پاکستانی ایڈیشن مرتبہ ڈاکٹر سید صمیم الرحمن اسی نسخے کی صدائے بازگشت ہے اور اس میں کوئی تحقیق یا علمی اضافہ نظر نہیں آتا۔ حتیٰ کہ پر قہوی چندر کے ہاں جو فروگزاشیں اور افلاطون رہ گئی ہیں "ڈاکٹر صاحب کے مرتبہ ایڈیشن میں بیحد موجود ہیں مثیل کے طور پر جاگیر غالب میں جو دستاویز مکرر شائع ہو گئی تھی ڈاکٹر صمیم الرحمن نے بھی اس پر کوئی توجہ نہیں دی اور اس کے بارے میں کوئی تبصرا نہیں کیا۔ ہدف خوانی کی افلاطون اور فروگزاشیں جن کا پر قہوی چندر کے ایڈیشن میں ذکر کیا گیا اس اشاعت میں بھی ہوں کی قوت موجود ہیں۔ مابنامہ سورج کے غالب نمبر (۱۱ اور "اپریل مئی ۱۹۹۱ء) میں پروفیسر لطیف الزمان نے جاگیر غالب کو دوبارہ شائع کرایا ہے اور ڈاکٹر صمیم الرحمن کے کام پر مبالغہ آمیز اعتراض کیے ہیں۔ میرے نزدیک ڈاکٹر صمیم الرحمن کے کام میں کوئی عذرت تو نہیں البتہ اس اعتبار سے غیر مفید بھی نہیں کہ ان کی رسالت سے چار نمین غالب کو ایک نیا باب کتاب میر آئی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ خٹن کی دستاویزات کی نقل دہلی "لاہور" اور لندن میں محفوظ کی گئی تھیں۔ چنانچہ پنجاب آرکائیوز میں قدیم دستاویزات کے جو نسخے اور ریکارڈ محفوظ ہیں ان میں بھی غالب کے مقدمہ خٹن کی ابتدا اور دستاویزات ہیں۔ ان دستاویزات کی ایک فہرست بھی ۱۹۵۵ء میں گورنمنٹ پریس لاہور سے Old Record of the Punjab Secretariat کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ بیٹھل ڈاکو میٹیشن سینٹر سے وابستہ ایک علم دوست بزرگ میاں محمد سدا اللہ نے اس تمام ریکارڈ کی محنت اور لگن سے پچھلے ہیں کر کے "بیٹھل آرکائیوز دہلی کے ریکارڈ کو دیکھ کر فوراً انڈیا آفس لاہوری لندن میں موجود مسلوں کی پڑتال کر کے غالب کے مقدمہ خٹن کو ایک جامع منصوبے کی صورت میں مرتب کیا اور اس کا نام Seventeen Years of Ghalib's Life رکھا۔ ذرا نظر کتاب کی بنیاد اسی کام پر ہے۔

اس سے پہلے کہ ذرا نظر کتاب کے متعدد جلدت پر تفصیلی بات کی جائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس میں شامل دستاویزات کی اس کے علاوہ ماخذ میں بھی شکایتی کر دی جائے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ ذرا نظر کتاب کے مطالب میاں محمد سدا اللہ کے علاوہ دوسرے محققین کے ہاں بھی موجود ہیں اور ان کی صورتیں کیا ہیں؟

۱۔ ان دستاویز پر مشتمل پہلی کتاب ڈاکٹر ملک حسن اختر کی ہے جس کا عنوان ہے: حیات غالب کا ایک باب: تحقیق کی روشنی میں۔ اسے مکتبہ عالیہ اردو بازار لاہور نے شائع کیا تھا۔ کتاب پر سال اشاعت درج نہیں لیکن جاگیر غالب مرتبہ ڈاکٹر صمیم الرحمن میں اس کا سال اشاعت ۱۹۸۷ء درج ہے (۱) ڈاکٹر ملک حسن اختر نے جس زمانے میں

کام کیا جب میاں محمد اسلم، جناب آرکائیوز میں ڈائریکٹر تھے۔ ملک صاحب نے ان کے تعاون کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کتاب کے دائرہ کار کے بارے میں ملک صاحب نے لکھا ہے:

”اصل میں دہلی ریڈیو ٹی کے بعض کافزات، جناب میں نقل کر دیے گئے تھے۔ غالب کی دو عرصوں پر خود ان کے دستخط اور مرموعہ ہے چنانچہ یہ اصل ہوں گی اور دہلی میں ان کی نقل دی ہو گی۔ ان دستاویزات کی اشاعت سے غالب شناسوں کو یقیناً فائدہ پہنچے گا۔ اس کتاب میں پٹن کے سلسلہ میں مرزا غالب کی یکم اور ان کی سالی کی درخواست کے بارے میں ایک سرکاری دستاویز بھی شائع کی جا رہی ہے۔ ان دستاویزات کا اردو ترجمہ میں نے کتاب کے متن میں شامل کر دیا ہے تاکہ اردو دان طبقہ اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔ مرزا غالب کی پٹن کے بارے میں مجھے بعض دستاویزات، جناب آرکائیوز میں دستیاب ہوئی ہیں۔ میں نے ان دستاویزات کی نکسی نقل حاصل کر لیں جن کے لیے میں جناب آرکائیوز کے ڈائریکٹر جناب میاں محمد اسلم کا شکر گزار ہوں (۲)۔

ان دستاویزات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ غالب کی پٹن کے مقدمے کے سلسلہ میں اہم ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔ میں نے ان کی روشنی میں حیات غالب پر نکسی ہوئی کتب کا مطالعہ کیا تو ان میں جاہا اصلاح کی گنجائش نظر آئی چنانچہ میں نے حیات غالب کے اس حصہ پر ایک طویل مضمون قلم بند کرنے کا فیصلہ کیا جو اب اس کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں جو دستاویزات مجھے ملیں ان کے نکس بھی شائع کیے جا رہے ہیں۔ بعض دستاویزات کے انگریزی تراجم بھی ملے ہیں۔ ان کے نکس بھی شامل کیے جا رہے ہیں کیونکہ انگریز حکام کے سامنے یہ انگریزی تراجم ہی پیش ہوتے تھے۔

ملک صاحب جاگیر غالب کے متن سے لاطم ہیں۔ ان کے کام کی بنیاد محض جناب آرکائیوز پر ہے۔ ”حیات غالب کا ایک باب“ کل ۷۲ دستاویزات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے پہلے حصے میں ان دستاویزات کو مقالے کی شکل میں پیش کیا گیا ہے اور آخر میں ان دستاویزات کی نکسی نقل شامل کر دی گئی ہیں۔ پہلے حصے میں غالب کے مقدمہ پٹن کی مفصل مددلو کتاب میں موجود دستاویزات اور سوانح غالب کے دیگر ماخذ کی مدد سے قبند کی گئی ہے۔ ملک صاحب کا اسلوب نگارش عالمانہ اور تحقیقی طرز میں ہے انھوں نے موضوع سے متعلق انہماق شدہ کاموں کا جائزہ لیا ہے اور ناہیات کے بعض نامور محققین سے اختلاف بھی کیا ہے اور بالخصوص انجمنی مالک رام، شیخ محمد اکرام اور

مولانا قلام رسول صر کے بعض مباحث پر تنقید کی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ شیخ محمد اکرام نے ۷ جون ۱۸۸۶ء کے جس خط کی بنیاد پر لکھا ہے کہ اس میں مصلحتیں نصرائف ایک خان کے لیے دس ہزار کی بجائے پانچ ہزار بطور حد معاش مقرر کیے گئے ہیں، اس میں پانچ ہزار کی رقم کا کوئی ذکر نہیں۔ ملک صاحب کو جو شدہ دستیاب ہوا وہ نواب امیر بخش خاں کی بجائے حالات فیوض پرور و فیوض کے مستویوں، پندھریوں اور گناہتوں و فیوض کے نام ہے اور اس میں سام اور رقوم کی صراحت کی چنداں ضرورت نہ تھی جبکہ اس تاریخ یعنی ۷ جون ۱۸۸۶ء کو ہی ایک دو مراثیٹ لارڈ لیک کی طرف سے نواب امیر بخش خاں کو ارسال کیا گیا تھا جس میں پانچ ہزار روپے کے نامزد وصول کی صراحت ہے۔ یہ شدہ زیر نظر کتاب اور جاگیر غالب دونوں میں موجود ہے۔ "حیات غالب کا ایک باب" میں مسلوں کی کئی نقل کی باز نوشت نہیں کی گئی جس کے سبب ایک عام کاری اور محقق اس سے کما حقہ استفادہ نہیں کر سکتا۔ ان سب باتوں کے باوجود غالب کے مقدمہ فائن پر ڈاکٹر حسن اختر نے جس تفصیل سے قلم اٹھایا ہے، قابل تحسین ہے۔

(۲) مئی ۱۹۶۶ء میں ڈاکٹر انیس ناگی کی کتاب غالب کا مقدمہ فائن "القرائن پر انڈولامور سے منظر عام پر آئی۔ ڈاکٹر ناگی نے یہ کتاب اس زمانے میں مرتب کی تھی جب وہ پنجاب گورنمنٹ میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ وہ میاں محمد سداقت کے کام سے بھی واقف تھے لیکن انھوں نے سرکاری ریکارڈ سے براہ راست استفادہ کر کے اس کتاب کو مرتب کیا۔ ڈاکٹر ناگی کے سامنے جاگیر غالب کا پاکستانی ایڈیشن بھی تھا۔ ڈاکٹر ناگی کی کتاب میں انگریزی اور فارسی دستاویزات کی مجموعی تعداد ۲۷ کے قریب ہے۔ اپنے کام کی وضاحت اور برہنہ پندرہ کی کتاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"چند برس ہوئے ہندوستان میں ایک کتاب جاگیر غالب مرتبہ پر قوی چند (۱) دہلی سے شائع ہوئی تھی۔ یہی کتاب بعد میں لاہور سے بھی اشاعت پذیر ہوئی۔ اس میں غالب کی ۲۲ درخواستیں شامل کی گئی ہیں۔ اس کتاب کے مولف کے مطابق اسے غالب کی فائن کی درخواستیں دہلی آرکائیوز سے ملیں جو اس نے شائع کر دی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ برہنہ چند نے اس سلسلے میں پوری چھان بین نہیں کی کیونکہ غالب کے فائن کیس کے کاغذات پر لکھیل ڈیپارٹمنٹ، شعبہ ترجمہ پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر کے ریکارڈ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ برہنہ چند نے اپنے دیباچے میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ غالب کا دہلی ریڈیو ٹی کا ریکارڈ کتاب میں شامل نہیں ہو سکا۔ اس طرح دہلی آرکائیوز میں غالب کی جو فارسی اور بعض انگریزی کی درخواستیں ہیں وہ برہنہ چند کی نظر سے نہیں گزریں ان میں سے بعض کی نقل راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ اس طرح جو درخواستیں ایڈیا آفس لاہوری میں موجود ہیں وہ بھی برہنہ چند نے جاگیر غالب میں شامل

نہیں کہیں، جن میں سے بعض کی نقول راقم الحروف کے پاس ہیں۔ اس کتاب میں غالب کی بخش کی درخواستیں شامل کی گئی ہیں جو غالب نے ۱۸۳۵ء — ۱۸۳۶ء کے دوران کہنی کی انکساریہ کو لکھیں یہ دہلی ریڈیو ٹی اور ایجنسیز کا ریکارڈ ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے۔ اس کی اشاعت کی اجازت حکومت پنجاب نے دی ہے۔ فرض اشاعت یہ ہے کہ اس کتاب میں شامل درخواستیں اور جاگیر غالب میں موجود غالب کی درخواستوں میں ایک طرح کا تسلسل پیدا کیا جائے۔ ہر ایک غالب کے شائقین کے مطالعے کے لیے غالب کی دو فارسی درخواستیں غالب کے حریف افضل خاں اور نواب خٹم الدین کی درخواستیں بھی تحریر کے طور پر شامل کی گئی ہیں۔ یہ تحریریں فارسی میں ہیں۔“ (۱)

برادر امیں انیس ٹانگی کے کام سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں اسے ختم کرنے کی بہت جلدی تھی۔ قدیم کی بعض فروگزاشتوں مثلاً ۶۶ کے بعد ۶۷ کی مہارت ۶۷ پر چلی گئی ہے، سے قطع نظر زراجم بھی بعض مقامات پر اصل دستاویزات سے ذرا مختلف ہو گئے ہیں نواب خٹم الدین خان کی درخواست میں Wilfully کا ترجمہ ”جہاں بوجھ کر“ یا ”عمدا“ کی بجائے ”بدینہائی سے“ کیا گیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں اپنے کام پر نظر ثانی کا موقع نہیں ملا۔

یہ پس منظر تھا زیر نظر کتاب تک عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پینٹل ڈاکیومنٹیشن سینٹر کے مسودے کی قدیم کے بعد یہ اعتقاد اس ادارے تک پہنچا نہ رہا کہ اس نے غالب کی خاندانی بخش کے بارے میں جو کام کیا ہے وہ کسی اور کے نصیب میں نہیں آیا کیونکہ اب اس داستان کے اوراق پر پٹان ہو چکے تھے۔ شاید ایک سبب اس کام کی اشاعت میں تاخیر بھی ہو بہرحال اب یہ مسودہ اردو قریب ”خواہی حلیات اور میری موضوعات کے ساتھ کار نہیں کے سامنے ہے۔ اس مسودے میں غالب کے مقدمہ بخش کے علاوہ ان کے خاندانی اور ذاتی مسائل سے متعلق بھی کچھ اضافہ اور دستاویزات ہیں اور ان کی کل تعداد ۶۶ ہے۔ جو پر قہوی چندر، ڈاکٹر حسن اختر اور ڈاکٹر انیس ٹانگی تینوں سے زیادہ ہے۔ ان میں سے ۳۸ دستاویزات پینٹل آرکائیوز آف انڈیا کے شعبہ سیاہی کی روداد سے ۳۷ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز کے دہلی ریڈیو ٹی اور ایجنسی ریکارڈ سے اور ۶۶ دستاویزات انڈیا آفس لندن کے ریکارڈ سے حاصل کی گئی ہیں۔ بعض کے ہاتھ کی خطاطی نہیں کی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نکلنے میں موجود سرکاری ریکارڈ کی مختلف نقول لاہور، دہلی اور لندن کے ریکارڈز میں محفوظ کی جاتی تھیں۔ اس لیے کہ پر قہوی چندر کی اصل دستاویزات جو دہلی آرکائیوز سے تعلق رکھتی ہیں خط اور املا کے اعتبار سے پنجاب میں موجود دستاویزات سے مختلف ہیں۔ گمان کرتا ہے کہ اگر نکلنے کے سرکاری ریکارڈ کی چٹائل کی جائے تو نہ صرف وہاں بھی ان دستاویزات کی خطاطی ممکن ہو گی

بلکہ ہو سکتا ہے کچھ نئی اسٹو اور دستاویزات بھی دریافت ہو جائیں۔

زیر نظر کتاب Official Record on Ghalib's Pursuit Family Pension and Related Matters

1869 - 1805 میں موجود تمام دستاویزات کا اردو ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ ترجمے کا ابتدائی حصہ دو کئی مسودے کا تقریباً ایک تہائی تھا جبکہ سید محمد عارف نے ترجمہ کیا ہے اور باقی دو تہائی کے محترم ڈاکٹر محمود الرحمن ہیں۔ فارسی دستاویزات کا ترجمہ راقم الحروف نے خود انجام دیا ہے ان میں سے بعض کے حلقے میں راجہ حسن اختر اور انیس باگی کے قراہم کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ مترجمین سے درخواست کی گئی تھی کہ جہاں تک ہو سکے ترجمے میں اصل کے معانی کو ملحوظ نہ ہونے دیں اور عمد غالب کے شائق مزاج کو مد نظر رکھیں۔ اس کے علاوہ دونوں مترجمین کے اسلوب میں کئی اختلافات قاضی نظرہانی کے دوران یکساں بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۳)

زیر نظر دستاویزات میں بنیادی اہمیت غالب کے عرضی دعویٰ مورخہ ۲۸ فروری ۱۸۲۸ء کو حاصل ہے۔ اس کے بعد مرزا افضل بیگ کی طرف سے داخل کیے گئے جواب دعویٰ کا نمبر آتا ہے۔ باقی ساری دستاویزات انہی دونوں کے گرد گھومتی ہیں۔ غالب نے ان سترہ برسوں میں یعنی ۱۸۲۸ء سے ۱۸۴۵ء تک چھٹی عرضیاں دیں ان کا اب باب مندرجہ ذیل نکات میں مختصر کیا جا سکتا ہے۔

(۱) نضر اللہ بیگ کے متوطنین کے لیے پنشن کے دو شقوق مورخہ ۳ مئی ۱۸۲۶ء اور ۷ جون ۱۸۲۶ء میں سے دو سوا شق جس پر پنشن کی رقم پانچ ہزار روپے کی گئی ہے اول تو جعلی ہے کیونکہ اس کی نواب شمس الدین خان کی ملکیت کے علاوہ کوئی دوسری نقل کسی سرکاری ریکارڈ میں نہیں۔

(۲) خواجہ حاجی جنہیں دوسرے شق میں دو ہزار روپے سالانہ کا مستحق قرار دیا گیا ہے، کا نضر اللہ بیگ خان کے خاندان سے کوئی تعلق نہیں۔ نواب احمد بخش خان نے اپنے ذاتی مفاد اور ناانصافی کے سبب دس ہزار کے بجائے پانچ ہزار روپے خود ہی کر دیے اور خواجہ حاجی کو دو ہزار کا حصہ دار بنا کر لواحقین نضر اللہ بیگ خان سے زیادتی کی۔ لواحقین کے درمیان پنشن کی تقسیم بھی درست نہیں۔

(۳) نواب شمس الدین خان سے پچاس سو روپوں کے سونے کے لیے دی گئی معافی کی رقم کا حساب لایا جائے جو تیس بائیس سال سے لواحقین کو ملتی رہی۔

(۴) خواجہ حاجی کو لڑائی جلتے والی رقم ہماری خاندانی پنشن سے وضع نہیں ہونی چاہیے۔

(۵) پنشن کی تمام رقم سرکاری خزانے میں جمع ہونی چاہیے اور نضر اللہ بیگ خان کے متوطنین کو سرکار براہ راست ہر ایک کی حیثیت کے مطابق حصہ لودا کرے۔ یہ پنشن فیروز پور کے خزانے سے ادا نہیں ہونی

چاہیے۔

غالب کی مرضداشت پر جب یہ فیصلہ ہوا کہ اسے ریڈیو نٹ دہلی کی وسالخت سے پیش ہونا چاہیے اور دہلی سے نواب محسن الدین خان کی ساز باز سے غالب کے خلاف رجسٹر آئی تو غالب کو باجوہی کے عالم میں غم و غصے کا اظہار کرتا ہوا۔ اس پر طرہ یہ کہ نواب محسن الدین خان نے غالب کو شاعر کہہ کر اس کے دعویٰ کو غیر منطقی کہے بغیر اور ہوس زر کا سبب قرار دیا۔ میرزا افضل بیگ نے جو خواجہ حاجی کا برادر ضیق اور ان کے بیٹوں کا ماموں تھا اپنے نواب دعویٰ میں غالب کو غلط دماغ کا مریض قرار دیا۔ میرزا افضل بیگ دوبارہ دہلی کی طرف سے سرکار انگریزی میں سفیر تھے اس لیے ان کے مقام سفارت کے احترام میں ان کی سخت گوئی پر توجہ نہ دی گئی جبکہ نواب محسن الدین خان کے دوسرے کو قابل اعتراض سمجھا گیا۔ مرزا غالب نے اپنی بعد کی درخواستوں میں جو موقف اختیار کیا اس کے چار مطالب درج ذیل ہیں۔

(۱) ضلع اکبر آباد میں نعرانہ بیگ خان کی جاگیر نواب احمد بخش کی جاگیر سے الگ واقع تھی لہذا اس جاگیر کے عوض خشتن سے فیہ ذمہ کے نواب کا کوئی تعلق نہیں ہے انگریز حکومت اور متوسلین نعرانہ بیگ خان کے درمیان براہ راست معاملہ ہے۔

(۲) لارڈ لیک سے منسوب دوسرا شق جعلی ہے اگر مجھ سے اس دستاویز کے جعلی ہونے کے بارے میں اختلاف کیا گیا تو میں اپنی حمایت میں سمٹر گولہ پیش کروں گا۔ عقلی دلائل اور نقلی شواہد سے بھی اس دستاویز کو جعلی قرار دیا جاسکتا ہے۔

(۳) نفوذی کا دعویٰ باطل قرار پائے تو اس دردغ گوئی کے لیے سزا کا مستوجب ہو گا۔

(۴) چونکہ اس خاندان کا سہ ماہی ہے اوراد چھوڑے دنیا سے چلا گیا میں جو اس کا سب سے بڑا بھتیجا ہوں اس کس بیٹے کی مانند ہوں نعرانہ بیگ خان کا چاہئیں قرار پاسکتا ہوں میں اس لائق ہوں کہ ان کے تمام لواحقین کی رقم مجھے دے دی جائے اور ان کی پردوش میرے ذمے کر دی جائے۔

(۵) ان پانچ شرکاء میں سے ہر ایک کے تمام ان کی رقم مقرر کر دی جائے۔

(۶) دیکھیں خاندان کے نواب کو طوطا دیکھتے ہوئے مجھے امتیازی حیثیت دی جائے تاکہ میری زندگی میں فراغت اور دنیا کی نگر میں میری عزت قائم رہے۔

یاد رہے کہ نعرانہ بیگ خان کے لواحقین کی مدد معاش کے لیے میل پانچ ہزار روپے کی رقم کا ہزارہے جون ۱۸۷۶ء کے شق میں مندرجہ ذیل طریقے سے کیا گیا تھا۔

- | | | |
|-----|--|---------------------|
| (۱) | خواجہ حاجی رسالدار | دو ہزار روپے سالانہ |
| (۲) | نعرانہ بیگ خان کی والدہ اور تین بھتیجی | چند سو روپے سالانہ |
| (۳) | میرزا غالب اور ان کے بھائی میرزا یوسف | چند سو روپے سالانہ |

غالب کا اس سلسلے میں موقف جی بر صداقت ضرور تھا لیکن ان کی توجہ بعض بنیادی حقائق کی طرف نہیں جا رہی تھی۔

(الف) میرزا نصر اللہ بیگ خاں کے لواحقین کو یہ دغلیہ نواب احمد بخش خاں کی سفارش پر مٹا کیا گیا تھا۔ لہذا اس کی تقسیم بھی انہی کی رضامندی اور سیاسی مصلحت کے تحت ضروری تھی۔ غالب جیسے صلیب سن اور خاندان کی چند خواہشیں ان کی اس وقت کیا حیثیت تھی۔

(ب) خواجہ حاجی نصر اللہ بیگ خاں کے عمار کل اور رسالدار تھے لہذا پچاس سوادوں کے رسالے کو قائم رکھنے کے لیے ان کا وجود ضروری تھا۔ وہ نصر اللہ بیگ خاں کے لواحقین میں سے نہ کسی حوصلے میں سے ضرور تھے۔ انگریز حکومت کو نواب احمد بخش اور ان کے رسالے کے ساتھ تعلقات استوار رکھنے کے لیے خواجہ حاجی کا وجود زیادہ اہم نظر آیا تھا۔ اس لیے انہوں نے اپنے سیاسی اور ذہنی تحفظات کے تحت خواجہ حاجی کا نام بطور خاص شے میں شامل کیا۔

غالب کی عرضداشتوں کے اسلوب نگارش پر ڈاکٹر ناگی نے جن فی اور لسانی اسقام کی نشاندہی کی ہے ان پر توجہ ضروری ہے۔ ڈاکٹر ناگی لکھتے ہیں :

”غالب نے یہ درخواستیں فارسی میں تحریر کیں جن کا ترجمہ دہلی میں موجود بدراہی پیشکش دانگروز اور حرمین نے انگریزی میں کیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ غالب ان کو اپنا درخواست کا متن بنا دیتے ہوں اور وہ الٹی سیدھی انگریزی میں ان کا ترجمہ کر دیتے۔ اکثر جگہوں پر نظام الوقت، ہلوں کی سادہ اور الفاظ کا استعمال بھی غلط ہے۔ ایک ہی نام کو مختلف جگہوں میں تحریر کیا گیا ہے۔ درخواست نویسی کے تقابلات کو بھی مضحکہ خیز طریقے سے استعمال کیا ہے۔ ان درخواستوں کو عراقی نویس لکھتے انگریزی میں لکھتے اور ان کے آخر میں غالب کا نام امجد اللہ خاں، محمد امجد اللہ خاں یا مرزا نوشہ تک دہلی لکھا ہوتا اور ان کے نیچے غالب کے نام کی سرشیت ہوتی“ (۱)۔

ابنہ مجھے ڈاکٹر ناگی کے اس مطالبے سے اتفاق نہیں ہے کہ ان درخواستوں میں ادبی چاشنی بھی ہونی چاہیے تھی۔ غالب نے اپنی درخواستوں کے ساتھ انگریز حکام کے قصیدے لکھے، کیا وہ ادبی چاشنی کی کمی پر نہیں کرسکتے؟ میرے نزدیک غالب کی یہ عرضیاں جن میں یقیناً کسی ماہر وکیل کی مشاورت یا غالب کے اپنے ذہن رسا کا دخل ہے، قانونی نکات اور منطقی مودعاں لے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر خواجہ حاجی کے خلاف ان کے دلائل ایسے ٹھوس اور قلعی ہیں کہ ان کی اولاد کے وکیل کا جواب دعویٰ مضرت خواہانہ دکھائی دے رہا ہے۔

ذریعہ نظر کتاب کا جو انگریزی متن میں محمد سدا اللہ نے تیار کیا تھا اس کی کچھ شدہ صورت کے ساتھ پنجاب آرکائیوز میں موجود دستاویزات کے انگریزی متن کی چند کئی نقل بھی منسلک تھیں۔ چنانچہ اس متن کو جب اصل سے ملایا گیا تو اندازہ ہوا کہ میاں صاحب کا متن نہ صرف بعض مقالات پر اصل سے دور ہے بلکہ افراط سے بھی پاک نہیں۔ چنانچہ ذریعہ نظر کتاب میں ایسے بے شمار مقالات کو اصل کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جناب قاضی عزیز الدین عاصم کا احسان مند ہوں کہ ان کی علمی معاونت نے میرے لیے ان میں سے بعض مفید عمل کیے۔ انگریزی متن کی صحت کا سارا دायوددار قاضی صاحب پر ہے اگر وہ تمام پروف ہے عد احتیاط صبر اور است سے نہ دیتے تو یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچنا اس قدر جلد ممکن نہ ہوتا۔ میں قاضی صاحب کا بے حد سپاس گزار ہوں۔

ناسپاسی ہو گی اگر صدر فقہین محقرہ قوی زبان جناب افتخار عارف کا شکر یہ بطور خاص ادا نہ کیا جائے انھوں نے جس محبت اور حسن سلوک سے یہ کام مجھ سے کرایا وہ انہی کی مدد و نصرت عملی کا نتیجہ ہے۔ فیصلہ ڈاکو پیشینہ سیکر کے سابق بزنس مینکری اور موجودہ کنسلٹنٹ جناب ذریعہ احمد کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے نہ صرف اس کام کی تحریک کی بلکہ مفید مشوروں اور علمی معاونت سے بھی نوازا۔

میرزا غالب کے دو سو سالہ جشن ولادت پر ہماری یہ حقیر کوشش اگر صاحبان علم و ادب کے درمیان شرف قبول پائے گی تو یہ امر ہمارے لیے سرشاری کا باعث ہو گا۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی
جناب باعم شعبہ درسیات

محقرہ قوی زبان
اسلام آباد

فهرست

۴	چشم نامہ
۵	مقدمہ
۴۷۶-۴۵	اسناد و دستاویزات
۴۷۷	حواشی و تعلیقات
۴۱۲	مآخذ و منابع
۴۱۴	الخاتمہ

(۱)

سیاسی رویکاروں - ۲ مئی ۱۸۴۸ء

جناب اسد اللہ خان موصولہ ۲۸ اپریل ۱۸۴۸ء (۱)

جب مسٹر جنرل (۲) کماندار تھے تو ان جناب کی طرف سے صوبہ آگرہ کا انتظام و انصرام میرے چچا نصر اللہ بیگ خان (۳) کے پاس تھا۔ انگریزی فوج جب اس علاقے میں پہنچی تو نصر اللہ بیگ خان نے اس کی اطاعت قبول کر لی، خود سرکار برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر (۴) کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے آگرہ صوبے کا انتظام ان کے حوالے کر دیا۔ بعد میں جب مسٹر ولیمز آگرے کی قلعہ داری کے منصب پر فائز ہوئے تو صوبہ داری کی حیثیت وہ نہ رہی جو سابق کماندار کے زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ نصر اللہ بیگ خان مستقر اچلے گئے اور جنرل موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے انہیں سترہ سو روپے ماہانہ تنخواہ پر چار سو سواروں کے ایک دستے کی رسالہ داری سونپ دی۔

راجہ بھرت پور کے ساتھ دوستانہ مراسم کے قیام اور جنرل موصوف کی ولایت کو واپس ملے ہوئے کے بعد ان جناب لارڈ صاحب بہادر نے واپس سے پہلے نصر اللہ بیگ خان کی وفاداری اور خدمات کے سلسلے میں انہیں آئین حیات صوبہ آگرہ کے دوپہ گئے سوئک اور سونہا چند روپے ہزار آٹھ سو روپے پر عیش بھیش کے لیے عنایت فرمائے جن کا مالیک ایک لاکھ روپے سے زیادہ تھا۔

اس عطیہ میں 'سواروں کے دستے کی رسالہ داری کے ساتھ اگر ان کی بخش کو بھی شامل کر لیا جائے تو ان کی طاقت اور مرتبے میں بڑا اضافہ ہو گیا تھا۔ جنرل صاحب بہادر کی مرشدہ سند اور کرنل براؤن صاحب بہادر کی سند جو لفظ بہ لفظ جنرل موصوف کی سند کی نقل ہے اور وہ مخالف کی بابت نصر اللہ بیگ خان کے نام جنرل موصوف کا پروردہ جس پر ان کی سرنگی ہوئی ہے "میرے پاس موجود ہیں اور ان میں سے ہر دستاویز کی نقل اپنی اس عرضداشت کے ساتھ منسلک کر رہا ہوں۔

جاکیر پر ان کی تقرری کے دس یا گیارہ مہینے بعد نصر اللہ بیگ خان ہاتھی پر سوار جا رہے تھے کہ اتفاقاً "نیچے گرے اور ہر کی پٹی ٹوٹ جاتے اور اندرونی چوٹوں کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ جس روز یہ واقعہ ہوا حکومت نے اسی دن ان کی جاکیر پر قبضہ کر لیا اور کچھ ہی عرصے بعد ان کے چار سو سواروں کے دستے کو بھی بیکدوش کر دیا گیا۔

۲۔ چونکہ نصر اللہ بیگ خان لارڈ تھے (۵) اس لیے متعدد چوبلی چو اشخاص کے سوا ان کا اور کوئی وارث نہیں تھا جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ میں خود کہ نصرائٹ بیگ خان کا بھتیجا تھا۔

۲۔ میرا بھائی جو مجھ سے دو سال چھوٹا تھا۔

۳۔ میری دادی یعنی نصرائٹ بیگ خان کی والدہ اور

۴۔ نصرائٹ بیگ خان کی عین بیٹی۔

اس وقت میری عمر صرف نو سال تھی اور میرے بھائی کی عمر سات سال۔ میری دادی ستر سال کی عمر کو پہنچ چکی تھیں اور بیٹے کی موت کے غم میں ان کی دنیا اندھیر ہو چکی تھی۔ اسی طرح نصرائٹ بیگ خان کی بیٹی بھی اس ناگہانی سختی کی وجہ سے دل گرفتہ اور مستغلب ہندوتہ تھیں چنانچہ ہم میں سے کوئی اس قاتل نہیں تھا کہ نصرائٹ بیگ خان کی پھوڑی ہوئی اماک و چاندی کو سنبھال سکتا اور نہ ہی کوئی اس قاتل تھا کہ جزل موصوف کی خدمت میں حاضر ہو سکتا اور اپنا حال بیان کر سکتا۔

ایک شخص نے جس کا نام خواجہ حاجی (۶) تھا اور جس کا محل نصرائٹ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے احوال کے ضمن میں آگے چل کر بیان کیا جائے گا یہ شخص نصرائٹ بیگ خان کے گھرانے کا ایک ملازم تھا۔ میدان کھلایا تو اس نے بے اصول حاشیہ لکھنؤ اور خلیوں کے ساتھ دوستانہ مراسم برقرار رکھے اور نصرائٹ بیگ خان کے سامنے مل و ستارے ’فرنیچر‘ ’خیمہ‘ ’فرگاہ‘ ’لوٹوں اور پائلیوں وغیرہ‘ قبضہ کر لیا اور ستر اسی سواروں، ایک ہاتھی، نہ گورہ ہلاؤ، لشکر اور سالان حرب کے ساتھ چل پڑا اور نواب احمد بخش خان (۷) سے جا ملا۔

چونکہ نصرائٹ بیگ خان نواب احمد بخش خان کے والد (۸) تھے اور ظاہر ہے ہر شخص ان کے والد اور عزیز و اقارب سے واقف تھا اس لیے یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ نواب احمد بخش خان خواجہ حاجی کو نصرائٹ بیگ خان کا وارث و جانشین اور رشتہ دار سمجھنے خصوصاً اس لیے بھی کہ نصرائٹ بیگ خان کی اہلیہ جو احمد بخش خان کی بیٹی تھیں (کذا) اپنے شوہر سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں اور ان کی کوئی اولاد نہیں تھی لیکن صرف یہ خیال کر کے کہ اپنے تمام سواروں، ہاتھیوں، لاؤ لشکر اور طاقت کے ساتھ حاجی ایک جتنی اٹا ہے، نواب احمد بخش خان نے اسے اپنے دوستوں میں شامل کر لیا اور اسے اپنی جگہ چھوڑ کر وہ خود لارڈ ایک صاحب بہادر سے ملاقات کے لیے کابلور چلے گئے۔

اسی زمانے میں فیروز پور، ’جھڑک‘، ’ہٹا پٹا‘، ’گنبد ساگرس‘ (Sagaris) اور دوسرے اضلاع حکومت نے پیشہ کے لیے عیسائیوں کو ہزار ہزار روپیہ سالانہ احمد بخش خان اور ان کے وارثوں کو دائمی قبضہ، دسہ دیے تھے چنانچہ احمد بخش خان اور ان کے وارثوں پر یہ لازم قرار دیا گیا کہ وہ یہ رقم باقاعدگی سے ادا کرتے رہیں۔ تاہم انھوں نے جزل موصوف سے درخواست کی کہ ”میرے والد (کذا) نصرائٹ بیگ خان کا جو سونہ اور سوکھ کے جائیداد تھے انتقال ہو گیا ہے اور وہ اپنے پیچھے بہت سے عزیز و اقارب اور پچاس سوار چھوڑ گئے ہیں۔ اگر حکومت اس رقم کی ادائیگی مجھے کرنی دے اور ملے کر دے کہ یہ رقم نصرائٹ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی گذار و قات کے لیے ہو گی تو وہ بے نصیب محتاج و مظلوم لوگ محکمات کی خوشحالی اور ملاج و بہبود کے لیے ساری زندگی دست پہ دیا رہیں گے اور وہ پچاس سوار

بیٹھ میری سپردگی میں رہیں گے اور جب بھی حکومت انھیں بجا آوری خدمات کے لیے طلب کرے گی تو انھیں ہر وقت تیار پائے گی۔

جنرل صاحب ہمدان نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس کی ایک رپورٹ نکلنے اور سال کر دی۔ جہاں گورنر جنرل صاحب ہمدان نے بھی اس کی منظوری دے دی۔ چنانچہ گورنر جنرل صاحب ہمدان نے امیر بخش خان کے نام ایک ہوائی جاری کر دیا جس میں نصرائٹ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی پرورش و کفالت اور مقررہ پچاس سواروں کی خدمات سنبھالنے کی شہادہ کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا۔

چونکہ جنرل صاحب ہمدان کو امیر بخش خان کی باتوں پر مکمل اعتماد تھا اس لیے انھوں نے نصرائٹ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے حقیقی احوال و حالات کے متعلق تحقیق نہیں کی بلکہ ان کی درخواست پر خواجہ حاتی کے نام ایک ہوائی جاری کر دیا جس میں بتایا گیا ہے کہ نصرائٹ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی گذشتہ اوقات کے لیے جو وظیفہ اور پچاس سواروں کے لیے جو الاؤنس مقرر کیا گیا ہے وہ امیر بخش خان کو دی جانے والی جاگیر کے سمجھوتے کی شرائط میں شامل ہے اور یہ رقم بیٹھ ان سے وصول کی جانی چاہیے۔

آخر کار جب امیر بخش خان کلچر سے بچے اور عیادت پہنچے جہاں ان کی جاگیر تھی تو انھوں نے خواجہ حاتی کو ان کے سزاوی سواروں کے دستے سمیت جو نصرائٹ بیگ خان چھوڑ گئے تھے برقرار رکھا اور دستے کو اپنی ملازمت میں لے لیا اور پھر اس کی مدد سے اپنے اصلاح کا بندوبست کیا۔

جب وہ (خواجہ امیر بخش خان) اپنی جائیداد کے بندوبست سے مطمئن ہو گئے اور جنرل صاحب ہمدان بھی یورپ واپس چلے گئے تو یہ دیکھتے ہوئے کہ نصرائٹ بیگ خان کے ہم دونوں بچتے ابھی نا سمجھ ہیں اور یہ جانتے ہوئے کہ ماں اور بہنیں گوشہ نشین اور بے هم ہیں انھوں نے خواجہ حاتی کے ذریعہ پہلے پچاس سواروں کے دستے کو برطرف کر دیا اور پھر اس وعدے اور اقرار کے ساتھ خواجہ حاتی سے جنرل صاحب ہمدان کے ہوائے کا مطالبہ کیا کہ اگر وہ ہوائے ہوائے کر دیں تو نصرائٹ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے گزر بسر کے لیے ملنے والے وظیفے میں وہ انھیں بھی ایک حصہ دار کی حیثیت سے شامل کر لیں گے۔

چونکہ وہ بد بخت اور بد قماش انھی طرح جانتا تھا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں اور نصرائٹ بیگ خان کے ساتھ اس کی کوئی قربت داری بھی نہیں لیکن یہ سوچ کر کہ نصرائٹ بیگ خان کے خاندان کے ساتھ یہ تعلق اس کی خوش بختی کے لیے ایک نادر موقع ہے اس نے ہمدان کو پورا پورا امیر بخش خان کے حوالے کر دیا۔

امیر بخش خان نے خواجہ حاتی کو چند روز اپنے ساتھ رکھا اور پھر برطرف کر دیا۔ اس کے بعد انھوں نے اطلاع کیا کہ حکومت نے ان کی جاگیر سے پانچ ہزار روپے سالانہ کی جو رقم نصرائٹ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی کفالت کے لیے مقرر کی تھی اسے انھوں نے اپنی مرضی سے مندرجہ ذیل لوگوں میں اس طرح تقسیم کیا ہے: سبیلہ ۱۰ ہزار روپے سالانہ خواجہ حاتی کو ۱۰ ہزار روپے سالانہ نصرائٹ بیگ خان کی والدہ کو اور چند سو روپے سالانہ بچے

آپ کے درخواست گزار کو کہ

چند برس بعد جب میں بلوخت کو پہنچا اور اس قتل ہوا کہ صحیح اور غلط اچھے اور برے میں تیز کر سکوں تو میں نے محسوس کیا کہ پانچ ہزار روپیہ کی تقسیم میں احمد بخش خان نے صرف "نافضلین" کا ارٹھاب کیا ہے۔ پہلی یہ کہ انھوں نے عزیز و اقارب میں ایک اونٹنی درجہ کے نوکر کو شامل کر لیا ہے دوسرے یہ کہ انھوں نے اس تقسیم سے میرے بھائی کو بالکل طہرہ رکھا ہے جو میری ہی طرح نصرائف بیگ خان کا حقیقی بھتیجا ہے۔

مزید برآں مجھے یہ بات پڑی غیر معمولی لگی کہ جنرل صاحب ہمارے جو بے پایاں خلوت اور فیاضی کا بیکر تھے اور لاکھوں روپیہ بخش دیا کرتے تھے۔ ایک استوار دار کے عزیز و اقارب کی پرورش کے لیے سالانہ صرف پانچ ہزار روپیہ مقرر کیے ہوں جبکہ جو اراضی اس کے پاس تھی اس کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپیہ تھی۔

میں نے ہر ممکن طریقہ سے اپنے دعویٰ کا مسئلہ اٹھانے کی کوشش کی اور وقتاً فوقتاً "بھٹی تحریری اور بھیجی دہائی" اپنا مقدمہ احمد بخش خان کے سامنے پیش کیا اور ان سے عرض کیا کہ جناب عالی آخر وہ کون سا محرک ہے جس نے آپ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ آپ نے ایک انتہی کو عزیز و اقارب کے ذمے میں شامل کر لیا اور ایک حقیقی بھتیجے کو اس ذمے سے خارج کر دیا؟ اگر تب خواجہ حلی کے کھسوں سے بہت خوش ہیں تو اسے آپ اپنی بیب خاص سے دیں یا نصرائف بیگ خان کے دستے میں سے دو تین سواروں کا وظیفہ ان کے لیے مقرر کر دیں۔ اس کے کیا معنی ہیں کہ نصرائف بیگ خان کے عزیز و اقارب کے وظیفے میں سے خواجہ حلی کو تنخواہ دی جا رہی ہے؟

احمد بخش خان مجھے خط کے ذریعہ بھی جواب دیا کرتے تھے اور اپنے دعوے کے حق میں جھوٹی قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے "میں کیا کر سکتا ہوں؟ میں عزت ماں جنرل صاحب ہمارے کو قہر چکا ہوں کہ خواجہ حلی نصرائف بیگ خان کے عزیز و اقارب ہی شامل نہیں اور میری نقلی سے ان کا نام سرکاری ریکارڈ میں بھی درج کیا جا چکا ہے۔ اب مجھے ذلیل و رسوا نہ کرنا اور چند روز میرا خواجہ حلی کے انتقال کے بعد میں یہ دو ہزار روپے تم دونوں بھائیوں کو دیا کروں گا۔

چونکہ احمد بخش خان دو طرح سے میرے بزرگ اور عزیز تھے اول اس طرح کہ میرے بچا نصرائف بیگ خان ان کے والد (۹۱) تھے دوسرے یہ کہ میں ان کے بھائی اپنی بخش خان (۱۰) کا داماد تھا۔ ان واقعات و حالات کے بارے میں میں نے احمد بخش خان کی بزرگی اور ان کے ساتھ قربیت داری کا احترام کیا اور خود بھی اپنے ساتھ کی گئی نافرمانیوں کی انت سے غامضی سے برداشت کر لیا۔ میں نے اپنے بھائی کو بھی پتہ رکھا کہ وہ بھی اپنی شکایت کا اصرار نہ کرے اور نہ ہی حکومت سے دادرسی کا طالب ہو۔

اس طرح سے ایک زمانہ گزر جانے کے بعد خواجہ حلی کا انتقال ہو گیا اور وہ اپنے پیچھے دو بچے (۱۱) چھوڑ گیا۔ میں نے سوچا کہ اس سال کی آمدنی مجھے ملے گی۔ لیکن جب تنخواہ کی تقسیم ہوئی تو احمد بخش خان کی ریاست سے دو ہزار روپیہ سالانہ کی رقم میں کاٹنے ذکر کیا جا چکا ہے "فورا خواجہ حلی مرحوم کے بچوں کو ادا کر دی گئی۔

ابجی کے عالم میں "میں احمد بخش خان کے پاس فیوہر گیا اور ان سے کہا کہ آپ کو اپنا وعدہ پورا کرنا

چاہیے اور جو لوگ قانونی طور پر مستحق ہیں ان کے حقوق بحال کر دینے چاہئیں یا پھر مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا مقدمہ حکومت کے سامنے پیش کر دوں۔ اس وقت وہ اپنے بستر سے اٹھ بیٹھے جس پر وہ دغی ہو جانے کی وجہ سے لپٹے ہوئے تھے اور انور کی بھاری نکل جانے کے باعث بڑے دل شکستہ تھے۔ انھوں نے سسکیاں بھر بھر کر میرے سامنے رو دنا شروع کر دیا اور کہنے لگے۔ ”پر خوردار تم میرے بچے اور میری آنکھوں کا نور ہو“ تم دیکھ رہے ہو کہ میں دغی بھی ہوں اور بے در بھی ہو چکا ہوں اور فریب سے مجھے اپنے وابہات سے محروم کر دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ جزل آکٹر لونی (۵۲) سے نہ میری دوستی رہی ہے اور نہ پہلے جیسے پرچاک مراسم۔ بلکہ دن اور اشعار کو لو تھمارے تمام کے تمام حقوق پانڈا ٹر بحال کر دیے جائیں گے۔

بعد میں جزل آکٹر لونی کا انتقال ہو گیا اور سر چارلس مکلف (۵۳) کی آمد کا اعلان ہوا۔ احمد بخش خان نے مجھ سے بہت سے وعدے کیے اور کہا ”غلاشوش اور مطمئن رہو۔ جب سر چارلس مکلف آئیں گے تو میں تمہارا ان سے تعارف کراؤں گا“ تفصیل سے تمہارا مقدمہ ان کے سامنے پیش کروں گا اور بتاؤں گا کہ حکومت کے ساتھ تمہارے بچا کے تعلقات و مراسم کی نوعیت کیا تھی اور مستحق کو اس کا حق دلاؤں گا میں تم پانچوں کے نام حکومت کی جانب سے سند بناؤں گا تاکہ میرے انتقال کے بعد میرے بچے تصاری گزر اوقات کے لیے مقرر تنخواہ لوا کر سکیں میں نہ تو کوئی ریت و نعل کر سکیں اور نہ ہی کوئی دشواری پیدا کر سکیں۔

موصوف (سر چارلس مکلف) کی آمد کے بعد چونکہ ہجرت پر کامیاب معاملہ ان کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا اور وہ راجہ کی لہذا اور ہجرت پرور میں دانیوں کی کوشاںی کی جانب اپنی ساری توجہ مبذول کیے ہوئے تھے اس لیے احمد بخش خان نے کہا کہ مجھے اس سفر میں ان کے ساتھ جانا چاہیے پھر دیکھ میں اس زمانے میں اپنے بھائی کی حالت اور قرض خواہوں کے سخت تقاضوں کی وجہ سے اسیٹ ٹاک پریشانی میں مبتلا تھا اور بالکل اس سفر کے قائل نہیں تھا اس امید پر کہ موصوف (سر چارلس مکلف) کی طرف سے جو فرض منصبی مجھ پر عائد ہوتا ہے وہ ادا ہو جائے گا۔ میں نے اپنے بھائی کو بتا کر اپنی بیانیہ حالت میں پھوڑا چار توی اس کی دیکھ بھال اور تحمداشت پر مقرر کیے ”بلکہ قرض خواہوں سے وعدے و وعید کر کے انھیں راضی کیا“ دوسروں سے جھجکا چھپاتا اور بھیج بدل کر کسی قسم کی سولت کے بغیر بالکل تمام احمد بخش خان کے ساتھ ہجرت پرور روانہ ہو گیا۔

ہجرت پرور کی فتح کے بعد میں نے احمد بخش خان سے بات کی تاہم انھوں نے اب بھی سر چارلس مکلف سے میرا تعارف نہیں کرایا۔ اسی زمانے میں ان کے چہرہ پر غلج کا حملہ ہوا لیکن ڈاکٹر فٹکن کے بہترین علاج سے بااثر انھیں شفا حاصل ہوئی اور وہ فیروز پور واپس آ گئے۔ سر چارلس مکلف نے اگرچہ فیروز پور میں تین روز قیام کیا اور میں تین دن روزانہ احمد بخش خان سے التجائیں کرتا رہا لیکن انھوں نے میرا تعارف ان سے نہ کرایا تھا اور نہ کرایا۔

جب موصوف (سر چارلس مکلف) دہلی چلے گئے تو میں نے احمد بخش خان سے وابستہ اپنی تمام امیدیں ختم کر دیں اور اپنے دل میں کہا افسانہ پسند حکمران اپنے حمایتیوں میں سے ہر ایک کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اس لیے

کیا ضرورت ہے کہ میں اس کام کے لیے احمد بخش خان کے وسیلہ اور اعانت کا سارا لوں؟

بستر یہ ہے کہ کسی اور کو بیچ میں ڈالے بغیر میں خود سر چارلس منکاف سے ملوں اور اپنا سارا احوال شروع سے آخر تک 'پلاگم و کاسٹ ان کی خدمت میں پیش کروں۔ تاہم قرض خواہوں کے تقاضوں کے خوف نے میرے لیے یہ ناممکن بنا دیا کہ میں دہلی جاؤں۔ علاوہ اپنی ٹیکہ بانی کے خیال سے کہ اسے نہ لگ جائے میں نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ اس کے علاوہ ان ہی دنوں گورنر جنرل کی آمد کی خبر عام ہوئی اور امکان یہ تھا کہ سر چارلس منکاف گورنر جنرل کی ہم رکابی کے لیے تشریف لائیں گے تو میرے دل میں کانچود جائے اور وہاں سے ان کے قدم و حشم کے جلوس کے ساتھ واپس آنے اور راستے میں خود کو سر چارلس منکاف سے متعارف کرانے اپنی مسرت و تنگ دستی کی دست بھری داستان ہے چارگی اور قرض کا احوال ان کے گوش گزار کرنے اور انصاف حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مختصر یہ کہ اہل ارادے کے ساتھ میں فیروز پور سے فرخ آباد اور کانپور کی جانب روانہ ہوا۔ اتفاق دیکھئے کہ کانپور پہنچنے ہی میں بیمار پڑ گیا۔ اسی تک نہت یہاں تک پہنچ گئی کہ جٹے جٹے کی طاقت بھی پائی رہی۔ چونکہ مجھے اس شہر میں کوئی مناسب طبیب نہ مل سکا اس لیے مجبوراً دریا ئے گنگا کو عبور کر کے کرلیہ کے ایک رئیس میں مجھے لکھنؤ کی راہ لینا پڑی۔ میں لکھنؤ میں پانچ ماہ اور چند روز صاحب فراش رہا۔ میں نے گورنر جنرل کی آمد کی خوش کن خبر سنی اور اس جانب سے طاقت کے لیے شاہ اودھ کے سطر کا حال سنہ ان دنوں میں اس قافلہ بھی نہ تھا کہ اپنے بستر سے اٹھ سکوں کیونکہ لکھنؤ کی آب و ہوا مجھے بھی داس نہ آئی۔

چونکہ میرے اور نواب ذوالفقار علی ہمدانی کے تباہ و برباد میں دوستانہ مراسم زمانہ قدیم سے چلے آ رہے تھے اور میرے دل میں بھی نواب ہمدانی کے لیے بڑی محبت اور لگاؤ تھا اس لیے میں نے ایسی تدبیریں شروع کر دیں کہ جس طرح بھی بن پڑے میں ہندول کھنڈ میں ہمدانے پہنچ جاؤں۔ میں وہاں نواب صاحب کے دولت کدے پہ چھ مہینے تک مقیم رہا۔ انڈ کے فضل اور نواب صاحب کی توجہ اور ہمدانہ کی بدولت مجھے اس خطرناک بیماری سے شفا حاصل ہوئی۔ اس وقت تک موسم برسات گذر چکا تھا اور گورنر جنرل واپس نکلتے جا چکے تھے۔ میں جب فیروز پور سے دہلی نہ جا سکا تو ہمدانے سے نکلتے کیسے جا سکتا تھا؟ اس کے علاوہ میں نے محسوس کیا کہ دہلی اور لکھنؤ کے درمیان ہر جگہ ایک ہی قانون نافذ ہے اس لیے میں حکومت ہی کے انصاف پہ اکتفا کروں گا۔

میں کشمیری کے ذریعے سڑ کرنے کے قافلہ بھی نہیں تھا اس لیے مجبوراً دو تین نوکروں کے ساتھ اقوام و آسائش کے کسی سلطان کے بغیر نکلی کے راستہ گھوڑے پہ نکلتے روانہ ہوا۔ ان دنوں میری حالت یہ تھی کہ میں بہت کمزور و ناتواں اور مہمل تھا۔

میں جب مرشد آباد پہنچا تو مجھے احمد بخش خان کے انتقال (۱۸۶۷ء) اور محسن الدین احمد خان کی جانشینی کی خبر ملی۔ لیکن چونکہ میرا دعویٰ احمد بخش خان کے موافق سے متعلق تھا لہذا میں نے سوچا کہ ان کی زندگی یا موت سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور میں لکھنؤ پہنچ گیا۔

بچپن میں برس کے واقعات بیان کرنے کے بعد اب میں نعرائے بیگ خان کے خاندان کے حالات کا خاکہ بیان کرتا ہوں۔ جس میں "میں نے اپنی شکایت بھی قصیدہ" بیان کی ہیں اور اپنے مخصوص مطالبات کا لب لباب بھی اعلان کیا ہے۔

بناب عالی!

نعرائے بیگ خان کے متعلقین میں پہلا وہ شخص تھا جس کا نام خواجہ حاجی تھا جو اٹھارہ انیس سال احمد بخش خان کے قتل سے دو ہزار روپیہ سالانہ وصول کرتا رہا اور جو ابھی تک احمد بخش خان کی جاگیر سے اس کے بچوں کو مل رہا ہے۔ اس کی تاریخ یہ ہے نعرائے بیگ خان کے والد محترم کے زمانے میں جن کا نام قوتان بیگ خان تھا۔ ایک نوجوان ہوا کرتا تھا جس کا نام خواجہ مرزا تھا اور جو پانچ سو روپیہ ماہانہ تنخواہ پر اسپ سواروں کے دستے میں بطور بارگیر ملازم تھا۔

کوکا بیگ خان کی اہلیہ یعنی نعرائے بیگ خان کی ماں کی ایک بیوہ بمن تھی جن کی ایک غیر شادی شدہ بیٹی تھی۔ نعرائے بیگ خان کی والدہ کسی دوسرے متوکل کی طرح اپنی بمن اور بھانجی کی تکلیف اور محافظ تھیں۔

کوکا بیگ خان نے اپنی بیوی کی بمن کی بیٹی کا عہد خواجہ مرزا سے کر دیا اور یہ خواجہ حاجی ان ہی کا بیٹا تھا۔

سوائے اس کے کہ خواجہ حاجی کی والدہ نعرائے بیگ خان کی ماں کی بمن کی بیٹی تھی خواجہ حاجی اور نعرائے بیگ خان کے والدین کے درمیان نہ کبھی کوئی قربت داری یا تعلق تھا اور نہ ہے۔

نعرائے بیگ خان کے جائز وارثوں میں ایک میری داری 'نعرائے بیگ خان کی والدہ تھیں۔ جن کے لیے احمد بخش خان نے اپنی زندگی ہی میں چند سو روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا تھا ان کے انتقال کے بعد یہ وظیفہ ان کی سب سے بڑی بیٹی کو ملتا رہا جو نعرائے بیگ خان کی سب سے بڑی بمن ہیں اور یہ وظیفہ انہیں اب بھی مل رہا ہے۔ وہ اپنی آمدنی اس طرح تقسیم کرتی ہیں کہ اس آمدنی کا ایک حصہ اپنی دو نوجوان بیٹوں کو دے دیتی ہیں اور بقیہ رقم خود اپنی ضروریات پر خرچ کرتی ہیں لیکن چونکہ بھائی اور ماں کے بہت سے پرانے گھریلو ملازمین اور وابستگان ان ہی کے پاس رہتے ہیں اس لیے ان کی قلیل آمدنی خود ان کی ضروریات کے لیے بھی کافی ہوتی ہے چنانچہ انہوں نے اپنا بہت سا پرانا اثاثہ 'ہر قسم کا سازوسامان اور مال و مناعہ جو ان کے پاس تھا فروخت کر دیا ہے اور کئی ہزار روپیہ کی مقروض بھی ہو گئی ہیں۔ وہ اسی امید کے ساتھ گزار بسر کر رہی تھیں کہ حکومت سے انہیں معاوضہ مل جائے گا۔ ان کی دو نوجوان بیٹیاں بھی اسی قلیل وظیفہ پر صبر و شکر اور ہڈ بھڑا احسان مندی کے ساتھ گزار بسر کرنے پر مجبور ہیں جو انہیں ان کی بڑی بمن سے مل رہا ہے۔

☆ ☆ ☆ جن میں کوکا بیگ ہے۔ جبکہ صحیح نام قوتان بیگ ہے۔ غالب نے بھی قلمی سوانح میں قوتان بیگ ہی لکھا ہے (گ - ۱۱)

میرے بچا نصرائف بیگ خان کے ایک اور وارث نصرائف بیگ خان کے بھتیجے اور میرے بھائی یوسف علی خان المعروف مرزا یوسف ہیں (۱۵)۔ ان کا معاملہ یہ ہے کہ امیر بھٹی خان نے ان کے لیے ایک پھوٹی کوڑی بھی وقت نہیں کی اور اس بندوبست میں انھیں ہانگل فراموش کر دیا۔ اگرچہ وہ اکثر امیر بھٹی خان کے پاس جاتے تھے اور گذر اوقات کے لیے ان سے اعانت و امداد کی التجا نہیں کرتے تھے۔ امیر بھٹی خان بعض اوقات وعدوں سے ان کا منہ بند کر دیتے کہ خواجہ عالی کے مرنے کے بعد وہ انھیں کچھ نہ کچھ ضرور دیں گے اور بعض اوقات چرب زبانی 'قریب اور خوشامد سے انھیں خاموش کر دیتے تھے۔ ان کی گذر بسر کا ایک بڑا ذریعہ تو یہ تھا کہ وہ اپنے والد مرحوم کی پھوڑی ہوئی املاک کو بیچ دالتے تھے اور کچھ اس طرح کہ قصوری بہت میں ان کی اعانت کر دیا کرتا تھا۔

وہ نور جان اور شکاری شدہ (۱۶) تھے اور ان کے اخراجات میں بے پناہ اضافہ اور ان کی ذریعہ معاش نہ ہونے کی پریشانی بد بختی اور غربت کے کلام و مصائب نے انھیں جنون کی ایک ایسی کیفیت میں مبتلا کر دیا جس کے بعد رفتہ رفتہ وہ دائمی توان کو بیٹھے اور پاگل ہو گئے۔

میں مجبور تھا کہ سالانہ پندرہ سو روپیہ کی رقم میں سے چھ سو روپیہ ان کے علاج معالجے کے لیے علیحدہ کر دوں۔ ان کی ایک بیوی اور ایک بیٹی (۱۷) ہے۔ بیٹی اس زمانے میں پیدا ہوئی تھی جب ان کا داغ درست تھا۔ خداؤں اور فرشتوں کے علاوہ چار ترقی محض ان کی دیکھ بھال اور حفاظت پر مامور تھے۔ سالانہ چھ سو روپے جو میں دیتا ہوں وہ مار کر ہزار روپیہ ان کے علاج پر خرچ ہو جاتے ہیں اور تنخواہوں کی کراہیگی اور گھر کے دیگر اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ان کی بیوی اپنے زیورات اور اسباب فروخت کرتی رہتی ہے۔ لیکن وہ بھی آخر تک اس کٹل رہیں گی کہ اپنا اٹالہ بچتی رہیں؟ انہماں کار وہ کیا کریں گی؟ تمام حال ہی میں گھر سے موصول ہونے والے ایک خط سے پتہ چلا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے اسے (مرزا یوسف) کو کچھ اتفاق ہوا ہے۔ قوی امید ہے کہ اس آزار سے انھیں مکمل شفا ہو جائے گی اور ان کی صحت دیکھی ہی ہو جائے گی بھی پہلے ہوا کرتی تھی اور یہ کہ حکومت کے اٹالوں کی بدولت وہ باج سیوں اور آفیشیوں کے جیس برس گزارنے کے بعد بالآخر اپنی تمام آرزوؤں اور تنخواؤں کو پورا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

نصرائف بیگ خان کا ایک اور جائز وارث میں آپ کا درخواست گزار محمد اسد اللہ خان المعروف مرزا نوشہ ہیں۔ امیر بھٹی خان نے میرے گزارے کے لیے پندرہ سو روپیہ سالانہ مقرر کیے تھے۔ کچھ عرصے تک میں نے ہانیدار اور اٹالہ ہات جو میرے مرحوم والدہ (۱۸) نے پھوڑے تھے اور اپنے نانا نظام حسین (۱۹) جو آگرہ کے ممتاز امراء میں سے اور نواب نجف خان کے درباری امیر تھے 'کا خزانہ' اشیا اور املاک بیچ کر گزارہ کیا۔ بالآخر ضرورت سے مجبور ہو کر میں دہلی گیا جو میرے آباؤ اجداد کا اصل زاد و بوم ہے۔ یہاں میں نے اپنے نانا اور والدہ کے تمام اٹالے جو میرے پاس بیچ رہے تھے بیچ ڈالے اور قرض خواہوں سے قرض چکانے کے لیے رابطہ قائم کیا اور اس آمدنی سے قرض چکانے کے باوجود اس وقت بھی میں بیس ہزار روپے کا مقروض ہوں۔

اس زمانے میں میرا بھائی دہلی مارچے میں جتا ہو چکا تھا اور اس کی دیکھ بھل کے لیے مجھے چھ سو روپے لٹائے پڑے تھے اور میرے پاس قرض خواہوں کو ادا کرنے کے لیے نو سو روپے بچ رہتے تھے۔ دو تین لوگوں کے ساتھ مجس بدل کر دہلی سے گھوڑے پر روانہ ہو گیا اور بھرت پور کی فتح تک میں نے احمد بخش خان کے ساتھ رہنے کی اذیتیں محض اس لیے برداشت کیں تاکہ وہ اپنے وعدوں کو ایلا کوں۔ بلاخر قرض خواہوں کے واجب الادا قرضوں کے ذر اور اپنی نیک نامی کی لاج کے خیال سے میں نے دہلی واپس جانا ناممکن خیال کیا اور کچھ دن چلا گیا۔ وہاں میں تیار پڑ گیا اور پانچ مہینے بچہ دن گھنٹوں میں گزارے اور چھ مہینے تک بندیل کھڑے میں بانکے میں صاحب فراش رہا۔ اب دو مہینے سے میں یہاں ہوں جہاں انصاف کی گدھی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر حکومت نے میرے ساتھ کی گئی جانفالیوں کی بخائی کر دی اور میرے دعوؤں کی شنوائی کی تو ہمارا وہ مطمئن اپنے گھر چلا جائیں گا اور آرام سے زندگی بسر کریں گے اور اپنے غریب بھائی کی معالجے کی کوشش کریں گے اور اگر ادب حکومت میرے مقدمہ میں تحقیق کرنے کی زحمت گوارا نہیں کریں گے تو میں یہاں سے جدھر منہ لائے گا چلا جائوں گا اپنے لباس کو تار تار کر دوں گا اور خاک چھانتا عرب اور دوسرے ممالک کے اجنبی شیوں میں ساری زندگی بیک مالگ کر گزار دوں گا کیونکہ اس اعزاز کے ساتھ کہ حکومت سے میرے مراسم بدستے آئے ہیں میں ہندوستان میں کسی کے در پر بیک مالگے کا تصور بھی نہیں کر سکتا (۲۰)۔

میری شکایات کا لب لباب یہ ہے کہ حکومت نے احمد بخش خان کو بیس ہزار روپیہ کی رقم واجب الادا لوٹائی سے اس لیے مستحق کیا تاکہ نضر اللہ بیگ خان کے عز و اکابر کو دیے جاتے اور نضر اللہ بیگ خان کے اسپ سوار دستے کی خدمات حاصل کرنے کے لیے خرچ کیے جاتے اور یہ کہ احمد بخش خان نے ایک شخص کے ساتھ مل کر جو نضر اللہ بیگ خان کا ایک ملازم تھا اسپ سوار دستے کو فی الفور ہر طرف کر دیا اور بلا ٹھک دستے کی خدمات اپنے لیے حاصل کر لیں اور یہ کہ نضر اللہ بیگ خان کے خاندان والوں کا وظیفہ موقوف کر کے صرف پانچ ہزار روپیہ کی رقم مقرر کی جس میں سے دو ہزار روپیہ اس سے خزانہ ملاتی کو اس کی ان خدمات کے صلے میں دیے جو اس نے نضر اللہ بیگ خان کے اسپ سوار دستے کو پہنچا کرتے ہیں انجام دی تھیں اور تین ہزار روپیہ سالانہ نضر اللہ بیگ خان کی ایک بہن اور ایک بھتیجے کو دیے تاکہ یہ بات کسی جا بھکے کہ نضر اللہ بیگ خان کے قربت داروں کو وظیفہ مل رہا ہے حالانکہ حکومت نے نضر اللہ بیگ خان کے عز و اکابر کے وظیفے کے لیے جو رقم مقرر تھی اس میں سے انھیں سالانہ تین ہزار روپے ملے اور وہ بھی پانچ میں سے صرف دو کو دوسرے تین اعزاء کو ان میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ بحیثیت جمہوری میں نہ تو احمد بخش خان کی مقرر کی ہوئی رقم سے مطمئن ہوں اور نہ ان کے رقم کی تقسیم کے طریقہ کار سے اور اب میں مزید یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میں اپنے حقوق کسی اور کے ہاتھوں سے وصول کروں اور نہ یہ برداشت کر سکتا ہوں کہ میرے ایک اور ملازم کو میرے برابر کھڑا کر دیا جائے۔

میرے مطالبے کا لب لباب یہ ہے کہ حکومت ہی میری سند، میری گواہ، میری سلامتی، میری شناخت اور میری طاقت و قوت کا سرپرستہ ہے۔ وہ از راہ مہلتی جزیل لاوارڈ ایک صاحب بہادر کے زمانے کے کاغذات اور وہ درجہ نہیں

ملاحظہ کر لے جو انھوں نے ۱۸۸۵ء سے ۱۸۸۶ء کے اختتام تک نکلنے لگی تھیں۔ ان سے پتہ چلے گا کہ یہ ہائیڈروکس کی مالیت تین لاکھ روپیہ تھی۔ حکومت نے صرف چند ہزار روپیہ کی مقررہ ادائیگی کے عوض احمد بخش خان کو دی تھی اور پھر انھیں اس رقم کی ادائیگی سے مستثنیٰ بھی کر دیا تھا۔ آخر کیوں؟ اور کس لیے؟ اس لیے کہ یہ رقم نعرانہ بیگ خان کے خاندان والوں کے دھیلے کے طور پر مقرر کی گئی تھی، حکومت کو چاہیے کہ وہ شمس الدین خان (۴۵) سے اس رقم کا حساب طلب کرے اگر ایسا ہو تو پتہ چل جائے گا کہ نعرانہ بیگ خان کے خاندان والوں کو پانچ ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ بھی نہیں ملے۔

جیسا کہ میرے ادا کے موجب خواجہ حلقی کی کارستانی اور نعرانہ بیگ خان کے سواروں کے دستے کی برابری ثابت ہو چکی ہے اس لیے وہ دو ہزار روپیہ یقیناً اس دھیلے کے حساب میں شامل نہیں کیے جائیں گے جو نعرانہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے لیے مقرر کیے گئے تھے اس لیے کہ استحقاق کے بغیر شراکت داری ناممکن ہوتی ہے۔ نہ ہی حکومت کو وہ رقم شامل حساب کرنی چاہیے جو اسپ سوار دستے کے لیے رکھی گئی تھی کیونکہ اس کے لیے گھوڑوں اور سواروں کی موجودگی ایک ضروری شرط تھی لیکن جب گھوڑوں اور سواروں کا کوئی وجود ہی نہیں تو حکومت کا ان کے لیے کوئی بہت مقرر کرنا یا سنی رکھنا ہے؟ حکومت کو احمد بخش خان کی جاگیر سے تقاضا کرنا چاہیے کہ وہ ۱۸۸۶ء کے تنازع سے اسپ سوار دستے کے لیے مقرر کیا گیا اللوہاٹس واپس کرے اور اسے سرکاری خزانے میں جمع کرائے کیونکہ میرا اور میرے ساتھیوں کا اس روپیہ پر کوئی دعویٰ نہیں۔ نعرانہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کا دھیلہ کچھ بھی ہو، حکومت کو اس میں سے تین ہزار روپیہ سالانہ کے حساب سے منہا کر لینا چاہیے اور بقیہ رقم احمد بخش خان کی جاگیر سے لینی چاہیے اور جب یہ ساری رقم سرکاری خزانے میں جمع ہو جائے تو پھر حکومت کو نعرانہ بیگ خان کے حوالین کے بارے میں جانچ پڑتال کرنی چاہیے اور میرے بیانات کے مطابق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ نیچے اور تین بیٹوں نعرانہ بیگ خان کی وارث ہیں تو کم از کم برسوں کی رقم پانچ افراد میں ان کے دعویٰ استحقاق اور ان میں سے ہر فرد کی صورت و مفلسی کے مطابق تقسیم کر دی جانی چاہیے۔

اور احمد کے لیے یہ حصہ کر دیا جانا چاہیے کہ حکومت کو واجب اللوہاٹس اصل رقم کل کی کل اور پوری کی پوری احمد بخش خان کی جاگیر سے ادا کی جائے اور اسپ سوار دستے کے لیے مقررہ رقم سرکاری خزانے میں جمع کرائی جائے اور حکومت نعرانہ بیگ خان کے دو بھتیجیوں اور تین بیٹوں کی گزر اوقات کے لیے ان کے حقوق و استحقاق کے مطابق ان میں سے ہر ایک کے انفرادی اخراجات کو ٹوٹا رکھتے ہوئے دھیلے کی جو تقسیم کرے اس کے مطابق ہر ایک کو چھ اگن سند جاری کی جائے تاکہ ہر ایک کو دہلی کے خزانے سے فروا "فروا" وغیرہ ملے گئے اور وہ سب مملکت کی ایسی خلاق و بہبود کے لیے پیش دست بہ دغا رہیں اور اراکین حکومت کی انصاف پسندی اور عدل معشری کا لافکا ساری دنیا میں بجا رہے۔ حکومت کی واجب اللوہاٹس رقم محفوظ ہو جائے اور ہم باقیوں ستائے ہوئے لوگوں کو ان کا حق دوبارہ حاصل ہو جائے گا۔

(۲)

لارڈ ایک صاحب ہمارے کے پروانہ کی نقل

نہرا اللہ بیگ خان کے اختیار و اقتدار اور عزت میں اضافہ

جارج لارڈ ایک صاحب ہمارے کلائر انجیف ممبر کونسل وغیرہ

در اس مایک سوک و سونا پر گئے سے جو آپ کی داخلی ملکیت ہے آپ کے پورے پٹنن داروں کے لئے مبلغ ۵۶۰۰ روپے بطور ایک ادائیگی دھیلے کے مقرر کر دیا گیا ہے جو انہیں پیش ملتا رہا ہے اور چونکہ یہ رقم سوک اور سونا کے پرگنہ کے مضاف میں سے ہے لہذا یہ آپ کے مقررہ مالہ کے علاوہ ہے۔

مطلوب ہے کہ ان میں سے ہر شخص کو مذکورہ دھیلے ادا کرنے کے بعد آپ ان سے رسید حاصل کریں گے اور اسے سرکاری دفتر میں جمع کرائیں گے۔ اس دھیلے پر پیشہ عمل کیا جائے گا اور یہ کہ آپ کسی سے بھی کسی نئی سند کا مطالبہ نہیں کریں گے۔

اس دھیلے کو قلعی تصور کیا جائے گا

۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء

(درجہ)

☆ پٹنن آفیسر ڈاکٹر آف ایڈمڈ — پٹنن آفیسر ڈاکٹر آف ایڈمڈ پٹنن آفیسر ڈاکٹر آف ایڈمڈ

(۳)

لارڈ لیک کے ایک حکم نامہ کی نقل

صوبہ اٹک کے ہر گئے سوئک سوسا کے چودھریوں 'زمینداروں' قانون گوؤں اور اور بیڑوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ مذکورہ چوہدری اپنے تمام حاصل اور چوگی کے ساتھ سوائے بغیر مالہ کی چاکریوں اٹاک 'علیات اور باجرات وغیرہ' کے 'وزت ماب (بز ایکس لینس) نے شرائط ایک خان کو تازیت بطور استمرار مبلغ پندرہ ہزار آنھ سو روپیہ سالانہ لگان پر اس شرط کے ساتھ عطا کر دیا ہے کہ وہ علیات وصول کرنے والوں سے متعلق انتظامات پر برضا و رغبت اور سرکاری سے عمل کرتے رہیں گے (جن کے نام ایک پروانہ جاری کر دیا گیا ہے) اور مقررہ لگان قسطوں میں باقاعدگی سے ادا کرتے رہیں گے۔

حکم دیا جاتا ہے کہ وہ چوہدری خوش دلی کے ساتھ مرزا موصوف کے بائین کی خدمت میں حاضر ہوا کریں گے اور حکومت کے واجبات ادا کیا کریں گے اور ہر طرح سے اپنے کام میں خوشنودی کو ملحوظ رکھیں گے اور ان کی خوشی اور تنجید کو مقدم تصور کریں گے۔

وہ (مرزا) اپنے حسن سلوک سے ان لوگوں کو مطمئن اور خوش رکھنے کی کوشش کریں گے تاکہ حال کی پیدوار میں اضافہ ہو۔

وزت ماب (بز ایکس لینس) کو چوہدری زمین ہے کہ ظلم و ستم کی کوئی شکایت ان کے کانوں تک نہیں پہنچے گی اور یہ کہ مرزا نے شدہ شرائط پر عمل کریں گے۔

اسے حتی تصور کیا جائے۔

۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء

اس کے بعد کرنل جارج سیک ویل براؤن کا پروانہ ہے 'جو لفظ ملنگ جزیل لارڈ لیک کے پروانے کی نقل ہے۔

(درست ترجمہ)

(مختصر) جارج سیک ویل براؤن

نائب معتمد قاری برائے حکومت

تعم ہو ا ہے کہ مسائل کو مطلع کر دیا جائے کہ مندرجہ بالا عرضداشت ریڈیٹنٹ دہلی کی خدمت میں پیش کی جانی چاہیے۔

(دعوت) الیس۔ فریور ۱۹۲۸ء

قائم مقام مستند فارسی

برائے حکومت

۲۰ جون ۱۹۲۸ء

۱۰۔ پرنسپل آرکانیز آف ایڈم۔۔۔ پرنسپل ڈیپارٹمنٹ پدمینڈ گز سیر ۳۹ ص ۲۸۲
 ۱۱۔ میں مسٹر فریور جوائنٹ سکریٹری سے ملنے گیا شانتی طریقہ پر ملاقات ہوئی۔ احتمال مشابہت اور حفاظت کی رسم عمل میں آئی۔
 مسٹر دہان سے واضح کی۔ اس طرح حفاظت اس کی طرف ملاقات سے میں بہت محفوظ ہوا اور اس نے مجھے گارنٹی دہم اور دہانہ دل کر دیا۔
 (قالب: لچ آہنگ عوام اور اہل سوانی میں ۱۹۲۸ء)

(۳)

مسٹر فریزر کے نام اسد اللہ خان غالب کے مراسلہ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۸۴۸ء کی نقل
(فارسی سے اردو)

صاحب والا مناقب، والا شان، عیال با انصاف، فیض پہنچانے والے،
آپ کا شان و شکوہ قائم رہے

خدمت عالی میں عرض گزار ہوں کہ فدوی سرکار عالی مقام کبھی انگریزی ہلوار دام اقبالہ کے متوطنین، ہدوش
پانڈیچن اور تنک خواروں میں سے فدوی کے سنگے چٹا اصرافہ، یک خان، اعلیٰ خوجوں کے مالک جرنیل لارڈ ایک صاحب
ہلوار کے عہد میں سرکار کی طرف سے چار سو سواروں کے رسالے کا افسر اور سرکار کی جانب سے ایک لاکھ روپے کی
جاکیر کا مالک تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے لواحقین کی ہدوش کے لیے احمد بخش خان جاکیروار میوات کی جاکیر
سے سرکار نے وغیرہ مقرر کیا چونکہ میں اس رقم کے قعین اور احمد بخش خان کے طریقہ تقسیم سے راضی نہیں ہوں،
اپنا مدعا بیان کرنے کے لیے خود نکلتے آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ نواب والا القاب گورنر جنرل ہلوار کی خدمت میں اپنی
درخواست پیش کروں۔ صاحب ریڈیٹنٹ شاہجہان آباد کی خدمت میں فدوی کے حاضر نہ ہو سکے کی وجہ سے پہلی
وجہ یہ کہ فدوی احمد بخش خان کی زیادتیاں برداشت کرتا رہا۔ پھر ہجرت پر کی فتح تک احمد بخش خان کے وعدے پر سفر
میں سرگرواں رہا، احمد بخش خان پر اپنا مدعا ظاہر کیا۔ اپنے قرض خواہوں کے دار اور اس رسوائی کے سبب شاہجہان آباد
سے دور رہا اور کھجور چلا گیا۔ کھجور میں بیمار پڑ گیا۔ یہ متصل دو کھاد میں نے آپ کی خدمت میں پیش کردہ
عرضداشت میں بیان کر دی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جن دستاویزات پر میرے دعوے کا انحصار ہے ریڈیٹنسی کے
دفتر واقع شاہجہان آباد میں نہیں ہیں۔

ایک رچ رٹ جو احمد بخش خان کی جاکیر اور سرکار انگریزی کی طرف سے اس پر زر استمراری کی معافی کے
بارے میں والا مناقب جنرل لارڈ ایک صاحب ہلوار نے (۱۸۴۹ء) کو نکلتے سے ارسال کی تھی وہ بھی نکلتے کے دفتر میں
موجود ہو گی۔ چونکہ دہلی، نکلتے اور ہندوستان کے جملہ شہر ایک ہی حکومت کے تابع ہیں لہذا فدوی حصول انصاف اور
کامیابی کی امید سے بے سرو سامانی، پیاری اور باتواری کی حالت میں دو سو فرسنگ (چھ سو میل) کا فاصلہ طے کر کے اس

دادکار تک پہنچا ہے اور اس مقدمے سے فدوی کا مقصد سرکارِ برصغیر کی خیر اندیشی اور حصولِ حمایت ہے۔ چنانچہ میری عرضداشت کے ملاحظے کے بعد یہ بات واضح ہو جائے گی۔ امید ہے کہ فدوی کی درخواست حضور سرلہ نور کی پر برکت نظر سے فیض یاب ہو گی۔ جو کچھ ضروری تھا عرض کیا گیا۔ آپ کے اقبال اور حکومت کا سورج تاج اور درخشش رہے۔

عرض

اسد اللہ خان مرزا نوشہ برادرِ ذوالِ نعر اللہ بیگ خان
جاگیردار سوگ سونا

الاف پ:

صاحبِ والا تو میمنات

عادل اور فیض بخش جناب فرزند صاحبِ بہادر

دام شوکت کی پرستار نظر فیض اثر سے گزرے

اسد اللہ خان مرزا نوشہ برادرِ ذوالِ نعر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگ سونا کی عرضداشت

مرقومہ ۲۸ اپریل ۱۸۶۸ء

(۵)

اسد اللہ خان غالب کے مراسلے کی نقل جو فروری ۱۸۳۹ء کو موصول ہوا۔
(فارسی سے اردو)

خداوند نعمت، فیاض نیاں، یکسوں کا ہاتھ تھامنے والے، زہر و ستم کی عزت پھیلانے والے، آپ کا اقبال بلند رہے۔

یہ احرار کے ساتھ عرض گزار ہوں کہ چنگ نہ بخش کر کے والے اپنا پاک لے آپ کی ذات کو صفات کا مجموعہ بنا دیا ہے اس لیے آپ کی ذات خدمت گزاروں کو عطائے دعا کے لیے بھی گزار گنا کامیاب رہتی ہے۔ خاص طور پر فدوی جس کا آپ کے در دولت کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں اور حصول دعا کے لیے آپ کے علاوہ اور کوئی وسیلہ نہیں اور آپ کے علاوہ کسی دوسری امید گاہ سے واقف نہیں، آپ کی عنایات سے امیدوار ہے کہ اسے سب اوقات نواب گورنر جنرل ہماور کی ہارباہی کا شرف عطا کیا جائے تاکہ اس فدوی کی توقیر اپنے ہم مصروف کے درمیان زیادہ ہو اور آپ کی بے پناہ عنایات کا روز افزوں امیدوار رہے۔ ہم اپنے بلند مقصد تک نہیں پہنچ سکتے تو فیکہ آپ کی عنایات پتہ قدم ہماری طرف نہ بڑھائیں۔ اس سے زیادہ حد نوب مانع ہے۔ آپ کی سلطنت اور اقبال مندی کا سورج چمکتا رہے۔

مرضی

فدوی اسد اللہ خان براہور زاہد نعر اللہ بیگ خان

(۶)

سیاسی رویکار۔ ۱۳ مارچ ۱۸۴۹ء

خدمت گرامی: اے۔ اسٹریٹنگ صاحب ہلڈر (۲۲)

جناب معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی فورٹ ولیم

بناب عالی

امداد خان کی طرف سے جو اپنے آپ کو نعرانہ بیگ خان کا بھتیجا بتاتا ہے ایک طویل عرضداشت میرے سامنے پیش کی گئی ہے جس پر کی گئی تصدیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ سائل نے یہ درخواست ۲۸ اپریل ۱۸۴۸ء کو آپ کے دفتر میں داخل کی تھی ترجمہ ۳ مئی کو کیا گیا۔ یہ ترجمہ اور اس کے ساتھ سائل کے نام بناب فریڈر کا ایک اصل خط مورخہ ۲۸ جن میں مقدمے کے مطابق انھیں پدایت کی گئی ہے کہ وہ یہ عرضداشت ریڈیٹنسی کی وساطت سے پیش کریں۔

عرضداشت کا قص منضون یہ ہے کہ نعرانہ بیگ خان کی وفات کے وقت مقرری میں سوک اور مونہ پر گئے تاجین حیات چندہ ہزار روپے ذرا سٹھی پر فن کے پاس تھے۔ احمد بخش خان مرحوم کے پاس میں اور تیس ہزار روپے کے درمیان ذرا سٹھی پر فیوڈرچر و فیوڈ میں زمینیں تھیں جن سے وہ دست بردار ہو گئے تھے کیونکہ انہوں نے نعرانہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی کفالت کی ذمہ داری قبول کر لی تھی اور یہ کہ اس مقصد کے لیے احمد بخش خان نے کبھی بھی سلاٹہ پانچ ہزار روپیہ سے زیادہ نہیں دیے۔ جس میں سے وہ دو ہزار روپے ایک شخص خواجہ حلقی کو دیا کرتے تھے جس کا ہمارے خاندان سے کوئی تعلق نہیں تھا چندہ سو روپیہ اس درخواست دہندہ کو اور چندہ سو روپے درخواست دہندہ کی ایک بہن کو دیتے تھے انہوں نے درخواست دہندہ کے ایک بھائی اور دو بہنوں کو بالکل فراموش کر دیا تھا اور انھیں کچھ نہیں دیتے تھے۔

حکومت کی طرف سے احمد بخش خان کو فیوڈرچر و فیوڈ کی جو حد ۳ مئی ۱۸۴۹ء کو لی گئی تھی اس میں مندرجہ ذیل فن درج تھی اور میں خواجہ حلقی کے متعلق بس یہی کچھ معلوم کر سکا ہوں۔

”خواجہ حلقی اور مرحوم مرزا نعرانہ بیگ خان کے دوسرے متعلقین کی دیکھ بھال پرورش اور کفالت کی ذمہ

واری تم پر حاکم ہوئی ہے اور تم بوقت ضرورت طلب کرنے پر پچاس سوار 'سرکار کے لیے ہانکل تیار رکھو گے۔'
 تاہم عرضداشت میں بیان کیا گیا ہے کہ اس معاملہ کی کچھ توضیح لارڈ لیک کی مراسلت سے مل چئے گی جو سال
 ۱۸۰۵ء کے آخر یا سال ۱۸۰۶ء کے آغاز میں ہوئی تھی اور جس کا تعلق فیروزپور کی جاگیر سے ہے جو بالآخر احمد بخش خان
 کو عطا کر دی گئی تھی۔ اور اگر عزت مآب گورنر جنرل صاحب درخواست گزار کے الزامات کی تحقیق کرانا پسند فرمائیں
 تو میں آپ سے اپنے لیے ایسی دستاویزات کی نقل کے لیے التماس کروں گا جن کا اس مقدمہ سے تعلق ہو۔

آپ کا مخلص

(درمحلہ) ایڈورڈ کول ہدک

ریڈیفٹ ہٹ

دہلی ریڈیفٹ ہٹ

۲۳ فروری ۱۸۲۹ء

بہ بخش آرا کا تہذیب آف انڈیا۔ پبلیکیشنز انچارجمنٹ پریسیڈنٹ نمبر ۲۲ - ۱۳ مارچ ۱۸۲۸ء

(۷)

عہم ہوا کہ یٹینٹ کرمل میگم کا جو بیان ۳ مئی ۱۸۸۶ء کے مراسلے میں دیا گیا ہے جو انہوں نے عہدہ خفیہ میں ایک سرکاری کارروائی کے دوران ۱۵ مئی کو دیا تھا۔ اس کا ایک اقتباس دہلی کے ریڈیو نٹ کو مندرجہ ذیل خط کے ساتھ ارسال کر دیا جائے۔

یہ عہم مسز ایڈورڈا کل ہوک 'ریڈیو نٹ دہلی ریڈیو نٹ' کے خط مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۸۶ء پر دیکھا گیا تھا جو انہوں نے اے ایسزنگ صاحب 'چانپ مستدیرائے حکومت عہدہ سیاسی' فورٹ ولیم کو لکھا تھا جو صفحات نمبر ۱۹ اور ۲۰ پر

(۸)

بخدمت گرامی:

سر ایڈیٹر، ہدوک پرنٹ ریڈیو، دہلی

جناب عالی:

مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے پچھلے مہینے کی ۲۳ تاریخ کے خط کی وصولی کی اطلاع دوں اور آپ کی اطلاع کے لیے ایک مراسلہ کا اقباس روانہ کروں جو یٹینٹ کرمل بینک (۲۳) کے ایک جان سے لیا گیا ہے جو انھوں نے ۴ مئی ۱۹۶۶ء کو خواب احمد بخش خان کے ساتھ ایک تصدیق کی بات دیا تھا۔

۲۔ مجھے مزید ہدایت کی گئی ہے کہ آپ سے اس خواہش کا اظہار کروں کہ آپ اسد اللہ خان کی درخواست کی چھان بین کریں اور رپورٹ پیش کریں۔

(درجہ) اے اسٹریٹ

فورٹ ولیم

مفتد برائے حکومت ہند

۱۳ مارچ ۱۹۶۹ء

۱۱۔ بخش آراکاندر آف اٹوڈا۔ پالیکل آباد قسٹ پروڈکٹ نمبر ۲۳۔ ۱۳ مارچ ۱۹۶۹ء

(۹)

اسد اللہ خان غالب کی طرف سے مسٹر اینڈ رچ سٹرلنگ کو ۳ مئی ۱۸۲۹ء کے موصولہ خط کی نقل
(قاری سے اردو)

محرم نویں کے مالک 'صاحب قوت' فیض بخشے اور پہچانے واکٹے' بے ساروں کے سارا کا اقبال بلند ہوا
احرام کے ساتھ کہ فدوی دہلی ریڈیف ٹی کی پکری میں وکیل کی وساطت سے درج اپنے مقدمے کے سلسلے میں
عرض پر داز ہے کہ والا مناقب عالی شان روشن الدولہ ضیاء الملک مسٹر جیمس الیڈورڈ کول بروک ہارٹ بلور منصور جنگ
دام شرسک 'کا میرے نام ایک خط مرقوم عدا پر ۱۸۲۹ء جو میرے وکیل کے خط کے ساتھ مجھے دہلی سے موصول ہوا
ہے۔ آپ کے لحاظ کے لیے ارسال ہے۔ باہمی الظہر میں صاحب والا مناقب نے میری عرض کردہ چار دفعات کے
ضمن میں کونسل عالیہ سے تحقیقات کی اجازت طلب کی ہے۔ دفعات حسب ذیل ہیں۔

دفعہ اول: پھر لڑ جگ خان کی وفات کے بعد سرکار کی طرف سے جاری کردہ استمراری رقم جو نصرائے جگ خان کے
لواحقین اور اسپ سوار ملازمین کے لیے جناب جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر کی رپورٹ پر ۱۸۲۵ء کے آخر یا ۱۸۲۶ء
کے اوائل میں کانپور سے بکلتہ پہنچی اور امیر بخش خان کو بخشی گئی اس کا نصرائے جگ خان کے لواحقین کو کچھ علم
نہیں۔

دفعہ دوم: امیر بخش خان نے نصرائے جگ خان کے گھوڑوں کو غالب اور بیست و ناہو کر کے بھاس سواروں کی رقم
خورد ہوا کر لی ہے اور فدوی اور دیگر متعلقین کا یہ دعویٰ گھوڑوں کے معدوم ہونے کی وجہ سے نہیں کیونکہ یہ امر
سرکار سے متعلق ہے۔

دفعہ سوم: یہ کہ نصرائے جگ خان کے حقیقی بیٹے اور حقیقی بھائی کو ابتدا سے اب تک ہزار گونہ رسوائی اور
سرگردانی کے ساتھ اجڑا سے اب تک امیر بخش خان کی جاگیر سے صرف ۳ ہزار روپے سالانہ وصول ہوئے ہیں باقی
سب خوردہ کی غذا ہو گئے ہیں چنانچہ فدوی کے قول کی صداقت تحقیقات کے بعد جناب عالی کے سامنے آشکارا ہو
جائے گی۔

واقعہ چہارم: امیر بخش خان نے خواجہ حاجی نانی ایک شخص کو جو نعرانہ بیگ کا نمک خوار تھا اپنے کاموں پر پرورداری اور نگہداشت کے لیے جہل لارڈ ایک صاحب بہادر کے سامنے نعرانہ بیگ خان کا رشتہ دار نکھار کیا اور ہم پانچ افراد میں اسے بھی شریک پرورش کر لیا ہے۔ یقین ہے کہ جب صاحبان انصاف معاملے کی جزئیات اور خواجہ حاجی کی اس خاندان سے نسبت سے آگاہ ہوں گے اس کے استحقاق کو پورے طور پر پرکھ لیں گے وہ رقم جو امیر بخش خان کی جاگیر سے خواجہ حاجی کو ملی اور خواجہ حاجی کو اور اب اس کی وفات کے بعد اس کی بیوی کو مل رہی ہے وہ اس کے ہرگز مستحق قرار نہ پائیں گے اور نہ ہی وہ نعرانہ بیگ کے اقربا میں تصور کئے جاسکیں گے۔ یہ چار دفعات عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح سرکار کی طرف سے متعین رقم ضائع نہ ہو گی۔ اور مستحقین بھی اپنے انصاف کو پا کر سرکار کی عطا کی ہوئی روزی سے سبوتاغ نہ ہو سکیں گے۔ عہد اقبال کا سورج چمکتا رہے۔

عرشے

محمد اسد اللہ خان

لفافے پر:

فیض اثر رویت مظہر جناب مستطاب خداوند خدا بکرم فیض بخش فیض رسان بے کموں کے دلگیر حضور پر نور الیہ درنا اسٹرنگ بہادر دام اقبال کی نظر سے گزرے۔

کا دانا تھا اور ہر شخص اپنے داماد اور داماد کے رشتہ داروں کو ٹوبہ پہناتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ احمد بخش خاں نے نعرانہ بیگ خاں کی ماں کو جو اس وقت زندہ تھیں نعرانہ بیگ خاں کی بیٹیوں بنوں کے ہمراہ جو ابھی تک بچہ حیات ہیں بے بس اور پر وہ عقین مستورات خیال کرتے ہوئے اور نعرانہ بیگ کے دونوں بیٹیوں کو کم سن اور بے خبر گردانتے ہوئے جان بوجھ کر اپنے مفاد کی خاطر خواجہ حلی کی نعرانہ بیگ کا رشتہ دار ظاہر کیا اور اسے اپنے نکاحوں پر پردہ ڈالنے کے لیے کہہ کر بٹایا۔ چنانچہ نعرانہ بیگ خاں کے گھوڑوں کی بربادی اور پچاس سواروں کی قتل کی تو کسی کا خاطر اس پردے سے ظاہر ہوا اور یہ بات اتنی واضح ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ ہر کیف ثابت ہوا کہ سرکار کے پاس خواجہ حلی کے نام کا اندراج احمد بخش خاں کی غلط بیانی کی بنا پر ہوا ہے۔ احمد بخش خاں کی غلط بیانی اس وجہ سے تھی کہ حقائق کی پردہ داری کی جائے اور اپنے آپ کو بدنامی سے بچایا جائے۔ میں جو کہ اسد اللہ خاں عرف مرزا نوشہ "نعرانہ بیگ کا بڑا بچہ تھا ہوں" نے خواجہ حلی مذکور کے مرنے کے بعد احمد بخش خاں کی خدمت میں عرض کیا کہ اب یہ دو ہزار روپیہ سالانہ جو خواجہ حلی کو ملتا ہے مجھے دے دیا جائے تاکہ میں اسے "فنی وراثت کی ضرورتوں کے مطابق تقسیم کر کے باقی رقم اپنے استعمال میں لاؤں۔" نواب احمد بخش نے اس کے باوجود اپنی حالت اعلیٰ و دود لگائی کی بنا پر خواجہ حلی کی تحوا کو جاری رکھا۔ ظاہر انہیں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں یہ مقدمہ طویل نہ پکڑ جائے اور معاملہ سرکار تک نہ پہنچ جائے۔ جس سے پردوش و عہداشت کی رقم کی مقدار ظاہر ہو جائے لیکن حضور پر نور محل القاب نواب گورنر جنرل ہماورد نے احمد بخش خاں کے نام جو شدہ سورتہ ۱۸۸۶ء میں تحریر کیا ہے کہ سرکار نے نعرانہ بیگ کے رشتہ داروں کی کفالت منظور کی ہے پردوش و کفالت ان کے ذمہ ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ سرکار نے نعرانہ بیگ کے رشتہ داروں کی کفالت منظور کی ہے اور خواجہ حلی کو احمد بخش خاں کے بیان کے مطابق نعرانہ بیگ خاں کا رشتہ دار گردانا ہے اور احمد بخش خاں کی درخواست پر خواجہ حلی کے نام کا اندراج کیا ہے حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ خواجہ حلی کی نعرانہ بیگ کے ساتھ نسبت نہایت گہرے ہے۔ اس کا ہونا یا نہ ہونا برآز ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ جو رقم خواجہ حلی اور اس کے بیٹوں کو ملے "نعرانہ بیگ خاں کے لواحقین کی کفالت میں شمار نہ کی جائے اور نہ ہی ان کی پردوش و عہداشت کے لیے مصوب کی جائے۔ سرکار والا کی تحریر سے یہ مطلب انداز کیا جا سکتا ہے کہ پچاس سواروں کی تحوا احمد بخش خاں کے حلیب میں منما کر دی جائے اور وہ بھی خواجہ حلی کی زندگی تک اور وہ بھی محض سرکار جہاد کی تحریک کے احترام میں۔ یہ بات ہر صورت ثابت ہوتی ہے کہ نعرانہ بیگ خاں کی تین بیٹیوں اور دو بچے ۱۸۸۶ء سے ۱۸۸۹ء تک نواب احمد بخش خاں مرحوم کی جاگیر سے صرف تین ہزار روپے سالانہ حاصل کر رہے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ خواجہ حلی مرحوم کے بیٹے یہ دلیل لائیں گے اور یقیناً یہ ظاہر کریں گے کہ خواجہ حلی نے نعرانہ بیگ خاں کی ماں کا دودھ پیا ہے۔ یہ تو جیسے انتہائی بے وزن اور بے دھڑائی بالکل باطل ہے لیکن میری یہ خواہش ہے کہ خواجہ حلی کا حال پرشیدہ نہ رہے لہذا اس مقدمہ کا حال بلا تاہل عرض کرتا ہوں۔ آپ بھی اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ دہائے اسلام خصوصاً ہندوستان میں یہ رسم موجود ہے کہ مستورات غیر محرم سے پردہ کرتی ہیں اور اپنے

حقیقی بھائیوں، بھتیجیوں، بھائیوں کے سوا کسی دوسرے کے سامنے نہیں آئیں۔ جب خواجہ حلی پیدا ہوا اور نصرائف بیگ خاں کی ماں نے جب یہ دیکھا کہ میرے بیٹے، ہونکی خاندانی رسم و رواج کے مطابق خواجہ حلی سے پردہ برقرار نہیں رکھ سکیں گی اس لیے کہ خواجہ حلی کے باپ کی حیثیت ایک سائیکس سے زیادہ نہیں اور ہمارے ساتھ اس کی نسبت مستحکم نہیں اس لئے نصرائف بیگ خاں کی ماں نے اپنی بہن کی عزت افزائی اور دل جوئی کی غرض سے خواجہ حلی کو دودھ پلایا اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ جب خواجہ حلی جوان ہو جائے تو کوئی اس سے پردہ نہ کرائے۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ فدوی کی خواجہ حلی سے بیگانگی پر یہ دلیل احتمالی محکم اور ٹھوس ہے کہ جب تک خواجہ حلی نے نصرائف بیگ خاں کی ماں کا دودھ نہ پیا اور اضافی رشتہ استوار نہ کیا وہ اس قائل نہ ہو سکا کہ نصرائف بیگ خاں کی بہنیں اس کے سامنے آئیں۔

میرا یہ بھی خیال ہے کہ خواجہ حلی مرحوم کے بیٹوں نے اس حلقے میں نصرائف بیگ کی صغر کے ساتھ کوئی دستاویز پیش کی ہوگی اور اسے اپنی سہیلی کی دستاویز بتایا ہوگا حالانکہ یہ ایک جعلی پردہ نامہ ہے جو خواجہ حلی نے نصرائف بیگ کی رحلت کے بعد تحریر کیا اور اس پر نصرائف خاں کی مرثیت کی اور مستر اشرف کے قاضی کو رشوت دے کر اس جعلی پردہ نامہ پر اس کے دستخط حاصل کر لیے۔ لہذا وہ دستاویز نصرائف بیگ کے زیر کفالت افراد میں خواجہ حلی کی شمولیت کے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتی۔ اگرچہ میں اس پردہ نامہ کے جعلی ہونے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو میں اس حلقے میں مستر کوہاں پیش کردہ ایک حقیقی دلائل اور قطعی شواہد سے بھی اس دستاویز کو جعلی قرار دیا جاسکتا ہے۔ وضاحت بلا سے فدوی کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ حلی کفالت کے مستحق نہ تھا اور پوراش گھداشت میں اس کی شمولیت کی وجہ نواب احمد بخش خاں کی بددیہی کے سوا کچھ اور نہیں۔ امید ہے کہ فدوی کے بصوٹ اور سچ کی تحقیق کی جائے گی۔ سوائے اس کمزور رشتے اور معمولی وجہ کے جو میں نے اوپر بیان کی ہے نصرائف بیگ خاں کے ساتھ خواجہ حلی کا کوئی اور رشتہ یا قرابت داری ثابت ہو یا فدوی کا دعویٰ باطل قرار پائے تو فدوی اس دودھ کوئی کے لئے سزا کا مستحق ہوگا اور اگر فدوی اپنے دعویٰ میں کلی طور پر سچا ثابت ہو تو وہ رقم جو تاج تک خواجہ حلی اور اس کے بیٹوں کو نصرائف بیگ خاں کے زیر کفالت افراد کی پوراش و گھداشت کے لیے ملتی رہی ہے نصرائف بیگ خاں کے اقربا کے نام پر احمد بخش کو آئندہ جاری نہ کی جائے اور خواجہ حلی کے بیٹوں کو کفالت میں شامل نہ کیا جائے اور پوراش کی اس رقم سے وہ کچھ حاصل نہ کر سکیں۔ جو ضروری سمجھا عرض کر دیا۔ تب کی خوش بختی و سلطنت کا آفتاب ہمیشہ طلوع و تابندہ رہے۔

عرضے

(۱)

اسد اللہ خاں غالب کی جانب سے مسٹر اینڈریو اسٹرنگ کے نام خط مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۲۹ء کی نقل
(فارسی سے اردو)

جناب مستطاب خداوند خدا یگانہ داور فریدوں فرخبر نشاں دام اقبالہ و زار الفضالہ

مورہانہ گزارش ہے کہ

چونکہ اب میں حضور سے اجازت چاہتا ہوں کہ دہلی کو پٹوں جو فدوی کا وطن ہے اور ابھی حضور کے رسالے کے کوٹھ میں تین ماہ کا عرصہ باقی ہے اور میں اس امر کی استطاعت نہیں رکھتا کہ اپنی جگہ حضور کے پاس کسی وکیل کو بھیج سکوں تاکہ اگر کسی وقت فدوی کا مقدمہ فدوی کی خدمت موجودگی میں پیش ہو تو مذکورہ وکیل 'فدوی کی جانب سے اس کا دعا حضور کی خدمت میں پیش کر سکے اور اگر یہ ضروری کوائف رج رٹ کے کونسل عالیہ کو پہنچنے تک بیان نہ ہونے تو مقدمے کے سلسلے میں فدوی کی جانب سے انصاف کے مطالبے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ لہذا ضروری محتاج و کوائف اپنے دستخون کے ساتھ پانچ دفعات پر مشتمل عرضداشت کی صورت میں آپ کے حضور پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ کے حکم سے پانچ دفعات پر مبنی اس عرضداشت کا انگریزی میں ترجمہ کرانے کے بعد ریڈیٹ بھادر دہلی دام شوکو کی جانب سے رج رٹ موصول ہونے کے ساتھ ہی اسے فلک مقام کونسل عالیہ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا اور ان پانچ دفعات میں سے ہر دفعہ کے بارے میں واضح احکام صادر فرمائے جائیں گے تاکہ فدوی داور رسی اور انصاف کے حصول میں کامیاب ہو سکے۔

نوازش۔ تب کی شان و شکوہ اور جاہ و جلال کا سورج پورے عالم پر سایہ قلم رہے۔

عرسے

فدوی القلم خود اسد اللہ معروضہ ۱۱ اگست ۱۸۲۹ء

لفافہ پر:

جناب فیض اثر رویت نظر بناب مستطاب خداوند خدا یگانہ داور فریدوں فرخبر نشاں آکلائی مظلوم پورہ جناب مسٹر اینڈریو اسٹرنگ صاحب بھادر دام اقبالہ و زار الفضالہ کی فکر سے گزرے۔

(۴)

اسد اللہ خاں غالب کی طرف سے یادداشت مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۴۹ء کی نقل
(فارسی سے اردو)

پانچ دعات پر مشتمل گزارشات کی تفصیل

دفعہ اول:

حضور والا!

خواجہ حاجی کو نصر اللہ بیگ خاں کے رشتہ داروں میں شامل و محسوب کرنا قدوی کو گوارا نہیں اور اس ناگواری کی بنا پر طبع و لہجہ نہیں بلکہ حق کا حصول ہے کیونکہ قدوی کے خیال کے مطابق خواجہ حاجی بخاطر قربیت و استحقاق اس لائق نہیں کہ اس کی پرورش و کفالت سرکار کرے جبکہ اس کی دیگر کفالت اقراب میں شمولیت احمد علی مرحوم کی لفظی کے باعث ہے اور محض نواب احمد علی کی تجویز پر استحقاق قائم نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا میں چاہتا ہوں خواجہ حاجی کی قربیت اور استحقاق اور اس کی پرورش و کفالت میں شمولیت کے احوال کی تحقیقات کے بعد گورنر جنرل بارہ کونسل عالیہ کے اجلاس میں اس مقدمے کے بارے میں احکام صادر فرمائیں کہ مسئلے کا تعین ہو جائے اور آئندہ کسی فرقہ کو ہاتھ کرنے کی جرات نہ ہو سکے۔

دفعہ دوم:

فیض رسا! میرا اس کونسل عالیہ میں اس درخواست کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نصر اللہ بیگ کے لواحقین میں چار اصلی شرکا جن میں ایک میرا چھوٹا بھائی اور نصر اللہ بیگ کی تین بہنیں شامل ہیں کا احوال امتیازی سہائی کے ساتھ بیان کر دوں۔ دراصل استحقاق کی رو سے ہم پانچوں حوصلین برابر ہیں، لیکن یہ مدد معاش سرکار کی طرف سے ہل حقو کہ کی بجائے جاگیر کے معلومے کا درجہ رکھتی ہے، ایک لحاظ سے ریاست کا حق ملکیت ہے اور چونکہ اس خاندان کا سرپرست ہے لہذا چھوٹے دنیا سے چلا گیا ہے، میں جو اس کا سب کے بڑا بھتیجا ہوں، اس کے بیٹے کی مانند ہوں، نصر اللہ بیگ خاں کا جائنشین قرار پا سکتا ہوں۔ میں اس لائق ہوں کہ ان تمام لواحقین کی پرورش کی رقم مجھے مرحمت فرمائی جائے اور ان کی پرورش میرے ذمے کر دی جائے تاکہ بھری خاندانی وضع داری باقی رہے لیکن چونکہ میں نے بعض اوقات اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ نواب احمد علی خاں جاہ و مرتبے کے باوجود مطلقاً نصر اللہ بیگ

خاں کی پرورش میں تیل و جھت کرتے تھے، دارآبوں کے کہیں ان شرکا میں سے بھی کوئی مجھ سے جاراض نہ ہو جائے یا غیر ارادی طور پر بھی کسی کی حق تلفی ہو جائے لہذا میں دوسرے شرکا کا تکلیف پہنچا نہیں چاہتا اور اتنا ہی کرتا ہوں کہ ان پانچ شرکا میں سے ہر ایک کے نام اس کی رقم مقرر کر دی جائے تاکہ فدوی کو کسی کی پیشی کی مثال اور مصطفیٰ کے لیے کسی ناراضگی یا حق سے زیادہ مانگنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ نام میں لکھا چاہتا ہوں کہ رکنیں خاندان کے خواب کو حوالہ رکھتے ہوئے مجھے امتیازی حیثیت دی جائے تاکہ میری زندگی میں فراغت اور دیبا کی تھریں میری عزت قائم رہے۔

دفعہ سوم:

مظلوم پورا جب یہ بات واضح ہے کہ نھراٹھ بیگ خاں کی جاگیر امہ بخش کی جاگیر سے ضلع اکبر آباد میں الگ واقع تھی۔ اس ضلع میں ہمارا موقف یہ ہے کہ نھراٹھ بیگ خاں، 'نواب امہ بخش کا والد تھا اور نھراٹھ بیگ خاں کی وفات کے بعد اس کی جاگیر کو امہ بخش کی جاگیر میں شامل کرواتے ہوئے اس کے لواحقین کی کفالت کے لئے امہ بخش خاں کی جاگیر سے وظیفہ مقرر کیا گیا'۔ مگر یہ جاگیر امہ بخش کی جاگیر سے بالکل علیحدہ ہے اگر اس بنا پر کفالت کی رقم میں معافی نہ دی جاتی تو اس رقم کو سال بہ سال خزانہ عامہ میں داخل کرانا چاہئے۔ پس زر استواری سرکار والا کے تصرف میں ہے۔ لہذا ان مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر درخواست کرتا ہوں کہ یہ وظیفہ خزانہ سرکار سے مقرر ہو۔ مذکورہ وجوہ سے قطع نظر شمس الدین کے خزانہ سے وظیفہ کی وصولی انتہائی معیوب ہے کیونکہ جاگیر شمس الدین کے تصرف میں نسل در نسل چلے گی اور وظیفہ بھی نھراٹھ بیگ خاں کے ذریعہ کفالت افراد کے لیے نسل بعد نسل ہو گا اور دفعہ دوم میں میں نے خود یہ درخواست کی ہے نھراٹھ بیگ خاں کے پانچوں لواحقین میں سے ہر ایک کے لیے الگ وظیفہ مقرر کیا جائے اس صورت میں ان پانچوں اشخاص میں سے اگر کوئی مر جائے گا تو وہ حائلوں سے ایک ضرور ہو گی اگر وہ محتوی صاحب اولاد مرے گا تو اس صورت میں اس کی اولاد اس وظیفہ کی حق وار ہو گی لیکن اگر ان پانچ میں سے کوئی شخص لا ولد ہو گا تو بلاشبہ اس کے وظیفہ کی رقم کے لیے جائزہ اٹھ کرنا ہو جائے گا۔ ایک طرف جاگیر دار فیودہ ر اس وظیفہ کے ضبط کرنے کی کوشش کئے گا اور دوسری طرف دیگر شرکا کی اولاد اس رقم کی وصولی وار بن جائے گی لہذا میں امید کرتا ہوں کہ حکومت اس ضلع میں کوئی واضح قاعدہ بنائے گی اور جاگیر دار فیودہ ر کو حکم جاری کئے گی کہ نھراٹھ بیگ خاں کے ذریعہ کفالت افراد کی پرورش و نگہداشت کے لیے مقرر کردہ وظیفہ ہر سال خزانہ عامہ میں داخل کرنا چاہئے اور سرکار والا سے ان پانچ افراد میں سے ہر ایک کے لیے اس کے خرچے کے مطابق مشاہیرہ مقرر کیا جائے تاکہ فدوی بلا واسطہ اور میرے واسطے سے شرکائے فدوی، 'تمایات ریڈیٹس' کے دفتریں وصولی کی رسید داخل کرنا کہ اپنے مقرر جسے کو بلا خوف حاصل کر سکیں اور آئندہ جو لا ولد فوت ہو جس کی تنخواہ جتنی سرکار ضبط کر لی جائے۔ اگر محتوی صاحب اولاد ہو تو اس کی اولاد سرکار کو اپنی حیثیت کرائے اور اس وظیفہ کو اپنے تصرف میں لائے اس صورت میں سرکاری رقم کے ضیاع کا اندیشہ بھی نہیں رہے گا نیز ہم پانچوں کی اولاد کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف و جھگڑہ پیدا نہیں

ہر گاہ فقط۔

والہ چہارم:

حضور والا!

مجھے امید ہے کہ مقدمہ ہذا کے فیصلہ کے بعد گزشتہ سالوں کے ہٹایا جاتے کے لیے دعویٰ دائر کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اور مقدمہ کے تصفیہ کے ساتھ گزشتہ سالوں کے ہٹایا جاتے پر مشتمل رقم جاگیردار فیوچر پر سے کسی انتظار کی زحمت کے بغیر وصول ہو جائے گی۔ فقط۔

والہ پنجم:

فریاد رس!

چونکہ یہ بات اعظم من القس ہے کہ فدوی کے حقیقی چچا نصر اللہ بیگ خاں کا شمار آپ کے متوطنین میں ہوتا ہے۔ فدوی کو بھی آپ کی حمایت سے آپ کی سرپرستی کی نسبت حاصل ہے لیکن نواب احمد بخش نے جو فدوی کے حقیقی چچا کا سر اور فدوی کے سر کا حقیقی بھائی تھا فدوی کو ناگام "نامراد" بیزار اور گم نام بنا دیا لہذا میری خواہش ہے کہ اس مقدمہ کے فیصلے اور عدالتی کارروائی کے دوران فدوی کی مایوسی و حیرانگی اور ناگاہی و نامرادی دور کر دی جائے۔ فدوی کی قدر افزائی کی جائے حضور والا کی جانب سے ایک ضمت عطا ہونا چاہیے تاکہ فدوی کی جاہ و حرمت میں اضافہ ہو اور مایوسی و ناگاہی کا غم جاتا رہے۔ ایک دنیا بنتی ہے کہ میں بھی سرکار جہاندار کے متوطنین میں سے ایک ہوں۔ آپ کی شان و شوکت کا سورج تمام دنیا پر چمکتا رہے۔

عرضداشت

فدوی اسد اللہ خاں عرب مرزا نوشہ برادر ذوالہ نصر اللہ بیگ خاں

جاگیردار سوئیٹ سوٹا

مصدقہ ۱۱ اگست ۱۸۶۹ء

(۱۳)

سیاسی رودلو ۱۹ دسمبر ۱۸۳۹ء

بقدرت گرای:

اے اسٹریٹک سبائپ ہمارے

قاری معتمد برائے حکومت

شعبہ سیاسی فورٹ ولیم

بناب ٹائی:

میں آپ کی توجہ سہاے۔ کول بروک کی طرف سے گزشتہ فروری کی ۲۳ تاریخ کو لکھے گئے اس خط کی جانب جس اسد اللہ خاں کی عرضداشت پر رپورٹ کرنے کے لیے کام کیا تھا مینڈل کرائٹ چاہتا ہوں 'ابھی تک مذکورہ بالا خط کا کوئی جواب دفتر میں موصول نہیں ہوا۔

میرے لیے امراز ہے 'بناب!

آپ کا ٹیچر غلام

(دستخط) ایف ہاکنز

قائم مقام ریڈیٹنٹ

دہلی ریڈیٹنٹ

۵ دسمبر ۱۸۳۹ء

☆ پرنس آرکائیوز آف انڈیا۔ پرنسپل ڈائریکٹ ہدایتگر لبریری ۱۱ دسمبر ۱۸۳۹ء

(۳)

تعم ہو ا ہے کہ مراسلہ تمام ریڈیٹنٹ مورخہ ۱۳ مارچ سالانہ کی ایک ہو ہو نقل مندرجہ ذیل خط کے ساتھ قائم مقام ریڈیٹنٹ کو ان کے پتے پر ارسال کر دی جائے۔
 یہ تعم اسٹریک صاحب 'قاری معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی فورٹ ولیم کے نام دہلی ریڈیٹنٹ کے قائم مقام ریڈیٹنٹ کے خط مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۶۹ء میں جو صفحہ ۳۳ پر درج کیا گیا تھا ہے۔

بہ اظہار آفس ریکارڈ 'لندن' قبر اعلیٰ کوثر۔ ایف / ۳ / ۱۳۲۲ مورخہ یکشنبہ ۱۲۲۹

(۱۵)

بخدمت گرامی: قائم مقام ریڈیٹنٹ صاحب بہادر

بر مقام دہلی

جناب عالی!

مجھے پدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے خط مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۰ء کی وصول پالی سے آپ کو مطلع کروں اور جواباً آپ کو آگاہ کروں کہ سرکاری۔ کول بروک کے خط مورخہ ۲۳ فروری کا جواب ۱۳ مارچ کو ارسال کر دیا گیا ہے جس میں امیر اللہ خان جو خود کو نعرالہ بیگ خان کا بھتیجا بتاتا ہے کی اس مرضداشت کے بارے میں رپورٹ دی گئی ہے جو اس نے ان کی خدمت میں پیش کی تھی ایسے کسی معاملے میں مزید کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی ہے جس میں نعرالہ بیگ خان کے نام کا ذکر آیا ہو۔ جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا ہدایات دہلی کے دفتر میں موصول نہیں ہو رہی ہیں اس لیے میں اپنے خط کا ایک کپی اور اس سے منسلک آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں۔

آپ کا خادم

(درحفظ) اے اسٹرانگ

فورت ولیم

پاپ شعور برائے حکومت

۱۹ دسمبر ۱۹۲۹ء

(۲)

نقل عرضی برائے جواب دعویٰ از افضل بیگ (فارسی سے اردو)

مورخہ ۸ مارچ ۱۸۳۰ء

عزت مآب "عالی جناب کی خدمت میں عرض پرداز ہوں

خواجہ حاجی خاں مرحوم کے فرزند خواجہ شمس الدین عرف خواجہ جہان و خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان جو سرکار انگریز بہادر کے حکم پر وہ ہیں "میرے حقیقی بھانجے ہیں۔ اسد اللہ خاں عرف مرزا نوشہ نے ان کی حق تعلق کے ارادہ سے مذکورہ لڑکوں کے تخمین حق کے موضوع پر نکلنے سے اپنی مداخلت کے وقت ایک درخواست حضور کی انصاف پسند خدمت میں پیش کی نیز اس درخواست کے مطالب ریڈیٹنٹ کی خدمت میں بھی پیش کیے ہیں۔ لہذا میں جو عرضی کے متن میں ذکر کیے گئے خواجہ شمس الدین اور خواجہ بدر الدین کا حقیقی ماموں ہوں۔ مذکورہ اشخاص کی اہوازت سے اسد اللہ خاں کی عرضی کا جواب آپ کے حضور میں پیش کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ اس جواب کے مطالب تک رسائی کے بعد اسد اللہ خاں طالب کے مقدمے کی تحقیق کے دوران ان مطالب کو ریڈیٹنٹ بہادر شاہجہاں آباد کی تحویل میں دے دیا جائے اور فدوی کو بھی ان کی خدمت میں پیش ہونے کی اہوازت ہو۔ چونکہ اسد اللہ خاں نے یہ معاملہ ریڈیٹنٹ بہادر شاہجہاں آباد کے علم میں ہونے کے باوجود محض خواجہ حاجی کے بیٹوں کی حق تعلق کے لیے آپ تک پہنچایا ہے لہذا حضور کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسد اللہ خاں کا بیان صاف جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس مقدمے کا جواب دالہل کر کے امید کرتا ہوں کہ از راہ ملازم پروردی اور محترم نوازی فدوی کے جواب کو بذریعہ مراسلہ ریڈیٹنٹ صاحب کی خدمت میں روانہ فرما دیں تاکہ انھیں مقدمے کی رپورٹ کے دوران میں دعویٰ و جواب دعویٰ دونوں کے مطالب سے آگاہی دے تاکہ مدعیان آپ کی حمایت اور جناب ریڈیٹنٹ کی توجہ سے انصاف حاصل کر سکیں اور سرکار کینہی انگریز بہادر کی بیٹھ قائم و دائم رہنے والی حکومت کے دعاگو اور ولہدار رہیں۔ فقط۔

درخواست گزار

عبدہ "افضل بیگ" (۲۵) مورخہ ۸ مارچ ۱۸۳۰ء

(۱۷)

افضل بیگ خاں کی طرف سے دائر کردہ جواب دعویٰ مورخہ ۸ مارچ ۱۸۳۰ء کی نقل
(قاری سے اردو)

غریب پور سلامت!

افضل بیگ خاں جو خواجہ شمس الدین عرف خواجہ جان اور خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان پیران خواجہ حاجی مرحوم تنگ پورہ سرکاری عالیہ کا عیاری ہے کی جانب سے اسد اللہ خاں کی عرضی کا جواب حسب ذیل ہے:

۱۸۳۶ء میں فیروز پور جنرل ٹیگرس پوٹا پٹا دیکھو دو گھنٹہ کی جاگیریں نواب امیر بخش خاں کو استمراری حق (الکھن واری) پر مع سند دس مخصوص شرائط کے مطابق نسل بہد نسل عطا ہوئیں۔

اول: یہ کہ مرزا نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کے ذریعہ کفالت افزاد خواجہ حاجی وغیرہ کی پرورش اور دیکھ بھال نواب موصوف کے اہل ہوگی۔ فقہ۔

دوم: یہ کہ بچاس سوار بوقت ضرورت سرکار کے لیے حاضر کئے جائیں فقہ۔ اگرچہ نواب موصوف نے عالی مرتبت جنرل سر جان ماگم صاحب بہادر کے حضور دس ہزار روپے نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کے ذریعہ کفالت افزاد خواجہ حاجی وغیرہ کے درمیان تقسیم کرنے کا ذمہ لیا لیکن نصر اللہ بیگ مرحوم کے ذریعہ کفالت افزاد یعنی خواجہ حاجی وغیرہ کو اس معین رقم کی کوئی خبر (اطلاع) نہ کی تھی۔ اس صورت میں نواب موصوف از راہ نکل نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کے ذریعہ کفالت افزاد حاجی وغیرہ کو صرف پانچ ہزار روپے سالانہ دیتے تھے۔ یعنی مبلغ دو ہزار روپے خواجہ حاجی کو مبلغ ایک ہزار پانچ سو روپے مرحوم کی بیویوں کو ایک ہزار پانچ سو روپے اسد اللہ خاں اور مرزا یوسف کو جو نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کے بچتھے تھے سالانہ ملے تھے۔ گزشتہ سال اسد اللہ خاں نے اوطا شرکا کی رضامندی سے نواب امیر بخش مرحوم کے ورثاء کے خلاف عفو میں اضافے کے لیے ایک عرضی حضور کی خدمت میں پیش کی۔ ثانیاً "طبع اور بے انصافی کے تحت خواجہ حاجی خاں کے بیٹوں کو ان کے حق سے محروم کرنے کے لیے ایک دوسری عرضی پیش کی اور خواجہ حاجی کے بیٹوں کی جو اسد اللہ بیگ کے لیے بھی واجب الاحرام بزرگ ہیں کی تقییر و تبدیلی کو مفید مطلب سمجھتے ہوئے لکھا کہ خواجہ حاجی ہرگز اس امر کا مستحق نہیں کہ سرکار اس کی کفالت کا اہتمام کرے۔

غریب پورہ و ضعی اور کینہ پوری نے اسد اللہ خاں کے ذہن کو بالکل بھول کر دیا ہے یہاں تک کہ

اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ حکومت کے اہل کاروں کو امور مملکت کے انتظام میں تعلیم دینے پر کمر بستہ ہے اور حکومت کے خیر خواہوں کی درجہ بندی اور کفالت کے حیطے میں کسی کو تہی کو سرکاری اہل کاروں کی غفلت پر مہمول کرتا ہے۔ اگر سرکاری اہل کاروں کو مزاجہ حالی کی خیر خواہی اور خدمت گزاری پر مکمل اعتماد نہ ہوتا اور خواجہ حالی خاں کی نصراٹھ بیگ مرحوم کی معیت میں حسن خدمت کے سطل کے طور پر خواجہ حالی اور اس کی اولاد کی کفالت سرکاری اہل کاروں کی خصوصی توجہ کا مرکز نہ ہوتی تو خواجہ حالی کا نام نصراٹھ بیگ مرحوم کے ذریعہ کفالت افراد کے ذمے میں شامل نہ ہوتا اور حضور کی جانب سے عطا کردہ سند میں اس کا نام کہیں انگریز بہادر کی حکومت کی سرپرستی کے مستحق افراد میں درج نہ ہوتا۔ دیگر دلائل سے قطع نظر سند کی مہارت بلاشبہ خواجہ حالی مرحوم کے لازوال استحقاق کے لئے ایک ناقابل تردید دلیل ہے۔

جانپا: اسد اللہ خاں خواجہ حالی کے بیٹوں کی رسوائی کی غرض سے لکھتا ہے کہ خواجہ حالی یعنی فدوی کے بھانجوں کا باپ نصراٹھ بیگ خاں کا غلام دائرہ اور شک خوار تھا۔ خواجہ مرزا خواجہ حالی کا باپ نصراٹھ بیگ خاں کے باپ کے پاس صرف پانچ دوپے ماہانہ پر بطور سائیکس ملازم تھا لیکن خاں مذکور اپنے بیان کے ناقص کی پردہ کئے بغیر دوبارہ لکھتا ہے کہ نصراٹھ بیگ خاں کی ماں نے اپنی بھانجی کا نکاح جو اس بزرگ خاتون کو اپنی بیٹی کی طرح عزیز تھی خواجہ مرزا کے ساتھ کر دیا اور خواجہ حالی مرحوم بن خواجہ مرزا اسی بیٹی کے بطن سے ہے۔ غریب پردہ نصراٹھ بیگ خاں کی ماں اور اسد اللہ خاں کی دادی کی حالت پر آسٹ ہے کہ بقول اسد اللہ خاں اس نے اپنی بھانجی کا نکاح کمال رضامندی کے ساتھ ایک غیر اور گھٹیا شخص کے ساتھ کر دیا۔ حیف ہے اسد اللہ خاں کے حال پر کہ وہ خواجہ حالی کے لئے جو اس کی دادی کی بھانجی کا بیٹا ہے غلام دائرہ اور اسی قسم کے دوسرے آئینہ الفاظ استعمال کرتا ہے حالانکہ یہ شخص (اسد اللہ خاں) ٹوٹ گیا ہے۔ نصراٹھ بیگ خاں کی ماں یعنی اس (اسد اللہ خاں) کی دادی نے اپنی بہن کی عزت افزائی و خاطر داری کے لئے خواجہ حالی کو دودھ پلایا اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب خواجہ حالی جوان ہو جائے تو کوئی اس سے پردہ نہ کرائے لیکن اسد اللہ خاں اپنے بزرگوں کے برعکس اپنی دادی کی بہن اور اس کی اولاد کی قدر افزائی کی بجائے ان کی عزت کو خاک میں ملانے کے حضور بار بار اپنی زبان درازی سے مجبور کرتا ہے اور اپنے بزرگوں کی توہین و تحقیر کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتا ہے۔ غریب پردہ اسد اللہ خاں اولاد خواجہ حالی خاں سے کسی قسم کی رشتہ داری سے انکار کرتا ہے اور خواجہ حالی کو صرف نصراٹھ بیگ خاں کے نوکروں کے ذمے میں شمار کرتا ہے اور آخر کار نصراٹھ بیگ مرحوم اور خواجہ حالی منظور کے درمیان کنوڑ تعلق کو ظاہر کرتا ہے فقط۔ خاں مذکور پر یہ بات پوشیدہ نہ ہوگی کہ خواجہ حالی مرزا نصراٹھ بیگ خاں مرحوم کے ذریعہ کفالت افراد میں سب سے اول نمبر ہے۔ سند کی مہارت نصراٹھ بیگ خاں مرحوم کے ذریعہ کفالت افراد یعنی خواجہ حالی وغیرہ

کی کفالت و نگہداشت وغیرہ ان کے ذمہ ہے اس امر پر صریحاً دلالت کرتی ہے۔ لغوی طور پر توسل کے معنی ہیں کسی چیز کے واسطے سے نزدیکی چاہنا۔ اور توسل الیہ سے مراد ہے (وسیلۃ الی القرب الیہ اہل)۔ اس صورت میں خواجہ حاجی پر لفظ توسل کا اطلاق دوسروں کی نسبت نہایت صحیح اور واضح ہے۔ عرف عام میں متوسلین کا لفظ ان رشتہ داروں دوستوں اور غیروں پر صادق آتا ہے جن کا تعلق کسی دوسرے شخص سے ہو۔ چنانچہ گورنر جنرل بہادر کا توسل اور پامور بادشاہوں کے متوسلین وغیرہ کا لفظ خواص کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ خواجہ حاجی جو نصر اللہ بیگ خاں کی خالہ کا نواسہ ہے اور مصاحب کے انتظام میں بھی ان کے ساتھ رہا ہے، قرابت داری اور دوستی کے اعتبار سے نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کے خصوصی متوسلین میں سے ہے اور دوسرے اشخاص نصر اللہ بیگ خاں کے عمومی متوسلین میں داخل ہیں۔ چنانچہ سند میں متوسلین سے متعلق جو عبارت درج ہے وہ ان ہی حقائق کی تصدیق ہے اور نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کی وفات میں خواجہ حاجی خاں کی خدمات، بالخصوصی اور اعتبارات کے پیش نظر سرکاری اہل کار، خواجہ حاجی مرحوم کی اس پرداخت کو اولین اور اہم تصور کرتے ہوئے خواجہ حاجی مذکور اور اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں کی کفالت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ غریب پرورد سلامت! اسد اللہ خاں، خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کو حق سے محروم کرنے کی خاطر سلی القاب جارج بارلو گورنر جنرل بہادر کی عطا کردہ سند کو جس پر خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کے دعویٰ اور اسد اللہ خاں اور اس کے بھائی اور نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کی بیٹنوں کی مخالفت کا واردوار ہے کو ساتھ الاعتبار قرار دیتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ حضور کی سند میں خواجہ حاجی کے نام کا اندراج ثواب احمد بخش خاں مرحوم کے غلط بیانی کی وجہ سے ہے کیونکہ ثواب احمد بخش خاں نے خواجہ حاجی کو اپنے معاملات کا راز دار بنا رکھا تھا۔ انصاف پرور اس صورت میں کہ ثواب احمد بخش خاں مرحوم کو سند استمراری کا اجرا اور خواجہ حاجی وغیرہ نصر اللہ بیگ خاں متوسلین کو سرکار کی طرف سے تحفہ کا حصول سپہ سالار بخادر جنرل لاڈ لیک بہادر کے تجویز و تحقیق کی بنا پر فیصلہ ملکہ اس کا واردوار احمد بخش خاں کی بد بیانی اور غلط بیانی پر تھا سند استمراری اور دائمی تحفہ کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا، اس لیے کہ جس شے کی بنیاد ہی دھوکہ اور فریب پر ہو وہ قابل اعتبار و احترام نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کے حق کو غلط ثابت کرنے کی خاطر اسد اللہ خاں نے خود اپنے حق کا ابطال بھی کر دیا ہے۔ اس سے اسد اللہ خاں کے طمع و حرص اور واضح عیو کے سوا کچھ اور ظاہر نہیں ہوتا۔

غریب پرورد اس کے باوجود کہ سرکاری اہل کاروں نے خواجہ حاجی وغیرہ متوسلین نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کو سرکار کے جائداد دے دی ہیں کی کفالت و نگہداشت کا ہر صورت قیہ کر رکھا ہے اسد اللہ خاں غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ سرکار نے نصر اللہ بیگ مرحوم کے قریبی رشتہ داروں کی پرورش اپنے ذمہ لی تھی لہذا وہ رقم جو خواجہ حاجی اور اس کے بیٹوں کو بغرض پرورش دی جاتی ہے اسے

نصرائے بیگ خان مرحوم کے رشتہ داروں کی پرورش اور نگہداشت پر معمول نہ کیا جائے۔ انصاف پر، راء سرکاری اہل کاروں کی میت اور اروے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں بلکہ کونسل کی جانب سے عطا کردہ سند کی عبارت سرکار کے اس ارادے پر صریحاً "دلائل کرتی ہے اور اسد اللہ خان یا کسی دوسرے کی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں۔" اسوس کہ اس حرم کے بندے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر خواجہ حلی اپنے نام کی صراحت کے باوجود سرکاری پرورش کا مستحق نہیں تو نصرائے بیگ خان مرحوم کے ذر کفالت افراد کے علاوہ دیگر افراد جن میں اسد اللہ خان کا پم بھی شامل ہے اور جن کا ذکر دغیبہ میں ہے کسی طرح بھی سرکار کی طرف سے پرورش کے مستحق نہیں ٹھہرتے۔ اسد اللہ خان کی درخواست کی عبارت سے ظاہر ہے کہ نصرائے بیگ خان کے دونوں بچے یعنی اسد اللہ خان و مرزا یوسف استقراری کے اجرا اور تنخواہ کے تقرر کے وقت کم سن یا بے خبر نہ تھے اس صورت میں ظاہر ہے کہ خواجہ حلی نے جو کہ نصرائے بیگ خان قرابت داروں میں سے ایک ہے ان (نصرائے بیگ) کی رفاقت میں سرکار دولت ہمار کی خدمات سرانجام دیں تھیں۔ اس لیے ایسے قوی جس نے بذات خود خدمت و جاہاری کی ہو، کے مقابلے میں نا سمجھ لاکوں کا استحقاق فائق نہیں ہو گا۔ غریب پرورد اسد اللہ خان کے بیان سے یہ ظاہر ہے کہ نصرائے بیگ کے بچے سند کے حصول سے قبل اس سے بالکل بے خبر تھے۔ بلکہ مقام اسوس ہے کہ ابھی بھی ان میں سے ایک یعنی مرزا یوسف پاگل ہے اور شریعت کا ملت نہیں ہے اور دوسرے کامزاج اکثر و بیشتر قمر کے ذوال و کمال کے ساتھ ساتھ اعتدال سے تھوڑا کر جاتا ہے۔ میں ممکن ہے کہ یہ عرض جو خاندان اور عزیزوں کی رسوائی اور ذلت کا مرقع ہے آثار قمر کے غلبہ کے موجب تحریر کی گئی ہو فقط۔ اسد اللہ خان نے عرضی کے آخر میں اپنے سوائے غن کے اکتدار میں بعض فضول باتیں بھی کی ہیں اسد اللہ خان کا یہ واضح بیان اس کلیل نہیں کہ اس کا سرکار جواب دے یا اس پر طوطہ کہے۔

غریب پرورد مذکورہ بالا محاللات نواب احمد بخش خان نسل در نسل دو خاص شرائط یعنی خواجہ حلی وغیرہ متوسلین نصرائے بیگ خان کی کفالت و حسب طلب سرکار کے حضور پچاس سوار حاضر کرنے پر عطا ہوئی تھی۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ ان دو شرائط پر محاللات دانا عطا کرنے سے سرکار دولت ہمار کے بخش نظر اور طوطہ خاطر یہ ہے کہ ملی ہذا القیاس یہ دو شرائط کی ذمیت بھی ہادی و مستقل ہے۔ لہذا آپ کی انصاف پروری سے مجھے امید وافق ہے کہ آپ نواب موصوف کے درٹا کے نام فرہان صادر فرمائیں گے نواب احمد بخش کے اس معاملہ کے مطابق جو سرکاری اہل کاروں کے ساتھ ملے پایا ہے مبلغ چار ہزار روپے سالانہ تنخواہ اور باقی نامہ رقم بھی خواجہ حلی کے بیٹوں کو جو سرکار دولت ہمار کے تنک خواہ ہیں عطا فرمائیں اور آئندہ اس سلسلے میں کسی تنگ چٹھی اور غفلت کا مظاہرہ نہ کیا جائے تاکہ آپ کے یہ پرانے تنک خواہ مع قہیوں اور خاندانوں کے آپ کی حکومت کی سلامتی و درازی کے لئے دعا گو رہیں۔

افضل بیگ، مقام ٹکٹہ، عہدہ افضل بیگ

سورہ ۸، تاریخ ۱۸۳۰ء

(۱۹)

فیروز پور کے نواب شمس الدین خان کے خط کا ترجمہ جو انھوں نے دہلی کے قائم مقام ریڈیٹنٹ کو ارسال کیا۔

تپ کا وہ خط جس میں اطلاع دی گئی تھی کہ محمد اسد اللہ خان کی شکایت کی تحقیق و تفتیش کے امکانات موصول ہو چکے ہیں اور جس کے ساتھ آپ نے مجھے ان کی عرضداشت کی ایک نقل ارسال کر دی ہے اور اس کے جواب میں آپ نے مجھ سے ایک تفصیلی وضاحت کی خواہش کا اظہار فرمایا ہے، مجھے مل گیا ہے اور میں نے اس کے مندرجات کو سمجھ لیا ہے۔ میرے والد محترم نواب احمد علی خان مرحوم کے زمانے سے مرزا نصر اللہ بیگ خان مرحوم کے عزیز واقارب کی کفالت کے لیے جو کچھ کیا جاتا رہا ہے اس سے وہ اچھی طرح واقف ہیں اور انھیں دہرائے سے آپ کو غیر ضروری الجھن و پریشانی میں مبتلا کرنے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہو گا تاہم آپ کے اقدام کی تعمیل کرتے ہوئے میں مندرجہ ذیل توضیحات پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں :

اسد اللہ خان نے اپنے عریضہ میں جن سینہ بالانصالیوں کا ذکر کیا ہے اور جن کے ازالے کے لیے وہ شروع کرنے پر مجبور ہوئے، اس سے باری انگیز میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم نصر اللہ بیگ خان کے عزیز واقارب کی کفالت کے لیے جو رقم مقرر کی گئی تھی وہ اس کی مقدار سے بالکل ناواقف ہیں تاہم یہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ اس انتظام کے خلاف سے کی ابتدا سے اب تک وہ فصل بہ فصل اور سال بہ سال مقررہ رقم ہی سے اتنا حصہ وصول کرتے رہے ہیں اور اس کی رسیدیں اس دفتر میں جمع کراتے رہے ہیں لیکن اب وہ مقررہ رقم نے اپنی لامطی کا اظہار کر رہے ہیں۔ البتہ وہ ایک شاعر ہیں اور شاعر ہونے کی منہیت سے انھیں آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی عرضداشت بیان کرنے کے لیے جس قدر چاہیں مطالبہ آراء سے کام لیں۔

سب جانتے ہیں کہ لارڈ الیک صاحب بہادر کے امکانات کے مطابق نصر اللہ بیگ خان کے خاندان کی کفالت کے لیے سلاطین پانچ ہزار روپے ایک زمانے سے مقرر ہیں جس میں سے سلاطین و عہدہ کے طور پر دو ہزار روپے خواجہ حاجی کے لیے، پندرہ سو روپے مرحوم مرزا کے بھتیجوں کے لیے جو وہ ہاتھ کی سے وصول

کرتے آ رہے ہیں سوائے گزشتہ دو فصلوں کے جب شکایت کنندہ نے عموماً اپنا وظیفہ لینے اور رسید دفتر میں داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ انھیں کہنا صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ رسید دیں اور معمول کے مطابق خزانچی سے اپنا وظیفہ وصول کر لیں۔ میں نے نہ کبھی کسی شخص کے واجبات ادا کرنے سے انکار کیا نہ کبھی عدم آمدگی کا ہر کی۔

اپنی عرضداشت کے دوسرے پیرا گراف میں انھوں نے پچاس سواروں پر اعتراض کیا ہے۔ مجھے ان کے اس اعتراض کا جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ سرکار برطانیہ کے دست نگر آج بھی اس کے دست نگر ہیں اور کل بھی اس کی ہی فیاضی اور لطف و کرم کے دست نگر رہیں گے۔ خان کا اس مسئلے سے کوئی واسطہ نہیں حکومت جب بھی چاہے گی سواروں کی خدمات طلب کر لے گی اور یہ خدمت ۵۰ سواروں تک محدود نہیں ہوگی۔ جان دہاں سب اس کے ہیں۔ دکن کی تازہ ترین صم کے دوران جس فیاضی، لطف و کرم اور عنایات کی بارش کی گئی اسی کا بدلہ کسی طرح بھی نہیں دیا جا سکتا میرے والد، جنرل سر ڈی۔ آئزہ لوئی کی خدمت میں حاضر ہونے تو انھوں نے انھیں بتایا کہ گورنر جنرل صاحب بہادر نے ایک خط میں جو حضور والا سے موصول ہوا ان (نواب) کی اپنے دستوں سمیت ہرکلی پر انتہائی اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ میرے والد نے جواب دیا کہ حکومت برطانیہ اپنے ملازمین اور متوطنین کی وقاداریوں اور اچھائیوں پر ان کی جتنی قدر کرتی ہے اور ان کے ساتھ جس قدر اخلاق و مروت اور احسان مندی کے ساتھ پیش آتی ہے میں اس کے جواب میں اس کے سوا اور کیا کر سکتا ہوں کہ ان لیے اپنی جان بھی قربان کروں اور جب ان کے لطف و کرم اور عنایات کا یہ عالم ہو تو مظلوموں کی غلط بیانیوں ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہیں۔

تیسرے یہ کہ خان نے وغائف میں نظر ثانی کا ذکر کیا ہے جس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ انھیں مجھ سے اتنی ہی رقم ملتی رہے گی جتنی میرے والد محترم سے ملا کرتی تھی اور میری ذمہ داری صرف یہیں تک ہے۔ اگر کوئی تادم ہے تو وہ جس طرح مناسب سمجھیں آپس میں حل کر سکتے ہیں۔ اور۔۔۔۔۔

چوتھے یہ کہ خان نے الزام لگایا ہے کہ میرے والد کی لاف بیانی کی وجہ سے خواجہ حاجی کو جائز شرکا کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ اس نکتہ پر بھی میرے والد نے میرے خلاف کسی شک و شبہ کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ خواجہ حاجی اور نعرانہ بیگ خان کے دوسرے متوطنین کی کفالت کا ذکر گورنر جنرل صاحب بہادر کی سند میں خاص طور سے کیا گیا ہے جس سے یہ بات حشرح ہوتی ہے کہ گورنر جنرل صاحب بہادر خواجہ حاجی کو خانہ ان کا ایک سینئر رکن تصور کرتے ہیں اور اسی لیے انھوں نے ان کا نام سند میں شامل کیا جبکہ مرزا کے خاندان والوں کے لیے ”ٹوفیرو“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ خان آپ کے حضور اپنی عرضداشت کے چوتھے پیرا گراف میں اپنی فراست و دہائی سے اپنے شدید مصائب کے چار اسباب بیان کرتے ہیں لیکن

حقیقت یہ ہے کہ بے معنی خواہشات سے باوجود سب کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
میں نے مندرجہ بالا طور میں آپ کی اطلاع کے لیے سب کچھ کوشش گزار کر دیا ہے۔

(مسودہ خط) جنس الدین خان

(صحیح ترجمہ)

(دستخط) ایم۔ بیگ

معاون برائے ریڈیو ٹیلی ویژن

☆ مخلص آرکائیوز آف انڈیا - پبلیکلنڈ لبریری - پریسڈنٹ گزٹ نمبر ۳ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۰ء

(۲۰)

سند کا ترجمہ

(دستخط) لارڈ ایک

بھرمست کرائی:

امیر بخش خان

مرکار برطانیہ مرحوم نعرالہ یک خان کے بچہ حیات عزیز و اقارب کی سرپرستی اور کفالت کرنا چاہتی ہے جیسا کہ اس سند میں پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے جو گورنر جنرل صاحب بہادر نے آپ کو عطا کی ہے بنا بریں آپ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ آپ پر گز سے جو حکومت نے آپ کو عطا کیا ہے سالانہ پانچ ہزار روپے سکے رائج الوقت باقاعدہ ماہانہ اقساط میں منسلک ذیل تفصیلات کے مطابق مرحوم مرزا کے ہر متوصل کو ادا کیا کریں تاکہ ان کی کفالت ہو اور وہ برطانوی حکومت کی خوشحالی کے لیے ہمیشہ دعاگو رہیں۔ آپ اس حکم کو لازمی تصور کریں۔

خواجہ حاجی ۴۰۰۰ روپے

مرحوم مرزا کی ماں اور بہن ۱۵۰۰ روپے

مرحوم مرزا کے برادر زائد مرزا نوشہ اور مرزا یوسف ۱۵۰۰ روپے

مورخہ ۷ جون ۱۸۵۶ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۲۷۱

صحیح ترجمہ

(دستخط) ایم۔ بیگ

معاون برائے ریٹائرڈ ڈپٹی سیکریٹری

(۲۱)

تکم ہوا کہ مندرجہ ذیل جواب مسئلہ کنز کو ارسال کر دیا جائے۔

مندرجہ بالا حکم قائم مقام ریڈیو ٹی وی ایف پاکستان صاحب ہمارے کے مراسلے مورخہ ۵ مئی ۱۹۸۳ء تکام آئے۔ اسٹرنگ صاحب ہمارے نائب معتمد برائے حکومت فورٹ ولیم جو صفحہ ۴۳ پر ہے درج کیا گیا ہے۔

☆ ایڈیا آفس ریکارڈز 'لندن' نمبر آئی او آر۔ ایف / ۴ / ۱۳۴۴ ہماراؤ کلکتہ نمبر ۵۳۴۴۹

(۲۲)

بخدمت کرامی :

محترم ایف۔ ہائیکز صاحب بہادر

قائم مقام ریڈیو نٹ دہلی

جناب عالی!

مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے مراسلے مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۰ء کی وصول پالی سے آپ کو مطلع کروں اور جواب میں آپ کو آگاہ کروں کہ جناب عالی مرحمت گورنر جنرل صاحب بہادر "اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ کے دعویٰ کے بارے میں آپ کی رائے سے متعلق ہیں۔

آپ کا خیر اندیش

دعوت علی۔ سوشل فورٹ ولیم

مستند اعلیٰ برائے حکومت ہند

ۛۛ پبلش آر کانسڈر آف انڈیا۔ پرائیویٹ لمیٹڈ پریسڈنٹ لکھنؤ ۱۹۳۰ء

(۳۳)

سیاسی روئیداد ۲۰ اگست ۱۸۳۰ء

خدمت گزائی: نائب معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی فورٹ ولیم

جناب علیا

میں ایک انگریزی درخواست مودبانہ طور پر شلک کرنے کی اجازت چاہتا ہوں اور آپ سے ملخص ہوں کہ آپ ازراہ کرم یہ درخواست علی جناب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کے حضور پیش کر دیں۔

میں آپ کی خدمت میں اس التماس کو بھی اپنے لیے باعث عزت تصور کرتا ہوں کہ علی جناب گورنر جنرل بہادر اگر میری درخواست پر کوئی احکام صادر فرمائے پر ملقت ہوں تو آپ ازراہ کرم میری رہنمائی و اطلاع کے لئے وہ احکام مجھے دہلی میں ضرور بھجوائیں۔

دہلی

۷ جولائی ۱۸۳۰ء

آپ کا ملخص و تہجدار

(دو حلقہ) قاری رسم الخط میں

محمد اسد اللہ خان

(۲۴)

عرضداشت اسد اللہ خان، برادر زاوہ نصر اللہ بیگ خاں سابق جاکیردار
سوکھ اور سونا ضلع آگرہ حال مقیم دہلی۔

خدمت گرامی: عزت مآب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل فورٹ ولیم
بعض عرض مالی بتایا!

(۱) قدوسی نے ۱۸۴۸ء میں خود نکلنے کا سفر کیا اور ایک عرضداشت قائم مقام گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل عزت مآب ڈپٹی، پی، بیلی صاحب بہادر کی خدمت میں لائیں، فریئر صاحب بہادر (نائب) معتمد برائے قاری کی وساطت سے پیش کی اور اس عرضداشت پر سرکاری استکانات میں قدوسی کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنا مقدمہ پہلے دہلی کے ریڈیفٹ صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کرے۔ اس موقع پر جو عرضداشت حکومت کو پیش کی گئی تھی وہ (نائب) معتمد برائے قاری کے دفتر کے ریکارڈ میں موجود ہے۔

(۲) اس عرضداشت میں، درخواست گزار نے عرض کیا تھا کہ اس کے چچا نصر اللہ بیگ خاں کے انتقال کے بعد جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر نے ان کے اہل خاندان کی کفالت کے لئے سالانہ کچھ رقم دینے کا فیصلہ کیا جو انہیں مرحوم نواب احمد بخش خاں کی جاگیر سے ملتا تھی۔ لیکن انہیں سالانہ صرف پانچ ہزار روپے مذکورہ جاگیر سے ادا کئے جاتے تھے اور ان میں سے بھی دو ہزار روپے سالانہ خواجہ حاجی کو دیے جاتے تھے جو انہیں لئے بیگانہ محض تھا اور کسی طرح سے بھی اس کا کسی قسم کا تعلق درخواست گزار کے خاندان کی کسی شاخ سے نہیں تھا۔ اس لوائیگی کے بعد آپ کے اس درخواست گزار اور اہل خاندان کے لئے سالانہ صرف تین ہزار روپے پہنچتے ہیں۔

(۳) اس عرضداشت میں آپ کے درخواست گزار نے یہ التجا کی تھی کہ حکومت سرکاری دفاتر کے ریکارڈ کی مدد سے اس امر کی تحقیق کروائے کہ نصر اللہ بیگ خاں کے انتقال کے بعد آپ کے درخواست گزار کے خاندان والوں کی کفالت کے لئے کتنی رقم مقرر کی گئی تھی؟ اور یہ تحقیق بھی کروائے کہ خواجہ حاجی جو

زبردستی کا رشتہ دار بن جینے ہے، نعرانہ بیگ خان کے ساتھ اس کی قرابت داری کی نوعیت کیا ہے؟ آیا یہ غوثی رشتہ ہے یا خاندانی رشتہ۔

(۳) مسٹر ایچ ورا کول بروک سابق ریڈیٹنٹ دہلی (۱۹۶۱) نے جب حضور والا کے درخواست گزار کی عرضداشت پر حکومت کو رجسٹریشن کی تو انہوں نے خاندان کی کالامت کے لئے طے پانے والے سالانہ وغیرہ کی جملہ تفصیلات سے آگاہی حاصل کرنے کی خاطر سرکاری ریکارڈ سے اس خط و کتابت کی نقول فراہم کرنے کو کہا۔ جن کا ذکر آپ کے درخواست گزار نے اپنی عرضداشت میں کیا تھا۔ انہوں نے خواجہ حامی کے معاملے کا بھی ذکر کیا جو خاندان کے لیے ایک غیر ہے حکومت نے جناب اسٹریٹک صاحب بہادر کے ذریعہ ریڈیٹنسی کے ریکارڈ سے کزن بیگم کے خط کی ایک نقل ارسال کی اور حضور والا نے اس موقع پر ازراہ کرم یہ حکم جاری کیا کہ موٹہ کے صحیح یا غلط ہونے کا تعین کرنے کے لیے تحقیق کی جائے۔

مسٹر ایڈورڈ کول بروک کی رپورٹیں اور ان پر حکومت کے احکامات اور ریڈیٹنٹ کرنل بیگم کا خط سرکار کے دفتر میں ریکارڈ پر موجود ہیں۔

(۵) جی بی برائٹ صاحب نے یہ ہوتا کہ حکومت کے احکامات کے مطابق کرنل بیگم کے خط میں جو دقیقہ مقرر کیا گیا تھا اسی کو جائز خیال تصور کیا جاتا اور اسی بنیاد پر آپ کے درخواست گزار اور اس کے خاندان والوں کی رجسٹریشن جاری رکھی جاتی چاہیے تھی۔ جیسا کہ آپ کا درخواست گزار محسوس کرتا ہے بلکہ انصاف کا تقاضا بھی یہی تھا کہ خواجہ حامی کے ان دعوؤں کی کہ وہ نعرانہ بیگ خان کا قرابت دار ہے فوری تحقیق کرائی جاتا بہت ہی ضروری تھی لیکن آپ کا درخواست گزار عالی جناب لارڈ صاحب ان کونسل کی خدمت میں عرض پرواز ہے کہ دہلی ریڈیٹنسی میں ان واضح نکات پر ذرا بھی توجہ نہ دی گئی۔ معاون برائے ریڈیٹنٹ جناب بیگ صاحب بہادر نے آپ کے درخواست گزار کو بلا بھیجا اور مطلع کیا کہ قائم مقام ریڈیٹنٹ مسٹر ایف باکسز نے فیصلہ کیا ہے کہ نعرانہ بیگ خان کے خاندان کو اتنی ہی رقم ملنی چاہیے جتنی پہلے ملنی تھی یعنی سالانہ پانچ ہزار روپیہ اور خواجہ حامی کو (زبردستی کا حصہ دار) اس وغیرہ میں سے بدستور دو ہزار روپے سالانہ ملنے رہنا چاہئیں۔

(۶) یہ کہ آپ کا درخواست گزار یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ دہلی ریڈیٹنسی کے دفتر میں آخر ایسی کون سی دستاویز یا مراسلت دریافت ہوئی ہے جس نے اس شرط کو متفق یا بے اثر کر دیا ہے جس کا ذکر ریڈیٹنٹ کرنل بیگم کے خط میں کہا گیا ہے اور خواجہ حامی کے دعوؤں کو کیونکر کاٹنا، تسلیم کر لیا گیا ہے جس کے تحت خواجہ حامی کے بیٹوں کو بھی دو ہزار روپیہ سالانہ وصول کرنے کا حق مل جائے۔

(۷) فیروز چار کے جاگیر دار نے اپنے دفتر سے دہلی کے ریڈیٹنٹ کو ایک سند ارسال کی ہے جس پر ۷ جون ۱۸۸۶ء کی تاریخ درج ہے اور جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس پر لارڈ بیگ صاحب بہادر کے

دستخط بھی ہیں اور مر بھی۔ اس سند میں نعرانہ ایک خان کے خاندان کے لئے صرف پانچ ہزار روپے سالانہ مقرر کئے گئے ہیں۔ فیوز پور کے کے جاگیردار اس جہلی سند کی بنیاد پر آپ کے درخواست گزار کے خاندان کو تاحق ان کے جائز حقوق سے محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ قائل ذکر بات یہ ہے کہ اس جہلی سند میں جیسا کہ ایسی صورتوں میں ہوتا ہے، کوئی ایسی دفعہ نہیں جس میں کسی ساہتہ دستلوں یا بعد بست کا ذکر کیا گیا ہو یا جس میں یہ ذکر کیا گیا ہو کہ کرل نیلگم کے خط میں حکومت کی منظوری کی جس شرط کا ذکر کیا گیا تھا وہ منسوخ کر دی گئی ہے۔ جب آپ کا درخواست گزار آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہے کہ جو سند اب ثبوت کے طور پر پیش کی گئی ہے، پوری جتنو کے بعد اس کا کوئی سراغ نہ تو دہلی کے ریڈیٹنٹ کے دفتر میں ملا ہے اور نہ ہی سرکار کے ریکارڈ میں، تو حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔

(۸) اس جہلی سند کی ایک نقل آپ کے درخواست گزار کو میا کی گئی تھی جس پر اس زمانے میں دہلی کے معاون برائے ریڈیٹنٹ دہلی مسٹرنری یٹن کے تصدیقی دستخط تھے آپ کے درخواست گزار نے ریڈیٹنٹ صاحب کی خدمت میں دو درخواستیں پیش کیں ایک ۶ مارچ کو اور دوسری ۲۰ مارچ کو جس میں یہ ثابت کرنے کی پیش کش کی گئی تھی کہ جو سند اب پیش کی گئی ہے وہ ایک جہلی دستلوں ہے۔ آپ کا درخواست گزار محسوس کرتا ہے کہ ریڈیٹنٹ صاحب نے حکومت کو اس معاملہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے میری ان مذکورہ درخواستوں پر غور نہیں کیا۔

(۹) آپ کے درخواست گزار نے ٹارڈ ایک صاحب بملور کی زیر دستخطی دو باضابطہ سندوں کا ذکر کیا ہے اصل دستلوں فیوز پور کے کے جاگیردار کے دفتر میں ہیں اور نقول دہلی کے ریڈیٹنٹ کے دفتر میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۸۸۳ فیوز پور دھکرہ اور سوک اور سونا کے پانچ ہزار روپے سالانہ پر استمرار سے متعلق ہے اور دوسری سند 'مورخہ ۳ مارچ ۱۸۸۶ پونا پنا' پھوڑ اور گیند کے تین ہزار روپے سالانہ پر استمرار سے متعلق ہے۔ دونوں نواب احمد بخش خان کے نام ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب ریڈیٹنٹ نے اپنی رپورٹ میں جو انہوں نے حکومت کو دی ہے، ان دونوں جائز سندوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔

(۱۰) ان حالات میں دہلی میں کی گئی تحقیق کو بالکل یک طرفہ سمجھا جانا چاہیے۔ اور چونکہ اس کے اور اس کے خاندان والوں کے حقوق کا اس سے گمراہ قسطنطین ہے اس لئے آپ کا درخواست گزار استدعا کرتا ہے کہ وہ دو درخواستیں جو ریڈیٹنٹ صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی تھیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور جنہیں ایک صاحب بملور کی عطا کردہ دو سندیں مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۸۸۳ اور ۳ مارچ ۱۸۸۶ ریڈیٹنٹ دہلی سے طلب کی جائیں اور اصل درخواست کے سلسلے میں جو آپ کے درخواست گزار نے حکومت کو اس وقت پیش کی تھی جب وہ کلکتہ میں تھا، جس کا اس درخواست کے دوسرے جہا اگر ان میں ذکر کیا گیا ہے، جناب ایڈورڈ کول بروک کی رپورٹ اور اس پر حکومت کے احکامات اور کرل نیلگم کے خط، ان تمام دستلوں کی ایک مسل

دیکر غور کے لیے حضور والا کی خدمت میں پیش کی جائے۔ پھر جب آپ کے درخواست گزار کو یقین ہو جائے گا کہ جعلی سند کی صحت قائل اعتراض پائی گئی ہے اور آپ کے درخواست گزار کے دعوے کی صداقت اور اس کے برحق و منصفانہ ہونے کا یقین ہو گیا ہے تو حضور والا درخواست گزار کی مفروضہ درخواست کے قائل پذیرائی ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں جو بھی فیصلہ صلور فرمائیں گے وہ اس پر مطمئن ہو گا۔

جیسا کہ آپ کے درخواست گزار پر واجب ہے وہ برطانوی حکومت کی خوشامیالی اور استحکام کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہے گا۔



(درجہ اول) قاری رسم الخط میں

محمد اسد اللہ خان

دہلی

مورخہ ۷ جولائی ۱۸۳۰ء

☆ پرنٹل آر کائیڈز آف انڈیا - پبلیکیشن ڈیپارٹمنٹ پریسنگ ٹرنگ نمبر ۳۶ مورخہ ۲۰ اگست ۱۸۳۰ء

(۲۵)

بخدمت گرامی: نائب معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی، فورٹ ولیم

منجانب: اے۔ اے۔ اللہ خاں

جناب عالی:

۱۔ آپ کو بخوبی علم ہو گا کہ مسٹر سٹرلنگ کی وفات کے بعد میں آپ کے سوا کسی اور کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ میرا مہلی اور سرپرست ہے اور یہ کہ میں اس شریف انصاف انسان کی بجائے آپ ہی کو اپنا معاون سمجھتا ہوں جو داری کے لیے حکومت کے سامنے میرے دعوؤں کی حمایت کرتا ہے۔

۲۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ دہلی ریڈیو ٹی بی میں فیروز پور کے جاگیردار خواجہ شمس الدین خان کے ساتھ چاندیاری برتی جاتی ہے اور ان کا خاص خیال رکھا جاتا ہے اور یہ کہ میں (وہاں سے) کسی داری کی توقع نہیں کر سکتا، میں نے ضرورت محسوس کی کہ میں ماہ رواں کی ۷ تاریخ کو علی جناب گورنر جنرل صاحب ہمارے ان کونسل کے سامنے ایک عرضداشت پیش کروں جو میں نے سرکاری طور پر آپ کو ارسال کر دی ہے اور مجھے آپ سے قوی امید ہے کہ حکومت میری عرضداشت پر توجہ دے گی جو سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب۔

۳۔ قاعدہ یہی ہے کہ حکومت کے احکامات کی نقول متعلقہ اشخاص کو فراہم کی جاتی ہیں اور ایسے متعدد لوگ میرے علم میں ہیں جن کی درخواست کے بارے میں احکامات کی نقول دفتر سے سرکاری طور پر فراہم کی گئی ہیں۔ تاہم یہ بڑی غیر معمولی بات ہے کہ اس رعایت سے جو سب کو عام طور سے ملتی ہے مجھے خاص طور پر محروم رکھا گیا حالانکہ میں ذاتی طور پر اور میرے وکیل معاون برائے ریڈیو ٹی بی جناب بلیک صاحب ہمارے خدمت میں متعدد درخواستیں گزار چکے ہیں۔ میں آپ کا بہت زیادہ احسان ہوں اگر آپ ازراہ کرم میری درخواست پر جو میں نے حالی میں ارسال کی ہے اور جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے گورنر جنرل صاحب ہمارے کونسل جو بھی احکامات صادر فرمائیں گے ان کی ایک نقل سرکاری لفافے میں مجھے ارسال کر دیں۔

۴۔ میرے لیے باعث اعزاز ہے کہ میں اپنی فارسی درخواست بھجی جتناب سوگن صاحب بہادر معتمد اعلیٰ
مسلک کر رہا ہوں اور یہ امید ہوں کہ آپ موصوف کو میری درخواست ارسال فرما دیں گے۔

دلی

۲۸ جولائی ۱۸۳۰ء

آپ کا تہمدار



(درحفظ) فارسی اسم الخط میں

محمد اسد اللہ خان ہوتا

۵۔ محفل آفر کا پیوز آگ اٹھا۔ پائیکل ڈیپارٹمنٹ پر دسٹر گز نمبر ۳۳ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۸۳۰ء

(۳۶)

منجانب: محمد اسد اللہ خاں

خدمت گرامی: ممتاز سیاسی برائے حکومت

موجودہ ۲۸ جولائی موصولہ ۳ اگست

آپ کو بخوبی علم ہوگا کہ جب میں نے اپنا مقدمہ سرکار عالیہ کی خدمت میں پیش کیا تھا تو میں نے درخواست کی تھی کہ میری طرف سے سرکاری ریکارڈ بیلور شہادت پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس اپیل کے جواب میں حکومت نے کرل بینکم کا خط جو دہلی ریڈیو ٹی کے سرکاری ریکارڈ میں موجود تھا پیش کیا تھا تاکہ اس دعوے کی نوعیت کا صحیح تعین کیا جاسکے جو گزارہ کے لئے مجھے دیا گیا تھا۔

اگرچہ میں انگریزی زبان سے نااہل ہوں اور میں نے کرل بینکم کا خط نہیں دیکھا ہے تاہم آنجنابی جناب ایڈووکیٹ اسٹرنلک نے مجھے مطلع کیا تھا کہ کرل بینکم کے خط میں جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے سلاٹ مبلغ دس ہزار روپیہ کی رقم اصرافہ خان کے عزیز و اقارب کے گزارہ کے لئے منظور کی گئی تھی اور یہ کہ اس میں خواجہ حاجی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

مزید برآں مجھے اچھی طرح علم ہے کہ سرکاری دفتر سے ابھی تک ایسی کوئی دستاویز نہیں نکلی ہے جو کرل بینکم کے خط کے مندرجات کو منسوخ یا ان کی تردید کرتی ہو بلکہ اس کے برعکس اگر سرکاری ریکارڈ میں تلاش کیا جائے تو لارڈ لیک صاحب بیلور کی وہ روپے بھی ملیں گی جو ہر اعتبار سے کرل بینکم کے خط کے مندرجات کے عین مطابق ہوں گی۔

فیوز پور والے چاہتے ہیں کہ جعلی سند اور دہلی کے ریڈیو ٹی کی مدد سے میرے حقوق کو تاراج کروا دیں اور میری شہرت و آبرو کو خاک میں ملا دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دہلی ریڈیو ٹی کے دفتر میں اس سند کی جو فیوز پور والوں نے پیش کی ہے کوئی نقل موجود نہیں اور نہ ہی سرکاری ریکارڈ میں لارڈ لیک صاحب بیلور کی کوئی ایسی روپ رٹ دستیاب ہوگی جو اس سند کے مطابق ہو یا اس سند کی توثیق کرتی ہو۔

کسی پر تصمت لگانا یا الزام عائد کرنا میری عادت نہیں لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ فیوز پور کے جاگیردار

دولت مند ہیں اور میں غریب ہوں۔۔۔۔۔ یقیناً بہت غریب۔ دہلی ریڈیو نمبر کے تمام اہل کار دل و جان سے فیروز پور والے کے ساتھ ہیں۔ اللہ میرا شکریاں ہوا اگر سرکار عالیہ نے میرے لیے کچھ نہ کیا تو میرا کیا حشر ہو گا؟

اس صبح کی سات تاریخ کو میں نے گورنر جنرل صاحب بہادر کے نام انگریزی زبان میں ایک درخواست "بذریعہ ڈاک جناب سائن فریڈر صاحب بہادر کو ارسال کی ہے۔ جس کے آخری پیرا گراف کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے جو عرضیاں پیش کی ہیں اور جن شدوں کے حوالے دیے ہیں وہ دہلی ریڈیو نمبر سے طلب کی جائیں اور ان کالڈز اور سرکاری دفتر میں موجود دستاویزات کا معائنہ کیا جائے اور سپریم کونسل کے سامنے میرے مقدمہ کی تفتیش کی جائے۔

پچھلے سال ۱۵ اگست کو میں نے جناب اسٹرنگ مرخوم کی اجازت سے پانچ نکات پر مشتمل ایک درخواست ان کی خدمت میں پیش کی تھی اور درخواست کی تھی کہ میرے مقدمہ کے متعلق رپورٹ جب بھی دہلی سے موصول ہو تو اس کے ساتھ سرکار عالیہ کے سامنے میری درخواست بھی پیش کی جائے اور میری درخواست کے پانچ پیرا گرافوں میں سے ہر پیرا گراف کے متعلق احکام صادر کئے جائیں۔

جناب اسٹرنگ نے میری احساس منظور کر لی اور وعدہ کیا کہ اس پر غور کیا جائے گا لیکن السوس کہ میری بد نصیبی آڑے آئی اور وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

میاوسی کی حالت میں اب میں بھی شکایت آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور آپ کی اطلاع کے لئے اس کے ساتھ اس درخواست کی نقل شلک کر رہا ہوں جو میں نے جناب اسٹرنگ کی خدمت میں پیش کی تھی۔

(صحیح ترجمہ)

(درجہ اول جی شکایت نمبر ۲۷) معاون معتمد برائے حکومت ہند

(۲۷)

حکم ہوا کہ مندرجہ ذیل خط قائم مقام ریڈیٹ دہلی کو ارسال کیا جائے۔
مندرجہ بالا حکم اس خط پر درج ہے جو صفحہ نمبر ۵۹ پر ہے۔

بھائی افسر ریکارڈز، لندن، نمبر آئی۔ او۔ آر/۳/۳۳۲ بورڈ ٹیکس نمبر ۵۳۳۳۹۔

(۲۸)

بخدمت گرامی: قائم مقام ریڈیٹنٹ صاحب بہادر دہلی

جناب عالی!

اسد اللہ خان کے مقدمے اور حکومت کے گزشتہ ۲۸ مئی کے احکامات کے موضوع پر آپ کے مراسلے کے حوالے سے مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کو اس امر سے آگاہ کروں کہ حکومت کے نام اس شخص کی یادداشت، جس میں گورنر جنرل صاحب بہادر کے حکم پر اس بنا پر نظر ثانی کی درخواست کی گئی ہے کہ لارڈ لیک صاحب بہادر کا خط مورخہ ۷ جون ۱۸۵۶ء ایک جعل سازی ہے اور چونکہ عیاں ہے کہ اس قسم کی کوئی دستاویز ریڈیٹنسی کے ریکارڈ میں موجود نہیں لہذا گورنر جنرل ضروری سمجھتے ہیں کہ نواب شمس الدین خان سے اصل دستاویز طلب کی جائے اور دستاویز کے درست ہونے کا اطمینان کرنے کے لئے حکومت کو ارسال کی جائے۔ اس کے بموجب آپ اصل دستاویز حاصل کریں اور بلا تاخیر مجھے ارسال کریں۔

آپ کا محض

(درستخط) جی۔ سو فیض

مسند اعلیٰ برائے حکومت ہند

فورٹ ولیم

۲۰ اگست ۱۸۵۰ء

(۲۹)

نقل

ایس۔ فریزر صاحب بہادر معاون معتمد برائے حکومت شعبہ سیاسی۔ فورٹ ولیم

جناب عالی

اس عرضداشت کے حوالے سے جو میں نے آپ کی رسالت سے گزشتہ ہولائی کے مہینے میں گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کے غور و خوض اور احکام کے لیے پیش کی تھی، میں بعد احرام منسلک یادداشت آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں اور آپ سے موردانہ التماس کرتا ہوں کہ اصل سند کے ساتھ یہ یادداشت بھی آنراہیل کونسل بورڈ کے سامنے پیش کر دی جائے۔ دہلی کے قائم مقام ریڈیوٹ کو میری سہمت و درخواست کے جواب میں پہلے ہی کہا گیا ہے کہ وہ فیروز پور کے جاگیردار سے اصل سند حاصل کی جائے اور عزت مآب گورنر جنرل صاحب بہادر کے محاسب اور غور و خوض کے لئے پیش کریں۔

دہلی ۳۱ ستمبر ۱۸۳۰ء

آپ کا بامعنا

(دستخط) محمد اسد اللہ خان

برادر زاوہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار

(۳۰)

عرضداشت اسد اللہ خان پر اور زلزلہ مرحوم نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سوٹک سونہر
ضلع آگرہ، محل مقیم دہلی۔

بخدمت گرامی: عزت مآب ولیم بیٹشک (۲۸) اور ریٹیننٹ گورنر جنرل صاحب بیلور این کوئٹل، کلکتہ فورٹ ولیم

موبائے عرض پرواز ہے کہ آپ کے درخواست گزار کو معلوم ہوا ہے جس پر وہ شکر گزار اور بہت پر امید ہے کہ حضور
والہ این کوئٹل نے اس کی ایک درخواست کے جواب میں جو اس نے آفریجنل بورڈ کو گزشتہ جولائی میں پیش کی تھی،
دہلی کے قائم مقام ریٹیننٹ سے وہ اصل سند طلب کی ہے جس کی وجہ سے آپ کے درخواست دہندہ کے دعوے کو
مسترد کر دیا گیا تھا۔

۲۔ اس عرضداشت میں آپ کے درخواست گزار نے حضور والا این کوئٹل کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ فیروز چہر
کے جاگیردار نے اس کے دعووں کو باطل قرار دینے کے لیے جو سند پیش کی تھی وہ جعلی، بھولی اور غیر اہم ہے اور
چونکہ اب وہی دستاویز آفریجنل بورڈ کے سامنے پیش کی جانے والی ہے تب کا درخواست گزار موبائے این اسباب کی بر
وقت وضاحت کی جرات کرتا ہے جن کی بنیاد پر وہ مذکورہ دستاویز کو جعلی قرار دیتا ہے، جس میں کوئی واقعی صداقت
موجود نہیں۔

۳۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ لارڈ ایک صاحب بیلور نے یہ واجب التحیل ضابطہ نافذ کیا تھا کہ جب کسی جاگیردار کو
کوئی سند عطا کی جائے تو اس کی ایک نقل دیکارڈ کے طور پر سرکاری دفتر میں ضرور جمع کرائی جائے اس ضابطہ کا اطلاق
پٹنن کے شعبے پر بھی ہوتا تھا۔ اور ہر جاگیردار سے حلقہ تمام حالات و واقعات کی ایک رپورٹ فوراً تیار کی جاتی تھی
اور اس پر حکومت کا حکم حاصل کیا جاتا تھا۔ آجیناب کے لیے یہ بات بڑی غیر معمولی ہو گی کہ سرکاری امور و معاملات
چلانے کے لئے جو ضروری احتیاط اور طریقہ کار مقرر کیا گیا تھا مذکورہ سند جاری کرتے وقت اس پر عمل نہیں کیا گیا
اس میں اشارتاً، اور کتابتاً بھی ایسی کسی مراسلت کا ذکر نہیں جس سے دہلی اور سرکاری طور پر اس کے درست ہونے
کا پتہ چلا ہو اس لیے نہ تو دہلی میں ریٹیننٹ کے دفتر میں اس سند کی نقل کا کوئی سراغ ملتا ہے نہ پریڈیٹس میں

حکومت کے شعبہ سیاسی میں 'نہ ہی مرحوم نعرانجیک خان کے اعزہ کے لئے صرف پانچ ہزار روپیہ کی فراہمی سے متعلق لارڈ ایک صاحب ہمارے اور حکومت کی کسی مداخلت کا سراغ ملتا ہے اور نہ ہی سرکار برطانیہ کی طرف سے اس کی توثیق کا کوئی ریکارڈ سرکاری دفاتر میں موجود ہے۔ صرف ان اہم اسباب کی بنا پر وہ سند جس پر اعتراض کیا گیا ہے مشتبہ ہو جاتی ہے۔

اس جعلی سند میں اس کا بھی ذکر نہیں کیا گیا ہے جس سے سالانہ پانچ ہزار روپے مرحوم نعرانجیک خان کے خاندان والوں کو لوا کیے جاتے تھے اور نہ ہی اس کے نفس مضمون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ایک صاحب ہمارے نے یہ عقیدہ کیوں دیا تھا۔ اس میں جتنی صداقت ہے اتنی ہی یہ بات غور طلب بھی ہے کہ اس تاریخ سے قبل جو اس جعلی دستاویز پر درج ہے میوات کا علاقہ مرحوم نواب امیر بھٹل خان کو بلوچ جاگیر عطا کیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ علاقہ 'اس پر قبضے کے سلسلہ میں کسی اختراع کے بغیر انہیں ہر ہونے سے کسی شک و شبہ کے بغیر وہ بیٹے محترم اور واجب التحق ہو گئے۔ اس کی کوئی توثیق نظر نہیں آتی نہ پالیسی اعتبار سے نہ اعتماد کے اعتبار سے کہ لارڈ ایک صاحب ہمارے نے بعد میں کیسے مداخلت کی اور جاگیردار پر مرحوم نعرانجیک خان کے عزیز و اقارب کو سالانہ مبلغ پانچ ہزار روپے مہیا کرنے کا فیصلہ مسلط کر دیا۔ لیکن اصل صورت حال کچھ اور ہے جیسا کہ اس یادداشت کے پہلے چار کراف سے عیاں ہوگا۔

۵۔ ۱۸۶۶ء میں (اس وقت) کرنل نیگم صاحب ہمارے خط میں نعرانجیک خان کے عزیز و اقارب کے لئے سالانہ دس ہزار روپیہ کی رقم مقرر کی گئی تھی۔ خط میں خواجہ حلیٰ یا اس کی کسی تل اورہ کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ آپ کا درخواست گزار سودا خان عرض پرداز ہے کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ فارسی کی سند میں 'جو اب سامنے لائی گئی ہے' اس ساتھ انتظام کا اشارے کتابے یا تفصیل سے کوئی حوالہ ملے بغیر ہی جو کرنل نیگم صاحب ہمارے خط میں سے کیا گیا تھا خاندان کے لئے پانچ ہزار روپیہ کی رقم اور خواجہ حلیٰ کے نام کا ذکر کہاں سے آ گیا۔ اس کے علاوہ سند میں معمول اور روایت کے مطابق 'سند وصول کرنے والے کی خدمات کا تفصیلی ذکر ہوتا ہے جس پر عقیدہ کی بنیاد ہوتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ وہ کتنے کمال سے ملے گا لیکن اس سند میں اس کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔ سند میں خواجہ حلیٰ کے ساتھ قربت داری کے بھولے لوجا پر بھی کوئی روشن فہمیں چڑتی کہ یہ قربت داری خون کے رشتے کی بنا پر ہے یا شادی بیاہ کی وجہ سے یا کسی اور قریبی رشتہ کی وجہ سے۔

۶۔ میوات کا علاقہ لارڈ ایک صاحب ہمارے نے نواب امیر بھٹل خان کو جاگیر کے طور پر عطا کیا تھا اور ملے پایا تھا کہ وہ 'دولہ' سالانہ چوبیس ہزار روپے حکومت برطانیہ کے خزانے میں جمع کراتے رہیں گے۔ اس سلسلے میں دو اصل سندیں لارڈ ایک صاحب ہمارے کی مراد و لحاظ کے ساتھ فیروز پور کے جاگیردار کے دفتر میں موجود ہیں اور ان دو سندوں کی نقل دہلی میں ریڈیفٹ کے دفتر میں بھی محفوظ ہیں جن میں سے ایک پر ۲۴ دسمبر ۱۸۶۳ء کی تاریخ درج ہے اور دوسری پر ۳ مارچ ۱۸۶۶ء کی۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ ان دونوں تاریخوں میں لارڈ ایک صاحب ہمارے کی رچ رٹ شعبہ سیاسی میں موجود ہو گی اور اس پر حکومت کے احکامات درج ہوں گے۔ آپ کا درخواست گزار متعجب ہے کہ آپ مندرجہ ذیل

حقوق کی طرف توجہ مبذول فرمائیں۔ مئی ۱۸۹۶ء میں لارڈ ایک صاحب بہادر نے مبلغ پچیس ہزار روپے کی وصولی کے لیے جو مرحوم قواب کو ہر سال سرکاری خزانے میں جمع کروانے پڑتے تھے ایک اور انتظام کو قرین مصلحت جانا یعنی یہ کہ چارہ ہزار روپے سالانہ نصرائف بیگ خان کی وفات کے وقت ان کے پاس سواروں کا جو دست تھا اس کی دیکھ بھال اور دیگر معاملات پر خرچ کئے جائیں گے اور دس ہزار روپے سالانہ مرحوم کے خاندان والوں کو بطور پیشینہ دیے جائیں گے لارڈ ایک صاحب بہادر نے حکومت کو اس بندوبست کی اطلاع دی اور اس کی منظوری حاصل کی جیسا کہ پرنسپل ٹی کے نوٹس سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر فیوضہر کے جائیداد اس بات پر غور دیتے ہیں کہ وہ سند جو اب سامنے لائی گئی ہے اور جس میں مرحوم نصرائف بیگ خان کے اعزہ کے لیے پانچ ہزار روپیہ کی رقم مقرر کی گئی تھی وہ بالکل اصل ہے اور یہ کہ وہ اپنی جائیداد سے ۵۰ سواروں کے دستے کے اخراجات برداشت کرنے کے پابند نہیں تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ انہیں اس وقت تک سالانہ ۲۰ ہزار روپے سرکار برطانیہ کے خزانے میں جمع کروانا چاہئیں جب تک وہ کوئی ایسی دستاویز پیش نہ کر دیں جس میں انہیں اصل معاہدہ سے بری الذمہ قرار دیا گیا ہو۔

۷۔ جب ۲۵ ہزار روپے کی رقم میں سے جو فیوضہر کے جائیداد نے ہر سال برطانوی خزانے میں جمع کروانے کا اقرار کیا تھا ۲۵ ہزار روپے سالانہ مرحوم نصرائف بیگ خان کے قریب داروں کے لیے مخصوص کئے گئے اور لارڈ ایک صاحب بہادر نے حکومت کو اطلاع دے کر عبوری مدت کے اس اقدام کی منظوری حاصل کر لی تو حضور والا کو یہ بات بڑی عجیب محسوس ہوئی کہ آخر لارڈ ایک صاحب بہادر نے خود اور حضور شدہ فیصلے سے جس پر خود ان کے اپنے دھڑلے سے یک پارگی کیسے مخرب ہو گئے اور انہوں نے حکومت سے کوئی خط و کتابت کے بغیر یا حتیٰ کہ اسے اطلاع دیے بغیر دس ہزار کی رقم نصف یعنی پانچ ہزار روپے کر دی اور ساتھ بندوبست کو منسوخ کر دیا۔

۸۔ ان مختلف اسباب کی بنا پر آپ کا درخواست گزار کسی پس و پیش کے بغیر پورے وثوق سے عرض پرداز ہے کہ مذکورہ سند جعلی ہے اور یہ کہ یہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے دفتر میں ان جیسے شریف النفس انسان کی منظوری سے کبھی زیرِ تحریر نہیں لائی گئی اور انہوں نے کبھی اصل پیشین کو نصف کرنے کی اجازت نہیں دی اور آپ کے درخواست گزار کو یقین ہے کہ دہلی یا پرنسپل ٹی کے امور عامہ کے شیعوں میں اس قسم کی کوئی مراسلت دستیاب نہیں جو بلا واسطہ یا بلا واسطہ اس واحد دستاویز کے قانوناً جائز اور پائیدار ہونے کی قیاسی کر سکتے یا جس سے کسی طرح سے بھی اس کے درست اور صحیح ہونے کا شبہ ہو سکے۔ چنانچہ کسی صحیح نتیجے پر پہنچنے کے لیے وہ نکات ایسے ہیں جن پر غور کرنا ہو گا۔ پہلا یہ کہ سند اس پر لگی ہوئی سرادر و دھڑا سب جعلی ہیں اور دوسرے یہ کہ مرحوم قواب امیر بھٹی خان نے اپنی رہائش گاہ پر تیار کی اور کھسائی اور عملہ کو دھڑا دے کر اس زمانے میں جب لارڈ ایک صاحب بہادر دوسرے اہم امور و معاملات میں بہت الجھے ہوئے تھے اس دستاویز کو فارسی زبان کی دوسری ڈھیلوں و دستاویزات اور کاغذات میں رکھ کر جو روزانہ دھڑا کے لیے ان کے سامنے سے گزاری جاتی تھیں یہ درخواست بھی پیش کروائی اس پر دھڑا حاصل کر لیے اور یہ اپنی نوعیت کا بدترین فریب اور انتہائی گھٹیا اور خطرناک جعل سازی تھی۔

۹۔ آخر میں آپ کا درخواست گزار موبائل پر عرض پرواز ہے کہ اصل معاہدہ کے مطابق جس پر لاؤنٹیک صاحب ہمارے کے دستخط تھے فیروزپور کے جاگیوار سے کما جائے وہ سالانہ ۲۵۰۰۰ روپے برطانوی فرائے میں جمع کرائیں۔ پندرہ ہزار روپے کی عدم ادائیگی کی پلواش میں جو اصل ”پچاس سوادیوں کے دستے کی دیکھ بھال کے لیے اصل دستاویز میں مقرر کئے تھے سرکاری حساب میں جمع کرائیں اور حکم دیا جائے کہ دس ہزار روپیہ سالانہ کی جو رقم کرنل نیگم صاحب ہمارے کے خط کے مطابق مرحوم نیراتھ بیگ خان کے عزو اقرار کے لیے جن کی تعداد حقیقت میں پانچ ہے جس میں آپ کا یہ درخواست گزار اس کا چھوٹا بھائی اور مرحوم نیراتھ بیگ کی تین بیٹیاں جن کا کوئی وارث نہیں شامل ہیں کے وکیلہ کے طور پر مقرر کی گئی تھی انہیں آئندہ سرکاری فرائے سے ادائیگی جائے اور آپ کے احقر درخواست یعنی مجھے مرحوم نیراتھ بیگ خان کے بھائی کا بیٹا ہونے کے لحاظ سے اس کا حقیقی جائیداد اور خاندان کی دیکھ بھال کرنے والا قرار دیا جائے۔ اگر پختہ نسی کے دیکھارے سے پوری احتیاط کے ساتھ چھان بین اور تحقیق کی جائے تو حقیقت کا پتہ چل جائے گا اور اس حقیقت کے سوا اور کچھ حقیقت نہیں۔ حضور والا کی جانب سے فیروزپور دارلہ پھلے سے مرحوم نیراتھ بیگ خان کے اقربا اور ورثہ کے اصل حقوق ثابت اور حتمین ہو جائیں گے۔

تپ کا درخواست گزار اسے اپنا قرض تصور کرے گا کہ وہ آپ کے حق میں پیش دست بدعا رہے گا۔

(دستخط) محمد اسد اللہ خان

برادر زادہ نیراتھ بیگ خان

جاگیوار

دہلی

۲۶ ستمبر ۱۸۳۰ء

صبح نقل

(دستخط) بی سولہ

مسند اعلیٰ برائے حکومت

(۳۱)

بندہ مت گرامی:

جناب لارڈ ولیم کینونڈش، بینک صاحب بہاور وغیرہ
گورنر جنرل صاحب بہاور ان کو نسل برطانوی ہندوستان

اسرائل خان برادر دار، لہرائی بیگ خان جاگیردار سوگت سوگت، عظیم دہلی۔

مہولہ التماس ہے کہ حضور والا کو علم ہو گا کہ آپ کے درخواست گزار نے اپنا اپنی شکایات جیسا کہ سرکاری ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت نکلنے میں بورڈ کے سامنے پیش کیں جب عزت مآب ڈپٹی۔ ای۔ بیٹے صاحب بہاور قائم مقام گورنر جنرل تھے جس پر اس وقت یہ حکم صادر کیا گیا کہ آپ کے درخواست گزار کو اپنی عرضداشت دہلی میں ریڈیٹنٹ کے سامنے پیش کرنی چاہیے۔

۲۔ اس درخواست کے لحاظ سے جو آپ کے درخواست گزار نے نکلنے میں قیام کے دوران آئرنیل بورڈ کے سامنے پیش کی تھی پتہ چلے گا کہ آپ کے درخواست گزار نے دو گزارشات کی تھیں ایک یہ کہ فیوژن پور کے جاگیردار نے سالانہ وغیرہ میں جو لہرائی بیگ خان کے انتہال کے وقت ان کے اقربا کے لیے مقرر کیا گیا تھا بہت سی کر دی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس تھوڑے سے وقفے میں جو اقربا کے لیے مقرر کیا گیا زہد متی کا ایک شریک خواجہ حاجی مسلط کر دیا گیا ہے جسے مذکورہ جاگیردار غیر قانونی اور غیر منصفانہ طور پر ایک مستقل رقم لدا کرتا ہے۔ اس عرضداشت میں آپ کے درخواست گزار نے استدعا کی تھی کہ حضور والا سرکاری ریکارڈ کی روشنی میں اس بات کی تحقیقات کرائیں کہ لارڈ ایک صاحب بہاور نے لہرائی بیگ خان کے خاندان کی کفالت کے لیے جو رقم مقرر کی تھی وہ کتنی تھی؟ اور اس بات کی بھی تحقیقات کرائیں کہ وغیرہ میں سے ایک مستقل رقم وصول کرنے کے سلسلہ میں خواجہ حاجی کے ادعا کی حقیقت کیا ہے؟ اور آپ کے درخواست گزار نے ان امور کے متعلق حکومت سے انصاف کی استدعا کی تھی۔

۳۔ سرائیوڈا گول ہوک نے جو اس زمانے میں دہلی کے ریڈیٹنٹ تھے آپ کے درخواست گزار کے مقدمہ سے متعلق کنکڑات حکومت سے طلب کیے کیونکہ ریڈیٹنٹ آفس میں اسی قسم کی کوئی دستاویز دستیاب نہیں تھی اور انہوں نے

خواجہ حاتی کے دعویٰ کے متعلق حکومت کو رپورٹ ارسال کر دی۔ مسٹر اسٹریک نے کرائس بینک کا ۱۸۸۶ء کا خط ان امکانات کے ساتھ دہلی کے ریڈیٹنٹ کو ارسال کیا کہ آپ کے درخواست گزار کے اربعہ کی چھان بین کی جائے۔ سر۔ ایڈمز کو مل بروک کی رپورٹ سے نتیجہ ”آپ کے درخواست کے موجودہ دعوے کی تصدیق ہوئی ہے۔“

۴۔ حکومت کے امکانات کے مطابق انصاف تو یہ تھا کہ کرائس بینک کے خط میں وعید کی جو رقم مقرر کی گئی تھی وہ حصّین کی جاتی اور ضرافت بیگ خان کے قربت وادوں کو جاری کر دی جاتی اور حاتی خان کے دعوے کی مناسب طریقے سے کما حقہ چھان بین کی جاتی۔ مسٹر بیگ نے جو دہلی میں سلطان برائے ریڈیٹنٹ تھے آپ کے درخواست گزار کو طلب کیا اور اسے مطلع کیا کہ ریڈیٹنٹ مسٹر پانکز نے انھیں ہدایت کی ہے کہ فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ ضرافت بیگ خان کے اقربا کو حسب سابق سالانہ پانچ ہزار روپے سنئے دیں گے۔ مسٹر پانکز کے اس فیصلہ کا آپ کے درخواست گزار کے دعویٰ اور گزارشات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے وہ طالب اجازت ہے کہ اس سلسلے میں اپنے مقدمہ کی تفصیلات حضور والا کی خدمت میں پیش کرے۔

۵۔ حضور والا نے جب یہ فیصلہ فرما دیا کہ ضرافت بیگ خان کے اقربا کو پیش کرائس بینک کے خط کی دفعات کے مطابق دی جائے تو فغلی اور معنوی طور پر دہلی کے ریڈیٹنٹ کا فیصلہ جو انہوں نے لکھا بڑا عجیب ہے۔ کچھ میں نہیں آتا کہ کس گلے سے ایسی کون سی دہلیوز ہاتھ آ گئی ہے جس کے تحت کسی طرح بھی وہ دفعات کا عدم قرار دی جائیں جو کرائس بینک کے خط میں جان کی گئی ہیں۔

۶۔ حضور والا نے حکم دیا ہے کہ آپ کے درخواست گزار کی عرض داشت کی کما حقہ چھان بین اور دہلی میں اس کی جانچ پڑتال کی جانی چاہیے لیکن ابھی تک اس معاملے کے صحیح یا غلط ہونے کے متعلق کوئی حقیقت نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی خواجہ حاتی کے دعوؤں کی کوئی جانچ پڑتال کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ خواجہ حاتی کی شکایت کو پانچ ہزار روپے کی کفالت میں شامل کر لیا گیا ہے اور یہ تکلیف وہ صورت حال اسی طرح پر قرار رہے گی جیسے وعید کی رقم دس ہزار روپے تھی۔

۷۔ اگر دہلی کے ریڈیٹنٹ نے اپنے فیصلے کی بنیاد اس سند پر قائم کی ہے جو فیوز پور کے جاگیردار نے پیش کی ہے اور جس پر لارڈ ایک صاحب بارو کی مرضیت ہے تو آپ کے درخواست گزار کو اس پر تین مختلف اسباب کی بنا پر جزی حیرت ہے، پہلا یہ کہ فیوز پور کے جاگیردار نے جو سند پیش کی ہے اگر دہلی کے ریڈیٹنٹ اور حکومت کے ریکارڈز میں اس کی کوئی نقل موجود نہیں تو اسے درست تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرا یہ کہ فیوز پور کے جاگیردار نے جو سند آپ پیش کی ہے وہ کسی سہایت سند یا کسی بدولت کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ اس لیے اس سے یہ جانب نہیں ہوتا کہ سند اصل ہے۔

تیسرا یہ کہ سرکاری ریکارڈ سے ثابت ہے کہ ۲۵۰۰ روپے سالانہ ۵۰ گھوڑ سواروں کے دستے کی دیکھ بھال وغیرہ اور میرے خاندان کے لیے دیے گئے تھے۔ ان دستاویزات کو دیکھنے سے اس بات کا کوئی جواز نہیں کہ بقیہ ۲۰۰۰

(۳۲)

فورٹ ولیم میں ۳۱ دسمبر ۱۸۳۰ء کے سیاسی مشوروں سے اقتباس

منہاب :

قائم مقام ریڈیفٹ دہلی

بخدمت جناب مستند اعلیٰ سو فوجی بہادر

مورخہ ۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء

جناب عالی

لارڈ ایک صاحب بہادر کا مراسلہ بھیجا ہوا ہے جو
مستند اعلیٰ کے مراسلہ مورخہ ۲۰ اگست سابق میں
تسبب کیا تھا۔

بہادر نے ان کے والد نواب احمد بخش خان کو ۱۸۲۶ء کی ۷ جون کو جو خط ارسال کیا تھا جس میں مرحوم نصر اللہ بیگ
خان کے اقربا کو دیے جانے والے دیکھنے کی رقم مقرر کی گئی تھی اور جو خط انہوں نے پہلے بھی ایک موقع پر جب اسد
اللہ خان المعروف مرزا نوشہ کے دعوے کی تفتیش کی جا رہی تھی میرے ملاحظے کے لیے ارسال کیا تھا۔ میں نے انہیں
بتایا کہ اب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل وہ خط دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ مرزا اسد اللہ خان نے ان کے سامنے ایک
باداشت پیش کی ہے جس میں اس مذکورہ خط کے جعلی ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ نواب صاحب نے مطلوبہ خط جو
قاری میں لکھا ہوا ہے اور جس پر لارڈ ایک صاحب بہادر کی سرور و خط ثبت ہیں مجھے ارسال کر دیا ہے اور اسے پیش
کرتے ہوئے مجھے امید ہے کہ اسے دیکھنے کے بعد حکومت کو اس کے اصلی ہونے کا اسی طرح یقین ہو جائے گا جس
طرح مجھے گذشتہ مئی میں اس وقت یقین ہو گیا تھا جب میں نے اسے دیکھا تھا اور میں نے اسد اللہ خان کے دعوے
کے بارے میں رپورٹ دی تھی اور اس شخص کے جھوٹے دعوے کو تسلیم کرنے کی اذیت میں جتنا نہیں ہو
اسد اللہ خان کا اہلکار مذکورہ مراسلہ بالکل جعلی
ہے قطعاً جبراً ہے سزا کا مستحق ہے۔

پیش کیے گئے۔

میں آپ کا خادم بہ

آپ کا شخص

(درجہ) ایف۔ ہاکنر، قائم مقام ریڈیفٹ

دہلی ریڈیفٹ

۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء

(۳۳)

بنگلہ سے سیاسی خط کا اقتباس مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۸۳۰ء

ہم اسد اللہ خان کے دعوے کے بارے میں مسٹر ہائیکز کی رائے سے حلق ہیں جو مدعی نے نواب شمس الدین خان ظف نواب احمد بخش خان کے خلاف سالانہ ۵۰۰۰ روپے کی اس رقم کے بارے میں پیش کیا ہے جو لارڈ ایک صاحب ہمارے نے مرحوم نصر اللہ بیگ خان کے اقربا کی گزر اوقات کے لیے نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مقرر کیا تھا۔ اسد اللہ خان نے دعویٰ کیا تھا کہ انھیں لور ان کے بھائی مرزا یوسف کو سالانہ ۵۰۰۰ روپے کی رقم میں ان کے جائز حصہ سے محروم کر دیا گیا ہے کیونکہ نواب احمد بخش خان نے دو ہزار روپے سالانہ کے حق دار کی حیثیت سے اقربا میں خواجہ حالی کے نام کی شمولیت کو مناسب پایا۔

مسٹر ہائیکز نے اس دعوے کو حلیم نہیں کیا کہ اسد اللہ خان کو اب تک جتنا حصہ ملتا رہا ہے وہ اس سے زیادہ کے حق دار ہیں۔

مرسلہ ۲۰ مئی نمبر ۱۳ - ۱۳

(۳۳)

بخدمت گرامی: سی نورس صاحب بہلور مستند اعلیٰ برائے حکومت بمبئی شعبہ سیاسی

جناب عالی

عزت مآب جناب صدر ان کونسل نے مجھے

۱۔ اسد اللہ خان کے دعوئی پر مستند اعلیٰ کا ۲۰ اگست ۱۸۳۰ء کا ہدایت کی ہے کہ میں مسلک و دستبردت جو حاشیہ میں درج ہیں آپ کو ارسال کروں اور گزارش کروں کہ عزت مآب گورنر اصل فارسی دستلوح کا جائزہ لینے کے بعد جس کے بارے میں ایک فریق کا کہنا ہے کہ وہ لارڈ ایک صاحب بہلور کا خط ہے اور دوسرا فریق اسے جعل سازی قرار دیتا ہے، اسد اللہ خان کے دعوے کے حق و باطل ہونے اور ان کے اس ادعا کے بارے میں کہ مذکورہ دستلوح یا تو جعل سازی ہے یا

۲۔ قائم مقام ریڈیٹنٹ دہلی کا مراسلہ مورخ ۸ اکتوبر ۳۔ سند مسلک ہے ایسا

۴۔ اسد اللہ خان کی جانب سے مراسلہ مورخ ۳۹ جنوری ۵۔ یقینیت کرلی بیگم کی جانب سے مراسلہ مورخ ۲ مئی ۱۸۳۶ء

۶۔ مسلک مدعا کا ترجمہ ایسا ۷۔ مراسلہ جناب یقینیت کرلی بیگم مورخ ۱۶ مئی ۱۸۳۶ء ۸۔ مراسلہ جناب کرلی بیگم مورخ ۲۰ جون ۱۸۳۶ء

۲۔ عزت مآب جناب گورنر ملاحظہ فرمائیں گے کہ فارسی خط کی پشت پر انگریزی زبان میں کوئی تصدیقی دستخط نہیں ہیں جیسا کہ دستور ہے کہ دفتر فارسی کے مستند کے دفتر سے فارسی زبان میں جاری کیے جانے والے خط کی پشت پر دستخط ہوا کرتے تھے۔

۳۔ مجھے آپ سے یہ اطمینان کرنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے کہ اصل فارسی کتکات مجھے واپس کر دیے جائیں اور یہ کہ لارڈ ایک صاحب بہلور کے مینہ اصل خط کا خاص طور سے خیال رکھا جائے تاکہ اسے قراب خمس الدین خان کو واپس کیا جاسکے۔

تخص

(درست) جی سو فی مستند اعلیٰ برائے حکومت

فرات ولیم

صحیح نقل و دستخط خارج سو فی مستند اعلیٰ برائے حکومت

۲۲ اکتوبر ۱۸۳۰ء

(۳۵)

اسد اللہ خان کے مقدمہ پر معتمد اعلیٰ کا نوٹ ۱۹ اگست ۱۸۳۰ء

(۱) اسد اللہ جو خود کو مرحوم نواب نصر اللہ بیگ خان کا برادر زادہ بتاتا ہے جو جمل جیون کے تحت آگرہ ضلع کا تختہ تم تھا اور مرہٹوں سے جنگ کے دوران لارڈ ایک صاحب بہادر سے تھن ملا تھا اور اس کی خدمات کے صلہ میں لارڈ ایک صاحب بہادر نے اسے آگرہ ضلع میں کچھ اراضی استمراری مدت کے لئے ۸۰۰۰۰ روپے پر بخش دی تھی۔ یہ سوک اور اور سونا کے پر گئے تھے۔ جہاں کا مالک 'جیساکہ اسد اللہ نے اپنی عرضداشت میں بیان کیا ہے ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ تھا۔

(۲) نصر اللہ بیگ خان فیروزپور وغیرہ کے سردار نواب احمد بخش خان مرحوم کا داماد تھا۔

(۳) نصر اللہ بیگ خان کا انتقال ہوا تو اس کے پسماندگان میں اس کی ماں 'ایک بیوہ' تھیں جنہیں اور دو بیٹے ۵۵ روپے یعنی در خواست گزار اور اس کا چھوٹا بھائی یوسف علی خان (سامراجیوسف) تھے۔

(۴) درخواست گزار مزید بیان کرتا ہے کہ ایک اور شخص خواجہ حاجی نام کا ہو کرتا تھا جو نصر اللہ بیگ خان کا رشتہ دار نہیں تھا بلکہ شادی کی وجہ سے اس کی قرابت داری ہوئی تھی۔ وہ نصر اللہ بیگ خان کے والد کی بیوی کی بھانجی کا بیٹا تھا۔ اس نے نصر اللہ بیگ خان کی جائیداد کا انتظام والاعصرام سنبھال لیا اور کہا جاتا ہے کہ ان (نصر اللہ بیگ خان) کے انتقال کے بعد اس نے احمد بخش خان کے ساتھ مل کر سازش کی اور مرحوم کے خاندان والوں کے ساتھ جمل سازی کی۔ احمد بخش خان نے نصر اللہ بیگ خان کے خسر اور ان کے خاندان کے فطری ولی ہونے کی حیثیت سے اس نے اس شرط پر کہ وہ یہ رقم نصر اللہ بیگ خان کے اقربا کی گزرواقعت کے لئے دیا کہ لکھ لارڈ ایک صاحب بہادر سے اس رقم کی ادائیگی سے اسٹیشن کا پروانہ حاصل کر لیا جو وہ فیروزپور کے لئے ادا کیا کرتا تھا درخواست گزار کا کہنا ہے کہ نواب (نواب احمد بخش)

☆ مطابق انگریزی متن 'نصر اللہ بیگ خان' نواب احمد بخش خان کے داماد نہیں بنوئی تھے۔ (دک - ن)

☆ مطابق انگریزی متن 'جہاں بیٹے نہیں تھے ہونا چاہیے۔ (دک - ن)

نے غیر مشائد طور پر خواجہ حاتی کو نصرانہ بیگ کے اقربا کی قبرست میں شریک غالب کی حیثیت سے شامل کر لیا اور نصرانہ بیگ خاں کے اقربا کی عمومی گزرواوقات کے لیے مقرر کی گئی مبلغ پانچ ہزار روپیہ سالانہ کی رقم کو اس طرح تقسیم کر دیا:

خواجہ حاتی	۳۰۰۰ روپے
نصرانہ بیگ خاں کی والدہ	۱۵۰۰ روپے
درخواست گزار	۱۵۰۰ روپے

خواجہ حاتی کے انتقال کے بعد احمد بخش خان نے دو ہزار کی رقم ان کے بچوں کو ادا کرنا شروع کر دی۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے حصہ کی رقم ان کی سب سے بڑی بیٹی (نصرانہ بیگ خاں کی بہن) کو ملنے لگی جو اس رقم سے اپنی دو چھوٹی بہنوں کی کفالت کرتی تھیں۔

درخواست گزار کا کہنا ہے اس نے اپنے حصہ کی رقم سے اپنے چھوٹے بھائی کی کفالت کی جسے اس (اسد اللہ خاں) کی شکایت کے مطابق نواب احمد بخش نے بے آسرا چھوڑ دیا تھا۔ تاہم اسد اللہ خاں کے لیے ۱۵۰۰ روپے کی ملے شدہ رقم غالباً دونوں بھائیوں کی مشترکہ کفالت کے لیے تھی جیسا کہ ۱۵۰۰ روپے کی دوسری رقم خواتین یعنی درخواست گزار کی بہنوں کے لیے تھی۔

اب یہ تحقیق کرنا تو بے مصرف ہے کہ نصرانہ بیگ خاں کے وارثوں کے ساتھ خواجہ حاتی کو جو حصہ ملا تھا وہ اس کا مستحق تھا یا نہیں کیونکہ ۳ مئی ۱۸۰۶ء کے پروانے میں جو احمد بخش خان نے گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو تسلسل سے حاصل کیا اور جس پر ان کی سر اور دخلت ثبت ہیں خواجہ حاتی کو نصرانہ بیگ کے خاندان کا ایک فرد تسلیم کیا گیا ہے لیکن یہ تحقیق کرنا ضرور فائدہ مند ہو گا کہ جب احمد بخش خان نے نصرانہ بیگ خاں کے اقربا بشمول خواجہ حاتی کی گزرواوقات کے لیے ۵۰۰۰ روپے کی رقم مقرر کی تو انہوں نے اپنی سند کی شرائط کو پورا کیا یا نہیں اور یہ کہ احمد بخش خان کے وارث اور جائزین خٹس الدین خان گزراوے کی رقم بڑھانے کے پابند ہیں یا نہیں۔

یہ تحقیق کرنا بھی مفید ہو گا کہ جیسا کہ درخواست گزار نے دعویٰ کیا ہے لاڈل لیک صاحب بہادر کی جانب سے مورخہ ۶ جون ۱۸۰۶ء کو جاری کی گئی سند جعلی ہے اور یہ کہ آیا اس معاملے میں پوری طرح تحقیق کی گئی ہے یا نہیں۔

درخواست گزار نے اپنی متعدد یادداشتوں میں سے جو کچھ بیان کیا ہے ان کی تفصیلات میں جاننے بغیر میں یہ کہوں گا کہ ان یادداشتوں میں معلومات کا ایک انتہار موجود ہے اور مجھے یقین ہے کہ حکومت ان تمام امور سے بخوبی واقف ہے اس لیے میں صرف وہ حالات بیان کروں گا جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔

اسد اللہ ۱۸۲۸ء میں کلکتہ میں آئے اور دفتر فارسی کے معتمد کو ایک یادداشت پیش کی ملاحظہ ہو

باداشت موصولہ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۸۳۸ء جو ۲ مئی کو ریکارڈ ہوئی جس کا نمبر ۳۶ ہے۔

(۱۲) اس باداشت پر حکم صادر ہوا۔

حکم ہوا کہ درخواست گزار کو مطلع کیا جائے کہ مندرجہ بالا عرضداشت دہلی کے ریڈیٹنٹ کو پیش کی جانی چاہیے۔

(۱۳) دہلی کے ریڈیٹنٹ سرائی کول ہدک نے ۲۳ فروری ۱۸۳۹ء کو حکومت کو اطلاع دی کہ اسد اللہ خان

نے ان کے سامنے ایک عرضداشت پیش کی ہے جس کا تفس مضمون یہ ہے کہ نعر اللہ بیگ خان کے انتقال پر جن کے پاس مقررہ میں سوک لود سونا کے پر گئے زندگی بھر کے لیے ۱۵۰۰۰ ذرا ششی پر تھے ۳۰۰۰۰

روپے اور ۳۰۰۰۰ روپے کے درمیان ذرا ششی پر مرحوم احمد بخش خان کے پاس فیوزچر و فیو کی زمینیں تھیں۔ جب احمد بخش خان "نعر اللہ بیگ خان کے قربت وادوں کی کفالت کے ذمہ دار بنے تو انہیں اس

رقم کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اور یہ کہ احمد بخش خان نے اس کفالت کے لیے سالانہ ۵۰۰۰

روپے سے زیادہ کبھی ادا نہیں کیے جس میں سے ۲۰۰۰۰ روپے وہ ایک شخص خواجہ حاجی کو دے دیتے تھے جو خانہ کے لیے ایک اجنبی تھا ۱۵۰۰۰ روپے درخواست گزار کو اور ۱۵۰۰۰ روپے نعر اللہ بیگ خان کی بہنوں

میں سے ایک بہن کو جبکہ درخواست گزار کے ایک بھائی اور دو بہنوں کو ہانکل فراموش کر دیا گیا۔

سرائی وڈا کول ہدک آگے چل کر کہتے ہیں:

"حکومت کی طرف سے احمد بخش خان کو فیوزچر و کی در سند مورخہ ۲ مئی ۱۸۳۹ء کو ملی تھی اس میں مندرجہ ذیل متن درج ہے اور جہاں تک میں کچھ سکا ہوں یہ واحد متن ہے جو اس معاملہ سے متعلق ہے:

"خواجہ حاجی اور مرحوم نعر اللہ بیگ خان کے دوسرے حوٰطین (حقیقین) کی دیکھ بھل اور کفالت کے تم ذمہ دار ہو گے اور بوقت ضرورت تم سے جب بھی طلب کیا جائے گا تم سرکار کے لیے پچاس سواروں کا دستہ چار رکھو گے۔"

(۱۵) سرائی وڈا کول ہدک نے اپنی رپورٹ کے آخر میں درخواست کی ہے کہ سرکاری ریکارڈ میں اس مقدمہ سے متعلق اگر کوئی بھی دستاویز موجود ہو تو انہیں اس کی نقول فراہم کی جائیں۔

(۱۶) اس کے جواب میں جواب احمد بخش خان کے ساتھ تصدیق کے بارے میں یقین دہانی کرنی بیگم کے مراسلے مورخہ ۲ مئی ۱۸۳۹ء کا ایک انکس دہلی کے ریڈیٹنٹ کو ۱۳ مارچ ۱۸۳۹ء کو ارسال کیا گیا تھا اور ان

سے کہا گیا تھا کہ وہ درخواست گزار کی شکایت کے بارے میں تحقیقات کریں اور رپورٹ ارسال کریں۔

(۱۷) ۵ دسمبر ۱۸۵۹ء کو دہلی کے قائم مقام ریڈیٹ مسٹر ہائگز نے حکومت کی توجہ سرائیڈورڈا کوئل ہدک کے خط مورخہ ۲۳ فروری کی طرف مبذول کرائی جس کے معلق انہوں نے بتایا کہ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اس کے جواب میں انھیں مطلع کیا گیا کہ ۳ مارچ کو جواب ارسال کیا گیا تھا اور اس وقت سے اس مقدمہ کے بارے میں کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی اور انھیں اس کی ایک نقل فراہم کی گئی کیونکہ اصل کسیں اور لومر ہو گئی تھی۔

(۱۸) مسٹر ہائگز نے گزشتہ ۵ مئی کو اسد اللہ خان کے مقدمے کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی (۲۹)۔ اس سے پتہ چلے گا کہ انہوں نے اسد اللہ خان کی عرضداشت نواب خٹس الدین خان "مرحوم امیر بخش خان کے فرزند اور جانشین" کو شکایت کے معلق ان کے جواب کے لیے بجروا دی تھی۔ نواب خٹس الدین خان کے جواب کا ترجمہ اور لارڈ الیک صاحب ہمارے کامیونڈ خط مورخہ ۷ جون ۱۸۵۹ء جس میں ان اشتیاق کی صراحت کی گئی ہے جنہیں سالانہ ۵۰۰۰ روپے دیے جاتا تھے مسٹر ہائگز کی رپورٹ کے ساتھ موصول ہوئے اور انہوں نے اس بارے میں اپنی رائے ظاہر کی کہ لارڈ الیک صاحب ہمارے واضح فیصلے کے بموجب شکایت کتبہ اور ان کے بھائی مزاج مسٹ کو جو کچھ ملتا رہا وہ اس سے زیادہ کے مستحق نہیں تھے۔ ۱۰/۱۱/۱۸۵۹ روپے سالانہ جس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ نواب خٹس الدین بیٹے ادا کرنے کے لیے تیار رہے ہیں۔

(۱۹) اس کے جواب میں حکومت نے گزشتہ ۲۸ مئی کو بتایا کہ اس نے مسٹر ہائگز کے فیصلے کی توثیق کر دی ہے۔

(۲۰) اسد اللہ خان کے ۷ جولائی کو ایک یادداشت انگریزی زبان میں ارسال کی جس میں ایک صد کی بنیاد پر مسٹر ہائگز کے فیصلے کے خلاف شکایت کی گئی ہے جس کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ وہ جعل سازی ہے اور درخواست کی گئی ہے کہ اس کے ثبوت میں ریکارڈ کی چھان بین کی جائے۔

(۲۱) انہوں نے ۲۸ جولائی کو مسٹر ہائگز کے فیصلے کے خلاف ایک بار پھر شکایت کی کہ یہ نواب خٹس الدین کے ساتھ جانب داری پر مبنی ہے اور درخواست کی کہ انھیں سرکاری انتظام کی ایک نقل صیا کی جائے۔ انہوں نے میرے نام ایک خط بھی منسلک کیا جس کا ترجمہ ارسال کیا جاتا ہے اس خط میں انہوں نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں تمام کاغذات کو ایک بار پھر دیکھوں اور حکومت کو دقت دوں کہ وہ میری بیان کردہ ساری روداد پر سے خصوصاً اس لیے کہ مجھے ہوں محسوس ہوتا ہے جیسے اسد اللہ خان کی شکایت پر یقین کرنے کے اسباب موجود ہیں اور وہ بالکل بے بنیاد نہیں ہیں۔

(۲۲) لارڈ الیک صاحب ہمارے کامورخہ ۷ جون ۱۸۵۹ء کا کوئی خط سرکاری ریکارڈ میں موجود نہیں۔

(۲۳) یہ بھی محال نہیں ہوتا کہ اصل خط مسٹر ہائگز کو پیش کیا گیا ہے۔

(۲۳) مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۷ جون کا خط پیش کیا جائے اور اس کی جانچ پڑتال کی جائے اور اگر دلی میں اس کے صحیح ہونے کے متعلق کوئی شکوک و شبہات پیدا ہوں تو اسے پرنٹنگ نیس ارسال کر دیا جائے۔

(۲۵) اگر جس الدین اس خط سے بچنے کی کوشش کریں اور کہیں کہ اصل خط گم ہو گیا ہے تو ان کے خلاف قوی عمل کاربند کیا جاسکا ہے۔

(۲۶) جس الدین خان کا جواب جیسا کہ مسئلہ کٹر کے مراسلے مورخہ ۵ سبقت ۵ حتیٰ میں پیش کیا گیا ہے بنا غیر مستحکم ہے اور ان کی اس رائے سے کہ وہ ایک شاعر ہے اور شاعر کے اس استحقاق سے وہ مہاراجہ آرائی سے کام لیتا ہے اور پورا فائدہ اٹھاتا ہے، اسد اللہ خان کے دعوے کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

(۲۷) لیکن مقدمے کا نتیجہ کسی سے جاننا لیا جانا چاہیے۔

(۲۸) ہمیں امیر بخش کو عطا کی گئی سند مورخہ ۳ مئی ۱۸۸۶ء کا جائزہ لینا چاہیے جو اصل وحقیقی ہے اور گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل نے اس کی توثیق کی تھی۔ اس کی ایک نقل سر جان نیلکم کے اسی تاریخ کے مراسلے میں شامل ہے اور وہیں دیکھی جاسکتی ہے۔ دیکھنے کی مد میں حقیقتاً نضر اللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کے لیے دس ہزار روپے رکھے گئے ہیں لیکن بد قسمتی سے جس دیکھنے والے انداز میں ۳ مئی ۱۸۸۶ء کی سند کو الفاظ کا جامہ پہنایا گیا ہے اس میں ٹھیک ٹھیک رقم کا کوئی ذکر نہیں۔ ذرا حشی کی ایک مقررہ مقصد یعنی نضر اللہ بیگ خان کے عزیز و اقارب کی کفالت اور گزراوقات کے لیے ۲۵۰۰۰ سے کم کر کے پندرہ ہزار کر دیا گیا ہے۔

اس میں کتابچہ "مذکورہ بالا مضامین اور شرائط کا ذکر تو کیا گیا ہے لیکن یہاں مضامین اور شرائط کے الفاظ عمومی معنوں میں استعمال کیے گئے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ لارڈ ایک صاحب بہادر نے جو اس وقت کانپور میں تھے ۳ مئی کو یہ پروانہ عطا کرنے اور اسی مہینے کی سولہ تاریخ کو حکومت کا جواب لکھنے کے بعد جس میں جو کچھ کیا گیا تھا اس کی منظوری دی گئی تھی۔ امیر بخش خان کو یہ جاننے کے لیے کہ گزشتہ مہینے کی سولہ تاریخ کو کیا ملے پڑا ۷ جون کو دوبارہ خط لکھا ہو؟

(۲۹) تاہم نواب امیر بخش کی درخواست پر (جو اس وقت لارڈ ایک صاحب بہادر کی معیت میں کانپور میں تھے) اگر لارڈ موصوف نے ۷ جون کا خط لکھا تھا تو کرنل نیلکم صاحب بہادر نے جنہوں نے چند روز بعد (۳ جون) ۸۸ مئی کے سرکاری احکامات کے وصول پانے کی اطلاع دی تھی یہ رپورٹ کیوں نہ دی کہ امیر بخش خان کو ایک خط ارسال کیا گیا ہے جس میں ۵۵۰۰ روپے کی ایک معینہ رقم نضر اللہ بیگ خان کے خاندان والوں کی کفالت کے لیے مقررہ کی گئی ہے اور ان اسباب کی وضاحت کی گئی ہے جن کی بنا پر ذرا حشی کی بقیہ رقم دیکھنے میں دوبارہ شامل نہیں کی گئی جو نواب کی جاگیر سے لوا کی جاتی ہے؟ لیکن ایسی کوئی رپورٹ نہیں۔ اگر دستویر اصلی ہے تو یہ ہمید از قیاس نہیں کہ امیر بخش نے یہ فریب اور دھوکہ سے حاصل کی ہو لیکن اگر یہ

تسلیم کر لیا جائے کہ یہ ایک ایسا حکم ہے جو لارڈ لیک صاحب ہلور نے اپنی رضامندی سے جاری کیا ہے تو کیا لارڈ موصوف اسے با اختیار تھے کہ گورنر جنرل ان کو نسل کے منظور کیے ہوئے کسی صاحب فیصلے کو درہم برہم کر سکیں؟ اور کیا حکومت اس کی پابند ہوگی؟ مجھے یہ تصور بھی نہیں کرنا چاہیے اور خواہ یہ دستاویز اصلی ہو یا جعلی، ظاہر یہی ہوتا ہے کہ نعرہ بلند ایک خان کے اقربا زیادہ دھڑلے کے حق دار ہیں۔

(۳۰) اس نوٹ میں جن کاغذات کا حوالہ دیا گیا ہے وہ حوالے کے لیے منسلک ہیں۔

(دستخط) جی۔ سو شین

۱۱ اگست ۱۸۳۰ء

مفتی اعلیٰ برائے حکومت

(محکم نقل)

(دستخط) جی۔ سو شین

مفتی اعلیٰ برائے حکومت

☆ مکمل آرکائیوز آف انڈیا - فاران انڈیا انسٹی ٹیوشن فار ریسرچ اینڈ پبلیکیشنز ۲۰۱۸

(۳۶)

بخدمت گرامی: ایم۔ بی۔ ایڈمونسٹون صاحب بہاول

جناب عالی!

میرے لیے ہامٹ عزت ہے کہ آپ کا پچھلے مہینے کی ۳ تاریخ کا نکلا ہوا مراسلہ مجھے موصول ہوا۔ میں نہایت علی خان اور عبدالصمد خان کو دی جانے والی خطوں کے مسودے ارسال کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں (جہاں تک میرا اندازہ ہے) یہ مسودات عزت مآب گورنر جنرل کی مرضی کے عین مطابق تیار کئے گئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ میری درخواست کے ساتھ ان کا احترام کیا جائے گا۔ نہایت علی خان کی جانیدار کو اس بات سے مشروط کر دیا گیا کہ وہ بدستور اپنے سردار کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اول الذکر (امینعلی خان) کو ذاتی طور پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ برطانوی حکومت سے دائرہ داخل کے مدعی ہو سکتے ہیں لیکن جو جاگیر اراضی نواب کی جائداد کے بغیر ملنے کی گئی ہے وہ اس سے بالکل مطمئن ہیں اور جو جائیداد اصلاً کسی اور شرط پر نہیں بلکہ سربراہ خاندان اطاعت کی شرط پر دی گئی ہے وہ تقسیم اور کمزوری کا موجب بننے کی اور ان کے اس مقصد کو جس کے لیے یہ تمام بددوست کیا ہے ضرر پہنچائے گی۔

۱۔ امیر بخش خان جب دہلیک اور ہریانہ سے دستبردار ہوئے تو عزت مآب گورنر جنرل صاحب بہادر نے انھیں معاف کر کے وہ اضلاع جو ان کے قبضہ میں تھے زندگی بھر کے لیے انھیں ہزار روپے کی سالانہ ادائیگی پر دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے فوراً بعد امیر بخش خان کے ایک قریبی رشتہ دار نصرائے بیگ خان کی اچانک موت پر سوگ اور سونا کے اضلاع جو اس سردار (نصرائے بیگ خان) کو دیے گئے تھے واپس لے لیے گئے لیکن عزت مآب نے ضروری سمجھا کہ ان کے بھائی اور خاندان والوں کے لیے کوئی معقول بددوست کیا جائے اور یہ اس لیے اور بھی ضروری ہو گیا کہ بے قاعدہ سواروں کے دستے کو جس میں ان میں سے بہت سے لوگ برسرِ روزگار تھے ختم کرنے کی ضرورت پڑی ہو گئی اور جس میں ایک یا دو افراد ایسے بھی تھے جو دشمن کو چھوڑ کر اس وعدہ پر ہم سے ان لے گئے کہ ہم ان پر حمایت و نوازشات کریں گے اور انھیں تحفظ فراہم کریں گے۔ ان مقاصد کو اس طرح حاصل کرنے کے لیے کہ ان پر کم سے کم اعتراض کیا جاسکے۔

عزت مآب نے اسی طریقے کو بجز بنانا کہ امیر بخش خان کو ان کی کلمات کے لیے پھوٹ دے دی جائے چنانچہ اس نقطہ نظر سے انہوں نے سالانہ صرف چند ہزار روپے کی رقم مقرر کر دی جو انہیں ادا کرنا ہوگی۔

امیر بخش خان کے زیر انتظام اخلاص کی حالت، ان کے پر آشوب حالات اور وہ رقم جو وہ ادا کرتے تھے کی قبیل مقدار کی بنا پر اور ان کی خدمات کو پیش رکھتے ہوئے عزت مآب نے انہیں پیش کش کی کہ اگر وہ امداد کے تمام دعوؤں سے دست بردار ہو جائیں اور وعدہ کریں کہ اپنے علاقے میں امن و امان قائم رکھیں گے اور بوقت ضرورت یہاں سواروں کا دست فراہم کریں گے تو انہیں ہر قسم کی لواحقین سے مستثنیٰ کر دیا جائے گا اور ان کے پاس جو زمینیں ہیں وہ ان ہی شرائط پر انہیں دے دی جائیں گی جن شرائط پر پنجاب علی خان اور صدر خان کو دی گئی ہیں۔ انہوں نے اس پیش کش کو فوراً قبول کر لیا اور لارڈ لیک صاحب بہادر کی خواہش کے مطابق سند کا بالکل ویسا ہی مسودہ تیار کیا گیا جو مذکورہ بالا دونوں سرداروں کو دی گئی تھیں۔

عزت مآب لارڈ لیک صاحب بہادر نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں اس عرضداشت کی ایک نقل اور ترجمہ بھی ارسال کروں جو انہیں امیر بخش خان کی جانب سے موصول ہوئی ہے۔

سواء اور نوہ کے اخلاص جو وہ اپنے پاس رکھنے کے خواہش مند تھے اب کراپہ پر بیچ تھو چودھری ریواڑی کو یمن سال کی مدت کے لیے اضافہ شدہ ٹکائن پر دے دیے گئے ہیں۔

عزت مآب (لارڈ لیک صاحب بہادر) کو معلوم نہیں کہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل بلاخران صوبوں کا تعیند کس طرح کرنا چاہتے ہیں اس لیے امیر بخش خان کے پاس یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ ان کی درخواست منظور کر لی جائے گی۔ تاہم عزت مآب نے مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت کی ہے کہ ان علاقوں کو فوری طور پر براہ راست اپنے انتظام میں لینے کے علاوہ کوئی اور بندوبست کیا جائے جس میں یہ خواہش بھی کارفرما ہو کہ وہ بندوبست "یا تو سرکار برطانیہ کے لیے قائمہ مند ہو یا اس کے انتظام کا موجب تو عزت مآب کی نظر میں نواب امیر بخش خان جیسا اور کوئی مقامی سردار ایسا نہیں جس سے پورے اضلاع کے ساتھ یہ فوہات وابستہ کی جائیں کہ وہ ہر مسئلے کا حل و حوزہ لگالے گا کیونکہ نواب موصوف بڑے سرگرم اور ذہین ہیں اور اپنے علاقے میں بڑے با اثر و با عزت ہیں اور (عزت مآب پر یقین ہیں) مملوکوں دل سے سرکار برطانیہ کے وفادار ہیں۔

عزت مآب لارڈ لیک صاحب بہادر نے مجھے یہ عرض کرنے کی بھی ہدایت کی ہے کہ انہیں مرضی خان بہادر خان، اور محمد خان آفریدی کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن میں انہوں نے تشریفات ظاہری ہے کہ ان کے دربار کی کلمات کے لیے کوئی انتظام کیا جائے (چاہے وہ نسبتاً چھوٹا ہی کیوں نہ ہو)۔ یہ انتظام ایک تو اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ انہیں ایک چھوٹی سی جاگیر دے دی جائے جیسا کہ بوکائی شکر کے بیٹوں کو دی گئی تھی۔ (جو ان کے زمینوں پر بھی مشتمل ہو سکتی ہے جو اس وقت ان کے تصرف میں ہیں) یا ان کی معافی حق ملکیت کے ساتھ انہیں عطا کر دی جائے جس پر وہ حکومت کو معقول مالہ ادا کریں مطلب یہ ہے کہ انہیں ان ہی اصول و ضوابط کے تحت جن کے

تحت کبھی نے اپنی عمل داری میں دوسروں کو زمینداریاں عطا کی ہیں انہیں بھی حق زمینداری عطا کروا جائے
 عزت مآب نے صرف ان کی خواہش کے اعتبار کا وعدہ کیا تھا لیکن انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں خود
 ان کی رائے کو بھی ظاہر کروں کہ سیاسی اعتبار سے مختلف جاگیرداروں کے لواحقین کے لیے اس قسم کا انتظام پیدا کرنے
 مناسب ہو گا انہیں مستقل طور سے اپنی زمینوں سے دلچسپی پیدا ہو گی جس سے نہ صرف ملک کو ترقی ملے گی بلکہ
 برطانوی حکومت کے ساتھ ان کے میل جول اور وابستگی میں اضافہ ہو گا۔

کاشمیر
 ہینڈ کوآرٹرز
 آپ کا مخلص
 (دستخط) لیٹیننٹ کرنل جان بیکنم بی۔

۳ مئی ۱۸۵۶ء

۵۶ پبلیش آرکائیوز آف انڈیا۔ نارن لہنہار منٹ حقوقات۔ جلد نمبر ۳۰۸

(۳۷)

کرنل میکلم صاحب بہادر کا مکتوب (نمبر ۱۹۲) مرقومہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کا جو ۱۳ مئی ۱۸۰۶ء منسلکہ کو موصول ہوا۔ احمد بخش خاں بہادر کے نام شہدہ کی نقل کا ترجمہ

سرکار برطانیہ کے لیے آپ نے جس خدمت گزاری 'خیراندیشی' اور جاں فشانی کے جذبے کا مظاہرہ کیا ہے اس کے بد نظر تعلیمات باب جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر آپ کو محلات فیروزپور بھکرہ 'پہ' 'ساگرس' 'بھانہ' 'مہجور اور گنبد کی سند استقامت (ہمدان) مرحمت فرماتے ہیں۔ پائیں ہمہ آپ ان علاقوں کے مال و سامان اور تمام دیگر وسائل کے حق دار اور دواست کے ذمہ دار ہوں گے۔ (بخانی الماک 'ایہ' 'جاگیریں' پن ارشد اور دیگر نگران معاف زمینیں 'روایت و فیروہ جو زمانہ قدیم سے مقرر چلے آتے ہیں ان سے مستثنیٰ ہوں گے) یہ شرط بھی طوطا خاطر رہے کہ ان محلات کے انتظام و انصرام کے لیے آپ کو اپنا فوقی دست بحال کرنا ہو گا اور اس ضمن میں سرکار برطانیہ سے کسی نوع کی امداد کے حق دار نہیں ہوں گے علاوہ ازیں 'آپ کی یہ بھی ذمہ داری ہوگی کہ مرزا اعجاز بیگ خاں مرحوم کے حوٰطین خواجہ حاجی و غیمہ کی پوراش و پرداخت کریں گے آپ اس امر کے بھی سخت ہوں گے کہ بوقت ضرورت و حسب الطلب پچاس سواروں کا دست سرکار برطانیہ کو مہیا کریں گے۔ آپ سے یہ توقع بھی کی جائے گی کہ آپ سرکار برطانیہ کے پیش خدمت گزار اور خیراندیش رہیں گے۔

سرکار برطانیہ عزت باب لارڈ ایک صاحب بہادر کمانڈر انچیف کے مراسلات کے ذریعے آپ کے کردار و دوست داری اور حکومت کے لیے آپ کی گراں قدر خدمات اور وابستگی سے کما حقہ 'آگاہ ہونے کے بعد بخوشی آپ کی خدمت کے صلے میں آپ کو اور آپ کے ورثہ کو ۴۳ فصلی سال کی فصل ربیع (مطابق ستمبر ۱۸۰۵ء) کی ابتدا سے "ما" بعد نسل مندرجہ بالا محلات بشمول مال و سامان محلات ہے مضامین اور محلوہ بلا شرائط پر تقویٰ کی ہے۔ مذکورہ تاریخ سے سرکار برطانیہ کا ان محلات سے کوئی سروکار نہ ہو گا۔ جو پیشہ پیشہ آپ اور آپ کے فرزندوں کے تصرف میں رہیں گے چونکہ آپ کو ان علاقوں میں حاکمانہ اختیار حاصل ہو گا اس لیے وہاں کے باشندوں کی شکایات و تظلمات سماعت قرار نہیں پائیں گی۔

اس عطیہ عقلی کے پیش نظریہ وقوع کی جاتی ہے کہ آپ سرکار برطانیہ کے ساتھ جذبہ خیر و ملیش اور مخلصانہ وابستگی کا مظاہرہ کرتے رہیں گے اور اس کے مفادات کا تحفظ برقرار رکھیں گے۔ اس میں آپ ہی کی تلاش و مجہود مضمر ہے۔

(درجہ اول) مہتمم

مہتمم قاری برائے حکومت

(نقل مطابق اصل)

مورخہ ۳ مئی ۱۸۸۵ء مطابق ۳ صفر ۱۳۰۱ھ

(درجہ اول) ہارن سوشس

مہتمم اعلیٰ برائے حکومت

۱۰ مئی ۱۸۸۵ء آف ایڈمٹڈ فارن لیبارٹریز مکتوبات جلد نمبر ۴۰۸

(۳۸)

بخدمت گرامی: جناب اینٹینٹ کرنل میلکم صاحب بہادر

جناب عالی!

- ۱۔ حسب ذراحت یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کا ارسال کردہ ماہ ذی الحجہ کی ۴ تاریخ کا مکتوب نمبر ۱۹۲۲ موصول ہوا۔
- ۲۔ کمپ نے اپنے مراسلے کے ساتھ مجاہد علی خان و عبدالصمد خاں کے نام شد کے جو مسودے ارسال کئے ہیں انہیں مینٹ منظور کر لیا گیا ہے۔ مذکورہ مسودوں کے مطابق جو اشار (یا ہوائے) تیار کی گئی ہیں ان پر نواب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کے دخلقا اور سرپرست ہونے کے بعد بلا تاخیر آپ کی خدمت میں روانہ کر دی جائیں گی۔
- ۳۔ گورنر جنرل بہادر ان کو نسل نے اس بددوست کی بھی جس میں اسٹیشنل خاں اور فیض محمد خاں کو اس شرط پر کہ وہ مجاہد علی خاں کے اطاعت گزار رہیں گے جانبدار مرحمت کی ہے توثیق فرما دی ہے۔
- ۴۔ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل اس امر کی بھی منظوری مرحمت فرمادی ہے کہ احمد بخش خاں کو جاگیر انہی شرائط کے ساتھ عطا کی جائے جن کے تحت مجاہد علی خاں اور عبدالصمد خاں کو دی گئی تھی۔ اور احمد بخش خاں کو اس کے لئے واجب الادا پندرہ ہزار روپے کی سالانہ رقم کی ادائیگی سے بھی معذورہ انتظام و انصرام کے تحت مستثنیٰ کیا جاتا ہے تاکہ اس طرح سیاسی نوعیت کے فوائد حاصل کیے جاسکیں۔ اس ضمن میں احمد بخش خاں کے نام شد تیار کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کر دی جائے گی جو آپ کے مکتوب سے منسلک مسودے کے عین مطابق ہو گی۔
- ۵۔ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل ریواڑی "سوانہ اور نوہ کے ذریعہ اضلاع کے انتظام کی پابست بنوڑ کوئی فیصلہ نہیں کر جائے ہیں تاہم گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کی تجویز ہے کہ ذریعہ اضلاع کو برطانوی قلمرو سے خارج رکھ کر بین ملات ہو گا۔ جب اس بددوست کا حقیقی فیصلہ صادر ہو جائے گا تو گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کی تجویز کے مطابق مجاہد علی خاں کو ان کی دوا کیے کی جاگیر کے عوض ریواڑی کا علاقہ دے دیا جائے اور انہیں سوانہ اور نوہ کے علاقے بنوڑ شرائط پر احمد بخش خاں کو عطا کر دینے پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔
- ۶۔ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کے خیال میں بددوست مذکورہ فیصلے کو کسی ریت و نعل کے بغیر اس وقت تک کے لئے موخر کر دیا جائے جب تک آپ پر نفس نہیں دفتر خانہ کلکتہ تشریف لائیں اور گورنر جنرل صاحب بہادر

نو ذاتی طور پر جملہ طاقت سے آگاہ کریں تاکہ اس معاملے کا فیصلہ سلور کیا جاسکے۔ آپ کے لیے یہ مناسب ہو گا کہ اس پر بحث غی کو مطلع کر دیں کہ گورنر جنرل صاحب ہمارے ان کونسل موصوف کی خواہشات کو پورے کاروائے کے لیے مناسب اقدار ملت کریں گے بشرطیکہ عمومی انتظامات جو حکومت کے زیر غور ہیں اس کے عین مطابق ہوں اور یہ بھی کہ مذکورہ معاملہ آپ کے صدر دفتر آنے کے بعد ہی حتمی طور پر طے کیا جائے گا۔

۷۔ مرتضیٰ خان، ہمدرد خان اور محمد خان آفریدی کی موصول عرضداشتوں کے سلسلے میں حسب ہدایت یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ گورنر جنرل صاحب ہمدرد خان کو نسل اس عمومی اصول کی مصلحت کے تحت کہ جاگیرداروں کے متوطنین کو زمین کی صورت میں دائمی مفادہ مہیا کئے جائیں، آپ سے اتفاق کرتے ہیں اور اس اصول کے حوالے سے ان اخصاص کی جاگیروں پر مشتمل زمینیں زمینداروں کے بچے کی شرط پر معمولی بانٹیں لگان پر جس کا اب تعین کیا جائے گا ان کے ورثہ کو عطا کرنے پر انھیں کوئی اعتراض نہیں بشرطیکہ ان جاگیرداروں کی زمینوں پر اور زمیندار نہ ہو اور وہ زمینیں ہماری مطلوبہ سرحدوں کے اندر واقع ہوں۔ بلا گڑھ ہو ہمدرد خان کو عطا کیا گیا ہے گا محل وقوع ہمارے کسی نقشہ پر نہ ہونے کی بنا پر ہمارے علم میں نہیں۔

۸۔ اگر مذکورہ جاگیر کی حدود میں کوئی زمین دار موجود ہے تو جاگیردار کے متوطنین کو حسب سابق حق استمراری حاصل رہے گا بشرطیکہ بانٹیں لگان کی ادائیگی کے عوض خدمات ہوتی رہیں۔

۹۔ مزید دستور کے مطابق زمین داروں کو استمراری پنہ دینے پر کوئی اعتراض نہیں۔ ایسی صورت حال میں استمرار دار حکومت کے نائب کے طور پر گردانا جائے گا وہ انھیں قوانین کے تحت لگان وصول کرے گا جن کے تحت حکومت خود لگان وصول کرتی ہے۔

۱۰۔ محمد بالا ٹاکٹ پر چار کی جائے والی آپ کی رائے پر، حکومت کو آپ کے مراسلہ کے ساتھ منسلک ریفرنس پر فیصلہ کرنے میں آسانی رہے گی۔

فورت ولیم ۳ مئی ۱۸۶۶ء

آپ کا مخلص

(دھندلا) امین، لی ایچ مونسٹون مستند برائے حکومت

(نقل مطابق اصل)

(دھندلا) جارج مونسٹون مستند اعلیٰ برائے حکومت

(۳۹)

خدمت گرامی: امین، بی ایڈمونسٹون

جناب عالی!

محب دہلیت گزارش ہے کہ آپ کا ماہ گذشتہ کی ۲۹ تاریخ کا مکتوب موصول ہوا۔ نیز مجھے عزت مآب لارڈ لیک صاحب ہلور نے یہ عرض کرنے کی ہدایت بھی فرمائی ہے کہ آپ نے اپنا ماہ گذشتہ کی ۱۸ تاریخ کے مکتوب کے ساتھ جو استاد روانہ کی تھیں وہ نہایت اعلیٰ خان اور امیر بھٹی کو جب وہ کلچر میں عزت مآب (لارڈ لیک صاحب ہلور) کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے دے دی گئیں۔ البتہ عبدالصمد خاں کی حد ان کے وکیل کے حوالے کر دی گئی ہے۔ میں چند روز میں کلچر سے روانہ ہونے والا ہوں۔ فورٹ ولیم کالج کے بعد فطیلت مآب نواب گورنر جنرل ہلور کی خدمت میں اپنی اسکاٹی حد تک تمام مطبوعات گوش گزار کروں گا تاکہ آنجناب کو رجسٹری نوہ اور سوناہ کے ذریعہ اختراع کا معاملہ حتیٰ طور پر طے کرنے میں سہولت دے۔

عزت مآب نواب گورنر جنرل کے عندیے سے امیر بھٹی خاں کو مطلع کر دیا گیا ہے۔ وہ ان مراعات کے لئے سرکار سپاس ہیں جو انھیں پہلے ہی مل چکی ہیں اور اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ حکومت کے احکام پر پورا اترنے کی بھر پور سعی کریں گے۔

کچھ ہلور کی گفتگو میں نہایت اعلیٰ خاں کو جو جاگیر عطا ہوئی ہے وہ دس ہزار روپے سالانہ سے زیادہ کی نہیں اور نہ ہی دولت کی جاگیر کی نصف مالیت سے زیادہ ہے۔ صوبہ رجسٹری کا معاملہ اب طے شدہ ہے اور یہ اندرونی ہنگامے کا موجب بھی نہیں رہا۔ تاہم حالیہ غارت گری کے اثرات سے یہ علاقہ ابھی پوری طرح نہیں سنبھلا اور پہلے کی طرح وہ لاکھ سالانہ محصول ادا کرنے کا مقفل بھی نہیں ہو سکتا۔ فطیلت مآب لارڈ لیک صاحب ہلور کا اعتقاد ہے کہ عزت مآب گورنر جنرل صاحب ہلور دونوں مقبوضات کی مالیت کے اس فرق سے کما حقہ واقف نہیں اور شاید اسی وجہ سے وہ نہایت اعلیٰ خاں سے اس معاملے میں گفتگو نہیں فرما سکے ہیں۔

مرتضیٰ خاں اور دیگر سرداروں کی عرضداشتوں کے جواب میں اسی موضوع کے حوالے سے جلد خیال ہو تا رہا ہے نیز انہیں عمومی طور پر مطلع بھی کیا گیا ہے کہ حکومت ان کے حسبِ خواہش معاملات کو حل کرنے کا مقصد ادا ہو

رکھتی ہے لہذا انہیں یہ بلور کر لینا چاہیے کہ جلد ہی کشادہ دل کے ساتھ مناسب انتظام و انصرام عمل میں آئے گا۔
 فضیلت ماہ لارڈ ایک صاحب بلور کو یقین ہے کہ جملہ سربراہوں کے مقبوضات عزت ماہ گورنر جنرل کے
 مجوزہ معیار کے مطابق ہیں، خطا ضلع کوئل میں بلور خاں کی جاگیر موسوم بہ ملا گڑھ۔ میرے مرسلہ مکتوب مورخہ ۲۳
 جنوری ۱۸۸۶ء سے آپ کو ان تمام حقائق کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

آپ کا تخلص

صدر دفتر

(دو خط) جان ماگرم

کلن پور

ریڈیٹنٹ

۱۰ جون ۱۸۸۶ء

(نقل مطابق اصل)

(دو خط) جارج سوگن

مفتی اعلیٰ برائے حکومت

☆ پرنس آف انڈیا کنگ ایڈیٹ۔ قارن ایڈیٹس منترکات جلد نمبر ۲۰۸

(۳۰)

بخدمت گرامی: چارج سوئٹن صاحب معتمد اعلیٰ برائے حکومت

فورت ولیم

جناب عالی

عرض گزار ہوں کہ میرا مقدمہ بہ اجلاس کونسل زیر غور ہے اور میں ممکن ہے کہ میرے معاملات جناب ریڈینٹ صاحب بہادر دہلی کی خدمت عالیہ میں برائے غور و عرض پیش کیے جائیں چنانچہ فدوی بعد ادب التماس گزار ہے کہ آپ حکومت سے سفارش فرمادیں کہ فضیلت باب جناب مامون صاحب بہادر ریڈینٹ دہلی کے دوبار عالیہ میں مہری بازیابی شریان شان ہو کہ آخر میں نصر اللہ بیگ خان جاگمواد سوئٹن سونا طلع آگرہ کے لواحقین میں سے ہوں۔ نیز فدوی کو اسی اعزاز و افتخار کے ساتھ بازیابی کا شرف حاصل ہو جو قبل ازیں دوران قیام نکلنے عزت باب گورنر جنرل بہادر کے دوبار عام میں بوقت بازیابی حاصل ہوا تھا۔

۲۔ اس غیر معمولی عرضداشت کے پیش کرنے کی غرض و نیت دراصل یہ ہے کہ فدوی جب نکلنے سے داہنی کے بعد پاکیز صاحب بہادر کے زمانہ کشتی میں پہلی مرتبہ ریڈینٹ سی میں حاضر ہوا تو اس کا استقبال اس اعزاز سے کیا گیا جو اس کے اعزاز و افتخار کے مطابق نہ تھا بلکہ یوں یاد ہوتا تھا جیسے بندہ ایشیا نیک سوسائٹی کے کاروبار کی صف میں دست بستہ کھڑا ہو۔ یہ رویہ فدوی کے لیے سراسر سببان درج بنا رہا خصوصاً اس صورت حال کے پیش نظر کہ کچھ ہی دن قبل عزت باب جناب گورنر جنرل صاحب بہادر نے اسے امتیازی سلوک سے سرفراز فرمایا تھا۔

حکومت کا تہجدار اور آپ کا خدمت گزار

مقام دہلی مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۳۰ء

محمد اسد اللہ خاں

(درحفظ) چارج سوئٹن

(نقل منطابق اصل)

مصدقہ اعلیٰ برائے حکومت

(۴۱)

بخدمت گرامی: معتمد اعلیٰ صاحب بہاولر شعبہ سیاسی
حکومت عالیہ، فورٹ ولیم

جناب عالیہ

حسب ہدایت اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کا ارسال کردہ مکتوب مورخہ ۲۲ اکتوبر اور اسد اللہ خان کے دعاوی پر
مبنی متعدد مشکلات موصول ہوئے جن کی جانب آپ نے فعالیت ماب گورنر صاحب کی خصوصی توجہ مبذول کرائی ہے۔
مجھے یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ حزب ماب نائب صدر ان کونسل نے اس ضمن میں اپنے جن خیالات کا
اظہار کیا ہے وہ ۳۰ نومبر کی روداد میں شامل ہیں۔ اس کی نقل ملوث ہے۔
۴۔ اصل مشکلات واپس ارسال ہیں۔

تقدیم بہتھی

۲۷ دسمبر ۱۸۳۰ء

آپ کا خالص

(دستخط) سی نورس معتمد اعلیٰ ہذا

☆ پرنسپل آراکچوز آف انڈیا۔ فارن لیبارسٹس تحریکات جلد نمبر ۲۰۸

(۳۲)

عزت مآب گورنر جنرل صاحب بہلور کی روداد مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۳۰ء

میں نہایت وثوق کے ساتھ یہ لکھا ہوں کہ اس سند پر لارڈ لیک صاحب بہلور کے دستخط ثبت ہیں۔ جس زمانے میں یہ حاصل کی گئی تھی، اس وقت واجہت کی لوانگی کر دی گئی تھی۔ معزز ہندوستانی باشندے احمد بخش خاں کو لارڈ لیک صاحب بہلور نور ان کے دیگر واقف کاروں کا بھرپور احوال حاصل تھا۔ نیز مقامی باشندوں کی دیانت دارانہ نظر میں بھی وہ کمال احترام تھے۔ ایسی صورت حال کہ میں ان پر فیروزانہ اندازانہ طرز عمل کے لگائے گئے التزامات کے خلاف صفائی پیش کی جاسکتی ہے۔ اگر وہ ان کا زیادہ اقدامات کے قرار واقعی مرتکب ہوتے تو میرے خیال میں کسی نہ کسی فریق کی جانب سے ان پر اعتراضات ضرور صادر کیے جاتے۔

(دستخط) جان بیگم

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) سی نورس

مستند اعلیٰ

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) جارج سوٹس

مستند اعلیٰ برائے حکومت

(۴۳)

بخدمت گرامی: جناب ہماری تصویبی پر منسپ صاحب بہادر (۳۷)

مفتد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر شعبہ سیاسی

جناب عالی

۱۔ حسب ہدایت آپ کی خدمت میں حکومت بمبئی کے مفتد اعلیٰ کی چٹھی مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۳۰ء کی نقل اور دہلی کے ریڈیٹنٹ صاحب بہادر کے نام مذکورہ تاریخ کا ایک مراسلہ بابت مقدمہ اسماعیل خان، عزب باب جناب گورنر جنرل کے ملاحظے کے لیے ارسال کر رہا ہوں۔

۲۔ چونکہ یہ بات حمید از قیاس نہیں کہ مذکورہ دہلی، نواب خٹم الدین کے خلاف استناد بخشور گورنر جنرل صاحب بہادر پیش کرے، لہذا میں حسب ہدایت دفتر ہذا میں تیار کی جانے والی یادداشت کی ایک نقل بطور حوالہ ارسال کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ مقدمے کا خلاصہ اور اس ضمن میں ہونے والی مراسلت کی تفصیل منسلک ہیں۔

۱۔ لیٹیننٹ کرنل بیگم صاحب بہادر کی چٹھی مورخہ ۳ مئی ۱۸۳۶ء۔

۳۔ بہر حال نائب صدر ان کونسل مذکورہ یادداشت کے انتہائی حصے میں پیش کیے گئے اس نکتے سے بالکل متنق نہیں ہیں کہ شرائط خان کے حوٹین اضافہ

۲۔ لیٹیننٹ کرنل بیگم صاحب بہادر کی چٹھی مورخہ ۳ مئی ۱۸۳۶ء۔

گواہ کے حق دار ہیں ان کا یہ خیال ہے کہ شرائط خان کے حوٹین کو دس ہزار روپے دینے کے لیے

۳۔ لیٹیننٹ کرنل بیگم صاحب بہادر کی چٹھی مورخہ ۱۰ جون ۱۸۳۶ء۔

امور علی کو جس اصول میں پایہ کیا گیا وہ قابل اعتنا نہیں نیز مذکورہ مقاصد کے لیے رقم کی کوئی تخصیص

۴۔ قائم مقام ریڈیٹنٹ صاحب بہادر دہلی کی چٹھی مورخہ ۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء مع سند۔

حصصی نگر نہیں آئی۔ نیز ان کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ دستاویز جس میں رقم کی حد پانچ ہزار مقرر

۵۔ محمد اسماعیل خان کی چٹھی مورخہ ۳۶ ستمبر ۱۸۳۰ء۔

۶۔ معتمد اعلیٰ صاحب بنادر عظیم بمبئی کے نام سرخط
چٹلی مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۸۳۰ء۔

۷۔ محمد اسد اللہ خان کی چٹلی مورخہ ۷ نومبر
۱۸۳۰ء۔

فورٹ ولیم

۳۱ دسمبر ۱۸۳۰ء

آپ کا خادم

(درستخط) ہارنج سوہن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت ہند

۱۰۔ مجلس آراء کا پوز کتب انڈیا مارن لٹریچر سوسائٹی متفرقات جلد نمبر ۳۰۸

(۴۴)

شعبہ سیاسی
بخدمت گرامی : ولیم بائیم مارٹن صاحب بہادر
ریڈیو ڈنٹ، دہلی

جناب عالی

مسی مسدود خان کے مقدمے کے سلسلے میں سابق قائم مقام ریڈیو ڈنٹ صاحب بہادر نے ۸ اکتوبر ماہ گذشتہ کو جو چٹھی لکھی تھی اس کے حوالے سے حکومت بمبئی کے معتمد اعلیٰ بہادر کا ماہ ہجری کے ۱۷ تاریخ کا مراسلہ حسب ہدایت ارسال خدمت ہے۔ اس کے مطالعے سے آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو گی کہ مدعی نے لاوارز ٹیک صاحب بہادر کے دخل اور سر سے جاویں ہونے والے جس پروانے یا مراسلے کو جعلی قرار دیا ہے اسے جناب سر جون بیگم صاحب نے صحیح دستانہ تسلیم کیا ہے۔ مذکورہ پروانہ اس مراسلے کے ساتھ واپس ارسال ہے تاکہ نواب شمس الدین خاں کے سپرد کر دیا جائے۔

آپ کا مخلص

فورٹ ولیم

۳۱ دسمبر ۱۸۸۳ء

(درمحلہ) خارج سو فٹن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت

(نقل مطابق اصل)

(درمحلہ) خارج سو فٹن

معتمد اعلیٰ برائے حکومت

(۴۵)

۳۶ دسمبر ۱۸۳۰ء کو فورٹ ولیم سے جاری ہونے والے سرکاری مراسلے سے اقتباس

جو اگر ارف قبر میں حواشی کے مطابق کی جائے دلی مرسلت سے حکومت کے نام اسد اللہ خان ولد بہادر خان صاحب بیک خان مرحوم جاگیردار سبک کی متعدد عرضداشتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ دار خواہ نے دلی کے قائم مقام ریڈیفنٹ کے اس فیصلے کے خلاف شکایت کی ہے جو موصوف نے سرکار برطانیہ کی جانب سے مدعی (اسد اللہ) کو ملنے والی پٹن کے سلسلے میں صادر فرمایا ہے۔ عرض گزار نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مذکورہ پٹن کا ایک حصہ فیروزپور کے جاگیردار نواب احمد بخش خان نے لارڈ ایک صاحب بہادر کی جانب سے عطا کردہ ایک سند کے مطابق اپنے ایک منظور نظر شخص کو دے دیا۔ اسد اللہ کا دعویٰ ہے کہ نواب موصوف نے مذکورہ سند میں جعل سازی کی ہے چنانچہ یہ جانے کے لیے کہ لارڈ ایک صاحب بہادر کی جانب سے ۱۸۰۶ء میں مرحمت کی جانے والی سند کے متعلق اسد اللہ کا موقف صحیح یا غلط قائم مقام ریڈیفنٹ بہادر کو ایک پھٹی گھسی گئی تھی اس میں یہ بات واضح کی گئی تھی کہ اسد اللہ خان کی جانب سے حکومت کو ایک عرضی موصول ہوئی ہے جس میں مذکورہ شخص نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ فیروزپور کے جاگیردار۔ جو سند پٹن کی وہ سراسر جعلی ہے نیز اس نوع کی کوئی دستاویز ریڈیفنٹ لیس کے ریکارڈ میں سرے سے موجود نہیں ہے جناب ہائیکز صاحب بہادر کو یہ پھلت کی گئی تھی کہ وہ احمد بخش خان (اب مرحوم) کے فرزند اور وارث نواب خسن الدین سے مذکورہ سند کا اصل نسخہ حاصل کر کے پیش کریں تاکہ حکومت اس کی اصلیت کا اندازہ لگا سکے۔

☆ امرتسری خن کے مطابق ہے۔ غلط اس جگہ برادر زادہ بننا چاہیے (گ۔ن)

☆ افزا علی ریکارڈ لندن لبریری اور آر ایس۔ م۔ ۳۳۳۳ ریکارڈ کلکشن نمبر ۳۳۳۳

(۳۶)

خدمت گرامی: جناب جارج سوئٹن صاحب بہادر
معتد اعلیٰ برائے حکومت، فورٹ ولیم

جناب عالی

- ۱۔ حسب ہدایت عرض ہے آپ کا ارسال کردہ ماہ گزشتہ کی ۳۱ تاریخ کا مکتوب اور اس کے ساتھ اسد اللہ خاں کے مقدمے سے متعلق خطرات موصول ہوئے۔ جناب گورنر جنرل شکر گزار ہیں کہ آپ نے یہ کاغذات روانہ کرنے میں خصوصی دلچسپی لی۔
- ۲۔ واضح ہو کہ اسد اللہ خاں نے حضور و لا کی خدمت میں جنوز کوئی عرضداشت ارسال نہیں کی ہے بہر حال عرض ہے کہ نواب امر بخش خاں مرحوم کے وارثوں کی جانب سے مہیا کردہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے خط کی اصلیت کی بابت سر جان بیگم بہادر کا جو تصدیق نامہ پیش کیا گیا ہے نیز جانب صدر ان کونسل کی مصدقہ رائے دونوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حضور والا نصر اللہ خاں کے حوالین کی مالی ادوار کے ضمن میں فیروز پور کے جاگیوار کے کیے ہوئے انتظام والاعرام میں مداخلت پسند نہیں فرمائیں گے۔

آپ کا مخلص

(دھلا) ایچ بی پربسپ

معتد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر

(دھلا) ڈپٹی ایچ بیکنگٹن (۳۶)

معتد برائے حکومت بعد امتحان ہوا

کمپ ماہولی

۲۷ جنوری ۱۸۹۳ء

(مقل ملاق اصل)

(۳۷)

فورٹ ولیم سے جاری شدہ سیاسی مراسلہ مورخہ ۳ مارچ ۱۸۳۱ء سے اقتباس

جو آگراف نمبر ۷۷ : ہم نے عمومی مراسلہ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۳۰ء کے جو آگراف ۷۷ کی وسالت سے آپ کی ہدایت کی توجہ اسد اللہ خان ولد بہت مرحوم جاگیردار سوگ سونا کی عرضداشت کی جانب مبذول کرائی تھی عرض گزار نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ حکومت کی جانب سے عطا کردہ بخش کا ایک حصہ فیروزپور کے جاگیردار نواب احمد بخش خان (شمس الدین خان کے مرحوم والد) نے غیر قانونی طور پر روک لیا ہے اور اب اسے اپنے ایک منظور نظر شخص کو عنایت کر دیا ہے اور اس اقدام کے جواز میں لارڈ الیک صاحب بہادر کی ایک سند کا حوالہ دیا جاتا ہے لیکن اسد اللہ خان کا دعویٰ ہے کہ نواب موصوف نے مذکورہ سند میں جعل سازی کی ہے چنانچہ اصل حقائق کا پتہ چلانے کے لیے ہم نے اصلی دستاویزات طلب کی تھیں۔ ہم نہایت سوچاؤ طور پر ہدایت عالیہ میں متعدد دستاویزات پیش کر رہے ہیں جن کا شمار نور تاریخ حاشیہ میں درج ہے جس سے یہ معلوم ہو گا کہ اصل سند کو وصولیابی کے بعد بھی ارسال کر دیا گیا تھا تاکہ فعالیت باب گورنر صاحب بہادر بذات خود اس کو جانچ کر اسد اللہ کے دعوے اور دستاویز کی صداقت کی بات اپنی گراں قدر رائے کا اظہار کر سکیں۔

نکوب مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۸۳۱ء
 ۷۶ - مذکورہ مکتوب کے ساتھ سر جان نیلکم صاحب بہادر کی ایک
 رداد بھی منسلک ہے جس میں موصوف نے فتاویٰ دستاویز کی
 صداقت کی بات اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔
 نکوب نمبر ۲۰ مورخہ ۲۱ دسمبر

۷۷ - بمبئی کے گورنر صاحب بہادر کا جواب اور نائب صدر ان کونسل کے مشاہدات پر جتنی خط جس کا ذکر حاشیہ میں ہے گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں ہاتھ دے ارسال کر دیا گیا تھا۔ ہم ہدایت عالیہ کی توجہ اس کی جانب بعد ادب مبذول کرانا چاہیں گے۔ ☆☆

☆ انگریزی متن کے مطابق ہے۔ دیا تھا 'بہادر زادہ' ہونا چاہیے۔ (گم۔ ن)

☆ خطا اصل ریکارڈز میں۔ نمبر ۲۱ او۔ گم۔ ایف۔ ۲ / ۱۳۳۲ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۳۱ء

(۴۸)

عرضداشت اسد اللہ خان بنام نائب صدر

بخدمت گرامی عزت مآب جناب گورنر جنرل صاحب بہادر برائے برطانوی ہندوستان۔
فضیلت مآب مہکرای قدرا

تپ کا درخواست گزار حضور والا کی خدمت میں مندرجہ ذیل حقائق و واقعات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہے اور امیدوار ہے کہ حضور والا اس جانب فوری اور ذاتی توجہ مبذول فرمائیں گے۔ علاقہ دہلی کے جاگیرداروں نے حکومت کے حقوق و ادبیات جس طرح غصب کیے ہیں ان کی مثال پیش خدمت ہے اس معاملے کی چھان بین کیے جانے کے بعد خاطر خواہ نتائج برآمد ہونے کی توقع ہے۔

۲۔ یہ کہ تپ کے درخواست گزار کے چچا لھرانہ بیگ خان کو جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے چار سو اسپ سواروں کے دستے کی سالاری مرحمت فرمائی تھی۔ ان کی رحلت کے بعد اس دستے کو ختم کر دیا گیا تھا۔ لیکن جرنیل لیک صاحب بہادر نے ۵۰ اسپ سواروں کو جو مرحوم کے ذاتی دستے سے حلقہ رکھتے تھے مستقلہ بے قرار تھا۔ نیز جرنیل صاحب بہادر موصوف نے مذکورہ اسپ سواروں کی تحفہ کے لیے ۵۰۰۰ روپے سالانہ کی رقم بخش فرمائی تھی جس کی ادائیگی نواب امیر بخش خان کی جاگیر سے ہونا تھی۔ یہ نواب امیر بخش کی ذمہ داری تھی کہ وہ بچاس اسپ سواروں کو بالحد کی سہ تحفہ ادا کرتے رہے اور حالت انہیں کی بہبود کی خاطر دستے کو قائم و دائم رکھے۔ جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے ۳ مئی ۱۸۶۶ کو حکومت کو اس ضمن میں جو رپورٹ ارسال کی تھی اور مذکورہ واقعہ کی تصدیق فرمائی تھی وہ شعبہ سیاسی میں محفوظ ہے۔

۳۔ لیکن جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کی ہندوستان سے مراجعت کے بعد نواب امیر بخش خان مرحوم نے ۵۰ اسپ سواروں کے اس دستے کو بالکل ہی موقوف کر دیا حالانکہ ان سب کی تحفہ اپنی جاگیر سے ادا کرنے کے وہ ہر طرح پابند تھے۔ اس دوران جب بھی ان اسپ سواروں کی ضرورت درپیش ہوئی تو موصوف اپنے علاقے کے سپاہیوں کو بھیج کر مطالبہ پورا کرتے رہے اور اس طرح بچاس اسپ سواروں کی تحفہ اپنے مصروف میں لاتے رہے انہیں یہ یقین تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا یہ مجاویز اقدام اور معاملے کی مہم بھلائی کا سراغ نہیں لگایا نہیں جائے گا۔

۴۔ یہ بات حضور والا کے اختیار میں ہے کہ فیوز پور کے جاگیوار سے حکومت کی واجب الادا رقم ۳ مئی ۱۸۶۶ء سے تا حال ۱۵۰۰۱ روپے سالانہ کے حساب سے مجموعی رقم ۲۵ لاکھ ۳۵ روپے لوا کرنے کے لیے کما جائے اور جاگیوار مذکور کو اس امر کا پابند کیا جائے کہ وہ نہایت پابندی سے سالانہ رقم مبلغ ۱۵۰۰۱ روپے دہلی کے سرکاری خزانے میں جمع کراتا رہے۔

آپ کے درخواست گزار کا فرض ہے کہ وہ آپ کا دعا گو رہے۔

درخط ☆

دہلی

موردہ ۲۱ جولائی ۱۸۶۱ء

☆ پیش کردہ تہذیبی اقدار۔ پرائیویٹ لٹریچر پبلیشرز نمبر ۲۲ اور ۲۳

(۴۹)

عرضداشت اسد اللہ خان بنام سرسی فی مکلف

بخدمت کراہی :

فضیلت باب نائب صدر ان کونسل
فورٹ ولیم

عرضداشت اسد اللہ خان برادر زانو

نصرائے یک خان مرحوم^۱ جاگیوار سوک سونا

جناب عالی!

بہد ادب عرض ہے :

قدوسی ۱۸۴۸ء نے نکلنے پہنچ کر فضیلت باب گورنر جنرل ان کونسل کے حضور میں ایک عرضداشت پیش کی تھی اور یہ استدعا کی تھی کہ حکومت کی دستبردست کی چھان بین کر کے یہ معلوم کیا جائے کہ سوک سونا کے جاگیوار نصرائے یک خان کے انتقال پر جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر نے مرحوم کے متوطنین کے گزارے کے لیے کس قدر رقم بخش فرمائی تھی؟ سرکاری ریکارڈ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر نے مورخہ ۳ مئی ۱۸۴۶ء کو یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ مرحوم کے عزیزوں اور متوطنین کو سلاٹ دس ہزار روپے نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مستحق^۲ لیا گئے جائیں گے۔ آپ کا درخواست گزار متمس ہے کہ مذکورہ فیصلے کے مطابق وہ فیروز پور کے جاگیوار سے مبلغ دس ہزار روپے سلاٹ کی رقم ۳ مئی ۱۸۴۶ء سے وصول کرنے کا حق دار ہے نیز یہ کہ لارڈ لیک صاحب بہادر کے مذکورہ فیصلے اور بندوبست کے مطابق حکومت مسطح میں اس ادائیگی کو ممکن بنانے کے لیے موثر اقدامات کرے۔

۲۔ سرکاری دستبردست سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ لارڈ لیک صاحب بہادر مرحوم نصرائے یک خان کے زیر کمان

فریق دینے کے بجائے اسپ سوار ملازم عامہ کے لیے استعمال کیا کرتے تھے۔ ان کی سالانہ عطاوار مبلغ ۱۵۰۰ روپے فیوز پر کے خزانے سے باقاعدہ ادا کی جاتی تھی لیکن نواب احمد بخش خان مرحوم نے بجائے اسپ سواروں کو بیکدوش کر دیا اور ان کی عطاواہیں اپنے صوبہ میں لے آئے۔ حکومت کو جب بھی مذکورہ دستے کی ضرورت درپیش ہوئی تو موصوف کے اپنے توی فرض کی ادائیگی کے لئے بھیج دیے جاتے۔ لہذا نقدی عرض گزار ہے کہ حکومت فیوز پر کے جاگیردار کو اس امر کا پابند کرے کہ وہ ۳ مئی ۱۸۸۳ء سے واپس لادرا سالانہ رقم مبلغ ۱۵۰۰ روپے سالانہ کے حساب سے حکومت کے خزانے میں جمع کروائے اور مستقبل میں باقاعدگی سے ۱۵۰۰ روپے سرکاری خزانے میں جمع کروانا رہے۔

۳۔ دہلی اپنی اس عرضداشت کے ساتھ دو عدد کاری اسناد کی نقول حضور والا ان کو نسل کے لحاظ سے لے چکے کر رہا ہے۔ اصل سندیں جن پر جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کی مقررہ دستخط ثبت ہیں 'جاگیردار فیوز پر کے دفتر میں جمع کروا دی گئی ہیں ان کی نقول بھی دہلی کے ریٹرنٹ بہادر کے دفتر میں محفوظ ہیں۔ مذکورہ دستاویزات کے لحاظ سے یہ حقیقت بخوبی آشکارا ہو جاتی ہے کہ جاگیردار فیوز پر سرکار برطانیہ کے شاہی خزانے میں سالانہ ۲۵۰۰ روپے جمع کرانے کے پابند ہیں جیسا کہ سطور بالا میں عرض کیا جا چکا ہے 'جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کے ایما کے بموجب ۲۵۰۰ روپے کی یہ رقم لہرائہ بیگ مرحوم کے موصلین کو ادا کی جاتی چاہیے نیز ۵۰ اسپ سواروں کی عطاواہیں بھی تقسیم کی جائیں۔ واضح ہو کہ اس ضمن میں جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے حکومت وقت کی خدمت میں باقاعدہ ایک رپورٹ پیش کی تھی جسے حضور والا ان کو نسل نے منظور فرما لیا تھا۔ چنانچہ دہلی کی یہ درخواست ہے کہ فیوز پر کے جاگیردار کو سالانہ ۲۵۰۰ روپے سرکاری خزانے میں جمع کرانے کا پابند کیا جائے نیز یہ عرض بھی ہے کہ سرکار برطانیہ مرحوم لہرائہ بیگ خاں کے چاری اقربا کے جائز اور قانونی واجبات مستقبل میں ادا کرنے کے انتظامات فرمائے۔

۴۔ فیوز پر کے جاگیردار نے حال ہی میں جو سند مورخہ ۷ جون ۱۸۸۶ء پیش کی ہے اور جسے کسی طرح بھی جعلی ثابت نہیں کیا گیا ہے 'اس کی رو سے اس دلو خواہ کے دعوے ہرگز باطل قرار نہیں پاسکتے۔ نیز مذکورہ سند سے زر استراوی کی کسی طور بھی نفی نہیں ہوتی۔ متعلقہ دستاویزات کی نقول لفہ ہذا ہیں۔ ان کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے لہرائہ بیگ مرحوم کے اقربا کی پرورش و پرداخت کے لئے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ کی رقم مختص فرمائی تھی نیز مذکورہ سند سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مبلغ ۵ ہزار روپے کی جو رقم سرکار برطانیہ نے مختص فرمائی تھی وہ انسانی اور بااقل ہدائت کو نصیب کی ہے۔ اس کی ادائیگی بھی برطانیہ کے سرکاری خزانے میں جاگیردار فیوز پر کی جمع شدہ رقم سے ہونی از بس ضروری ہے۔

۵۔ بغرض حال 'جاگیردار فیوز پر' مبلغ ۲۵۰۰ روپے کے زر استراوی کے برعکس مذکورہ ۵۰۰۰ ہزار کی رقم ادا کرنے کے خواہاں ہوں تو نقدی دست بستہ عرض گزار ہے کہ وہ اس ضمن میں ضروری دستاویزات بطور ثبوت فراہم کریں تاکہ

۲۰۰۰۰ روپے کی مجموعی رقم انہیں ادا نہ کرنی پڑے۔ بصورت دیگر مبلغ ۵ ہزار روپے کی ادائیگی کی پلٹ سند پیش کرنے سے مبلغ ۲۵۰۰۰ روپے کی ادائیگی منسوخ نہیں ہوتی۔
 فدیہی برطانوی حکومت کی سرغرازی و سرملدی کے لئے دعا گو ہے۔

دہلی

مورخہ ۲۵ جولائی ۱۸۳۱ء

جنہیں نرائیڈ آف انڈیا۔ پرائیویٹ لمیٹڈ ہندو گز نمبر ۳۶ و ۴۷

(۵۰)

بخدمت گرامی: ریڈیو نٹ صاحب بہادر دہلی

جناب عالی!

حسب ہدایت آپ کی خدمت میں مسیٰ اسد اللہ خاں کی عرضداشت ارسال کی جا رہی ہے۔ مدلی کی یہ عرض گورنر جنرل بہادر ان کو نقل کے نام ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ سائل کی عرضداشت کا اپنی صوابدید کے مطابق جائزہ لے کر رائے سے مطلع فرمائیں۔

آپ سے استدعا ہے کہ جب ضرورت پائی نہ رہے اصل دستخط واپس ارسال کر دی جائیں۔

شملہ

مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۸۳ء

آپ کا قصص (دخلاً) ایچ، ٹی، پرنسپ

معتد برائے گورنر جنرل

(نقل مطابق اصل) (دخلاً) ایچ، ٹی، پرنسپ

معتد برائے گورنر جنرل

(۵۱)

بخدمت گرامی معتمد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر، ہیڈ کوارٹرز

جناب عالی

موربانہ عرض ہے کہ آپ کا مرحلہ مکتوب مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۸۶ء مع مضامینت موصول ہوا۔ جواب میں سر جان میلکم کے حکومت کو لکھے گئے مکتوب مورخہ ۳ مئی ۱۸۸۶ء کا ایک اقتباس لف ہذا ہے۔

۲۔ فضیلت باب گورنر جنرل صاحب بہادر کے علم میں شک نہ اقتباس کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آجائے گی کہ مدی نے پچاس اسپ سواروں کے قیام و انتظام کی جو ذمہ داری بیان کی ہیں، وہ امر بخشن خان کو جاگیر عطا کرنے سے مشروط ہیں، حالانکہ دستاویز سے یہ حقیقت کسی طرح ثابت نہیں ہوتی۔

۳۔ اگرچہ جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر کی اصل غرض و غایت یہ تھی کہ مذکورہ جاگیر اس شرط کے ساتھ عطا کی جائے کہ نصرائٹ خان کے حوٹلین کی مناسب پرورش و پرداخت کے ساتھ ساتھ مبلغ ۱۰۰۰ روپے سالانہ بھی ادا کئے جائیں۔ تاہم امر بخشن کی خدمت اور ان کی جاگیر کے بعض اضلاع کے پر آشوب حالات کے پیش نظر گورنر جنرل بہادر ان کو فیصل نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ یہ مراعات اسی صورت میں نافذ العمل ہوں گی جب ضرورت کے وقت پچاس اسپ سوار میا کیے جائیں گے اور نصرائٹ خان کے اقربا کی پرورش و پرداخت کی جائے گی۔ بعد ازاں مذکورہ تجاویز پر مشتمل سند کا مسودہ حکومت کی منظوری کے لئے پیش کیا گیا تھا۔

۴۔ چونکہ سر جان میلکم بہادر کے خط کا جواب دفتر ہذا میں دستیاب نہیں ہو رہا ہے لہذا حکومت کی منظوری کا گمان موجودہ سند سے پیدا ہوتا ہے جس پر مئی ۱۸۸۶ء کی تاریخ درج ہے اور اس میں وہی شرائط مرقوم ہیں جن کی بابت جرنیل لارڈ لیک صاحب بہادر نے تجویز پیش کی تھی۔

۵۔ واضح ہو کہ مرحوم نصرائٹ خان کے حوٹلین کی کفالت کے ضمن میں امر بخشن خان کو کسی مخصوص رقم کی لوائیجی کا پابند نہیں کیا گیا تھا۔ البتہ پرورش و پرداخت کی بات اکثر و بیشتر اظہار خیال کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ اس ذمہ داری کے اٹھانے کے لئے ۷ جون ۱۸۸۶ء کو ایک اضافی سند تیار کی گئی تھی جس کی نقل اور ترجمہ ملحق ہے۔ اس کی رو سے سالانہ امدادی رقم مبلغ ۵ ہزار روپے مقرر کی گئی تھی نیز مستحقین کے نام اور ان کو ملنے والی امدادی رقم کی وضاحت

بھی کر دی گئی تھی۔

۶۔ یہی وہ دستویز ہے جس کی بابت اسد اللہ خان کا دعویٰ ہے کہ اس میں تحریف کی گئی ہے لیکن یہ اصل دستویز سر جان بیگم بیدار کو تجزیے کے لیے پیش کی گئی تھی تو موصوف نے اس کے صحیح ہونے کی تصدیق کی تھی۔ چنانچہ اس تمام حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ نہ تو مدعی کوئی پالش کرنے کا ہماز ہے نہ ہی حکومت کسی رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتی ہے جیسا کہ دائر خواہ چاہتا ہے۔

۷۔ میرے لیے اس حقیقت کا اکتفا ناگزیر ہے کہ اس نوع کی عرضداشتیں پہلے بھی دو مرتبہ حکومت کو پیش کی جا چکی ہیں اور دفتر اہل کی پیش کردہ رپورٹ کے مد نظر دونوں مرتبہ مذکورہ درخواستیں مسترد کر دی گئی تھیں۔

۸۔ آپ کے مراسلے کے ہمراہ جو اصل دستویز بھیجی گئی تھی وہ واپس ارسال ہے۔

دہلی ریڈیو ٹی

۲۴ اگست ۱۹۴۶ء

آپ کا عظمیٰ

(درحلقہ) ذیلجو، بی، مارٹنی ☆

☆ پبلش آرا تیار آئے۔ ایڈیٹر۔ پائیکل پرائیڈنگز نمبر ۴۴

(۵۲)

شعبہ سیاسی
بخدمت گرامی ریڈیو ٹینٹ صاحب بھلورہ دہلی

جناب عالی

صوبہ ہدایت عرض ہے کہ آپ کا ماہ ہذا کی ۲۴ تاریخ کا مکتوب موصول ہوا اور جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے آپ نے سید اللہ خاں کی عرضداشت کے ضمن میں جو رجسٹر ارسال کی ہے وہ ہر طرح قسلی منتقل ہے اور حضور والا (گورنر جنرل) کی جانب سے مزید انتظامات کی ضرورت نہیں۔

شمارہ ۳۱ اگست ۱۸۸۱ء

آپ کا مخلص

(در حلقہ) ایچ بی پی

مفتد برائے گورنر جنرل

(منقول مطابق اصل)

(در حلقہ) ایچ بی پی

مفتد برائے گورنر جنرل

☆ منتقل آرا کاغذ آفت افشا - پانچیکل لپکار منٹ پروڈکٹر نمبر ۵

(۵۳)

اسد اللہ خاں کے مکتوب مورخہ ۲۵ نومبر ۱۸۸۳ء کی نقل
(قاری سے اردو)

بخدمت والا مناقب عالی شان، قلم فلیح، بحر احسان، زار انصاف،

سے چند شکوہ پاس کے بعد عرض پرداز ہوں کہ یہ مجھ ستم کش کی خوش مصیبت ہے کہ نواب حق القاب نے اس پر توجہ فرمائی ہے۔ یہ انصاف طلب قسمت کی بادی ہے کہ اس عالی مرتبہ کے نیاز مندوں کی چارہ بولی ہو جائے۔ دوسری حقیقت حال اس نیاز مند کی یہ ہے کہ میں ۱۸۶۸ء میں عثمانیہ مرکز میں حاضر ہو چکا ہوں اور کونسل عالیہ کے حضور پیش ہو کر یہ عرض کر چکا ہوں کہ حکومت کے دفتر سے اس بات کی تحقیق ہونی چاہیے کہ نھراٹھ بیگ خاں ہاجیوادر سوئک سونسا کی وفات کے بعد اس کے سواروں اور متعلقین کے لیے کس قدر رقم امداد بھلی خاں کی جاگیر میں شامل کی گئی ہے۔ حکومت کے دفتر سے جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر کی رپورٹ کے مطالعے کے بعد یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مکتوں ہزار ایک روپیہ سالانہ بطور احترام سرکاری خزانے کے بندوبست اول میں امداد بھلی خاں کے ذمے واجب الادا تھا جو جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر کی تہویج اور منظوری کے مطابق بندوبست چلتی میں سواروں کی تحفہ کی مد میں اور متعلقین نھراٹھ بیگ خاں کی فائین کے ذیل میں مقرر ہو چکا ہے۔ لہذا میری یہ درخواست ہے کہ آئندہ بندوبست اول کے مطابق یہ احترامی رقم سرکاری خزانے میں داخل کرائی جائے اور نھراٹھ بیگ خاں کے قانونی اور شرعی وارثوں کی پرورش کے لیے رقم سرکاری خزانے سے جاری ہو تاہم اس سلسلے میں کونسل عالیہ کی طرف سے ابھی کوئی قطعی حکم جاری نہیں ہوا اور یہ مقدمہ ابھی تک زیر غور ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان دنوں میرے مقدمے کے اصلی متن کے ساتھ یہ فوری بات بھی کونسل کے اجلاس کے مد نظر ہے کہ ایک حکم جو ریڈیفکٹی ویلی کے دفتر سے جاری ہوا ہے اس مقدمے سے مناسبت یا عدم مناسبت سے قطع نظر میرے لیے وہ حکم حیرت افزا بھی ہے اس لیے کہ اس ملک کا دعوہ ہے نیز دوسرے ممالک میں بھی دستور ہے کہ جو مقدمہ بھی صاحب کشف صاحب بہادر کے ذمہ سماعت ہو اس کے بارے میں جھڑپ صاحب بہادر کوئی حکم نافذ نہیں کرتے اور اس طرح جناب اعلیٰ کشف صاحب بہادر کے ذمہ سماعت مقدمے میں کشف صاحب مدخلت نہیں کرتے

اس صورت حال میں میرے مقدمے میں اس امر کی رعایت نہیں کی گئی کیونکہ میرا مقدمہ اس وقت جناب گورنر جنرل کی کونسل میں زیر سماعت ہے۔ اس لیے دہلی ریویو نیس کے دفتر کا حکم کیا معنی رکھتا ہے۔

چوتھی شق یہ ہے کہ میں اپنی عدم رضامندی کی وجوہات عدالت مشتر فیض رسالہ جناب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں اور اپنی معروضات پر جی درخواست ان کی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں مجھے امید ہے کہ اس عرضداشت کا ترجمہ جناب گورنر جنرل صاحب بہادر کی نظر سے گزرا ہو گا اور جب تک اس فدیوی کے مقدمے کا کونسل عالیہ کی طرف سے قطعی فیصلہ سامنے نہیں آتا ریویو نیس کا جاری کردہ حکم ملتوی سمجھا جائے۔ آپ کی حکومت اور اقبال کا سوچ روشن نور تابندہ رہے۔

انصاف کا طالب، عرض گزار اسد اللہ تحریر کردہ ۲۵ نومبر ۱۸۸۶ء

اللہ محمد اسد اللہ خان



(۵۴)

جناب مستطاب معلی القاب جهانیان باب بجمہ انجم سپاہ کیون بارگاہ
نواب گورنر جنرل بہار داس اقبالہ

(فارسی سے اردو)

خدمت عالی میں عرض پرداز ہوں کہ فدوی کا مقدمہ ۱۸۴۸ عیسوی کے آغاز سے کونسل عالیہ کے اجلاس کے لیے حضور کے زیر غور ہے۔ اس دعوے کا خلاصہ یہ ہے کہ نعرائے بیگ خان کے حوٹلین کی مدد معاش کے لیے دس ہزار روپے سالانہ کی رقم نواب احمد بخش خان کی جاگیر میں بطور دوام شامل ہے نواب احمد بخش خان نے اس رقم کو پانچ ہزار روپے سالانہ ظاہر کیا اور ان میں سے بھی مبلغ ۱۰ ہزار روپے سالانہ خواجہ حانی کو دے دیے اور باقی تین ہزار روپے سالانہ نعرائے بیگ خان کے حوٹلین کو ان کی مدد معاش کے لیے ادا کیے جاتے ہیں۔

واقعہ دوم: یہ کہ خواجہ حانی 'نعرائے بیگ کے سواروں سے کا بعد ازاں تھا اور نعرائے بیگ خان کے سواروں کی تحفہ کے مبلغ پندرہ ہزار روپے بھی نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مکمل پرداخت تھے۔ اسی بنا پر میں نے کونسل کے اجلاس سے درخواست کی ہے کہ خواجہ حانی سے واپس شدہ رقم نعرائے بیگ خان کے حوٹلین کے مدد معاش کے لیے ناجیوار فیروزپور کو جاری نہ کی جائے کیونکہ افسر کی تحفہ بھی سواروں کی تحفہ میں شامل ہوتی ہے۔

واقعہ سوم: مقدمے کے آغاز میں میں نے کونسل کے اجلاس کے حضور عرض کیا تھا کہ فدوی کے ہر دعوے کی تصدیق متعلقہ محکمے سے کی جائے اور فدوی کے ہر دعوے کے اخراجات کا دعوہ دار حضور والا کے حکم پر ہو اور حضور پر نور فدوی کی یہ دونوں احتجاجیں اجلاس میں منظور فرما چکے ہیں۔

واقعہ چہارم: جنرل لارڈ الیک کی ۱۸۴۷ء تقریر کدہ رپارٹ جس کی نقل حضور کے حکم کے مطابق کولبرک صاحب بہار کی رپارٹ کے جواب میں فدوی کی درخواست میں شامل ہے حکومت کے دفتر (سے دیکھی جائے) جس میں حضور والا کی تجویز کے مطابق اس رپارٹ کا متن فیصلے (کا حصہ بنایا گیا ہے اور جس کی مدد سے) بنائی صرف دس ہزار روپے سالانہ حوٹلین نعرائے بیگ خان کے نام پر درج ہے خواجہ (حانی) بنائی بنائی کا نام (موجود نہیں)۔

☆ ☆ ☆ اصل سروس سے یہ الفاظ ملے ہوئے ہیں ترجمہ کرتے وقت مواضع سے یہ متن لکھے گئے۔ اسی لیے قوسوں میں

ہیں۔ (گ - ی)

دفتر پنجم: فدوی کے مقدمے میں کولبرک صاحب ہمارے رپورٹ کے جواب میں حضور والا کا حکم یہ ہے کہ اسد اللہ خاں کے دعوے کے اسباب کی تحقیقات کر کے اس سلسلے میں صدر مقام کو رپورٹ ارسال کی جائے لاہور صاحب ہمارے ریڈینٹ دہلی کو چاہیے کہ حضور والا کے حکم کے مطابق فدوی کے مقدمے کے بارے میں رپورٹ کریں اور حضور والا کا آخری حکم اس سلسلے میں حاصل کیا جائے۔

دفتر ششم: اس دوران میں خواجہ حاجی مرحوم کے بیٹوں محسن الدین اور بدر الدین نے مبلغ دو ہزار روپے سالانہ حاصل کرنے کے لیے ریڈینٹ دہلی صاحب ہمارے اجازت حاصل کر لی ہے لیکن فدوی حیران ہے کہ یہ اجازت کس دلیل کے تحت حاصل کی گئی ہے اگر انھوں نے نعرانہ بیگ خاں سے اپنی قربت دکھائی ہے تو ظاہر ہے کہ جب خواجہ بی نعرانہ بیگ خاں کے اقربا میں سے نہیں ہے تو اس کے بیٹے کس طرح نعرانہ بیگ خاں کے اقربا سے ہو سکتے ہیں۔

دفتر ہفتم: گورنر جنرل ہمارے شیعے میں جو ۱۸۸۶ء میں دار الحکومت سے احمد پٹیل خاں کے نام جاری ہوا خواجہ حاجی کا نام اس طرح لکھا گیا ہے کہ اب دیکھنے کے بعد شک گزرا ہے کہ شاید خواجہ حاجی نعرانہ بیگ خاں کے اقربا میں سے ہے حالانکہ شیعے میں خواجہ حاجی کا نام محض احمد پٹیل خاں کی استغناء پر لکھا گیا ہے اور یہ مقدمہ فدوی کی جانب سے کونسل کے پیش نظر ہے اور ابھی حضور پر نور (سے) اس کے بارے میں قطعی حکم صادر نہیں فرمایا ہے۔

دفتر ہشتم: خواجہ حاجی کا مسئلہ فدوی کے دعوے کی شقوں میں سے ایک شق ہے اور اصل مقدمے کے فیصلے سے پہلے کسی دفعہ کے بارے میں حکم کا صدور اس دعوہاء کے لیے باعث حیرت ہے کیونکہ جو مقدمہ کونسل کے زیر سماعت ہو اس پر ریڈینٹ سی کے دفتر سے حکم کا صدور ضابطے کے مطابق نہیں۔

دفتر نهم: مجھے امید ہے کہ اس سلسلے میں کوئی پائیدار حکم نافذ کیا جائے گا کہ جب تک فدوی کا مقدمہ حضور کے زیر سماعت ہے خواجہ حاجی مرحوم کے بیٹے محسن الدین اور بدر الدین ان دو ہزار روپے سالانہ پر قبضہ نہ کر سکیں اور دوسری استغناء یہ ہے کہ درخواست ہذا آپ کے حکم کے مطابق محفوظ رکھی جائے اور میرے مقدمے کی دوسری دستاویزات میں اسے شامل کیا جائے اور میری یہ تجویز کونسل کے زیر سماعت مقدمے میں شامل ہو۔ حد ادب کا تقاضا ہے کہ اس سے آگے نہ بڑھوں۔ آپ کی حکومت اور اقبال مندی کا سوچ جاوہر لعل کے اقل پر روشن اور درخشاں رہے۔

عرضداشت اسد اللہ خاں پر اور زائد نعرانہ بیگ خاں مرحوم جاگیردار سوگ سونہ۔

معروضہ ۲۵ نومبر ۱۸۸۶ء عیسوی



(۵۵)

نوٹ ولیم سے جاری شدہ سرکاری مراسلہ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۳۱ء سے اقتباس

جرا گراف نمبر ۱۷۳ — اسم اللہ خان برادر والا نعر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگ سونہا نے گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں ایک عرضہ ارسال کیا تھا جس میں حضور والا ان کو نسل کی توجہ اس جاگیر کی جانب مبذول کرائی تھی جو نواب احمد بخش خاں مرحوم کو عطا کی گئی تھی۔ چنانچہ دہلی کے ریڈینٹ صاحب بہادر سے یہ گزارش کی گئی تھی کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس عرضداشت کا جائزہ لے کر رائے سے مطلع کریں۔

۱۸۳۱ء مراسلت مورخہ ۱۹ جنوری
جرا گراف نمبر ۱۷۳ کے حاشیے میں مندرج جناب مارٹن کی رپورٹ سے یہ حشر ہوتا ہے کہ نہ تو دہلی کوئی تلاش کرنے کا

ہماز ہے نہ ہی حکومت فیروز پور کے نواب سے کسی رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتی ہے جیسا کہ داو خواہ چاہتا ہے۔ مزید برآں جناب مارٹن نے اس حقیقت کا اظہار بھی کیا ہے کہ اس نوع کی عرضداشتیں پہلے بھی دو مرتبہ سرکار عالیہ میں پیش کی جا چکی ہیں۔ اور ریڈینٹ بہادر کے دفتر کی فراہم کردہ رپورٹ کے مد نظر دونوں مرتبہ رد کی جا چکی ہیں۔ چنانچہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل محولہ بالا دعوے کے ضمن میں مزید کسی کارروائی کے حق میں نہیں ہے۔

(۵۶)

منیاب: اسد اللہ خان برادر زاوہ نصر اللہ بیگ خاں جاگیردار سونک سوشا
بنام فضیلت ماب گور نرجزل صاحب بلور

مورخہ یکم اپریل ۱۸۴۲ء

گزشتہ ماہ دسمبر میں فدوی نے حضور کے دربار عالیہ مشفقہ دہلی میں بہ ٹھیس ٹھیس حاضر ہونے کا شرف حاصل کیا تھا نیز یہ کہ مستند پرنسپ صاحب بلور کے توسط سے ایک عرض بھی پیش کی تھی جس میں فدوی نے حضور والا سے عرض کیا تھا کہ فدوی کے معاملات سے متعلق جملہ کاغذات و دستاویزات صدر دفتر سے طلب فرما لیے جائیں اور فدوی کی عرضداشت پر حسب دل خواہ فیصلہ صادر فرمایا جائے۔ حضور نے فدوی کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور متعلقہ کاغذات کے ساتھ اسے پیش کرنے کے احکامات صادر فرمائے فدوی آپ سے یہ بھی درخواست کرتا ہے کہ مذکورہ معاملے کے متعلق جلد فیصلہ صادر فرمایا جائے اور فدوی کو بھی اس کی نقل فراہم کی جائے۔

فدوی کا دعویٰ ہر لحاظ سے صائب اور حق پر مبنی ہے۔ مذکورہ معاملے نے نہ ہونے کی وجہ سے جہاں سرکار برطانیہ کو زر احترامی سے محروم ہونا پڑ رہا ہے وہاں فدوی کو بھی اپنی حق تلفی کی بنا پر نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ لہذا گزارش ہے کہ انگریز کمپنی بلور کے سرکاری خزانے میں زر احترامی جمع کیا جائے اور فدوی کے گزارے کے لیے مختص شدہ رقم از سر نو ادا کی جائے۔ فدوی کو سمجھیں ہے کہ اس کے معاملات ان دستاویزات کے مطالعہ کے بعد بالکل واضح ہو جائیں گے جو اس عریضے کے ساتھ منسلک ہیں۔ ان کاغذات کی صداقت آپ کے سرکاری دفتر کے دیکاروں سے ثابت ہو جائے گی۔

فدوی ان دنوں شدید الجھنوں کا شکار ہے اور تان جہیں کا بھی محتاج بنا ہوا ہے لہذا جناب والا سے قوی امید

ہے کہ احقر کے معاملات پر ازراہ فواضل خود فرمائیں گے نیز فدی عرض گزار ہے کہ مسئلہ دستاویزات کا معاملہ فرما کر اور جرنل لارڈ ایک صاحب بہادر کی رپورٹ مورخہ ۳ مئی ۱۸۹۹ء کا جائزہ لے کر اس کی دوا دہی فرمائیں گے اور اس کے حق میں خاطر خواہ فیصلے کے اعلان کریں گے۔

(دستخط) سی 'ای' فریڈ لیاں (۳۳)

(ترجمہ مطابق اصل)

لہ کوردہ، عریضہ میں حوالہ شدہ دستاویزات؛

۱۔ عزت مآب سر۔ ای 'کول' ہدک کی رپورٹ اور اس کے جواب کی نقول۔

۲۔ مدعی نے پاکیز صاحب بہادر کے فیصلے سے دل گرفتہ ہو کر حکومت عالیہ میں انگریزی میں جو درخواست پیش کی تھی اس کی نقول۔

۳۔ جرنل لارڈ ایک صاحب بہادر نے جواب امیر بخش خان کو جو استوار مرصت قبائلی تھیں ان کی نقول۔

۴۔ مدعی نے دہلی کے ریڈیٹنٹ پاکیز صاحب بہادر کے نامے میں انگریزی میں جو درخواست حکومت عالیہ کو بذریعہ ڈاک ارسال کی تھی اس کی نقول ہیں۔

حصہ دوم

۳۰ جون ۱۸۳۵ء تا ۲ مارچ ۱۸۳۰ء

(۵۷)

آگرہ پریذیڈنسی کی سیاسی کارروائی مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء سے اقتباس

منہاج: اسد اللہ خاں

بخدمت گرامی: جناب آر' ایچ' سکاٹ صاحب بہادر

کام مقام معتمد برائے حکومت آگرہ، شعبہ ریاستی امور

الہ آباد

مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء

جناب عالی

فدوی چند یادداشتیں نفیسات مپ گورنر صاحب بہادر آگرہ کی خدمت اقدس میں ہمدردانہ طور اور ادکالات کے لیے پیش کر رہا ہے اور حضور والا کی حمایت اور سرپرستی کا خواہاں ہے۔

چونکہ جناب ٹی ٹی سکاٹ صاحب بہادر کی عدالت عالیہ میں ایسے متعدد مقدمات زیر سماعت ہیں جن کا تعلق مرحوم شمس الدین خان کے نجی معاملات خصوصاً قرض و فیرو سے ہے "لہذا فدوی نے یہ مناسب سمجھا کہ اپنا مقدمہ آپ کے توسط سے نفیسات مپ گورنر صاحب بہادر آگرہ کے رویہ پیش کر کے ان کے منصفانہ فیصلے کا دلو خواہ بنے۔

آخر میں آپ سے دست بستہ التجا ہے کہ نفیسات مپ گورنر صاحب بہادر آگرہ اس عرضداشت پر جو بھی فیصلہ صادر فرمائیں آپ فدوی کو بروقت مطلع فرمادیں۔

دہلی حکومت بہادر کا تاجدار اور آپ کا خدمت گزار

(درخواست) اسد اللہ خاں

مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء



(۵۸)

عرضداشت اسد اللہ خان

بخدمت گرامی: فضیلت ماب ولیم بلنٹ صاحب ہمار (۳۳) گورنر آگرہ

بعض مرض جناب عالی

فدوی مسلک یارداشتوں کے ضمن میں کچھ گزارشات آپ کی خدمت میں مودبانہ پیش کرنا چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ یہ کاذبات گزشتہ جن میں چار کر لے گئے تھے۔ چنانچہ انھیں سابقہ اہم مقدمات کے تنازعہ پر ملاحظہ کے لیے پیش کر دینا چاہیے تھا۔ لیکن فدوی کے ذہن میں یہ خیال جاگزیں ہوا کہ جب تک مقدمات کے فیصلے نہیں ہو پاتے انہیں سروسٹ پیش کرنا نامناسب ہو گا۔

اب فدوی مذکورہ یارداشتیں آپ کے ملاحظہ کے لیے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ نیز یہ یقین دہانی کراتا بھی ضروری تصور کرتا ہے کہ عبادت میں کسی قسم کی ترسیم و تنسیخ نہیں کی گئی ہے۔

حکومت ہمار کا مجید اور آپ کا خدمت گزار

دلی

محمد اسد اللہ خان

۱۳ اکتوبر ۱۸۳۵ء



(۵۹)

کیفیت

درخواست گزار اسد اللہ خاں نہایت سوچنے پر عرض کرتا ہے کہ جب امیر بخش خان کی جاگیر حکومت برطانیہ کے قبضے میں چلی گئی تھی اس وقت درخواست گزار نے آگرہ کے گورنر صاحب کی خدمت میں دو درخواستیں بذریعہ سرکاری ڈاک ارسال کی تھیں۔ انہی کی نقول لکھ دیا ہیں۔

محمد اسد اللہ خاں

برادر زادہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگ سونہا

جن پنجاب گورنمنٹ کمانڈر۔ دہلی ریٹرنس آف ایڈمینیسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ۔ کیس نمبر۔ بی۔ ۱۔

(۶۰)

عاجزانہ عرضداشت اسد اللہ خاں پر اور زلواہ نصر اللہ بیگ خاں مرحوم

بخدمت گرامی : لفتننٹ باپ ولیم ہنٹ صاحب بہادر گورنر آئر۔

بمعرض جناب عالی

یہ کہ نصر اللہ بیگ خاں جاگیردار سوگ سونہا نے جب رحلت کی تو مرحوم کے درجا میں متعدد ذیل چھ افراد شامل تھے۔ ایک والد صاحب تین بیٹریں، دو بھتیجے، وفات کے وقت مرحوم کے زیر نگرانی ۴۰۰ سواروں کا ایک دستہ تھا اور اس کے علاوہ پچاس عدد گھوڑے موجود تھے۔ خواجہ علی مذکورہ دستے کا سلاہ تھا۔

نصر اللہ بیگ خاں کی رحلت کے وقت جرنیل لیک صاحب بہادر نے مرحوم کے پس ماندگان کی کفالت اور ۵۰۰ اسپ سواروں کی ملازمت کے سلسلے میں کونسل عالیہ بہادر کی خدمت میں ایک رپورٹ پیش کی تھی۔ جس میں انہوں نے اس امر کی پر زور سفارش کی تھی کہ کفالت حلقین کے لیے مبلغ دس ہزار روپے اور خواجہ علی کے سواروں کی امداد کے لیے مبلغ پندرہ ہزار روپے مختص کیے جائیں۔ مذکورہ دو خدوں کی مجموعی رقم مبلغ ۲۵ ہزار روپے تھی جس کی ادائیگی احمد بخش خاں کی جاگیر سے ہونا تھی۔ اس ضمن میں حکومت نے باقاعدہ امکانات جاری کیے تھے۔ (ملاحظہ ہو منسلک نمبر ۳) گورنر جنرل بہادر ان کونسل نے مذکورہ رپورٹ کی توثیق ایک قاری محکمہ کے ذریعے فرما دی تھی۔ (ملاحظہ ہو منسلک نمبر ۴)۔

دوم : آپ کا درخواست گزار مرحوم کا جیتھار نہیں ٹوٹی دشت کی بنا پر ان کا قریبی عزیز بھی ہے، لہذا خود کو ان کا فرزند کہنے میں حق بجانب سمجھتا ہے۔ فدوی کے مرحوم حقیقی چچا بھی اپنی زندگی میں ایسا ہی سمجھتے تھے۔ چنانچہ نصر اللہ خاں کی رحلت کے بعد فدوی ان کے خاندان کا سرپرست بنا اور اس حیثیت میں آپ کے درخواست گزار نے ۱۸۴۸ء میں کونسل عالیہ کی عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کیا تھا۔

سوم : فدوی کے چچا کے انتقال کے بعد احمد بخش خاں کی جاگیر سے اسے حکومت کے مختص شدہ دس ہزار روپے میں سے سالانہ تین ہزار روپے ملتے رہے۔ پس مبلغ سات ہزار روپے سالانہ ابھی تک لوا نہیں کیے گئے اور بھایا والہ

اور رقم مئی ۱۸۷۶ء سے مئی ۱۸۳۵ء تک مبلغ ... ۳۰۴ روپے بنتی ہے۔ انیس سال کا عرصہ گزر گیا اور فدوی کو مذکورہ رقم ابھی تک ادا نہیں کی گئی۔

چهارم: شمس الدین خان کی جاگیر حکومت سرکار برطانیہ کی تحویل میں ہے لہذا فدوی بعد قوب عرض گزار ہے کہ براہ کرم ایک فرمان جاری کیجئے کہ فدوی کو سرکاری خزانے سے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ ادا کیے جائیں۔ نیز یہ اتنا ہی ہے کہ شمس الدین کی جو رقم مبلغ = ۳۰۴ روپے حکومت کی تحویل میں ہے اس سے سائل پڑا کو ... ۳۰۴ روپے کی بٹلیا رقم ادا کرنے کے ادکالت صادر فرمائے جائیں۔

حکومت کا تہجدار لور آپ کا خدمت گزار

محمد اسد اللہ خان

دہلی

سورج ۳۰ جون ۱۸۳۵ء

اس عرضداشت کے ساتھ قاری دہان میں تحریر شدہ دو ہدائیں اسٹوڈنٹس کی جاہری ہیں جو لارڈ ایک صاحب ہمارے مرمت فرمائی تھیں۔ ان کی تصدیق نکلے یا دہلی کے دفاتر میں موجود ریکارڈ سے کدوائی جا سکتی ہے۔

بہادری گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن ایجنسی ریکارڈز۔ کس نمبر۔ بی پارت۔ ۱۔

(۶)

نقل سند استمرار فیوزپور جھڑک و ساگرس،
جرتل لارڈ ایک بھار کی مراد و سخت کے ساتھ
بنام نواب احمد بخش خان، تحریر ۲۲ دسمبر ۱۸۶۳ء
قاری سے اردو)

پرن فیوزپور جھڑک اور ساگرس کے ذمہ دارا افسران، چوہدری، قانون کو، زمیندار، پبل کار اور مزارعین مطلع
ہوں کہ چونکہ نواب احمد بخش خان بھار کبھی انکھلا بھار کی حکومت کے پیش چار خدمت گزار اور غیر خواہ رہے ہیں
لذا نواب مذکور کو اس صلے میں مردان ہو کر مذکور علاقہ مبلغ پانچ ہزار ایک مطابق سکے راج الوقت بالمقطع تمام وسائل،
اموال کے ساتھ بطور استمرار اپنا ۳۳ فصلی سے پیش کے لیے نسل در نسل حضور سرکار دولت دار کبھی انگریز
بھار کی طرف سے نواب صاحب مشار الیہ کو عطا کیا جاتا ہے۔ انھیں چاہیے کہ خدمت گزاری اور مالگاری کے لیے
نواب موصوف کے کارندوں کے سامنے حاضر رہ کر قربان برداری میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کریں اور نواب صاحب
مشار الیہ پر واجب ہے کہ وہ حسن سلوک سے رہایا کو راضی رکھیں اور ذرا امت کی کثرت میں کوشش کر کے معینہ رقم
کو اقلہ کی سال بسال اور فصل بہ فصل سرکاری خزانے میں داخل کرائیں۔

۲۲ مقررہ ۲۲ دسمبر ۱۸۶۳ء بمطابق

مذکورہ بلا مہارت کی جگہیں حسب ذیل ہے:

احمد بخش خان کے نام فیوزپور جھڑک و ساگرس کے دو پتھوں کی بخش بطور جاگیر بہ عوض مبلغ پانچ ہزار ایک
صد مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۶۳ء رد بہ عمل آئی۔

(۳)

نقل سند استمراری پر گنت پوتا پانا و پچھور و گھینہ 'لارڈ لیک بملور کے دستخط اور مہر کے ساتھ بنام
 نواب احمد بخش خان مرحوم نوشتہ ۳ مارچ ۱۸۰۶ء
 (قاری سے اردو)

نمبر دوم

اہم امور کے ذمہ دار افسران حال و مستقبل 'چند ریوں' قانون گوئیں 'سردار بن دہسہ اور مزار میں پر گنت پوتا پانا
 پچھور اور گھینہ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ چونکہ نواب احمد بخش خان بملور دام اقبالہ سرکار عالیہ کبھی بملور کی خیر خواہی
 خدمت گزاری اور ہائشہائی میں دل و جان سے حاضر اور مصروف رہے ہیں لہذا ازراہ مہمانی مذکورہ پر گنت تمام وسائل
 اور اموال کے ساتھ بعض مبلغ ہیں ہزار روپے سکہ رائج الوقت بالقطع ۳۳ سالہ فصلی کی فصل رائج کی ابتدا سے
 ہمسائے ان الماک 'ایمہ' معافی جاگیوں 'میں اوتھ روزانہ یا سالانہ وظائف کے جو زمانہ قدیم سے مقرر ہیں بطور استمرار
 پیش کے لیے نواب موصوف کو عطا کیے جاتے ہیں انھیں چاہیے کہ آئندہ کے بعد نظر رکھتے ہوئے نواب
 موصوف کے تابعین کی خدمت میں حاضر رہیں اور پیدوار کی جمع آوری اور خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت
 نہ کریں اور نواب صاحب کی رضامندی اور اور تاراجی کو اپنے بارے میں موثر سمجھیں نواب صاحب موصوف پر
 بھی واجب ہے کہ وہ اپنے حسن سلوک سے رعایا اور دیگر کھنوں کو راضی اور شکر گزار رکھیں اور ذراعت کی ترقی اور
 پرگنوں کی کھادی میں کوشش رہیں نیز مقررہ واجب الاوار قم کی اقلات سال بہ سال اور فصل بہ فصل خزانے میں جمع
 کرواتے رہیں۔

نمبر ۲

مذکورہ بالا سند سے اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ احمد بخش خاں کو مورخہ ۴ مارچ ۱۸۸۶ء کو تین پٹے پٹا ہانا، پھورہ، گلگتہ بعض میلے میں ہزار روپے سالانہ عطا کیے گئے تھے۔ واضح رہے کہ دو مختلف اوقات میں یہ طے کیا گیا تھا کہ مذکورہ رقم میلے میں ہزار روپے احمد بخش خاں حکومت کو ادا کریں گے اس ضمن میں ترسیل زر کی معافی نہ تو ان کے حق میں دی گئی تھی اور نہ ہی ان کے خاندان کے حق میں دی گئی تھی۔ ☆

☆ گورنمنٹ آف کاشمیر، دہلی ریڈیو ٹی ایچ ایچ میسنری ریکارڈز۔ کیس نمبر ۱۱ "پارٹ ۱"

(۶۳)

نمبر ۳

لیفٹیننٹ کرنل میلکم صاحب بہادر کے مکتوب مورخہ ۴ مئی ۱۸۰۶ء کا اقتباس۔

ذکورہ حوالہ اس دستاویز کے متعلق ہے جو گزشتہ صفحہ میں درج کی گئی ہے۔

(۶۳)

گورنمنٹ کے شفیق بیام احمد بخش خاں مشتمل بر حکم منظوری تجویز جنرل لارڈ ایک ہمار کی نقل
(ناری سے اردو)

شامت پناہ عالی مرتبت احمد بخش خاں ہمار حفظ الہی میں رہیں۔

مصفاہ الدولہ اشج الملک خان و دران جنرل لارڈ ایک ہمار فتح جنگ سپہ سالار نے ان کی خیرامندی اور جانفشانی کے پیش نظر محلات فیروز پور جھڑکہ اور پے ساگرس پٹھانا پھور و گنبد مع بل و ساز اور قیام بندوبست سوائے ان باغات ہاگیوں، احمد معانی ہاگیوں، پن ارشد اور دولہوں کے جو کہ قسماً سے مقرر ہیں بیٹھ کے لیے انھیں بخش دیے ہیں بشرطیکہ وہ حکومت سے کسی قسم کی معاونت طلب نہ کریں بلکہ اور ان علاقوں کا انتظام و انصرام اپنے کارندوں کے ذریعے درست رکھیں اور خواجہ حاجی و فیو حوطلین مرزا نصرانہ یک خاں کی پوروش و پرداخت کریں اور بوقت ضرورت اور حسب الطلب پچاس سوار سرکار میں حاضر کریں اور کبھی انگریز ہمار کی سرکار و اقتدار کی جانفشانی اور خیرخواہی میں مصروف رہیں چنانچہ میں ان کی خدمت گزاری نیک نیتی اور کبھی کی حکومت کے لیے خیر خواہی کے پیش نظر جو مجھے سپہ سالار مذکور سے معلوم ہوئی مذکورہ محلات خزانہ ہالہ کے تحت از ابتدائے فصل ربیع ۱۳۳۱ فصلی بر سبیل دوام نسل در نسل عطا کرتا ہوں اور حکومت کے افسران آج کے بعد ان محلات سے کوئی سوداگر نہیں رکھیں گے اور ان محلات میں رہنے والوں کی کوئی شکایت نہیں سنی جائے گی۔ یہ ہاگیہ بیٹھ ان کے اور ان کی اولاد کے قبضے میں رہے گی۔ وہ اس عطیہ عظمیٰ کے لیے حکومت کے مہربان منت رہیں اور حکومت کے لیے خیرامندی اور جانفشانی کا مظاہرہ کریں۔ یہ ان کے لیے بھلائی اور بہتری کا موجب ہو گا۔

مرقدہ ۴ مئی ۱۸۷۶ء

نمبر ۴

یہ شدت مورد ۴ مئی ۱۸۰۹ء امر بخش خاں کی درخواست پر جنرل لارڈ ایک صاحب بہادر کی منظوری کے مطابق حکومت کی جانب سے ارسال کیا گیا۔ یہ لارڈ ایک صاحب بہادر کے نواب کے ساتھ اس بندوبست جس کا حوالہ سر جون میکمل کی رپورٹ نمبر ۳ میں کیا گیا ہے کی توثیق کرتی ہے۔ یہ اس مسودے کے مطابق تیار کی گئی ہے جو جنرل لارڈ ایک صاحب بہادر کے کہنے پر نواب موصوف نے تیار کیا تھا، اگر محتاج کیا جائے تو یہ مسودہ جاشہ سرکاری ریکارڈ میں مل جائے گا۔ امر بخش خاں مذکورہ مسودے میں نہایت بدینچی کے ساتھ دس ہزار روپے جو سرکار عالیہ نے نصرائٹ بیگ خاں کے اقربا کی اعانت کے لیے مختص کیے تھے کا ذکر کرکے کرکھے نیز انھوں نے خواجہ حاجی تک کا ذکر بھی نہیں کیا حالانکہ نصرائٹ بیگ خاں نے اسے پچاس سواروں کا سالار مقرر کر رکھا تھا۔ تاہم خواجہ حاجی 'نصرائٹ بیگ خاں کے خاندان سے کسی واپسی کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتا تھا۔

مذکورہ بالا عبارت گزشتہ صفحے پر مندرجہ دستاویز سے متعلق ہے۔

☆ جناب گورنمنٹ آف انڈیا۔ دہلی ریڈیلٹی ایجنسی دہلی۔ کیس نمبر ۱۱ پارت - ۱

ی نکتہ آہٹیں ہیں۔ صدقہ اصول و ضوابط کی ترویج ہی دراصل غلط نتیجے کی بنیاد ہوتی ہے۔

دفعہ دوم: فارسی خط و کتابت میں لفظ "نواب" کو گورنر جنرل بملور کے لیے لازماً استعمال ہوتا ہے۔ لیکن مذکورہ شق میں صاحب موصوف کے اسم گرامی سے قبل اس لفظ کا استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اس شق کو ایک ایسے شخص نے مرتب کر کے سپرد گھم کیا ہے جو سرکاری دفتر کے فارسی شعبے کے اصول و ضوابط سے قطعاً نا آشنا ہے۔

دفعہ سوم: شق کے متن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شرائط یک خان مرحوم کی امداد کا مسئلہ موضوع تحریر ہے جبکہ اقربا کے ناموں کی فہرست میں خواجہ حاتی کا اندراج عمل نظر ہے۔ واضح رہے کہ خواجہ حاتی ثانی محض شرائط یک خان کے خاندان سے مسی و نسبی کسی بھی قسم کا تعلق نہیں رکھتے چنانچہ یہ بات بھی سراسر منطوق ہے کہ ناموں کی فہرست میں خواجہ حاتی کا نام تو شامل کر لیا گیا ہے لیکن مذکورہ خاندان سے اس کے مسی و نسبی تعلق کی قطعاً نکتان دی نہیں کی گئی ہے۔ حالانکہ دیگر ناموں کے ساتھ خاندانی رشتے کی باقاعدہ وضاحت موجود ہے۔

دفعہ چہارم: اس شق کے مطابق مبلغ ۵ ہزار روپے شرائط یک خان مرحوم کے اقربا کی امداد کے لیے مختص کیے گئے ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ نہ تو مذکورہ شق میں اور نہ ہی اس مقدمے سے تعلق کسی بھی دستخط میں یہ ذکر موجود ہے کہ اس رقم کا تعلق کس دے سے ہے۔ اگر یہ تصور کر لیا جائے کہ مبلغ ۵ ہزار روپے کی یہ رقم مبلغ ۲۵ ہزار روپے کی اس رقم کے علاوہ ہے تو یہ اقدام نہ صرف انصاف کے سراسر خلاف ہو گا بلکہ باغض اصل بھی نہیں رہے گا کیا حکومت نے شدہ رقم سے زیادہ رقم کا مطالبہ کرنا چاہے گی؟

دفعہ پنجم: اگر یہ دلیل دی جائے کہ مبلغ ۵ ہزار کی یہ رقم مبلغ دس ہزار روپے کی اس رقم کا نصف ہے جس کا ذکر بالواسطہ طور پر جرنیل لارڈ ایک صاحب بملور نے اپنی رپورٹ نمبر ۴ مئی ۱۸۸۶ء میں کیا تھا تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ۴ مئی ۱۸۸۶ء کو گورنر جنرل صاحب بملور نے مذکورہ رپورٹ کی منظوری دے دی تھی تو اس صورت حال میں لارڈ ایک صاحب بملور نے کس طرح کہا "ہاں" مجموعی رقم سے نصف منسا کر لیا ہو گا؟ واضح رہے کہ مذکورہ شق پر ایک ماہ بعد کی تاریخ درج ہے یعنی ۱ جون ۱۸۸۶ء۔ مزید برآں جرنیل لارڈ ایک صاحب بملور نے اس شق کے حوالے سے گورنر جنرل بملور سے کسی قسم کی خط و کتابت نہیں کی تھی۔ علاوہ ازیں ایسی کوئی دستخط و دستاویز نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ مبلغ ۵ ہزار کی بلایا نصف رقم کہاں خرچ ہوئی۔ حالانکہ اس معاملے کا کہیں نہ کہیں اندراج ہونا چاہیے تھا۔ مذکورہ رقم شق کے مطابق مقسم کر دی گئی تھی۔

دفعہ ششم: ہارڈیک میں نظر بھی یہ عبادت نہیں کر سکتی کہ اس شق "لارڈ ایک صاحب بملور کی غرض کردہ رپورٹ سے منسلک دو اسٹاپ اور گورنر جنرل کے تصدیق نامے کے درمیان کوئی جگہ بھی مشابہت پائی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ آخر الذکر کے ساتھ ایسی چار دستخط و دستاویزات بھی منسلک تھیں جن میں احمد علی خان کی جاگیر کے انتظام و انصرام کا ذکر موجود تھا اور انھیں اقربا شرائط یک خان کی پرورش و پرداخت کی ذمہ داری بھی باقاعدہ تفویض کر دی گئی تھی۔

دفعہ ہفتم: مستند ذلیح 'انج' بینکوں صاحب ہمارے کے مراستے سے یہ حقیقت حرج ہوتی ہے کہ اصل شدہ سرجان سکیم صاحب ہمارے کی خدمت اقدس میں پہنچی روانہ کیا گیا تھا تاکہ وہ لارڈ ایک صاحب ہمارے کی مراد و خط کا بلور ساتھ فرمائیں۔ انھوں نے دونوں چیزوں کے اصلی ہونے کی تصدیق فرمادی تھی یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی تردید کرنے کی جرات فداوی ہرگز نہیں کر سکتا لیکن چند ایسے ثبت اسباب ہیں جن کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے اور جنہیں مد نظر رکھتے ہوئے فداوی یہ باور کرتا ہے کہ اندر غلطی خاں نے غلط کو معقول رشوت دے کر لارڈ ایک صاحب ہمارے سے دھوکا کرا لیا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ غلط موقع کی تلاش میں رہا اور موقع ملنے ہی دیگر کثافات کے انتہاء کے ساتھ مذکور شدہ بھی برائے دھوکا پیش کر دیا گیا۔ واضح رہے کہ دھوکا دہ سر کے سلسلے میں دفتر کے عملے پر ہی مکمل اتکا کیا جاتا ہے۔

دفعہ ہشتم: خراج حاتی سواروں کا ساتھ ساتھ چانچہ خراج حاتی کو دستے کے لیے مختص ۱۵ ہزار روپے کی رقم سے محض ملتی چاہیے تھی۔ یہ سراسر غلطی کی بات ہے کہ نعرانہ بیگ خاں کے اقربا کی پردوش و پرداخت کے لیے مختص رقم سے خراج حاتی اور اس کے حلقہ میں کی مالی اعانت کی جائے۔

فی الوقت خمس الدین خاں کی جاگیر حکومت کی تحویل میں ہے لیکن مستقبل میں متعدد ذیل صورتوں میں کسی ایک پر عمل درآمد ناگزیر ہو گا۔

اول: جاگیر خمس الدین خاں کو واپس کر دی جائے۔

دوم: حکومت اس کا قبضہ اپنے پاس رکھے اور اس کے عوض خمس الدین خاں اور ان کے حلقہ میں پردوش و پرداخت کے لیے ایک مخصوص رقم مہیا کر دے۔

سوم: حکومت حالیہ پردوش کی پردوش چاہیہ اور ضبط کر لے۔

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے تو اس ضمن میں فداوی ضمانت موجود عرض گزار ہے کہ ایک ٹکٹاں کے ذریعے پچاس سواروں کے دستے کو معطل کر دیا جائے اور جاگیردار کو پابند کیا جائے کہ وہ سواروں کی سالانہ محضوہ مبلغ پندرہ ہزار روپے اور نعرانہ بیگ خاں کے اقربا کی کثافات کے لیے مختص شدہ رقم مبلغ دس ہزار روپے سرکاری خزائنہ میں جمع کرائے۔

دوسری صورت کی پلٹ فداوی کی یہ درخواست ہے کہ سواروں کی محضوہ پندرہ ہزار روپے اور نعرانہ بیگ خاں کے اقربا کی کثافات کی رقم مبلغ دس ہزار روپے ان سب کی ادائیگی خمس الدین خاں اور ان کے اہل و عیال کی پردوش و پرداخت کے لیے مختص رقم سے ہونی چاہیے۔

تیسری صورت کے حلقہ کچھ عرض کرنے کی جہاں ضرورت محسوس نہیں ہوتی اس لیے کہ سب سواروں اور اور خراج حاتی کی خدمات غیر ضروری تصور کر کے خودی کا عدم قرار دے دی جائے گی۔ البتہ حکومت پر یہ واجب ہو گا کہ وہ نعرانہ بیگ خاں کے اقربا کی پردوش و پرداخت کے لیے مبلغ دس ہزار روپے ادا کرتی رہے۔

فدوی اس عرضداشت کے آخر میں لکھا ہے کہ مذکورہ باتیں صورتوں میں جو بھی نافذ العمل ہو حکومت کے پاس خمس الدین خاں کی جو دو لاکھ ساٹھ ہزار کی رقم موجود ہے اس میں سے مبلغ دو لاکھ تین ہزار روپے بطور کر لے جائیں۔ یہ بڑی چالچی فی الواقع حکومت کی ہے۔ اس پر اعتراضات خاں کے جس مانگ کا جائز حق بنتا ہے۔ یہ رقم کسی صورت میں بھی جاگیردار کی قمریوں میں نہیں جانی چاہیے۔

حکومت کا تاجدار اور آپ کا خدمت گزار

دلی

محمد اسد اللہ خاں

مورخہ ۳۰ جون ۱۸۳۵ء

بہارِ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دلی ریڈیو ٹیلی ویژن ایڈیشنل سیکریٹری ریکارڈز کیس نمبر ۱۸۳۵۔ بی۔ ۱۔

(۶۵)

(فارسی سے ترجمہ)

نواب احمد بخش خاں بہادر کے نام جنرل لارڈ لیک بہادر کے خط نوشتہ ۷ جون ۱۸۵۶ء کی نقل

شامت پناہ علی مرتبت 'نواب صاحب' میان دوستان نواب احمد بخش خاں بہادر حکم اللہ تعالیٰ

چونکہ کمپنی انگریز بہادر دام اقبالہ کو مرزا نعر اللہ بیگ خان کے پس ماندگان کی نمود و پروا منتظر ہے اور اس سے پہلے جناب گورنر جنرل بہادر جو سند انھیں مرحمت فرما چکے ہیں اس میں بھی مختصر طور پر اس بات کا ذکر کیا گیا ہے لہذا لکھا جاتا ہے کہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ سکے رائج الوقت اس پر گز سے جو حضور والا کی طرف سے انھیں مرحمت ہو چکا ہے مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق مندرجہ ذیل مرزا مرحوم کو مقرر کردہ کے مطابق ماہ بہار اور سال بھل پہنچتا رہے۔ تاکہ وہ اس سے اپنی گزرواوقات کر سکیں اور حضور والا کی دولت و اقبال کے لیے دعا گو رہیں۔ اس امر پر تاکید کو طوطا خاطر رکھتے ہوئے عمل کیا جائے۔

خواجہ حالی

والدہ و ہمیشہ مرزا مرحوم

مرزا نوشہ و مرزا یوسف

۳۰۰۰ روپے

۱۵۰۰ روپے

۱۵۰۰ روپے

موقوفہ ۷ جون ۱۸۵۶ء مطابق ۸ ربیع الثانی ۱۲۷۱ھ

برادر ذلنگان مرزا مرحوم

(۶۶)

اقتباس از نقل خط جرنیل لارڈ لیک بہادر بنام نواب احمد بخش خان

سرکار دولت دار کبھی انگریز بہادر کے کارپردازوں کی عین خواہش ہے کہ ہمسایہ کانٹھہ ایک خان مرحوم کی پرورش و پرداخت کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں چنانچہ اس ضمن میں سابقہ "تپ" کو ایک سند مرحمت کی جا چکی ہے جو مسم انداز میں تحریر کی گئی تھی۔ اسے اب دوبارہ تحریر کیا جاتا ہے کہ آپ کو جو پرگنہ مرحمت کیا گیا ہے اس سے پانچ ہزار روپیہ مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق ماہ بہ ماہ اور سال بہ سال مرزا مرحوم کے حوٹلین کو پہنچانا مقصود ہے تاکہ ان کی پرورش و پرداخت ہو سکے وہ اقربا آپ کی درازی عمر کے لیے دعا گو رہیں گے اور کبھی انگریز بہادر کے کارپردازوں کی خوشحالی کے معنی ہوں گے۔

خواجه حاجی	والدہ و بشیرہ مرزا مرحوم	مرزا نوشہ و مرزا یوسف
۴۰۰۰ روپے	۱۵۰۰ روپے	برادرزادہ ہائے مرزا مرحوم
		۱۵۰۰ روپے

مرقوم ۷ جولائی ۱۸۶۶ء بمطابق ۸ ربیع الاول ۱۲۸۱ھ ✽

(۶۷)

عظم ہوا کہ مذکورۃ العدر کائنات برائے رپورٹ دہلی کے ایجنٹ صاحب ہمارے کی خدمت میں روانہ کیے جائیں۔

(نقل مطابق اصل)

آر 'ایچ' اسکاٹ

مسند برائے حکومت آگرہ

☆ افڈیا آفس، ریکارڈ لندن، نمبر کلے او آر۔ ایف ۴ / ۱۶۳۳، رڈز، کلکتہ نمبر ۶۵۶۶۹

(۶۸)

نقل سیاسی کارروائی آگرہ پریذیڈنسی، مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۸۳۵ء

منجانب :

جناب لی، لی، مختلف صاحب بہادر

الکبت برائے گورنر، دہلی۔

بخدمت کراچی :

جناب آر، ایچ، سکٹ صاحب بہادر

قائم مقام محترم

شعبہ سیاسی برائے حکومت، آگرہ الہ آباد۔

مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۳۵ء

جناب عالی !

۱: دہلی کے ریذیڈنٹ صاحب بہادر کی جانب سے نائب محترم

حکومت کے نام، مراسلہ مکتوب، مورخہ ۲۲ فروری ۱۸۳۹ء

۲: نائب محترم کا جواب مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۳۹ء

۳: قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر کا مکتوب

مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۳۰ء

۴: حکومت کی جانب سے جواب مورخہ ۱۹ دسمبر

مکتوب منجانب قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر

مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۳۰ء مع منسلکات۔

قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب بہادر کا جواب

مورخہ ۸ اکتوبر ۱۸۳۰ء مع منسلکات۔

میرے لیے ہائٹ انکار ہے کہ آپ کا مکتوب

مورخہ ۱۹، سابق ۲۸ اکتوبر جس کے ساتھ اسد اللہ خان

عرف مرزا گوشہ کے خط اور دیگر یادداشتوں کی نقل

برائے ریجسٹر روانہ کیے گئے تھے موصول ہوا۔

منجانب محترم اعلیٰ نام قائم مقام ریذیڈنٹ صاحب

بہادر، مورخہ ۲۰ اگست ۱۸۳۰ء۔

دوم : فضیلت باب گورنر جنرل صاحب بہادر کے

ملاحظے اور انتظامات کی خاطر متعلقہ دعاوی میں اٹھائے

گئے جملہ نکات کے بارے میں نقل پیش جواب پیش

کیا جا رہا ہے۔ مزید برآں میں حاشے میں مندرج

مکتوب 'سند اعلیٰ نظام قائم مقام ریڈینٹ' مورخ ۳ دسمبر ۱۸۳۰ء مع منسلک۔
مخالف: سند حکومت بمبئی۔
کی نقول بھی لف ہیں جو دفتر بڑا میں موصول ہوئی
دی ہیں۔

جناب بینکائن صاحب بہادر 'سند کا مکتوب مورخ یکم مئی ۱۸۳۶ء۔
سوم: مدعی فرمائے ایک خاں جنھیں مقررہ پر آجین

حیات سوک اور سونا کے پر گئے خطا کیے گئے تھے اور جو اوائل ۱۸۳۶ء میں وفات پا گئے تھے 'کا بھتیجا ہے۔
چھام: فیصلت ماب جرنل لارڈ ایک بہادر نے ۱۸ جون ۱۸۳۶ء میں فرمائے ایک خاں کے سرپرست نواب احمد علی خاں کو
فیوض ر کی جاگیر اس معاہدے کے تحت مرحمت فرمائی تھی کہ وہ مرحوم کے اقربا و پسماندگان کی پرورش و پرداخت کے
لیے مبلغ ۵ ہزار روپے سالانہ مندرجہ ذیل شرح کے ساتھ ادا کرتے رہیں گے:

فراہ: حاتی	۲۰۰۰ روپے
والدہ و ہشیہ مرزا مرحوم	۱۵۰۰ روپے
مرزا نوش و مرزا یوسف	
برادر زادگان مرزا مرحوم	۱۵۰۰ روپے

اس دستخط سے یہ حقیقت بخوبی حراغ ہو جاتی ہے کہ مذکورہ
دعویٰ قابل اعتنا ہے۔

ترجم: مرزا نوشہ نے سب سے پہلے قویہ دعویٰ کیا کہ
مذکورہ شہداء ہی سرے سے جعلی ہے۔ لیکن جب مدعی
کو یہ باور کرایا گیا کہ نواب مرحوم بینک صاحب بہادر
نے مذکورہ شہداء کی صحت کی تصدیق کر دی ہے تو اس نے دوسرا دعویٰ یہ کیا کہ جرنل لارڈ ایک بہادر کی مراد و خطا
قریب کاری کے ذریعے حاصل کیے گئے تھے 'اس طرح مدعی کے متنازعہ شخصیت ہونے کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔
سند اعلیٰ برائے حکومت کا مکتوب مورخ ۳۱ دسمبر ۱۸۳۱ء نام
ریڈینٹ دلی
ششم: جناب سند بینکائن صاحب بہادر کا مکتوب
نظام ایجنٹ برائے گورنر جنرل بہادر مورخ یکم مئی
۱۸۳۲ء جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے دفتر بڑا کے ریکارڈز میں موجود نہیں۔ البتہ میں خط کے منسلک کا ترجمہ منسلک کر رہا
ہوں جو اس خط کی نقل ہے جو مدعی کو پہنچانے کے لیے بھیجا گیا تھا۔

آپ کا مخلص
(دستخط) بی۔ ٹی۔ منگٹ
ایجنٹ برائے گورنر صاحب بہادر بی۔ ٹی۔ منگٹ
دلی ایجنسی
مورخ ۳ دسمبر ۱۸۳۵ء

(۶۹)

گورنر جنرل صاحب بہادر کی ہدایات کے تحت جناب معتمد میکنائین کی جانب سے یکم مئی ۱۸۳۲ء کو اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ کو تحریر کیے جانے والے مکتوب کا ترجمہ

تپ کی جانب سے مل ہی پیش کی گئی عرضداشت میں تپ کی درخواست کہ لاڈلیک صاحب بہادر کی رپورٹ مورخہ ۳ مئی ۱۸۳۶ء کی روشنی میں ماہانہ پیش میں جو کہ تپ کو فیروز پور کے جاگیردار نواب خٹن الدین خاں کی جانب سے مل رہی ہے اضافے کا معاملہ ان دستاویزات کی روشنی میں جو آپ کی عرض کے ساتھ ملحوظ ہیں "دوبارہ برائے مشکلات پیش کیا جائے" منظور کی جا چکی ہے۔ دستور کے مطابق متعلقہ ہملہ دستاویزات کا ترجمہ کروانے کے بعد فضیلت ماہ گورنر جنرل لاہور و ملیمہ جنگ صاحب بہادر کے حضور پیش کیا گیا۔ نیز مقدمے سے متعلق دیگر دستاویزات کا بھی از سر نو جائزہ لیا گیا۔ محل ازیں ہاکمز صاحب بہادر قائم مقام ریڈیفنٹ دہلی کے عہد میں جب حکومت نے اس مقدمے کے متعلق رپورٹ طلب کی تھی "نواب خٹن الدین خاں نے ایک شہد داخل کیا تھا جس پر فضیلت ماہ گورنر جنرل لاڈلیک صاحب بہادر کے دستخط اور مرثیت تھی۔ اس کے ذریعے نواب سومروف نے یہ ثابت کیا تھا کہ آپ اور آپ کے چچا نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کے دیگر درمیان مبلغ ۵ ہزار روپے سالانہ سے زائد رقم کے قصاص حق دار نہیں۔ مذکورہ دستاویز میں معاملہ باقاعدہ ملے پا چکا ہے۔ علاوہ ازیں اصل دستاویز جسے آپ نے جعل قرار دیا ہے تصدیق کے لیے بھیجی کے گورنر سرحد نیگم صاحب بہادر کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی جو لاڈلیک صاحب بہادر کے زمانے میں ہونے والی تمام سرکاری کارروائیوں سے بہ حسن و خوبی واقف رہے ہیں سرحد نیگم صاحب بہادر نے اس دستاویز کو اصلی قرار دیا ہے۔ بایں ہمہ "نائب صدر ان کوئٹل (سری۔ ٹی۔) - حلف صاحب بہادر نے اس ضمن میں اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ مبلغ دس ہزار روپے کی معافی ذرا استغاری کے حوالے سے جس معاہدے کے تحت نواب احمد بخش خاں لود اس کے جائز ہیں اس امر کا شک ہے کہ وہ نصر اللہ بیگ خاں مرحوم کے اقربا کو ذرا کمالات مہیا کریں گے اس کی رو سے نصر اللہ بیگ خاں کے درمیان کو وہ تمام کی تمام لود کرنے کے پابند نہیں نیز یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ حلقہ شدہ گرفت کے ضمن میں لاڈلیک صاحب بہادر سے نواب احمد بخش مرحوم نے دوسری شدہ حاصل کر لی جس میں نصر اللہ بیگ کے درمیان کے مطالبوں کو ۵۰۰۰ روپے تک محدود کر دیا گیا تھا۔

چنانچہ فضیلت ماہ گورنر جنرل صاحب بہادر، فضیلت ماہ نائب صدر این کونسل کے خیالات سے کلی پر اتفاق فرماتے ہیں۔ لہذا ایسی صورت حال میں نواب شمس الدین خاں سے آپ کا موجودہ پیشن میں اضافے کا مطالبہ سراسر تاروا ہے اور جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر کی عطا کردہ سند جس میں مختلف حصہ داروں کے نام مخصوص رقم کا اتواراج موجود ہے بالکل صحیح ہے۔

(ترجمہ بمطابق معنی)

(درحفظ) اے سنی۔ مختلف

ایکٹ برائے گورنر

☆ ایڈیشن شمس دیکارڈ لندن۔ زیر کلی نو آراء۔ ایف / ۲ / ۱۹۸۴ بروز کلکتہ نمبر ۶۵۴

(۷۰)

مسب ہدایت دہلی کے ایکٹ کو مطلع کیا جاتا ہے چونکہ اسدائے خاں کے دعوے کی تحمل جانچ پڑتال کر لی گئی ہے اور اسے سرکار عالیہ نے مسترد کر دیا ہے اس لیے مزید احکامات کی ضرورت نہیں۔ حکلف صاحب بہادر سے استدعا کی جائے کہ وہ خاں موصوف کو مطلع کر دیں کہ فیوڈلر کے جائیداد کے ساتھ ملے شدہ معاہدے پر ان کا اعتراض بالکل ناروا ہے۔

(نقل مطابق اصل)

دھلا) آر۔ ایچ۔ سنگھ

قائم مقام منسٹری

حکومت آگرہ

نہ اخذاً اٹلی ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ایف / ۳ / ۱۹۴۳ء رازر ٹیکس فیوڈلر

(۷)

حکومت انگریز کے سیاسی شعبے میں ہونے والی کارروائی پایت ماہ اکتوبر ۱۸۳۵ء کی اشاریوں اور

بیانات سے اقتباس

معرہ ۱۴ فروری ۱۸۳۶ء

اسد اللہ خاں کی وہ عرضداشتیں موصول

ہوئیں۔ جن میں سائل نے یہ موقف اختیار کیا ہے

کہ وہ لعل اللہ بیگ خاں کا وارث ہے اور اسے

فیروزپور کی جاگیر سے لہو نواب خٹس الدین خاں کی

تحويل میں ہے اُس ہزار روپے سالانہ بخش ملتی

چاہیے۔ لیکن اس کے برعکس مئی ۱۸۳۶ء سے اسے

صرف تین ہزار روپے سالانہ ملتے رہے ہیں۔ چنانچہ

دہلی نے یہ التماس کی ہے کہ اسے بھاریات نواب کی

اس مجموعی رقم سے شے چاہئیں جو حکومت کو سرکاری

قرضے کے طور پر دی گئی ہے۔ سائل نے

یہ موقف بھی اختیار کیا ہے کہ نواب خٹس الدین خاں کے والد نے حمایت خطیہ طور پر فیروزپور کی جاگیر حاصل کی تھی۔

کافذات کے معاملے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ اسد اللہ خاں کے دعوے کی پہلے بھی چوری طرح

جالی پڑائی کی جا چکی ہے اور سرکار نے اسے مسترد کر دیا تھا۔ اور دہلی کے ریڈیٹ صاحب ہمار کو ہدایت کی گئی تھی

کہ وہ مذکورہ شخص کو مطلع کر دیں کہ جاگیردار فیروزپور کے خلاف اس کا دعویٰ سراسر ناروا ہے۔

جراگراف نمبر ۳۳:

فیروزپور کے جاگیردار نواب خٹس الدین خاں کے خلاف

اسد اللہ خاں کے دعویٰ سے متعلق

کارروائی مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۳۵ء نمبر ۳۰ تا ۳۴

کارروائی نمبر ۳

مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۸۳۵ء

مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۳۵ء

کارروائی نمبر ۳۳ تا ۳۵

حوالہ مجموعہ دستاویزات نمبر ۱۱۱۱/۱۱۱۱/۱۱۱۱:

یہ موقف بھی اختیار کیا ہے کہ نواب خٹس الدین خاں کے والد نے حمایت خطیہ طور پر فیروزپور کی جاگیر حاصل کی تھی۔

کافذات کے معاملے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ اسد اللہ خاں کے دعوے کی پہلے بھی چوری طرح

جالی پڑائی کی جا چکی ہے اور سرکار نے اسے مسترد کر دیا تھا۔ اور دہلی کے ریڈیٹ صاحب ہمار کو ہدایت کی گئی تھی

کہ وہ مذکورہ شخص کو مطلع کر دیں کہ جاگیردار فیروزپور کے خلاف اس کا دعویٰ سراسر ناروا ہے۔

(۷۲)

بخدمت گرامی : جی، اے، بش بائی صاحب بہادر
 معتمد برائے لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر
 شمال مغربی صوبہ جالت، شعبہ سیاسی امور

جناب عالیہ

فضیلت ماب گورنر جنرل بہادر ہند ان کو قتل کی ہدایت کے مطابق آپ کی خدمت میں اعراض یک خان کے برادر زاہد اسد اللہ خان کی اصل عرضداشت اور اس کے منسلک ارسال کیے جا رہے ہیں تاکہ حسب ضرورت احکامات صادر کیے جاسکیں۔

مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت بھی کی گئی ہے کہ معتمد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر اپنے مکتوب مورخہ ۳۷ جنوری ۱۸۳۱ء تمام معتمد سو قس صاحب بہادر کے ذریعے اس مقدمے پر باقاعدہ فیصلہ صادر ہو جانے کی اطلاع دے چکے ہیں۔ مذکورہ خط کی نقل برائے حوالہ منسلک ہے۔

آپ کا قلم

فورت ولیم

۲۳ مئی ۱۸۳۶ء

(درجہ اولیو) ایچ، میکٹان
 معتمد برائے حکومت ہند

بہادری گورنمنٹ آف انڈیا، دہلی ریڈیل ٹی ایڈ ایجنسی ریکارڈز اینڈ سٹیمپس ڈیپارٹ

(۷۳)

عاجزانه عرضداشت اسد اللہ خان، برادرزادہ نصر اللہ بیگ خان مرحوم

بخدمت گرای :

فضیلت ماب لارڈ جی آکلینڈ صاحب بہادر، بی سی پی کے سی پی (۳۵)

گورنر جنرل ہند فورٹ ولیم

بعض عرض جناب عالی

یہ فدوی نہایت سربازانہ عرض گزار ہے کہ حضور والا اس کے مقدسے کے تمام متعلقہ کثافات پر ہمدردانہ غور فرما کر فدوی کو پہنچنے والے قصاصات کی خطائی کے امکانات صادر فرمائیں گے۔

دوم : یہ فدوی بہ نفس نفیس نکلے آکر اور آپ کے انصاف کے در دولت پر حاضری دے کر جناب والا کی خدمت اقدس میں چند سرورشات پیش کرنے کا حتمی ہے۔ لیکن نہایت تاسف کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑ رہا ہے فراہمی صحت کی وجہ سے طویل سزا اختیار کرنا فدوی کے بس میں نہیں ہے۔

سوم : ۱۸۷۸ میں جب ڈیپٹی 'پی' کیلئے صاحب بہادر (۳۶) نکلے تو جناب صدر کے عہدہ پر فائز تھے فدوی نے ان کے حضور اپنی گزارشات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ حضور والا نے فدوی کو ہدایت فرمائی تھی کہ قائم مقام ریڈیٹنٹ صاحب بہادر کی بحالت میں اپنی درخواست پیش کرے۔ لیکن ابھی تک فدوی کے ساتھ کوئی انصاف نہیں ہو سکا۔

اس ضمن میں حکومت کے متعدد امکانات مختلف وقتوں میں دہلی کے کئی ریڈیٹنٹ صاحبان کی رہبرداری اور فدوی کی جانب سے پیش کی گئی عرضداشتیں نکلنے کے دفتری ریکارڈ میں موجود ہوں گی۔

چہارم : حضور والا ان کو نسل کی خدمت میں فدوی اپنی یہ عرضداشت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ تمام متعلقہ کثافات و امکانات کی نقول بھی شملک کر رہا ہے۔ جن کثافات کی نقل یا ثقی فدوی کے پاس موجود نہیں انہیں علیحدہ سے ایک یادداشت کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ کثافات حکومت کے دفتر خانہ نکلنے کے ریکارڈ سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

پنجم : یہ فدوی حضور والا سے انصاف کا طلب گار ہے اور سربازانہ عرض گزار ہے کہ حضور والا فضیلت ماب شاہ برطانیہ کے نمائندے کی حیثیت سے فدوی کے مقدسے کا ہمدردانہ جائزہ لیں گے اور انگریز بہادر کے دستور مساوات کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

ششم : حضور والا ان کو نسل کی خدمت اقدس سے یہ فدوی نہایت دل برداشتگی کے عالم میں آپ کی خصوصی توجہ

ان امور کی جانب مبذول کرانے کے لیے یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ مقامی حکام (مستند صاحبان اور ایجنٹ صاحبان) نے فدوی کے مقدمہ کو ختم کر دیا ہے اور اس کے ساتھ باضابطہ فیصلے کیے گئے ہیں چنانچہ فدوی کو یقین واثق ہے کہ مذکورہ افراد کو ملوث کیے بغیر اس کے مقدمے کا جائزہ لیا جائے گا اور حضور والا مذکورہ کثافات کی بنیاد پر اپنا فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

انتہم: فدوی نے اپنے مقدمے کے سلسلے میں تمام کوائف اس عرضداشت میں پیش کر دیے ہیں۔ مزید برآں حضور والا کے ملاحظے اور احکامات کی خاطر تمام دعوے ایک علیحدہ درخواست میں پیش کیے گئے ہیں۔
فدوی آپ کی درازی عمر اور خوشحالی کے لیے دعا گو رہے گا۔

محمد اسد اللہ خان برادر زادہ نعر اللہ بیگ خان جاگیردار سوکھ سونا

دہلی

۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء

مکرر آنکھ :

حضور والا کا درخواست گزار آپ کی جناب میں یہ گزارشات ارسال کرنے کے بعد اس فکر میں غلطیاں و جھپاں رہے گا کہ آیا یہ کثافات فیصلت باب کے رد میں پیش کیے گئے یا نہیں؟ چنانچہ فدوی کی یہ مودبانہ درخواست ہے کہ اسے یک سطر رسید سے مطلع فرمایا جائے۔

فدوی نہایت ادب سے انتہاس گزار ہے کہ حضور الامتات اس مقدمے کے ضمن میں جو بھی فیصلے و فتاویٰ صادر فرمائیں ان سے اعتراف کو مطلع کیا جائے۔ (تحقیقات کے بعد جو بھی حکم جاری ہوں) اس لیے کہ مقامی حکام جن کے فیصلے کے خلاف یہ اپیل کی گئی ہے اگر اس کے مقدمہ کے بارے میں کوئی محکمہ رپورٹ دیں گے تو وہ ان کا شافی جواب دے سکے گا۔

محمد اسد اللہ خان

برادر زادہ نعر اللہ بیگ خان جاگیردار سوکھ سونا

مکرر ۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء

(۷۴)

کیا اس مقدمے کا بار بار فیصلہ نہیں ہوا ہے؟

(درجہ اولیٰ)

شعبہ سیاسی کو ارسال کیا گیا۔

بھکم (گورنر جنرل)

(درجہ اولیٰ)

۲۸ اپریل ۱۸۳۶ء

ذاتی مستند

درج بالا حکم مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۳۶ء والی درخواست پر تحریر کیا گیا تھا۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریفرنڈم کمیٹی کی ویب سائٹ پر ریکارڈز کیس نمبر ۱۱ بی پارت۔ ۱

(۷۵)

اسد اللہ خاں برادر ڈاؤن نصر اللہ بیگ خاں کی عاجزانہ عرضداشت

بخدمت گرامی: فضیلت ماب لارڈ جی آکلیڈ ہلورٹی سی بی کے سی بی ان کونسل
گورنر جنرل ہند، فورٹ ولیم

سز عرض جناب عالی

فدوی مودیہ عرض گزار ہے کہ اسے قانونی برائوں سے جو غلط قانون کے لیے بنائی گئیں ہیں، کما حقہ انصاف حاصل نہیں ہو سکا۔ چنانچہ حضور والا ان کونسل کی خدمت میں جرنیل لارڈ ایک ہلورٹی کی اس رپورٹ کا اقتباس ارسال کر رہا ہے جو موصوفے ۳ مئی ۱۸۹۶ء کو سپریم کونسل میں پیش کی تھی۔ اس رپورٹ کی اصل اور اس پر گورنر جنرل ان کونسل کی تصدیق و توثیق و تفرغہ نکلنے کے دیکھاؤ میں موجود ہیں۔

دوم: مذکورہ دستاویز کے مطالعہ کے بعد یہ واضح ہو جائے گا کہ فدوی کے بچا نصر اللہ بیگ خاں، جاگیردار سوگھ سونہا کی وفات کے بعد مذکورہ الحاکم حکومت کے قبضے میں آگئی تھیں۔ تاہم فضیلت ماب لارڈ ایک صاحب ہلورٹی نے جاگیر کے عوض نصر اللہ بیگ خاں کے متعلقین واقفہ کی پرورش و پرداخت کے لیے ثواب احمد بخش خاں کی جاگیر سے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ کی امداد عطا فرمائی تھی اور گورنر جنرل صاحب ہلورٹی ان کونسل نے اس کی توثیق فرمادی تھی۔

سوم: نصر اللہ بیگ خاں کی وفات کے وقت ان کے ورثہ کی کل تعداد چھ تھی، یعنی ایک والدہ، تین بیٹیں اور دو بھتیجے (ان کے بھائی کے بیٹے) یہ فدوی اور اس کا بھائی۔ چند سال بعد نصر اللہ بیگ خاں کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ بقیہ پانچ ورثہ بچہ حیات ہیں۔

چہارم: اپنے بچا کی رحلت کے بعد فدوی اور اس کے اقبا کو احمد بخش خاں کی جاگیر سے حکومت کی طرف سے نقص کیے گئے مبلغ دس ہزار میں سے کل صرف تین ہزار روپے سالانہ ملے رہے اس طرح فیوضہ کے جاگیردار نے حکومت انکسار پر نہیں بلکہ دھوکہ دہی سے مبلغ سات ہزار روپے سالانہ کی کٹوتی کر دی۔

پنجم: ثواب خمس الدین خاں کی یہ جاگیر اپریل ۱۸۹۵ء تک اس کی تحویل میں رہی اور مئی ۱۸۹۵ء سے حکومت نے

اسے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ سات ہزار روپے سالانہ کے حساب سے مئی ۱۸۸۶ء سے اس وقت تک جب تک مرحوم جاگیردار کے پاس رہی فدوی کے ۲۹ سال کے بقایا بات جاگیردار کے ذمہ بنتے ہیں۔

ششم: یہ فدوی عرض گزار نے کہ گذشتہ انتیس برسوں کی واجب الادا رقم مبلغ ۳۰۳۰۰۰ روپے جس الدین خان کی ۱۸۸۵ء سے اس وقت کے واقعے جائیں جو حکومت کی وصولی میں ہے اور یہ کہ ماہ مئی ۱۸۸۵ء سے فدوی کو سرکار نے اس کی حقین رقم مبلغ دس ہزار سالانہ ادا کی جائے۔

ہفتم: اگر حضور والا مذکورہ بالا نہ بخلی خان کے ورثہ کو واپس کرنا ضروری تصور کریں تو ان حالات میں فدوی کا احتمال ہے کہ انہیں یہ ملکیت ثواب لارڈ الیک صاحب بہادر کی وضع کردہ اصل شرائط کے تحت دی جائے گی۔ مزید برآں فدوی کی یہ تجویز ہے کہ مذکورہ جاگیر سے ذرا استعاری کے طور پر مبلغ پچیس ہزار روپے سالانہ منفا کر کے سرکاری خزانے میں جمع کروا دیے جائیں۔ مذکورہ رقم میں مبلغ پندرہ ہزار روپے تو وہ ہیں جو حکومت نے پچاس اسپ سواروں کی دیکھ بھال کے لیے حقین کیے تھے فدوی کا یہ احتمال ہے کہ یہ دست ختم کر دیا جائے گا اس لیے کہ حکومت کو شاید ہی اس کی ضرورت پیش آئے۔ بقید دس ہزار روپے اس فدوی کو سرکاری خزانے سے سال بہ سال ادا کیے جائیں۔

آخر میں فدوی یہ موہنامہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ وسائل کی کمیابی آپ کے حضور پر غصہ نہیں حاضر ہونے میں مانع رہی اور نہ ہی وہ اس قابل ہے کہ وہاں اپنی چوٹی کے لیے کوئی ماہر قانون دان مقرر کر سکے جو فدوی کی جانب سے مقدمے کی چوٹی کر سکے۔ فدوی کے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ حضور والا کی انصاف پروری اور رعایا مستری کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا مقدمہ خود حضور والا کی عدالت میں پیش کرے۔ ہاں جسہ فدوی امیدوار ہے کہ اس پر انصاف کا ورد اذہ بند نہیں کیا جائے گا۔

حضور والا کا عرض گزار آپ کا دعا گو:

محمد اسد اللہ خان

برادر زادہ نھرا اللہ بیگ خان

جاگیردار سوٹک سونا



مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۶ء

(۷۶)

لیفٹیننٹ کرنل میکم صاحب بہادر کے مکتوب محررہ ۳ مئی ۱۸۵۶ء کا اقتباس

جب امیر بخش خان رنجک اور ہریانہ کے علاقے سے دستبردار ہوئے اس وقت لارڈ ایک صاحب بہادر نے ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میوات میں جو اضلاع ان کی تحویل میں ہیں وہ انہیں آئین حیات میں ۲۵ ہزار روپے سالانہ کی ادائیگی پر بطور استمرار مرحمت کیے جائیں گے۔ اس کے فوراً ہی بعد شرائط دیگر خان جو امیر بخش خان کے عزیز تھے وفات پا گئے۔ چنانچہ جاگیردار کو سوکھ اور سونا کے جو اضلاع مرحمت کیے گئے تھے وہ واپس لے لیے گئے۔ لیکن حکومت نے یہ ضروری تصور کیا کہ مرحوم کے بھائی اور ان کے خاندان کی کفالت کا کچھ نہ کچھ بندوبست کیا جائے۔ اور اس بات کی اہمیت یوں بھی دو چند ہو گئی کہ اسپ سواروں کے بے قاعدہ دستے کو ختم کرنا ضروری سمجھا گیا۔ مذکورہ دستے میں مرحوم کے خاندان کے کئی افراد ملازم تھے۔ علاوہ ازیں "دشمن سے تعلق رکھنے والے ایک دو افسر بھی حمایت اور تحفظ کے وعدے پر اس دستے میں شامل تھے۔ ان امور کی ناگواریت کو کم سے کم کرنے کے لیے حضور (۱) لارڈ ایک) نے مناسب خیال کیا کہ لواب امیر بخش خان کو اس معاملہ میں رعایت دی جائے چنانچہ انہیں چودہ ہزار روپے ادا کرنے کا پابند کر دیا گیا۔

امیر بخش خان کے زیر تسلط علاقے کی صورت حال "وہاں کی جنگجو پرورد حالت" حکومت کو ادا کی جانے والی مختصر ترین مال گزاری اور موصوف کی خدمت کے پیش نظر رعیت ماب نے انہیں پیش کش کی کہ اگر وہ اپنے تمام معاہدات سے دستبردار ہو جائیں "زیر تسلط علاقے میں امن و سکون بحال رکھنے اور بوقت ضرورت بچاس اسپ سوار مہیا کرنے کا وعدہ کریں تو انہیں جملہ مال گزاری سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے گا اور انہیں موجودہ جاگیر انہی شرائط پر مرحمت کردی جائے گی جن پر نہایت علی خان اور صو خان کو دی گئی تھی" انھوں نے یہ پیش کش بہ رضا و رغبت قبول کر لی۔ جرنیل لارڈ ایک صاحب بہادر کے ایما پر سند کا مسودہ شلک کر رہا ہوں جو انہی خطوط پر تیار کیا گیا ہے جن پر عمل ازیں مذکورہ بالا دو جاگیرداروں کے لیے ہوا تھا۔

مجھے تفصیلات ماب لارڈ ایک صاحب بہادر نے ہدایت فرمائی ہے کہ میں امیر بخش خان کی اس درخواست کی نقل اور اس کا ترجمہ ملوث کروں جو انہیں (۱) لارڈ ایک) موصول ہوئی تھی۔ امیر بخش خان "سویڈ" اور "نوج" کے جو اضلاع

اپنی تحریر میں لپٹے کے آمزدہ مند ہیں وہ نریخ اڑی کے جج تھو چند دھری کو زیادہ حاصل کے عوض تین سال کی مدت کے لیے مٹا کر دیے گئے ہیں۔

لفیہات ماب (جرنیل ڈارلینگ) ایسے طریق کار سے آگاہ نہیں ہیں جس کے تحت گورنر جنرل بھادر کی کونسل عالیہ ان صوبوں کے معاملات حل کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ چنانچہ موصوف نے امرو بخش خاں سے ایسی کوئی بات بیان نہیں کی ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ ان کی درخواست پر عمل درآمد ہو چکا۔ تاہم عزت ماب نے مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت کی ہے کہ اگر مذکورہ صوبہ جات کو فی الفور اپنی انتظامیہ کے ذریعہ تھیں کے بغیر سرکار برطانیہ کے لیے ادریہ منفعت بنائے جائے یا اس کی طاقت کا سرچشمہ بنائے جائے کے لیے کوئی متبادل انتظامات کیے جاتے ہیں تو ایسی صورت حال میں ان (ڈارلینگ) کی نظر میں امرو بخش خاں سے بڑھ کر کوئی اور دیسی جاگیردار نہیں جس کے ساتھ پراچہ اور تسلی بخش انداز میں معاملات طے کیے جاسکیں۔ اس لیے کہ وہ اعلیٰ چنپہ عمل و دہانت کے مالک ہیں۔ انھیں ملک میں اچھا خاصا اثر و رسوخ حاصل ہے اور وہ (نواب امرو بخش خاں) سرکار برطانیہ (عزت ماب ڈارلینگ کو یقین ہے) کے مخلص اور وفادار ہیں۔

(نقل برطانیہ اصل)

(روحیہ) ایلچو۔ ایچ۔ بیکٹاش

قائم مقام معتمد اعلیٰ برائے حکومت

(نقل برطانیہ اصل)

(روحیہ) ایم۔ بلیک

معاون اول برائے قائم مقام گورنر جنرل

☆ پنجاب گورنمنٹ کراچی۔ دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن ایجنسی ریکارڈز۔ کسٹم بھروالی پارٹ - ۱

(۷۷)

یادداشت

درخواست گزار مسی احمد اللہ خان مودیانہ عرض کرتا ہے کہ فضیلت باب گورنر آگرہ نے سابقہ عرضداشتوں کا مطالعہ فرمانے کے بعد ٹی ٹی مکلف صاحب بہادر کو ہدایت فرمائی تھی کہ موصوف دہلی ریذیڈنسی کے جملہ ریکارڈ کا جائزہ لے کر ندوی کے مقدمے کی رپورٹ مرتب کریں۔ چنانچہ مذکورہ امکانات کے پیش نظر ندوی نے گورنر آگرہ صاحب بہادر کے حضور دو درخواستیں سرکاری (انگریزی) ڈاک کے ذریعے روانہ کی تھیں۔ ان کی نقل کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نوٹ: مجموعہ بالا عرضداشتیں صفحات ۱۳۹ تا ۱۵۰ اور صفحات ۱۵۲ تا ۱۵۳ پر ہیں۔

(۷۹)

عاجزانه عرضداشت اسد اللہ خان

بخدمت کرامی: فضیلت باب الیکزادر اس (۳۷) گورنر آگرہ

بعض عرض جناب عالی!

فدوی نے گذشتہ بلا آکٹوبر میں جو یادداشتیں ارسال کی تھیں ان کے حوالے سے چند اہم نکات حضور والا کے ملاحظے اور خصوصی توجہ کے لیے پیش کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔

فہر میں یہ خبر گرم ہے کہ ٹی ٹی مٹاف صاحب بہادر نے جب سے انکیت کا عہدہ سنبھالا ہے۔ انہوں نے یہ طریقہ کار اختیار کیا ہے کہ وہ دفتر کے قاری عملہ کو حکام کی جانب سے موصول ہونے والے معلومات کے خلاصے تحریر کرنے کے لیے کہتے ہیں اور اسی بنیاد پر اپنی رپورٹ تیار کرتے ہیں۔ فدوی متحس ہے کہ اس کے مقدمے کے ضمن میں حضور والا مذکورہ افسر کے دفتر سے موصول ہونے والی کسی رپورٹ کو قابل اعتنا سمجھ کر فیصلہ صادر نہ فرمائیں۔ فدوی کس مہری کے عالم میں ہے اور مذکورہ عملے کو خوش کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا، لہذا یہ لوگ اس کے ساتھ معاونانہ رویہ رکھتے ہیں اور مقدمے کا تبصرہ غلامہ پیش کرتے ہیں۔

یہ کہ سر جون ہیکم صاحب بہادر نے اصل فضیلت باب لارڈ لیک صاحب بہادر کی سرور و دخل کی تصدیق فرمائی ہے، جس سے فدوی انکار نہیں کرتا۔ لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ سب کچھ حاصل کس طرح ہوا؟ یہ بات واضح ہے کہ مذکورہ شق (سورڈ ۷ جوی ۱۸۸۶ء) جعلی ہے اور جیسا کہ فدوی اپنی ایک یادداشت میں وضاحت کر چکا ہے، یہ قریب ہی کے ذریعے حاصل کیا گیا تھا ایسی صورت حال میں جب گورنر جنرل ان کو نسل نے مبلغ دس ہزار روپے بلور گزارا ہوا کہنے کی منظوری مرحمت فرمادی تھی لارڈ لیک صاحب بہادر اس کے معافی حکم کیوں کر صادر کر سکتے تھے۔ مزید برآں، فدوی کے لیے خوش آئند بات یہ ہے کہ ایسی کوئی دخلچہ موجود نہیں ہے جس سے زیر بحث دھند کے حلقے ساتھ انکالیت کی نفی ہوتی ہو۔

یہ کہ احمد بخش خان نے جس قریب و برآکاری کے ذریعے مذکورہ شق حاصل کیا ہے اس پر مزید کچھ کہنے کی

شہادت نہیں۔ فدوی کو کال محمود سے ہے کہ مذکورہ جائیداد کے سرکار برطانیہ کی تحویل میں چلے جانے سے بعد وہ (دفتر کے اہلکار) احمد بخش خان کی چال بازی کے دام میں نہیں آئیں گے نہ ہی فدوی کو اس کے ان حقوق سے محروم رکھیں گے جو لارڈ ایک صاحب بہادر کی رپورٹ مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۸۶ء کے بموجب جانتی ہیں۔

یہ کہ فدوی انصاف کی عدالت میں مورخانہ عرض "۱۰" سے کہ ایسا معاہدہ اور اسقام سے پر شقہ جس کی نقل کسی بھی سرکاری دفتر میں دستیاب نہ ہوتی ہو کسی صورت میں بھی قرض اٹھانا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ فدوی مورخانہ عرض گزار ہے کہ حضور والا ازراہ قراڑش، انسان دوستی اس کے مقدمے کا جائزہ لیں اور اپنی بے لاگ رائے کا اظہار فرمائیں۔

فدوی حضور "۱۰" کے لئے دعا کر رہے تھے۔

دلی

۱۳ دسمبر ۱۸۹۳ء

(درجہ)

اسد اللہ خان

۱۰ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دلی ریڈیو سٹیشن ایچ بی۔ بکادانہ۔ یکم ستمبر ۱۹۰۹ء۔ لی رپورٹ ۱۰

(۸۰)

سیاسی کارروائی، آگرہ پریذیڈنسی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۳۵ء سے اقتباس

انتظامات صادر کرنے کی ضرورت نہیں!
(نقل بمطابق اصل)

آر۔ ایچ۔ سکاٹ
تاقم مقام معتمد برائے حکومت
آگرہ

مذکورہ بالا حکم اسد اللہ خان کی درخواست مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۳۵ء پر دیا گیا ہے۔

☆ خطبہ آئیں دیکھاؤں، لندن۔ فیبر آئی او آر۔ ایف / ۳ / ۱۸۳۳ پورٹل کینکشن فیبر ۱۸۳۳

(۸۹)

عاجزاتہ عرضداشت اسد اللہ خان برادر زاوہ نصر اللہ بیگ خان

بخدمت گرامی :

فضیلت باب الیکٹریٹر داس مگور نر گمہ

بعز عرض جناب عالی

نمایندہ سوداگر عرض ہے کہ فدوی نے ۳۰ جون ۱۸۳۵ء کو آپ کی خدمت میں دو عرضداشتیں ارسال کی تھیں اور یہ گزارش کی تھی کہ ٹی بی ملک صاحب بہادر کی جانب سے رپورٹ موصول ہونے پر حضور والا اسے درخور اعتناء نہ سمجھیں گے 'فدوی آپ کی خصوصی توجہ و درخواست کی آخری طور کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہے اور یہ ترجیح رکھتا ہے کہ آپ ازراہ نوازش اگرہ کے گورنر صاحب بہادر کے ایجنٹ عظیم دہلی کو حکم صادر فرمائیں گے کہ فدوی کی مطلوبہ رقم مبلغ = ۳۰,۰۰۰ روپے جس الدین خان مرحوم کی اس رقم مبلغ = ۳۰,۰۰۰ روپے سے منہا کر لیے جائیں جو حکومت کی تحویل میں ہے اور یہ رقم سرکاری خزانے میں جمع کراوی جائے تاکہ معنی کے قرض خواہوں میں تقسیم کیے جانے سے محفوظ رہے۔

یہ کہ حضور والا کی اطلاع کی خاطر فدوی یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہے کہ احمد بخش خان جو رئیس (سلطان تین ہزار روپے) فدوی اس کے بھائی اور نصر اللہ بیگ خان کی تین بہنوں کو لوا کیا کرتا تھا اسی کے ہتھیاہت فیوڈر کے حاصل سے واجب اٹھوا ہیں۔ فدوی سوداگر و درخواست کرتا ہے کہ آپ ازراہ نوازش ٹی بی ملک صاحب بہادر کو یہ حکم صادر فرمائیں گے کہ وہ ریاست کے حاصل سے یہ ہتھیاہت دوائیں۔

یہ کہ فدوی نے مذکورہ ہتھیاہت کی ادائیگی اپریل ۱۸۳۵ء تک اس لیے محدود رکھی ہے کہ یہ جاگیر مولہ تارخ تک مرحوم جاگیردار کی تحویل میں تھی اور ماہ اگلے سے اس ریاست کا حکومت سے الحاق ہو گیا تھا۔

فدوی نے اپنے اور اہل خاندان کے تین ہزار روپے سالانہ کے ہتھیاہت کا مطالبہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا

پہ کیا ہے: اولاً: فدوی مذکورہ مدت تک کے حسابات بے باقی کیے جانے کے لیے فکر مند ہے اور چاہتا ہے: "فدوی اور اس کے اہل خاندان کو گزر بسر کے ذرائع مہیا ہوں تاکہ اس معاملہ کا جو آپ کی عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے، فیصلہ حتمی طور پر صادر ہو جائے۔"

آپ کا قریباہو رادر
(درحفظ) اسد اللہ خاں

دہلی
۱۱ دسمبر ۱۹۳۵ء

(۸۲)

نوٹ

فدوی اسد اللہ خان سوہانہ عرض گزار ہے کہ اس کے مقدمے کی ہدایت مذکورہ بالا درخواست اور گورنر صاحب بہادر آگرہ کے ایجنٹ عظیم دہلی کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد قضیات ماہ گورنر آگرہ نے یہ احکامات صادر فرمائے کہ چونکہ قبل ازیں اس مقدمے کی سماعت کلکتہ کی کونسل عالیہ میں ہو چکی ہے لہذا ان کی عدالت میں اس کی سماعت نہیں ہو سکتی۔

نواب گورنر بہادر آگرہ کے یہ احکامات سر آکھوں پر۔ لیکن فدوی یہ خودی سمجھتا ہے کہ اس مقدمے سے متعلق تمام کثافات کی نقول گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کو پیش کرے اور بے لاگ فیصلے کا اہم وار ہو۔ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل ان عرضداشتوں اور دستاویزات جن کی تفصیل درج ذیل ہے، کا جائزہ لینے کے بعد مذکورہ مقدمے کی ہدایت کماحقہ 'آگاہ ہو جائیں گے۔

۱۔ فدوی کے مقدمے کے متعلق سر ایڈورڈ کول ہوک صاحب بہادر کی حکومت کو رپورٹ اور حکومت کی طرف سے دیا گیا جواب فرانسس ہاکمز صاحب بہادر کی رپورٹ اور حکومت کی جانب سے جواب۔

فدوی کی انگریزی میں دو درخواستیں جو سرکار عالیہ کی خدمت میں پذیریدہ سرکاری (انگریزی) ڈاک روانہ کی گئی تھیں اور سرجن بیگم صاحب بہادر کے نام حکومت کا خط اور موصول کا جواب۔

گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل ہر دستاویز کا بلور جائزہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل نکات سے واقف ہو سکیں گے:

اول: فدوی نے شد کو مرتبا جعلی قرار نہیں دیا ہے بلکہ یہ عرض بھی کیا ہے کہ اس کا انگریزی رپورٹ کے ساتھ نقل کیا جائے۔

دوم: سرجن بیگم صاحب بہادر نے تو محض لارڈ ایک صاحب بہادر کی مراد و خط کی ہی تصدیق کی ہے۔ لیکن موصول نے انگریزی رپورٹوں کی قطعاً نفی نہیں فرمائی ہے۔

(۸۳)

بخدمت گرامی: عزت مآب جناب سی گبزن صاحب بہار
معاون خصوصی فیوز پور ٹیکس

جناب عالی!

فدوی بعد الفکار آپ کی اطلاع کے لیے مدد درج ذیل نکات پیش کرنا چاہتا ہے:

خواجہ حالی کے لڑکے خواجہ شمس الدین اور خواجہ بدر الدین جنہیں نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مبلغ دو ہزار روپے سالانہ ملنے رہے ہیں، وہ ”مبا“ ”نبا“ کسی طرح بھی نعرالہ بیگ خان سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان دونوں افراد کا والد نعرالہ بیگ خان کا ملازم اور پچاس اسپ سواروں کا بھدار تھا۔ لاڈلیک صاحب بہار کے ساتھ نواب احمد بخش خان کا بھرمعہدہ ہوا تھا اس کی رو سے وہ اس امر کے پابند تھے کہ مذکورہ دستے کی اپنی جاگیر سے کفالت کرتے تاکہ سرکار برطانوی کی ضرورت کے وقت یہ خدمت سرانجام دے۔ اگرچہ نواب احمد بخش خان خواجہ حالی کو ماہانہ دو ہزار وظیفہ دیتے رہے لیکن اسے پیشہ ورانہ ذمہ داریوں سے سکدوش کر دیا تھا۔ اس سے ”تاثر ابھرا کہ ”حالی“ مرموم نعرالہ بیگ خان کا رشتہ دار ہے۔ باہری انٹرمیشن اسپ سواروں کا بھدار اسی وقت تک اپنے ”سہ“ پر بحال رہ سکتا ہے اور اپنی حقوۃ وصول کر سکتا ہے جب تک اسپ سواروں کا دستہ خدمت گزاری پر مامور ہو۔ لیکن چونکہ نواب موصوف کی جاگیر حکومت کے قبضے میں چلی گئی ہے، یہ بات ابھی تک واضح نہیں کہ آیا یہ دستہ برقرار رکھا جائے گا یا نہیں؟

فدوی نعرالہ بیگ خان کا بھتیجا اور حکومت کا بھی خواہ ہونے کے باوجود حضور والا کو مذکورہ معلومات بجم پہنچانے کا پابند ہے۔ فدوی نے فعلیت مآب صاحب بہار گورنر اعلیٰ کی خدمت اقدس میں پہلے ہی ایک درخواست پیش کی ہے جس میں اپنے حقوق اور دعوے کے حوالے کے ساتھ ساتھ اس معاملے کو عمومی طور پر بیان کیا ہے۔

مذکورہ جاگیر نواب شمس الدین خان کے قبضے میں اواخر اپریل ۱۸۳۵ء تک رہی۔ ۱۵ مئی ۱۸۳۵ء سے حکومت کے ساتھ اس کا اطلاق ہو گیا۔ چنانچہ فدوی کا یہ عندیہ ہے کہ خواجہ شمس الدین اور خواجہ بدر الدین کو مذکورہ تاریخ

تک کے وظائف چاکیر کے حاصل سے ادا کیے جائیں اور مزید ادائیگی اس وقت تک روک دی جائے جب تک حکومت اس ضمن میں حتمی فیصلہ صادر نہ کر دے۔

آخر میں فدوی حضور والا سے گزارش کرتا ہے کہ آپ اس معاملے کے متعلق ضروری انتظامات صادر فرمائیں اور اس کی ایک نقل از راہ کرم آگرہ کے گورنر صاحب ہمارے کو دہلی روانہ فرمائیں اور اگر حضور والا مناسب سمجھیں تو اس کے متعلق اپنی رائے سے فضیلت ماہ گورنر کو بھی مطلع فرمائیں۔

آپ کا تہجدار

دہلی

(دستخط) اسد اللہ خان

اکتوبر ۱۸۶۵ء

(۸۴)

نوٹ

فدوی احمد اللہ سوہا بنہ عرض کرتا ہے کہ اس مکتوب کے مطالعہ سے فضیلت ماہ گورنر جنرل صاحب بہادر ان کونسل کے دو برو فدوی تین نکات برائے ملاحظہ پیش کرنا چاہتا ہے۔

اول: نوآب سی گبز صاحب بہادر کے نام مذکورہ بالا خط ارسال کرنے کے ساتھ فدوی نے ان سے یہ درخواست کی تھی کہ موصول اس کی نقل دہلی کے ایجنٹ صاحب بہادر کی خدمت میں روانہ کر دیں تاکہ وہ اس پر ضروری انتظامات صادر فرما دیں یا اگرہ کے گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں برائے خود روانہ کر دیں۔ مذکورہ خط نہ تو گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں اگرہ روانہ کیا گیا نہ ہی ایجنٹ صاحب بہادر نے اس پر ضروری انتظامات صادر فرمائے۔

دوم: فدوی نے صاحب بہادر گورنر اگرہ کے نام اپنی درخواست میں یہ گزارش کی تھی کہ فیوز پور کی ریاست کے محاصل سے فدوی اور اس کے خاندان کے بھائی بہت ۳۰۰ سو روپے سالانہ کے حساب سے ادا کرنے کے انتظامات صادر فرمائے جائیں۔ لیکن اگرہ کے نوآب گورنر صاحب بہادر نے اس ضمن میں کوئی انتظامات صادر نہیں فرمائے۔

سوم: فدوی نے اپنے مطالبات اگرہ کے نوآب گورنر صاحب بہادر کے ملاحظے کے لیے پیش کیے تھے۔ لیکن فضیلت ماہ نے نہ تو خود اس پر اپنا فیصلہ صادر فرمایا اور نہ ہی کونسل عالیہ کے خود و خواص اور ضروری انتظامات کے لیے نکتہ روانہ کیا البتہ یہ تحریر فرمایا کہ یہ مقدمہ ان کے ہر الٹی اختیار میں نہیں۔ اس پر سرکار عالیہ ہی فیصلہ صادر کرنے کی مجاز ہے۔



احمد اللہ خاں برادر زلو

نھرا لہ بیگ خان

پاکستان سولک سوسائٹی

(۸۵)

سیاسی کارروائی، آگرہ پریذیڈنسی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۳۵ء سے اقتباس

حکم ہوا کہ دہلی کے ایجنٹ سے درخواست کی جائے کہ وہ اسد اللہ خان کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیں کہ ان کی عرضداشت مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۳۵ء حکومت عالیہ کے زیر غور رہی ہے۔ لیکن مذکورہ مقدمہ گورنر جنرل فضیلت باب لارڈ ولیم ہنسٹنک صاحب بہادر کے فیصلے کے مطابق منتایا جا چکا ہے۔

۵۰ اٹلہ آفس، نیکارولا، لندن۔ فیر آئی او آر ایف / ۳ / ۲۲۳۔ بورڈ انکسٹن فبر ۱۵۲۹

(۸۶)

بخدمت گرامی جناب ٹی ٹی مکاف صاحب بہادر
ایجنٹ برائے لینڈنگ گورنر
شمال مغربی صوبہ جات دہلی شعبہ سیاسی

جناب عالی

مجھے یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ آپ امداؤد خان کو اس حقیقت سے مطلع کر دیں کہ ان کی عرضداشت
مورخہ ۲۳ مارچ گزشتہ فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کے زیر غور رہی ہے لیکن مذکورہ مقدمہ گورنر
جنرل فضیلت ماب لارڈ ولیم ہنگام صاحب بہادر کے فیصلے کے مطابق نمٹایا جا چکا ہے۔

آپ کا مخلص

الہ آباد

(درحفظ) جی 'اے' ہش پائی ☆

مورخہ ۱۸ جون ۱۸۳۶ء

☆ جناب گورنمنٹ آف انڈیا دہلی ریجنل کمشنر ایچ ایچ بی کے نمبر ۱۱ پارت ۱۔

(۸۷)

شمال مغربی صوبہ جات کے یقینیت گورنر صاحب بہادر کے شعبہ سیاسی کی کارروائیوں سے

اقتباس مورخہ ۲۵ جون ۱۹۳۶ء

منجانب:

ڈپٹی ایچ بیکنان صاحب بہادر مستند برائے حکومت ہند

نظم دست گرائی:

جناب جی، اے بی ہائی صاحب بہادر مستند برائے فضیلت ماب یقینیت گورنر

شمال مغربی صوبہ جات، الہ آباد شعبہ سیاسی

مورخہ ۱۳ جون ۱۸۸۶ء

جناب عالی

میرے گذشتہ ماہ کی ۲۳ تاریخ کے مراسلہ تسلسل میں مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ اسد اللہ خاں کے اصل کائنات ہو نواب گورنر صاحب بہادر کے ذاتی مستند کے نام ہیں اور ان کے منسلک مورخہ ۲۲ مئی ۱۸۸۶ء آپ کو بھیجوں۔

مزارش ہے کہ دہلی کے ایجنٹ صاحب بہادر کے توسط سے منسلک جواب اسد اللہ خاں کو بھیجا دیا جائے۔ اس کی ایک نقل فضیلت ماب یقینیت گورنر صاحب بہادر کی اطلاع کے لیے لف ہے۔

آپ کا خالص

فورٹ ولیم

(درجہ بالا) ڈپٹی ایچ بیکنان مستند برائے حکومت ہند

۳ جون ۱۸۸۶ء

(۸۸)

منجانب: اسد اللہ خان،

بخدمت گرامی: فضیلت ماب آرمی کالون صاحب بہادر (۳۸)

ذاتی معتد برائے گورنر جنرل، فورٹ ولیم

جناب علیا

فدوی حمایت مودہانہ عرض گزار ہے کہ آپ شک در غراست گورنر جنرل صاحب بہادر ان کو نسل کے غور کے لیے پیش فرما دیں اور آپ سے یہ بھی التماس ہے کہ اس ضمن میں جو بھی احکامات صادر ہوں ان سے ازراہ نوازش دہلی کے اشرف مجاز کو مطلع فرما دیا جائے۔

فدوی بعد ادب التماس گزار ہے کہ اس نے گذشتہ مارچ کی ۲۳ تاریخ کو جو عرضداشت روانہ کی تھی وہ گورنر جنرل صاحب بہادر کے ماتھے سے گزری کہ نہیں؟ یہ حقیقت جاننے کے لیے فدوی سخت فکر مند ہے۔ چنانچہ آپ کی کرم فرمائی ہوئی آرمی ہاؤس میں یک سطحی تحریر سے فدوی کو مطلع فرما دیں تاکہ اس کا تردد رفع ہو۔

آپ کا فرمان بردار

دہلی

قاری سر

(درستخط) اسد اللہ خان

مورخہ ۲۲ مئی ۱۸۳۶ء

(۸۹)

عاجزانہ عرضداشت اسد اللہ خان برادر زاوہ نصر اللہ بیگ خان مرحوم

بخدمت گرامی: فضیلت بابہ لاریتی آکلینڈ صاحب سارور
کے۔ سی۔ پی۔ گورنر جنرل ہند، فورٹ ولیم۔

بہر عرض جناب عالی!

فدوی نہایت سود بان عرض گزار ہے کہ اس نے گذشتہ مارچ کی ۲۳ تاریخ کو حضور والا کی خدمت میں اپنا مقدمہ مع ضروری دستاویزات آپ کے مہربان غور کے لیے پیش کیا تھا۔ کئی ایک دستاویزات جن کی نقول فدوی کو دستیاب نہ تھیں، ایک علیحدہ درخواست میں ان کی تفصیل قلمبند کر دی تھی تاکہ حکومت کے دفتر خانہ نکلت کے ریکارڈ سے حاصل کی جاسکیں۔

فدوی کو گزشت کے ذریعے یہ علم ہوا ہے کہ حضور والا میں دنوں تک معاملات طے کرنے میں بے حد مصروف ہیں۔ چنانچہ فدوی کا گمان ہے کہ اس کے مقدمہ پر ابھی کوئی فیصلہ صادر نہیں ہو سکا ہے تاہم فدوی کو ایسی کوئی غلطی بھی نہیں ہے اس لیے کہ اسے یقین واثق ہے وقت آنے پر حضور والا از روہ نوازش اپنی مشفقانہ توجہ مقدمے پر حضور مہذول فرمائیں گے۔ فدوی کو حضور والا کی رات گرامی سے پوری توقع ہے کہ اسے جائز انصاف طے گا اور اس کے واجبات ادا کیے جائیں گے۔ لیکن کچھ ایسے حالات رونما ہوئے ہیں جنہوں نے فدوی کے ذہن میں کچھ الجھن پیدا کر دی ہے اور اس کے ازالے کے لیے ہانکمر ہے کہ فدوی حضور والا کے علم میں مندرجہ ذیل نکات پیش کر کے خصوصی توجہ اور فوری انتظامات کے غماز کا طلب گار ہو۔

حضور والا نے مشاہدہ کیا ہو گا کہ فدوی نے قبل ازیں حقوق کے مطالبہ کے ضمن میں یہ گزارش کی تھی کہ اس کی واپس ادا رقم (جن کا ذکر بہت سے دعوؤں میں کیا تھا) مبلغ = ۳۰۳۳ روپے نو اب جس الدین خاں کی مجموعی رقم مبلغ = ۳۶۰۰۰ روپے سے ادا کی جائے جو فی الوقت سرکار برطانیہ کی قبول میں ہے اور یہ کہ دیگر دعویداروں کو مذکورہ رقم اپنے تصرف میں لانے سے باز رکھا جائے اس لیے کہ یہ مسائل ہی دراصل اس کا حق دار ہے

۱۰۔ یہ کہ فدوی مل ازیر بہ بیان کر چکا ہے کہ مذکورہ رقم فی الواقع حکومت کی ملکیت ہے اور اس پر صحیح معنوں میں سرالٹ بیگ خان مرحوم کے متوطنین کا ہی حق ہے۔

عس الدین خان کے ورثا یا دیگر وحمیداروں نے دہلی کی دیوانی عدالت میں یہ درخواست دے رکھی ہے کہ مذکورہ رقم انہیں واپس دیا کی جائے۔ اس لیے فدوی عرض گزار ہے کہ حضور والا دہلی کے ایجنٹ یا سیشن جج صاحب کو حکم صادر فرمائیں کہ اس دہلی کی مطلوبہ رقم مبلغ = ۳۴۰۰۰ روپے = / ۳۴۰۰۰ دہلی رقم سے منہا کر لی جائے اور فدوی کے مقدمے کا حقی فیصلہ جانے تک سرکاری خزانے میں جمع کرا دی جائے۔

عرض گزار آپ کے لیے دعا گو رہے گا

دہلی، مورخہ ۲۳ مئی ۱۸۳۶ء



بہ انظر ائس دیکارڈز لندن۔ لبر آئی نو آر۔ ایف / ۳ / ۲۳ دیکارڈز لکھنؤ نمبر ۱۵۲۸

(۹۰)

منجانب: ڈیلچ، میکنان صاحب بہادر معتمد برائے حکومت ہند

بخدمت کراچی: اسرافند خان

جناب عالی

فضیلت باپ گورنر جنرل ان کونسل کی ہدایت کے بموجب عرض ہے کہ گذشتہ ماہ کی ۲۳ تاریخ کا لکھا ہوا آپ کا مکتوب مع منسلات تمام معتمد ذاتی برائے گورنر جنرل صاحب بہادر موصول ہوا۔
مجھے یہ جواب دینے کی ہدایت کی گئی ہے کہ آپ کی مذکورہ چٹھی اور اس کے جملہ منسلات فضیلت باپ ایڈمنسٹریٹو گورنر بہادر شمل مغربی صوبہ جلت کو ارسال کر دیے گئے ہیں جو اپنی صوابدید کے مطابق آپ کے مقدمے کی ہدایت کوئی فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

آپ کا قلم

(دستخط) ڈیلچ، میکنان

فورت ولیم ۳ جون ۱۸۳۶ء

معتمد برائے حکومت ہند

(نقل مطابق اصل)

(دستخط) ڈیلچ، میکنان معتمد برائے حکومت ہند

(۹)

حکم ہوا کہ اسد اللہ خان کے نام مذکورہ خط دہلی کے ایجنٹ کے توسط سے ارسال کیا جائے۔

(نقل مطابق اصل)

سی 'جی' ہینل (۳۹)

قائم مقام معتمد برائے یقینیت گورنر شمال مغربی صوبہ بات۔

☆ خط آفس دیکارڈ لندن۔ غیر تکی او آر ایف / ۳ / ۱۲۳۳، رڈز کلکشی نمبر ۱۵۴۹

(۹۳)

فضیلت اینٹینٹ گورنر صاحب بہادر شمالی مغربی صوبہ جات کے شعبہ سیاسی میں ہونے والی
کارروائیوں بابت ۱۷ اپریل مئی، جون ۱۸۳۶ء مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۸۳۶ء سے اقتباس

اسد اللہ خان کے مطالبہ پر اسے اضافہ دیکھ کر فیوزہار کے
حاصل سے ادا کیا جائے۔

☆ کارروائی نمبر ۲ مورخہ ۵ تا ۱۸ جون ۱۸۳۶ء

☆ کارروائی نمبر ۲ مورخہ ۲۷ جون ۱۸۳۶ء

☆ بحوالہ مجموعہ دستاویزات نمبر ۴

ہوا تھا کہ ریاست مذکورہ کے حاصل سے مبلغ دس ہزار روپے سالانہ مددی کے بچاؤ اور ان کے خاندان کی کفالت کے
لیے مختص کر دیے جائیں گے۔ لیکن بچا کے اطفال کے بعد انھیں فقط تین ہزار روپے سالانہ ملتے رہے۔ اب چونکہ
فیوزہار کی جاگیر سرکار برطانیہ کی تحویل میں چلی گئی ہے، مددی عرض گزار ہے کہ گذشتہ ۲۹ برسوں کے وقفے کے فرق کی
رقم خمس المدینہ خان مرحوم کی ریاست سے ادا کی جائے۔ اگر یہ جاگیر مرحوم نواب کے ورثہ کو واپس دے دی جاتی
ہے تو اس صورت میں مددی اسد اللہ خان درخواست گزار ہے کہ آئندہ اسے وقفے کی رقم مبلغ دس ہزار روپے سالانہ
سرکاری خزانے سے ادا کی جائے۔

پیرا گراف نمبر ۳: مورخہ ۲۷ جنوری ۱۸۳۶ء کو حکومت نے اس معاملے میں مداخلت کرنے سے انکار کر دیا جس کے
تحت فیوزہار کے سردار نواب امرو بخش کی جانب سے نعر اللہ بیگ خان کے اقربا کی مالی معاونت کرنے کا بندوبست کیا گیا
تھا۔ مزید برآں، ایجنٹ صاحب بہادر کو یہ پدایت کی گئی تھی کہ وہ مددی کو اس حقیقت سے مطلع فرمائیں کہ مذکورہ بالا
فیصلے کے تحت اس کا مقدمہ نفاذ چا چکا ہے۔

☆ یہ بات خط ہے اسد اللہ خان کے چچا کی وفات کے بعد یہ انتظام کیا گیا تھا۔ (مترجم)

☆ خط اخلا افسر ریکارڈز، صحت۔ نمبر ملی نو آر۔ ایف۔ ۲ / ۲۳۳ مورخہ ٹیکٹل نمبر ۷۷۱۱

(۹۳)

بخدمت گرامی: جناب آر "ایچ" سکاٹ صاحب بہادر
 قائم مقام معتمد برائے لینڈینٹ گورنر
 شمال مغربی صوبہ جات شعبہ سیاسی آگرہ۔

جناب عالی:

میں آپ کی خدمت میں لاءائنڈ خان بہادر زاوہ لواءجی بیگ خان مرحوم کی انگریزی زبان میں تحریر کی ہوئی
 درخواست بام فطیلت ماب لینڈینٹ گورنر صاحب بہادر شمال مغربی صوبہ جات "اور سال کر دیا ہوں۔

دلی ایجنسی

سورجہ ۲۶ اگست ۱۸۳۷ء

آپ کا ظلم

(درجہ) ٹی ٹی مکلف

ایکٹ برائے لینڈینٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات

نہ: جناب سرکارانہوز۔ دلی ریڈیٹس ایڈ ایجنسی مکافڈ۔ کہیں نمبر ۹۔ پی پارت۔ ۱

(۹۳)

عاجز اند عرضداشت اسد اللہ خان، برادر زلورہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سوٹک سوتا

بخدمت گرای:

فضیلت باب سری فی ایم حکاف صاحب بہادر جودت بی سی بی
یفینٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات آگرہ

بہر عرض جناب عالی

حضور والا اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ فدوی کے حقیقی چچا مرحوم نصر اللہ بیگ خان کو سرکار برطانیہ نے بطور عطیہ ایک جاگیر مرحمت فرمائی تھی۔ ان کی رحلت کے بعد جب مذکورہ جاگیر حکومت نے قبضہ میں لے لی تو نصر اللہ بیگ خان کے اقبا (مشتمل بر پانچ افراد یعنی یہ فدوی، اس کا بھائی اور تھری تین بھوپیاں) کی پرورش و پرداخت کے لیے اسے احمد بخش خان کی جاگیر سے وقفہ مقرر کر دیا گیا اور ان پانچ افراد کو احمد بخش خان کی جاگیر سے سالانہ کل تین ہزار روپے ۱۸۰۹ء سے ملنے رہے۔ جاگیر کی خطبہ کے بعد یہ افراد سرکاری خزانے سے بخش وصول کرتے رہے۔ یہاں اس حقیقت کا افسار نامناسب نہیں ہو گا کہ نصر اللہ بیگ خان کے اقبا کو بخش احمد بخش خان کی جاگیر کی آمدنی سے نہیں ملتی بلکہ اس زر استمرار سے ادا کی جاتی ہے جو احمد بخش خان کی جانب سے حکومت پر واجب الادا ہے۔

دوم: فدوی اور اس کے اہل خاندان کو تین ہزار روپے سالانہ کے حساب سے سیلغ ۴۵۰ روپے بطور بھٹیلا جات خمس الدین خان نے ادا کرنے ہیں۔ اس رقم میں سے سیلغ ۳۷۵ روپے بلا شرکت غیرے فدوی اور اس کے بھائی کو گذشتہ ۵ سال کے بھٹیلا جات کے طور پر واجب الادا ہیں اور مذکورہ رقم سی گن صاحب بہادر کے ماتحت کلکٹریٹ ڈیپارٹمنٹ سے دیے جانے منظور ہوئے ہیں اور دہلی کے لیٹنٹ بہادر نے بھی ۳۱ اکتوبر ۱۸۳۵ء کو ایک حکم جاری فرمایا تھا کہ یہ رقم فدوی کو خمس الدین خان مرحوم کی جائیداد کی فروخت سے ادا کر دی جائے۔ لیکن ۳۵۰۰ روپے کے واجبات ابھی تک مذکورہ تمام افراد یعنی آپ کے درخواست گزار، اس کے بھائی اور تین بھوپیاں (۳۰۰۰ ہزار روپے سالانہ کے حساب سے چھ ماہ کے بھٹیلا جات) کو ادا کیے جانے باقی ہیں۔ سی ٹی حکاف صاحب بہادر کے

حکم کے مطابق فدی کا دعوے دہانی عدالت میں ذمہ سماعت میں اور مطلقہ مسل کارروائی کے لیے تیار ہے۔ جہاں تک ۳۵۰۰ روپے کا تعلق ہے تو یہ فیوز پر کے کاغذات سے ثابت ہو جائے گی۔ اس فدی نے اول الذکر رقم کے جو مطالبات کیے تھے وہ فیوز پر کے کاغذات سے پہلے ہی صحیح ثابت ہو چکے ہیں اور یہ ثابت بھی واضح ہے کہ فدی اور اس کے اہل خاندان نہ تو شمس الدین خان مرحوم کے ملازم ہیں نہ قرض خواہ اور حکومت کے احکامات کے بموجب ان کی پٹن نواب احمد بخش خان کی جاگیر سے مقرر ہو چکی ہے اور یہ رقم حکومت کے ذرا احترامی سے ادا ہوئی ہے۔

سوم: فدی اور اس کے اہل خاندان مذکورہ رقم کا مطالبہ کرتے ہوئے نہایت مود بانہ التماس گزارا ہے کہ ان کے مطالبات کو شمس الدین خان مرحوم کے ملازمین اور قرض خواہوں کے مطالبات کے انداز میں نہ دیکھا جائے۔ فدی ضمانت ادب کے ساتھ اسی نوعیت کے ایک مقدمے کی مثال پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہے۔ امین الدین خان اور ضیاء الدین خان کو ان کے واجب الادا بھایا جلت مبلغ ۴۳ ہزار روپے شمس الدین خان کی جائیداد کی فروخت کی رقم سے ادا کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ اس فدی اور اس کے اہل خاندان کو یقین ہے کہ ہمیں بھی بھایا رقم اسی طرح مل جائے گی۔ اگر یہ دلیل دی جائے کہ امین الدین خان (۴۰) اور ضیاء الدین خان (۴۱) کے واجبات ادب کی ادائیگی سے ادا کیے گئے تھے تو یہ دہلی بعد ادب عرض گزار ہے کہ ہمیں بھی پٹن کی رقم حکومت کے ذرا احترام سے ادا کی جائے۔

چہارم: آپ کا خاکسار دہلی اور اس کے نوار اہل خاندان نہایت تکلیف دہ صورت حال سے دوچار ہیں لہذا ہم سے بعد ادب متمس ہیں کہ حضور والا دہلی کے ایجنٹ صاحب ہمارے کو از روہ نوازش ہدایت فرمائیں گے کہ وہ ہمارے مطالبات کو شمس الدین خان مرحوم کے عام ملازمین اور قرض خواہوں کے مطالبات کی مانند تصور نہیں کریں گے بلکہ یہ حکم دیں گے کہ یہ رقم (دلی لکھت) بھی رقم فدی اور اس کے خاندان کے لیے قرض کی ادائیگی کا واحد ذریعہ ہے۔ ہمیں اسی انداز میں ادا کر دی جائے جیسے امین الدین خان اور ضیاء الدین خان کو ان کے بھایا جلت ادا کیے گئے تھے۔ مذکورہ رقم بعد ازاں کھاتے میں درج کی جاسکتی ہے۔

دہلی آپ کے لیے دعاگو رہے گا

دہلی

۷ اگست ۱۸۸۳ء

محمد اسد اللہ خان



(۹۵)

بخدمت گرامی: جناب ٹی ٹی ملک صاحب بہادر
 ایجنٹ برائے یقینیت گورنر صاحب بہادر
 شمال مغربی صوبہ جلت، دہلی، شعبہ سیاسی

جناب عالی!

حسب بدایت یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ آپ کا گزشتہ اگست کی ۲۹ تاریخ کا مکتوب موصول ہوا۔ اسد اللہ خان
 کی شکایت درخوست گورنر صاحب بہادر کے ماتھے کے لیے پیش کر دی گئی ہے۔

آپ کا مخلص

آگر

(محفل) آر ایچ سی ہمشیر

۲۰ جنوری ۱۹۲۷ء

جناب گورنمنٹ آف انڈیا۔ دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن ایجنسی دیکھارڈ۔ کیس نمبر ۱۰۔ بی پورٹ۔ ۱۔

بخدمت گرامی: جناب آر این سی، مٹلن صاحب بہادر (۳۲)
 قائم مقام مندر برائے فضیلت ماب لیٹیننٹ گورنر صاحب بہادر
 شمال مغربی صوبہ جات، شعبہ سیاسی، آگرہ

جناب عالی!

کپ کا حالیہ ماہ کی ۲۰ تاریخ کا مکتوب نمبر ۱۹۰ جس میں اسماء خان کی درخواست کی نقل بغرض رپورٹ بھیجی گئی تھی، موصول ہوا اور جواب میں ریاست فیوز چور کے افسر انچارج کے ۱۸۳۵ء کے اس بیان کی (تو دہلی کی جانب سے داخل کیے گئے مضامین سے متعلق ہے) کی نقل فضیلت ماب لیٹیننٹ گورنر کے ملاحظے کے لیے پیش خدمت ہے۔

۲۔ اس دستاویز کے جانکڑے سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ (نصلي سال ۱۲۷۲ھ - ۱۲۸۱ھ) جب ریاست ضبط کی گئی، بھٹیلا جات کی اصلی رقم یعنی مبلغ / ۳۰۰۰ روپے مروج ذاب کی طرف واجب الادا تھی جس میں مبلغ / ۳۲۵۰ روپے پہلی اقساط میں پکا دیے گئے تھے اور بقیہ رقم مبلغ / ۳۵۰ روپے اسماء خان وغیرہ کو واجب الادا ہے۔
 ۳۔ بھٹیلا رقم جس کا تعلق جاگیر کی قبضی سے قبل سے ہے، میرے خیال کے مطابق اسے ضبط شدہ جائیداد سے ادا کیا جانا چاہیے نہ کہ حکومت کے خزانے سے۔

۴۔ عزت ماب لیٹیننٹ گورنر صاحب بہادر اگر اس کلیہ سے اتفاق فرماتے ہیں تو پھر بھٹیلا رقم کی ادائیگی سرکاری خزانے میں جمع شدہ رقم سے یا تو فوری ادا کر دی جائے یا ریاست کے محلات حتمی طور پر طے ہو جانے کے بعد دے دی جائے۔

کپ کا تخلص
 (دستخط) ٹی ٹی مکاف

دہلی ایجنسی، ۲۷ ستمبر ۱۸۳۷ء

ایجنٹ برائے لیٹیننٹ گورنر صاحب بہادر شمال مغربی صوبہ جات

(۹۷)

بخدمت گرامی: بی بی منکاف صاحب بہادر
ایجنٹ برائے گورنر جنرل صاحب بہادر
دہلی، شعبہ سیاسی۔

جناب عالی

آپ کے حالیہ نامہ کی ۲۰ تاریخ کے مکتوب اور مرزا نوشہ، یوسف وغیرہ کی واجب الادا قسطوں کے حعلق مشککہ دستاویزات کے جواب میں عرض ہے کہ انہوں نے اپنے دعوؤں میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ درست نہیں۔ مذکورہ خاندان کو ملنے والے دھینے کی رقم محض ۵۰۰۰۰ ہزار روپے سالانہ یا ۲۵۰۰ ہزار فصلانہ ہے۔

جب جاگیر ضبط ہوئی اس وقت مرزا یوسف اور مرزا نوشہ کے بھائی جات مبلغ ۳۵۰۰ روپے تھے۔ یہ فصلی سال ۱۳۳۷-۳۸-۳۹ کی بیع شدہ رقم تھی۔ جب بیع کی فصل کی آمدنی وصول ہوئی تو مذکورہ موسم کے کل فصلانہ سے اس خاندان کو ۲۵۰۰ روپے ادا کر دیے گئے تھے۔ اور بھائی جات کی قسط کے طور پر ۱۰۰۰ روپے بھی ادا کیے گئے جس کی رضا مندی نواب نے پہلے ہی دے دی تھی۔ اس طرح ان کو مجموعی ادائیگی = ۳۲۵۰ روپے ہو گئی۔

لہذا اس وقت کل ۳۷۵۰ روپے ان کو واجب الادا ہیں۔ چونکہ مذکورہ رقم کی ادائیگی پچھلے برسوں کی آمدنی سے ہوئی چاہیے تھی، لہذا اس کا بار جاگیر کی مستحق کی آمدنی پر نہیں پڑے گا بلکہ نواب کی جائیداد سے ادا ہوگی۔ چاہے اس کی رقم سرکاری خزانے میں جمع ہو یا اس (نواب) کے اثاثے فروخت کر کے حاصل ہوئی ہو۔

میں نے مذکورہ جاگیر کے سہلیت کی بنوڑ جانچ پڑتال کی ہے لہذا میں نہایت احمق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ مرزا نوشہ وغیرہ نے جو استغاثہ داخل کیا ہے وہ سراسر غلط ہے۔

میں اس خط کے ساتھ ان لوگوں کی بھائی رقم کا صحیح گوشوارہ مشککہ کر رہا ہوں۔

آپ کا قلم

فیروز پور آہلی

(محفل) سی، گجسز

کمپ ریڈیو

جناب اول برائے قائم مقام گورنر جنرل و کشتی

۲۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(۹۸)

بخدمت گرامی: جناب ٹی ٹی مکیف صاحب بہاور
 ایجنٹ برائے لیٹیننٹ گورنر صاحب بہاور
 شمال مغربی صوبہ جات، شعبہ ریاستی امور

جناب عالی!

حسب ہدایت عرض ہے کہ آپ کا بام گلاشتہ کی ۲۰ تاریخ کا مکتوب جس میں آپ نے مرزا اسد اللہ خان کے اپنی چٹن کے بتایا جات کے سلسلے میں نواب شمس الدین خاں مرحوم کی ریاست کے حکام استغاثہ پر اپنی رپورٹ پیش کی ہے موصول ہوا۔

۲۔ حسب خواہش جواب میں یہ عرض ہے کہ مذکورہ بتایا جات واقعی نواب مرحوم کی جائیداد سے واجب الادا ہیں۔ جن کی بے باقی دہاں کے حاصل ہی سے ہونی چاہیے۔

آپ کا مخلص
 (درستخط) آر ایم سی ہٹلن
 قائم مقام معتمد

آگرہ
 ۳ اکتوبر ۱۸۸۳ء

(۹۹)

بخدمت گرامی: جناب آر این سی بھٹن صاحب بہاور
 قائم مقام معتد برائے لیٹیننٹ گورنر صاحب بہاور
 شمل مغربی صوبہ جات 'شعبہ سیاسی' آگرہ

جناب عالی

آپ کا ہذا کی ۷ تاریخ کا مراسلہ نمبر ۴۳ جس میں نواب احمد بخش خان مرحوم کی بھتیجیوں 'بیادی بیگم' (۳۳) اور امراؤ بیگم (۳۳) کا اصل استغاثہ برائے رجسٹرٹ بھیجا گیا ہے 'موصول ہوا۔

☆☆☆☆

۶۔ جہاں تک دوسری مدعیہ امراؤ بیگم کا معاملہ ہے تو دفتر کے ریکارڈ کے معائنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ہذا جون ۱۸۸۶ء میں جرنیل لارڈ لیک صاحب بہاور نے فیروز پور کی جاگیر سے موصوفہ کے شوہر مرزا اسد اللہ عرف مرزا نوشہ کو بخش دینا طے کیا تھا۔

۷۔ نواب حسن الدین خان اور مرزا اسد اللہ کے درمیان (تقابلاً ۲۹-۱۸۶۸ء میں) جگزا ہو جانے کے باعث آخر الذکر نے بخش لینے سے انکار کر دیا۔ امراؤ بیگم نے ۳ اگست ۱۸۶۳ء کو آں جہانی لیکنٹ کی خدمت میں ایک عرضی پیش کی تھی جس میں یہ گزارش کی تھی کہ ان کے شوہر کی بخش کے جتلیا جات سے انہیں بھی رقم ادا کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ جس پر فرزند صاحب بہاور نے مرزا اسد اللہ کو بلا کر دریافت کیا کہ وہ اپنی بخش کا کتنا حصہ اپنی اہلیہ کو دینا چاہیں گے۔

۸۔ مرزا اسد اللہ نے جواب دیا کہ ماضی میں انہوں نے اپنی اہلیہ کو سالانہ ۳۰۰ روپے بطور گزارہ الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن گزشتہ ۵ سال سے انہوں نے اپنی بیوی کو کچھ بھی نہیں دیا ہے اس لیے کہ خدو ان کی آمدنی

(۱۰۰)

بخدمت گرامی: جناب ٹی ٹی مکاف صاحب ہمدرد
ایجنٹ برائے یونیٹنگ گورنر صاحب ہمدرد
شمال مغربی صوبہ جات، شعبہ سیاسی، دہلی

جناب عالی

محب دایت عرض ہے کہ آپ کا نام ہذا کی عمارت کا مکتوب جس میں بنیادی تنظیم اور امراتہ تنظیم کے استقالات سے پرورثہ پیش کی گئی ہے موصول ہوا۔ بولپ میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ان نکات نے جو استقالات دائر کیے ہیں وہ قواعد جس الدین خان مرحوم کی ریاست کے خلاف ہیں۔ اس لیے یونیٹنگ گورنر صاحب ہمدرد اس معاملے میں براعزت قلعا مناسب نہیں سمجھتے۔

کشمیر صاحب ہمدرد کی عدالت میں ذمہ سماعت تحقیقات مکمل ہونے کے بعد آپ جلد صورت حال سے یونیٹنگ گورنر صاحب ہمدرد کو مطلع فرمائیں تاکہ مرحوم جس الدین کے خاندان کی ضرورتوں اور مالی پریشانیوں کا کماحقہ ادراک ہو سکے۔ اس طرح آپ حکومت کے لیے ہرکار ثابت ہوں گے۔

آئیں

آپ کا مخلص

(درجہ) آر این سی بھٹن صاحب ہمدرد

مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء

تاقم مقام معتمد

(۱۰۱)

اقتباس از سیاسی مکتوب برائے ہندوستان مورخہ ۷ فروری ۱۸۸۳ء

انکڑ ۱۸۸۵ء کی روداد نمبر ۳۳ - ۳۲ - اور ۳۶ - ۳۷
 'بریل' مٹی اور جون ۱۸۸۶ء کی روداد۔ اسداتہ خان کی
 باب سے فیورڈر کی جاگیر سے ملنے والے وغیرہ میں اضافہ
 کا استناد۔

۸۸ - جاگیر کی قبضگی کے بعد یہ استناد معقولہ نقل
 کی بنیاد پر روکروا گیا تھا۔

☆ اضافی آئیں ریکارڈز - جبرائی اور ای / ۳ / ۵۳۷ پائیکل ڈیپٹی نمبر ۲۰ مورخہ ۷ - فروری ۱۸۸۸ء

(۱۰۴)

احمد بخش خان مرحوم کے برادر حقیقی الہی بخش خان کے ورثا علی بخش خان، بنیادی بیگم اور امراؤ بیگم کی جانب سے فضیلت ماہ گورنر جنرل بہار کو ۲۰ فروری ۱۸۳۸ء کو موصولہ عرضی کی تلخیص

مدعیان نے یہ عرض کیا ہے کہ ان کے مرحوم چچا احمد بخش خان نے انہیں مثل اپنی اولاد کے سمجھتے ہوئے سرکار برطانیہ کی جانب سے مرحمت کی گئی جاگیر سے ان کی مالی اعانت کے لیے علیحدہ وقفہ مقرر کر رکھا تھا جو مسلمان غور و نوش و لمبوسات نیز شادی بیاہ اور ان کے خاندانوں میں وقوع پذیر ہونے والی تقریبات کے اخراجات کے علاوہ قلماء یہ کہ مال ہی میں حکومت کی جانب سے جاگیر کی ضلعی کی بنا پر ان کے دکان تک بند کر دیے گئے ہیں اس صورت حال کی وجہ سے یہ لوگ غنیمت کے پست ترین درجہ پر پہنچ گئے ہیں اور روزِ مہ کی ضروریات زندگی سے بھی بالکل قحی دست ہو گئے ہیں اس کسمپرسی کے عالم میں حضور والا کے مسلمانانہ و بے لاگ انصاف کے پیش نظر امید کرتے ہیں آپ ان کے بد قسمت معاملہ پر غور فرمائیں گے اور ہمدردانہ مالی معاونت کی کوئی سہیل پیدا فرمائیں گے۔

(مختصر ترجمہ مطابق اصل)

(درجہ بالا) ایچ۔ نوروز (۳۵) باب مستند ۱۰۴

(۱۰۳)

بخدمت گرامی: جناب ڈپٹی، ایچ، میکناٹن صاحب بہادر
 معتمد برائے گورنر جنرل صاحب بہادر
 شمل مغربی صوبہ جات، شملہ

جناب عالی

میں بعد افتخار فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کے احکامات کی تعمیل کے لیے مرزا نصر اللہ خان مرحوم کے ایک وارث مرزا اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ کی انگریزی درخواست پیش کر رہا ہوں جس میں استدعا کی گئی ہے کہ مرحوم نواب حسن الدین کی ریاست کے امور کو نبھانے کے لیے مقرر کیے گئے خصوصی کشتیوں نے اس کے حق میں جتنی رقم کا فیصلہ صادر کیا ہے وہ اسے پوری کی پوری رقم ادا کی جانی چاہیے اس کا موقف ہے کہ اس رقم کو قرض نہ سمجھا جائے بصورت دیگر دوسرے قرض داروں کی طرح اسے بھی محض منافع ہی حاصل ہوگا۔

۲۔ مرزا اسد اللہ خان اور اس کے بھائی مرزا یوسف نے خصوصی کشتیوں کی عدالت میں یہ دعویٰ دائر کیا تھا کہ مرحوم نواب کی رحلت کے وقت ان کی بیٹن کے چھاپا جلت مبلغ / ۳۵۰۰ روپے واجب الادا تھے۔ مرزا نصر اللہ بیگ کے درجہ کی حیثیت سے ان میں سے ہر ایک کو مبلغ / ۵۰۰ روپے سالانہ کے حساب سے عزت ماب جنرل لاؤٹیک صاحب بہادر کی جانب سے مرحمت کیے گئے اس علیہ کی رو سے جس کی توثیق حکومت نے کر دی تھی کے حق دار تھے۔

۳۔ ۱۸۴۲ء میں ان لوگوں نے اپنے واجب الادا چھاپا جلت کی بے باقی کے سلسلے میں ان جہانی لیٹ کی مدد چاہی تھی اس پر نواب حسن الدین سے گزارش کی گئی تھی کہ وہ مطالبہ پورا کریں۔ جواب میں نواب موصوف نے فریڈر صاحب بہادر کو مطلع کیا کہ مدعیان نے اپنی جائز واجب الادا جتن سے زائد کا مطالبہ کیا تھا اور چونکہ ان کے مطالبے کی سختی سے نفی کی گئی، لہذا انہوں نے وہ رقم بھی جس کے وہ حق دار تھے لینے سے انکار کر دیا۔ بالآخر حکومت کے دوبارہ مطالبہ پیش کیا گیا اور مدعیوں کی جانب سے زائد رقم کا مطالبہ ناقابل پذیرائی قرار دیا گیا (۱۸۴۲ء)۔

۴۔ حکومت کے اذکارات ملنے کے بعد مرحوم نواب نے میرے پیش رو کو اس حقیقت سے مطلع کیا کہ وہ اس قابل نہیں ہیں وہ جمع شدہ (مدعیوں کی مقدمہ بازی کے باعث) بتایا جات ایک مثبت ادا کر سکیں البتہ وہ اس بات پر رضامند ہیں کہ وہ دراصل سال کی پٹیشن کی اوائلی کے ساتھ ساتھ ایک سال کے بتایا جات ادا کرتے رہیں گے ' تا آنکہ حساب بے باقی ہو جائے۔ جناب فریڈر صاحب ہمارے اس بد دوست کی منظوری دے دی تھی ' لیکن نواب کی زندگی نے دنا نہیں کی اور وہ معاملے پر عمل درآمد نہ کر سکے۔

۵۔ مذکورہ بالا واقعات سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہو گئی کہ مدعیان کی اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے بتایا رقم جمع ہوتی چلی گئی جنہوں نے اپنے بے بنیاد دعوے کے منظور کیے جانے تک اپنے جائز و اجابات بھی حاصل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ خصوص کشنوں نے ان کے حق میں ایسا استثنا دینے سے انکار کر دیا جو دوسرے قرض خواں سے نا انصافی پر منتج ہو۔

دلی ایجنسی

۳ جولائی ۱۹۳۸ء

آپ کا خالص

(دو خط) ٹی ' ٹی ' مکاف صاحب ہمارے

ایجنٹ برائے گورنر جنرل صاحب ہمارے شمال مغربی صوبہ جات

☆ باباب گورنمنٹ امر کالج۔ دلی ریڈیو ٹی ایڈ ایجنسی ریکارڈ۔ کیس نمبر ۹۔ ٹی پارت۔ ۵

(۱۰۴)

عاجزانه عرضداشت اسد اللہ خان، برادر زادہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگ سوگ

فضیلت ماب لارڈ جارج آگیلڈ صاحب بہادر
جی سی بی گورنر جنرل صاحب بہادر ہند

بعض عرض جناب عالی

فدوی بعد ادب ہادر کرتا ہے کہ حضور والا اس امر سے بخوبی واقف ہوں گے کہ اس کے چچا نصر اللہ بیگ خان مرحوم کو سرکار برطانیہ نے ایک جاگیر بطور عطیہ مرحمت فرمائی تھی جو عین حیات عطیہ ہونے کی بنا پر ان کے انتقال کے بعد حکومت کی ملکیت قرار پائی اور ان کے اقربا کی پردوش و پرداخت کے لیے حکومت نے لارڈ ایک بہادر کی رپورٹ مورخہ ۳ مئی ۱۸۶۶ء میں مبلغ دس ہزار روپے سالانہ کی پنشن مقرر فرمائی جو نوآباد احمد بخش خاں کی جاگیر کے اس ذمہ استمراری ہے جو حکومت کو واجب الادا تھا بلکہ تھی لیکن احمد بخش خاں نے اس حکم کو پوشیدہ رکھا اور جب سے اس مدتی اور اس کے اہل خانہ ان کو مبلغ تین ہزار روپے ادا کرتے رہے ہیں (دس ہزار سالانہ میں سے)۔ یہ عرض کرتا غیر ضروری ہے کہ یہ معاملہ تنازعہ بین چکا ہے اور فدوی کی اپیل حضور والا نے از راہ نوازش ڈائریکٹروں کی عدالت کے فیصلہ کے لیے بھیج دی ہے۔ جب تک فیوڈ پور کی جاگیر وہیں کے جاگیردار کی تحویل میں رہی، یہ فدوی اپنی پنشن وہیں سے وصول کرتا رہا۔ اس کی ضابطی کے بعد، حکومت کے احکامات کے بموجب فدوی کو مذکورہ پنشن سرکاری خزانے سے ادا کی جا رہی ہے۔

جب تک مذکورہ جاگیر جس الدین خاں مرحوم کی تحویل میں رہی، اس وقت تک کی پنشن کے بتایا جات مبلغ -/۳۷۵۰ روپے (تکماب -/۳۰۰۰ روپے سالانہ) فدوی کو واجب الادا ہیں اور جناب کولن لنڈ سے نے بھی بحیثیت خصوصی کمنٹر تھیں کے بعد مذکورہ رقم کو بھیج قرار دیا ہے۔ چنانچہ عدالت عالیہ نے بھی مدعی کے حق میں ڈگری دی ہے۔

اب مدعی کو یہ معلوم ہوا ہے کہ خٹم الدین خان مرحوم کے تمام قرض خواہوں کو فی روپیہ ۸ آنے چھ پائی بطور معاوضہ دیا جائے گا۔ یہ کہ اس مدعی کو بھی اسی فیصلے کے مطابق ادائیگی ہوگی اس بات سے مسائل کے ذہن میں تو معمولی سا غلطی بھی نہیں ہے تاہم فدوی کو احتمال ہے کہ اس حقیقت حال پر حضور والا حضور حیران ہوں گے اس لیے کہ یہ فدوی نہ تو مرحوم جاگیوار کا کوئی ملازم تھا نہ ہی اس نے اپنی فروخت شدہ اشیاء کی قیمت یا دیے گئے قرضہ کا مطالبہ کیا ہے۔ مذکورہ رقم تو بطور بخشش فدوی کو واجب الادا ہے جو سرکار برطانیہ نے مقرر کی تھی جس کے لیے احمد بخش خان کو حکومت کو واجب الادا زر استمرار میں تحفیف کر دی گئی تھی۔ لہذا فدوی کے مطالبہ کو خٹم الدین خان کے دیگر قرضوں کے مقابلے کے مساوی قرار نہیں دیا جاسکتا۔

حضور والا کا مدعی اپنے موقف کی حمایت میں ایک تازہ مثال پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہے امین الدین خان اور ان کے بھائی کو فیروز پور کے مرحوم جاگیوار کی جائیداد سے مطالبے کی پوری رقم مبلغ ۳۳ ہزار روپے لوہارو کی تحصیلات کی مدد سے ادا کر دی گئی۔

اندروں حالات^۱ فدوی بعد نواب امیدوار ہے کہ حضور والا اس کے مطالبے کو دیگر قرض خواہوں کے مطالبات پر فوقیت دیں گے اور حضور والا از راہ نوازش (در حقیقت مختلف نوعیت ہونے کی بنا پر) گورنر جنرل صاحب بلور کے ایجنٹ مقیم دہلی کو یہ ہدایات صادر فرمائیں گے کہ وہ دیکھیں کہ فدوی کو اس کی پوری رقم دوا ہو۔ بصورت دیگر درخواست کنندہ کو بخشش میں نامزد کنوٹی کی وجہ سے خاصا نقصان ہوگا جس میں نواب احمد بخش خان مرحوم کی سزا باز کی وجہ سے پہلے ہی خاصی کی واقع ہو چکی ہے اور جو موجود حالات میں فدوی اور اس کے اقربا کے گزارے کے لیے ناکافی ہے۔

فدوی حضور والا کے لیے دعا گو رہے گا۔

محمد اسد اللہ خان

دہلی

۲ جون ۱۸۳۸ء



(۱۰۵)

بخدمت گرامی: جناب لیجنٹ صاحب بہادر برائے گورنر جنرل
دہلی، شعبہ سیاسی

جناب عالی!

محب دایمت عرض ہے کہ آپ کا ماہ ذی قعدہ ۳ تاریخ کا مکتوب منسلک جو لواب فیروز پور کی ریاست کے خلاف مرزا اسد اللہ خان کے دعوے کے متعلق ہیں، موصول ہوا۔ اور جواباً عرض ہے کہ خصوصی کشنوں نے اس کے اس مطالبے کو کہ دیگر قرض خواہوں کے ساتھ برتے گئے قانون سے اس کو مستثنیٰ قرار دیا جائے، خارج کر دیا ہے۔ لواب گورنر جنرل صاحب بہادر کی رائے میں ان حالات کی روشنی میں جن میں یہ رقم جمع ہوئی ہے یہ اقدام بالکل جتنی پر انصاف اور مناسب ہے۔

آپ کا مخلص

شملہ

(درجہ اول) ایچ۔ ٹورنر صاحب بہادر

۱۸ جولائی ۱۸۳۸ء

نائب مشفق برائے گورنر جنرل صاحب بہادر

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریفرنس نمبر ایڈمینیسٹریٹو ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹۰ - بی پارٹ - ۱

(13)

خدمت گرامی : ایچ ٹورنر صاحب بہادر
قائم مقام معتمد برائے حکومت
شعبہ سیاسی شمال مغربی صوبہ جات، کیپ

10

آپ کے نام میرے ہاتھ گزشتہ یکم مارچ کے مراسلہ ۱۳۵۵ کے سلسل میں" میں فضیلت باب گورنر جنرل صاحب بہادر کے حاشیے اور اشکات کے لیے فیوض پر کے نواب احمد بخش خان مرحوم کے خاکدان کے متعدد راہنیں کا ایک گوشوارہ پیش کر رہا ہوں۔

۲۔ مذکور خاندان کے چھ بقیں افراد کو حوالہ میں سہولت کی خاطر میں نے چھ درجوں میں تقسیم کر دیا ہے:

[illegible]

۱۔ ۳۳: یعنی نمبر ۲۳ اور ۳۳ کے متعلق ہے۔

۲-۱۵: یعنی نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱

۴-۷: یعنی نمبر '۳' '۴' '۵' '۶' '۷' '۸' کی کثافت ان کے رشتہ دار یا دیگر افراد کو رہے ہیں۔

۴-۵: یعنی نمبر ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ نے حکومت سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا ہے اور ان کی کفالت کی

۵-۵: یعنی نمبر ۱۸، ۲۷، ۲۸، ۳۱ کا تو لازماً پوشہ ہیں، یہ ضروریات زندگی پوری کرنے میں خود کفیل ہیں۔

۳-۶: یعنی فیبر ۳۴-۳۱- ان کے متعلق جو دلائل راجع اختیار کرنے کی حکومت سے ہر دور سفارش کی جاتی ہے۔

۳۔ آخری درجے میں جو اقرا شامل ہیں ان میں زمین العہدین خان (۳۶) بھی ہیں جن کی شہولی نواب احمد بخش خان کی دختر نواب بیگم سے ہوئی ہے۔ نیز وہ ان (نواب) کے باپ اور ماں دونوں جانب سے پہنچے بھی ہیں۔ نواب شمس الدین خان کی طرف سے انھیں ذاتی اخراجات کے لیے عیس روپے ماہانہ اور ان کی بیگم کے لیے سو روپے ماہانہ ملتے رہے ہیں۔ جاگیر کی ضبطی کے بعد یہ دکان کھ بند ہو گئے لیکن فضیلت باپ بھڑل صاحب بہادر نے گندیشہ سل ماہ معنی میں از راہ نوازش موصوف کی الجبہ کے لیے ۵۰ روپے کی پیشین چاری کرنے کا حکم صادر فرما دیا تھا۔ لیکن یہ خاتون حشر کے

میں نے دلت پائٹیں۔ ان کے شوہر کی آمدنی کا اب کوئی ذریعہ نہیں۔ جہاں تک ان (زین العابدین) سے میری ذاتی واقعیت کا تعلق ہے میں ان کے متعلق یہ کہہ سکتا ہوں کہ خواہش کے باوجود ملازمت اختیار نہیں کریں گے۔

علامہ ازیں، موصوف نواب فیض اللہ بیگ خان کے پوتے ہیں۔ نواب موصوف کی خدمات کے اعتراف میں حکومت نے انہیں شہنشاہی کا پرگنہ عطا فرمایا تھا جس کی سالانہ آمدنی ۱۵۰۰۰ روپے تھی۔ ان کی وفات کے بعد یہ جاگیر ضبط ہو گئی اور ان کے بیٹے غلام حسین جو دعویٰ دار کے والد ہیں کے لیے مبلغ ۳۰۰ روپے ماہانہ پنشن مقرر ہوئی۔ باپ اور بیٹے کے تعلقات کشیدہ ہیں اول الذکر قرض خواہوں کے دھاڑ سے تنگ آ کر گھسٹو مراہمت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

فیروز پور کے خاندان کے سربراہ سے برہانے شاہی قریبی عزیز داری اور ان کے دادا نواب فیض اللہ بیگ خان کی خدمات، ان کی نامتو بہ حالت اور اعلیٰ مقامی صلاحیت کے فقدان اور ملازمت حاصل کرنے کے لیے ہونے میں الجھاپٹ کے پیش نظر قضیات ماپ گورنر جنرل سے پر زور سفارش کیں گے کہ ان کی ایلیہ مرحومہ کو چھاس روپے کی جو ماہانہ پنشن ملا کرتی تھی وہ انہیں جاری کر دی جائے۔ اپنی ایلیہ نواب بیگم سے ان کی کوئی اولاد نہیں۔

دوسری شخصیت حاجی بیگم کی ہے یہ رحمن سے احمد بخش خان کی بیٹی ہیں۔ یہ والد کے دور کے رشتہ دار غلام گنی الدین خان سے جو فیروز گار ہیں بیاہی گئی ہیں۔

ان میں سے کسی کے پاس بھی بظاہر روزی کے ذرائع موجود نہیں۔ لہذا میں سفارش کیں گے کہ ان کی سوتیلی بہن جمالیہ بیگم کی طرح ان کے لیے بھی ۵۰ روپے ماہانہ کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

ادلو کی طالب تیسری شخصیت حاجی بیگم کی ہے جو نواب احمد بخش کے چھوٹے بھائی محمد علی خان کی بیوہ ہیں۔ ان کا چھوٹے سے ایک قطعہ زمین کے سوا جس سے ماہانہ ۶ یا ۷ سلت روپے کی آمدنی حاصل ہوتی ہے کوئی اور ذریعہ معاش نہیں۔ چنانچہ میں تجویز کیں گے کہ نواب صاحب مرحوم کی جانب سے انہیں جو وظیفہ یعنی دس روپے ماہانہ ملا کرتا تھا وہ ان کے لیے نجات جاری کر دیا جائے۔ ان کی عمر اس وقت ۵۵ سال بھٹی جاتی ہے۔

۳۔ مذکورہ بالا افراد کے علاوہ میرے علم میں مذکورہ خاندان کا کوئی اور فرد ایسا نہیں جو حقیقی معنی میں خصوصی توجہ کا مستحق ہو۔ حال ہی میں کی گئی تحقیق میں سب کی توقعات برائے گنج خنہ ہیں اس لیے یہ بعید از قیاس نہیں ہے کہ قضیات ماپ کی خدمت میں مزید درخواستیں پیش کی جائیں گی۔ ایسی صورت حال میں مسئلہ گوشوارہ مزید مداخلت کا فیصلہ کرنے میں مزید تاخیر ہوگا۔

آپ کا محض

دلی ایجنسی

(درجہ) ٹی، ٹی، مکلف صاحب بہادر

۱۰ جنوری ۱۹۳۹ء

ایکٹ برائے گورنر جنرل صاحب بہادر شمال مغربی صوبہ جات

فیروز پور کے باگ پور نواب احمد بخش خان مرحوم کے افراد خاندان و مستحقین کی فہرست حالات اور رشتہ داری کی ذمیت۔

نمبر شمار	مر	رشتہ داری	نام	ذاتی حیثیت	تبعہ: جو رکھی کا سہولت داریہ سہلی = اگر رکھی عدوت ہے و اسی کی طاری کسی سے نہائی۔ ضرر کا چڑھ اور داریہ سہلی۔
	(دہلی)	مطلق و اولاد داری		صدر اس کی قدریت	

۱	مرزا احمد الدین	۲۵	مر حکم سے اولاد	عبارت کا پڑا نہیں	اس کی سہولت	کسی عدوت کی ضرورت نہیں
	احمد بخش			اور اس کے پہلی تمام بیوہ	باگ پور ہے	
				الدین احمد ظفر		
				کو بطور باگ پور داریا		
				قلم اولاد سہلی کہانی		
				تقریباً ۳۰ ہزار روپے ہے		

۲	مرزا نظام بیوہ	۶۸	ایسا	ایسا	ایسا	کسی عدوت کی ضرورت نہیں
	الدین احمد بخش					
۳	مر حکم	۵۰	ولیت	ایسا بیوہ کیوں کے ساتھ	مستم نہیں	ایسا کسی ایسے بیوہ کے ساتھ دینی بیوہ

اور انہی کی اگلی پر کرارہ ہے۔
کسی اور کوئی ضرورت نہیں

کہ نہیں

دینی ہیں اور لوٹ
کے پرگنہ سے حاصل
خود آملی سے ان کی
کھالیں ہوتی ہے
اپنی دھند اور ہاتھوں
کے ساتھ دینی ہیں۔

ہر حکم سے
جلی

۴۱

موجود ہیں حکم

خوابہ ہو چلی تھیں سے جانی گئی ہیں۔ انہیں وہاں
ہاتھوں کی طرف سے پہنچا دیا ہے ہاتھ لے ہیں۔
ان کے خود چاہی ہو چکے ہیں۔ ہر مسئلہ کے ہاتھوں نے
انہیں ہمارے پرگنہ میں سارے کے سارے پر نہیں کیا ہے۔

ان کی ایک ہی لڑائی ہے۔

کسی اور کی ضرورت نہیں

ایسا

ایسا

ہر حکم سے

۴۲

ہر حکم

ظلام کی تھیں سے جانی گئی ہیں۔ انہیں ہاتھوں
کی بھربھ سے پہنچا دیا ہے ہاتھ لے

ہیں۔ خود ہاتھوں لکھتے دیکھتے کرتے ہیں۔

کسی اور کی ضرورت نہیں۔

ایسا

ایسا

ایسا

۴۳

۱۰۰۰ حکم

جہر حسن حالت سے جانی گئی ہیں نہیں ایک
نہیں میں جس کو یہ تھیں سے پہنچا دیا ہے ہاتھ
لا کرنے تھے۔ جس کو اب کی حالت سے بہتر اور
پہلے سے وضعیت بہتر کیا تھا۔ ۱۰۰۰۰ حکم کو ہاتھ
دیا ہے ہاتھ لگا کر کرتے ہیں۔ انہی پر وہاں

کارزار ہے۔ خبر میں شامل۔

ہمت ہے! لڑا! طاقت پسند نہیں کرتے! ایک! لڑکی ہے۔

کئی لڑکی ضرورت نہیں۔

بگ نہیں

خمس لڑکیوں خان کی جانب

ایلی / خمس

۵۵

بہر نظام

امرو کلن خان کے مکان میں کرایہ روا ہے بڑی

رواقی ڈیڑھ۔ حکومت نے کئی ۹۹۹۹۹ میں انھیں

۳۳ روپے ۱۱۱۱ روپے کا فیصلہ کیا تھا۔

آگم اسوں نے اسے چنے سے یہ کمر کر انڈیا

کرنا کہ اس کی کھاتے کے لیے یہ رقم ہے وہ

تھیں ہے کہا گیا ہے کہ خمس لڑکیوں خان کی

نشان کی میں انھیں ۱۱۱۱ روپے نقد اور

تھوپا ۳۳ روپے ۱۱۱۱ سے لڑا

خمس لڑکی کے لیے طے کر کے تھے۔ آج کل کی وہ ۱۱۱

خمس نے کہ زندگی بسر کر رہی ہیں یا اپنے

خواتین اور خواتین فریاد کر کے ضرورت یہی کہتی ہیں۔

کئی لڑکی ضرورت نہیں

بگ نہیں

خمس لڑکیوں خان

بہر نظام سے

۳۳

بہر نظام

پچلے بھوٹیم خان سے نکالی گئیں۔ وہ سری مرتضیٰ اس

(بھیم خان) کے مکانی امور لگی خان سے خدائی

ہولہ۔ گارڈ ۱۱ کئی میں حکومت نے کامیابی انھیں

۳۳ روپے ۱۱۱۱ روپے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے

۱۱۱۱ روپے

۳۳ روپے

کی جانب سے

خمس لڑکیوں خان

بہر نظام سے

۳۳

بہر نظام

مردوں شہر کے پاس، دہلی میں مکی مقامات ہیں
 نور اللہ کی حکومت سے ملایا ۳۰۰ روپے بھی
 ان کے مردم والا ہمارے گئی خان کی خدمت کے
 احوال میں ملے ہیں۔

مرد کی آمد اور کی ضرورت نہیں

کوشش ہو سکتی نہیں حکومت نے ان کی

لادہ لادہ حکم کے لئے جہت روپے ملایا کاروبار

شہر کیا جو ان کی طاقت پر بند ہو گیا۔

ان کے شہر میں اس وقت جو اجازت اور

کمرے حالت فوراً کر کے گزاری

کرتے ہیں۔ ان کے والد لادہ لادہ تمام زمین خان کو

حکومت سے ملایا ۳۰۰ روپے مل کر رہے تھے۔

یہ دیکھ کر اس وقت شہر ہوا تھا دہلی ان کے

والد لادہ لادہ لادہ لادہ خان کے اطفال پر

خوش ہو کر حکومت کی تحویل میں چلا گیا تھا

زمین المودینہ خان نے حکومت پر ملائے سے کوئی مطالبہ

نہیں کیا ہے، لیکن اس کو خوار سے کے ساتھ

منظر ملاحظہ ہو زمین لادہ لادہ کی گئی تھی اس میں

ان کے مطالبے کو بہتر نہیں رائج کیا گیا ہے۔

شہر المودینہ خان

کی بابت سے

ملائے ۳۰۰ روپے

اجازت مل کر

تھا

اور کئی خان

کی بابت لادہ

حکم کے شہر

نہیں ملے کی

طرف سے ہے

اور کئی کے بھائی

لادہ لادہ لادہ خان

کے پاس سے تھا اور

والد کی طرف سے

یہ امر کئی خان

کے پاس سے

پڑا ہے چہ۔

اپنی اللہ کی زندگی میں انہیں اپنی اللہ کی کھلاعت کے لیے

خوش اللہیہ عطا کی چاہت سے ۱۰۰ روپے ملے

لا کرنے سے تین لاکھ تین سو تالیس سو روپے بڑھ گیا۔

موجود سے تین لاکھ تین سو تالیس سو روپے عطا کی چاہت سے

عمر و سال اور گھنٹی حکم عمر و سال کی کھلاعت و پورٹ

خوش اللہیہ عطا نے کی تھی پتلی لڑکی جسکی مل تھیں

وہ جس مل تھیں سے پتلی لڑکی ہے اور اپنے سر جس کا ذکر

اسکی کو خواہ سے میں نہیں ملتا ہے ہے کے ساتھ رہتی تھی۔

چتر وہ ہے اپنی عطا کے ساتھ رہے تھے۔ مطلقہ لڑکی

دو لاکھ کی عطا کے لیے مل سے باہر کیا ہوا ہے۔ ساتھی لکھتے

کے کل میں اس ۶ تھی چتر نہیں تھا ہے۔

کسی لڑکا کی ضرورت نہیں

لن کی عطا کی عمر لڑکی تھیں کے

دور کے رشتہ دار لڑکا کی عمر یہ تھیں سے عطا کی تھی

خوش اللہیہ کی چاہت سے لن کی اللہ کے روپیہ کے عطا

انہیں ۱۰۰ روپے ملے لا کرنے تھے۔

اب لن کی عمر پندرہ سال کی اور یہ تھیں اور

لن کے شوہر تھی کسی عطا نہیں تھا اب

تک یہ روک ہو گئی تھی با با عمر و عطا

خوش اللہیہ

لن کا ایک

تھیں ہے

خوش کی

قیمت

۱۰۰ روپے ہے

اور مل تھیں

کے مل

کی مل

تھیں کے

چتر تھیں

لن کی عطا کی

اور مل

تھیں کی رات

سید حکم

سے مل

مطلقہ تھیں

تھیں

دو سو روپے

تھیں سے تھیں

تھیں کی قیمت

۱۰۰ روپے سے

۱۰۰ روپے تک

۱۰۰ روپے

۱۰۰ روپے

ان کے خورہ خس اللہین علی کی زندگی میں
 وفات پا گئے تھے۔ بعد میں انھوں نے
 امر علی علی روپے کو قی علی سے

خس اللہین کو خورہ میں خبر دی ہے

جہاں تک حکم کے دو سرے خورہ کے طور پر آیا ہے

سے تھوڑی کر لیا۔ یہ اپنے خورہ کے ساتھ سر کے

سنگین میں رہتی تھی۔ کسی اور لوہب کی ضرورت نہیں

موجود تھی۔ بازار سے حاصل

خود روپے کو برسر کر لے ہیں

لوہب خس اللہین علی کی زندگی .

میں ان کے تار تھے۔ ان کے غنی بیٹے ہیں

آئینہ کی تھوڑی سا علی علی علی (۱۰ روپے)

کی بیٹی علی علی علی سے روپے کم ہے۔ دو سرے

بیٹے علی علی علی روپے بازار میں ان کے

میں علی علی علی روپے بازار میں آیا ہے کہ ساری

لوہب کے علی علی علی سے۔ کسی اور

کی ضرورت نہیں

ہلالت دے رہی ہے۔ نہ کسی لڑاکا
کی ضرورت تھی۔

تو لطف علی بیگ سے باقی رہی تو
ان دونوں نے سازگار کیا۔ انہیں لڑاکا
شس لاریج تھیں کی صاحب سے ہلالت
۴۴ سو روپے ہزار گوارا اور ان کے بھائی
کے لئے سٹین ۴ روپے ۵۰ کرتے تھے۔
دشمن ۵ بیگ تھے۔ ان کی کھلافت
افضل دہلوی حکم (نمبر ۲) کرلی تھی۔
حیرت نہیک۔ انہیں کسی قسم کا دیکھ دینے کی
ضرورت تھی۔

اور کئی تھیں کے بیچے اور ان کے
پہرے ہلالت علی کئی تھیں کے بیچے
علی لوار تھیں سے باقی کئی تھیں
ان کے مشہور کر شس لاریج تھیں
کی طرف سے ۵۰ روپے ہلالت ۵۰ کرتے تھے۔
علی لوار کا پتہ ۵۰ ۵۰ ۵۰ ۵۰ ۵۰ ۵۰
ان کا ایک لڑاکا اور ایک لڑکی ہے۔
موجودہ کر جلا کر جلا تھیں سے شس کے حالات

ہلالت

بیک تھیں

بیک تھیں

بیک تھیں

۴۴

افضل احمد دیکھ

۴۴

اینا

اینا

اینا

۴۴

موجودہ حکم

۴۴

سب اگلے ہیں اور جہولوں کی نکالت کرنا ہے

سے جانی ہوئی ہیں کسی اور کی ضرورت نہیں۔

ملائے اس مکان کے جس میں رہتے ہیں

خواب شریف کے پاس کوئی اور نہیں رہ

نہیں یہ نہیں ہوا، رقم پر گزرا کرے

تیرہ لاکھ کے تین چنے اور ایک چنے ہیں۔

جانی جتنی خواب رقم اور خواب زریر کرانہ

موسم پتھر کھینچنے والی گاڑیاں

بھوکا کیا تھا۔ لیکن اس وقت یہ دھڑلے ہے اور نگر

جین تیار پٹا خواب طہ لورین طبع

دیکھ میں سرکاری پٹھن انٹر ہے۔

نئی ٹولی شدہ ہے۔ اس محلے میں

کوئی دیکھ رہے کی ضرورت نہیں۔

اس لیے کر چنے نکالت کے پابند ہیں۔

خمس لورین طبع نے اپنے انکال

سے دیا ۶ سال کھن انٹیں سبے جانے

وفا ۱۰۰ روپے کا دیکھ رہ کرنا ہی

ایز کویت نے انٹیں جانی

۱۸۳۷ سے ۱۹۵۰ روپے ہا۔

دلی میں طبع

۱۹۳۷ روپے

کی دولت

۱۸ سال

خمس لورین

جانی انٹیں

۱۹۵۰ روپے

۱۹۵۰ روپے

کرے جے

اور حسن پور

اور صوبہ

میلہ - ۱۸۵۰

۱۹۵۰ روپے کے

تھیں شدہ لاکھ

(۱۹۵۰) روپے

۱۹۵۰ جے

خمس لورین

جانی کا پتہ

۱۹۵۰ روپے

۱۹۵۰ جے جے

صاحب قائم

بخت فی لکھ

جانی جو آب دولت

پانچ لکھ کے

خمس لکھ

۱۹۵۰

خواب شریف

جانی

۱۹۳۳

۱۹۵۰

لی لکھ طبع

۱۹۳۳


 中国统计

544

Index

تاریخ ۱۳۸۵/۱۰/۱۵

李 建 强

2017年12月

CELEBRATING

THE

התאחדות העובדים

2000年12月

عبدالله بن محمد بن عبد الوهاب

[illegible]

عنه في قوله تعالى

[illegible]

THE UNIVERSITY OF CHICAGO

100

THE

[illegible]

Figure 1

5112

The diagrams show four different ways to connect a line to a point:

- a: A line segment connects a point on the left to a point on the right.
- b: A line segment connects a point on the left to a point on the right, with a small circle at the right end.
- c: A line segment connects a point on the left to a point on the right, with a small circle at the right end.
- d: A line segment connects a point on the left to a point on the right, with a small circle at the right end.



2

45



3



پار کی جانگم سے صدمہ رہنے ملا۔ جا کرتے تھے وہی
 ٹھوس سے جاگم کے کٹن ہوئے کے بعد یہ رقم نکالی دیا
 تھا۔ رہنے کا لاپتہ دیکھ کر کسی اور کی حالت تھی۔

بڑا کر لیا۔ کسی اور کی ضرورت تھی۔

اپنے کے شہر کو چلی جان کا

حوسر ہوا انتقال ہو گیا تھا۔

اپنی کاروبار سے نکالی جائزہ لے

حاصل شدہ کمائی ہے جس کا

ذکر پہلے کام میں کیا جا چکا

ہے۔ اس کے علاوہ اس کے

پیس نکلی اور چیز پر تھی

اس کے لئے بھروسہ کسی ادار

کی ضرورت تھی۔ لاپتہ

میں یہ سہار لی کرنا تھا کہ جس ادار

تھا اس کی طرف سے ملے واپار دس رہنے

کا عقیدہ جاری کر دیا جائے۔

پیس ادار کی ہوئی، رقم اور کر کے نکال

کی دیکھ سے حاصل شدہ رقم پر گزارا کرتے تھے۔

نکتہ ذرا چار چار کے رہا تھا۔ کسی اور کی حالت

کی جانب سے
 تھا رہنے
 لاپتہ ملے تھے

ایک مکان

میں اس کا

حصہ ہے

جس سے

ہو گیا

رہنے لاپتہ

لی جائے ہیں

جس ادار

میں کی جانب

سے دس رہنے

لاپتہ دیکھ

ہو گیا

اور علی علی کے

پہرے ہوئی

کو علی علی کی لاپتہ

۵۵

جانی حکم

۴۶

بکھ تھی

جس ادار

اور علی علی

۵۵

پہ اور علی

۴۷

میں سے لاپتہ

کے لاپتہ ہوئی

۵۵ رہنے

کے علی کا پتہ

۱۔ اہل بیت سے بہت سی جگہوں پر ان کا ذکر ہے۔

ہندوستان کی تاریخ اور ترقی کے بارے میں

2007

556

Abstract

2007



1999

2000

Figure 1



52

Figure 1

1.






1. **Introduction**
 2. **Methodology**
 3. **Results**
 4. **Discussion**
 5. **Conclusion**
 6. **References**
 7. **Appendix**
 8. **Index**
 9. **Glossary**
 10. **Notes**
 11. **Footnotes**
 12. **Endnotes**
 13. **Supplementary Material**
 14. **Tables**
 15. **Figures**
 16. **Equations**
 17. **Formulas**
 18. **Diagrams**
 19. **Charts**
 20. **Maps**
 21. **Tables**
 22. **Figures**
 23. **Equations**
 24. **Formulas**
 25. **Diagrams**
 26. **Charts**
 27. **Maps**
 28. **Tables**
 29. **Figures**
 30. **Equations**
 31. **Formulas**
 32. **Diagrams**
 33. **Charts**
 34. **Maps**
 35. **Tables**
 36. **Figures**
 37. **Equations**
 38. **Formulas**
 39. **Diagrams**
 40. **Charts**
 41. **Maps**
 42. **Tables**
 43. **Figures**
 44. **Equations**
 45. **Formulas**
 46. **Diagrams**
 47. **Charts**
 48. **Maps**
 49. **Tables**
 50. **Figures**
 51. **Equations**
 52. **Formulas**
 53. **Diagrams**
 54. **Charts**
 55. **Maps**
 56. **Tables**
 57. **Figures**
 58. **Equations**
 59. **Formulas**
 60. **Diagrams**
 61. **Charts**
 62. **Maps**
 63. **Tables**
 64. **Figures**
 65. **Equations**
 66. **Formulas**
 67. **Diagrams**
 68. **Charts**
 69. **Maps**
 70. **Tables**
 71. **Figures**
 72. **Equations**
 73. **Formulas**
 74. **Diagrams**
 75. **Charts**
 76. **Maps**
 77. **Tables**
 78. **Figures**
 79. **Equations**
 80. **Formulas**
 81. **Diagrams**
 82. **Charts**
 83. **Maps**
 84. **Tables**
 85. **Figures**
 86. **Equations**
 87. **Formulas**
 88. **Diagrams**
 89. **Charts**
 90. **Maps**
 91. **Tables**
 92. **Figures**
 93. **Equations**
 94. **Formulas**
 95. **Diagrams**
 96. **Charts**
 97. **Maps**
 98. **Tables**
 99. **Figures**
 100. **Equations**
 101. **Formulas**
 102. **Diagrams**
 103. **Charts**
 104. **Maps**
 105. **Tables**
 106. **Figures**
 107. **Equations**
 108. **Formulas**
 109. **Diagrams**
 110. **Charts**
 111. **Maps**
 112. **Tables**
 113. **Figures**
 114. **Equations**
 115. **Formulas**
 116. **Diagrams**
 117. **Charts**
 118. **Maps**
 119. **Tables**
 120. **Figures**
 121. **Equations**
 122. **Formulas**
 123. **Diagrams**
 124. **Charts**
 125. **Maps**
 126. **Tables**
 127. **Figures**
 128. **Equations**
 129. **Formulas**
 130. **Diagrams**
 131. **Charts**
 132. **Maps**
 133. **Tables**
 134. **Figures**
 135. **Equations**
 136. **Formulas**
 137. **Diagrams**
 138. **Charts**
 139. **Maps**
 140. **Tables**
 141. **Figures**
 142. **Equations**
 143. **Formulas**
 144. **Diagrams**
 145. **Charts**
 146. **Maps**
 147. **Tables**
 148. **Figures**
 149. **Equations**
 150. **Formulas**
 151. **Diagrams**
 152. **Charts**
 153. **Maps**
 154. **Tables**
 155. **Figures**
 156. **Equations**
 157. **Formulas**
 158. **Diagrams**
 159. **Charts**
 160. **Maps**
 161. **Tables**
 162. **Figures**
 163. **Equations**
 164. **Formulas**
 165. **Diagrams**
 166. **Charts**
 167. **Maps**
 168. **Tables**
 169. **Figures**
 170. **Equations**
 171. **Formulas**
 172. **Diagrams**
 173. **Charts**
 174. **Maps**
 175. **Tables**
 176. **Figures**
 177. **Equations**
 178. **Formulas**
 179. **Diagrams**
 180. **Charts**
 181. **Maps**
 182. **Tables**
 183. **Figures**
 184. **Equations**
 185. **Formulas**
 186. **Diagrams**
 187. **Charts**
 188. **Maps**
 189. **Tables**
 190. **Figures**
 191. **Equations**
 192. **Formulas**
 193. **Diagrams**
 194. **Charts**
 195. **Maps**
 196. **Tables**
 197. **Figures**
 198. **Equations**
 199. **Formulas**
 200. **Diagrams**
 201. **Charts**
 202. **Maps**
 203. **Tables**
 204. **Figures**
 205. **Equations**
 206. **Formulas**
 207. **Diagrams**
 208. **Charts**
 209. **Maps**
 210. **Tables**
 211. **Figures**
 212. **Equations**
 213. **Formulas**
 214. **Diagrams**
 215. **Charts**
 216. **Maps**
 217. **Tables**
 218. **Figures**
 219. **Equations**
 220. **Formulas**
 221. **Diagrams**
 222. **Charts**
 223. **Maps**
 224. **Tables**
 225. **Figures**
 226. **Equations**
 227. **Formulas**
 228. **Diagrams**
 229. **Charts**
 230. **Maps**
 231. **Tables**
 232. **Figures**
 233. **Equations**
 234. **Formulas**
 235. **Diagrams**
 236. **Charts**
 237. **Maps**
 238. **Tables**
 239. **Figures**
 240. **Equations**
 241. **Formulas**
 242. **Diagrams**
 243. **Charts**
 244. **Maps**
 245. **Tables**
 246. **Figures**
 247. **Equations**
 248. **Formulas**
 249. **Diagrams**
 250. **Charts**
 251. **Maps**
 252. **Tables**
 253. **Figures**
 254.



1000

Figure 1

66

55555

[illegible][illegible]

Figure 1. The effect of the concentration of the inhibitor on the rate of polymerization.

THE UNIVERSITY OF CHICAGO

Copyright © 2004 by John Wiley & Sons, Inc.

۳۰ وہ لوگوں کے باپ تھے۔
امدادی کاروائی ضروری
تھی۔

دلی ضمنی امن
کے تقریباً نو ہزار
لوگ ہلاکت کے دو
گناہت ہیں ایک میں
غور وچہ ہیں دیگر
دسرا۔ ۴/۲ لوگ
لوگ گرفت ہے
دلا ہوا ہے۔
بچہ نہیں

ضمنی امداد
شعبہ کی زندگی
میں ۸-۱۲ لوگ
لوگ ملے جے

پکا زور بھائی کا
پکا زور پکا
حالم میں کا
پکا ہے

۳۱ ضیاء تک
میں

ضمنی امداد میں
کی زندگی میں
تیس لوگ
لوگ ملے جے

امدادی میں
کی ایک ایسی کے
جن میں

۳۲ غیر مستحقان
میں

ان کی شادی مرد و باہر
آکر شادی تک مستحق ہیں
تیم کی ایک جن میں سے
بہن کی تھی۔ اسی کا ہے انہیں
ترجیح تک ہیں سے ۴۰ لوگ لوگ
طا کرے ہیں۔ ان کے

دوسرے مرد و لڑکیاں ہیں۔
میں امداد کی ضرورت نہیں۔

اور جن میں ان کے اطفال ہیں، ضمنی امداد میں
ان کا اولیٰغیر کر رہا تھا۔ محنت کی
باب سے ان کے بھائی جن میں ایک کے

امدادی و
تعلیم دلی
ان کی تھی

اور جن میں
کی باب سے
۴۰ لوگ لوگ

پکا زور بھائی ہیں
اور ان کے پکا
۴۴ میں

۳۳ ضرورت لڑکی تک
میں

لے کرے ہیں

بہن کا پیغام

حق وادارت کے طور پر اس نے ۳۳ روپے ماہر ملے ہیں کسی امداد کی ضرورت نہیں ہے

دلی میں

لوگوں کی خاصی کم

پیغام ہے

لوگوں کے بارے میں

کے بارے میں اس نے ۱۱۰ روپے

روپے ملے ہیں ان کی

شادی بنیادی رقم ۲۵ روپے کے ساتھ ہوگی ہے کسی امداد کی ضرورت نہیں۔

۳۳ نظام سب سے

ان کے پیغام امداد کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

کے لئے

۳۴ حق وادارت

۳۵ حق وادارت

۳۶ حق وادارت

۳۷ حق وادارت

۳۸ حق وادارت

۳۹ حق وادارت

۴۰ حق وادارت

۴۱ حق وادارت

۴۲ حق وادارت

۴۳ حق وادارت

۴۴ حق وادارت

۴۵

ادارت کے بارے میں

اس نے ۵۵ روپے ملانے والے

دے دی ہے

کسی امداد کی ضرورت نہیں۔

کسی امداد کی ضرورت نہیں۔

کسی امداد کی ضرورت نہیں۔

کسی امداد کی ضرورت نہیں۔

کسی امداد کی ضرورت نہیں۔

کسی امداد کی ضرورت نہیں۔

کسی امداد کی ضرورت نہیں۔

دلی ایجنسی

صدر دفتر ۱۰ جنوری ۱۹۴۳ء

(۱۰۸)

شعبہ ریاستی امور، شمال مغربی صوبہ جات

بخدمت گرامی:

جناب ٹی۔ ٹی۔ مختلف بلادر

انکنت برائے گورنر جنرل، دہلی

جناب علیا

عزت مآب گورنر جنرل بہادر کی ہدایت کے بموجب عرض ہے کہ آپ کا مکتوب نمبر ۳۹، مورخ ۱۰ مارچ ۱۹۳۸ء موصول ہوا۔ اس کے ساتھ فیوز پور کے مرحوم نواب عس الدین خاں کے خاندان کے متعدد افراد کے نام اور زندگی کے کوائف سے متعلق کوثرانہ منسلک تھا۔ آپ کو مندرجہ ذیل مشاہدات اور انکالات سے مطلع کیا جاتا ہے:

- (۱) مرزا امین الدین احمد خاں، (۲) مرزا غلام ضیاء الدین احمد خاں، (۳) ابو نعیم، (۴) منور جہاں بیگم، (۵) بادشاہ بیگم، (۶) ملا مرغ بیگم، (۷) جمالیہ بیگم، (۸) افضل الہی بیگم، (۹) نواب بیگم، (۱۰) حسن علی خاں، (۱۱) امراؤ بیگم، (۱۲) سپہ دار خاں، (۱۳) طرباز خاں، (۱۴) غلام نور الدین خاں، (۱۵) شعبان بیگ خاں، (۱۶) میر حسن خاں، (۱۷) قدرت اللہ بیگ خاں، (۱۸) غلام حسین خاں اور (۱۹) فتح اللہ بیگ خاں۔

۲۔ گورنر جنرل صاحب بلادر آپ کی اس رائے سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں کہ مذکورہ بالا افراد کے لئے کسی امدادی کارروائی کی ضرورت نہیں!

بٹن کی رقم تاریخ انکالات

روپے آنے

نمبر شمار ۱۸	اسد اللہ خاں	۳۰	-	۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء
۲۳	علی بخش خاں	۵۰	-	۲۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

۳۔ محترمہ بالا انکالات کے تحت ان افراد کو ہاتھ ان کے نام کے آگے مرقوم دیکھائی لی رہے ہیں، کسی مزید امدادی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

نمبر شمار: ۷: ہو بیگم ۳۰۰ روپے

۱۵: " امیر ہو بیگم ۱۵۰ روپے

۴۔ مذکورہ دونوں مستورات کو اشکات بھرتی ۹ مئی ۱۸۳۸ء کے تحت سو سو روپے کے وظائف عطا کیے گئے تھے۔ لیکن ان کے معاملات کا دوبارہ جائزہ لینے کے بعد گورنر جنرل صاحب بہادر نے یہ محسوس کیا ہے کہ اصل امدادی رقم ان کے لیے ناکافی ہے اور اب بخوشی ہو بیگم کے وظیفہ میں ایک سو روپے اور امیر ہو بیگم کے وظیفہ میں ۵۰ روپے کے اضافے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اس طرح اول الذکر کا مجموعہ وظیفہ ۲۰۰ روپے ماہانہ اور آخر الذکر کا ۱۵۰ روپے ماہانہ ہو جائے گا۔

نمبر شمار: ۱۱: زین العابدین خاں ۵۰ روپے

۳: " حاتی بیگم ۲۰۰ روپے

۲۶: " جانی بیگم ۲۰ روپے

۵۔ آپ نے اپنے مذکورہ مراسلے میں جن حالات کا ذکر کیا ہے اور اس خیال کے پیش نظر کہ حاتی بیگم کو جاگیر میں ایک گاؤں ملا ہوا ہے جس سے سالانہ ۳۰۰ روپے کی آمدناں ہے اور ان کے شوہر کو خمس الدین خاں کی جانب سے وظیفہ ملا رہا ہے، فضیلت ماب نے از راہ نوازش ہر ایک کے لیے اس کے نام کے سامنے دی گئی رقم کے مطابق ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔

نمبر شمار: ۱۳: سلطان بخش خاں ۳۰ روپے

۶۔ چونکہ اس شخص کے گزراوقات کا کوئی معقول ذریعہ نہیں، احمد بخش خاں سے اس کا قریبی تعلق ہے اور اس کی مرحومہ زوجہ کو تمام حیات وظیفہ ملا رہا، گورنر جنرل صاحب بہادر از راہ نوازش اس کے لیے سب سے کم روپے ماہانہ کا وظیفہ مقرر کرتے ہیں۔

نمبر شمار: ۲۰: افضل النساء بیگم ۳۰ روپے

۲۱: " عمن النساء بیگم ۱۵ روپے

۷۔ چونکہ یہ دونوں مستورات خاندان کے دیگر افراد کے ذریعہ کفالت زندگی بسر کر رہی ہیں، لہذا گورنر جنرل صاحب بہادر اول الذکر کے لیے ۳۰ روپے ماہانہ اور آخر الذکر کے لیے ۱۵ روپے ماہانہ کا وظیفہ مقرر فرماتے ہیں۔

نمبر شمار: ۲۳: خواجہ شریف خاں ۷۰ روپے

۸۔ فضیلت ماب نے از راہ نوازش شخص پدا کے لیے ۷۰ روپے ماہانہ وظیفہ مقرر فرمایا ہے جو اسے پہلے بھی ملا رہا تھا۔

نمبر شمار: ۲۴: بنیادی بیگم ۳۰ روپے

۹۔ اگرچہ ان خاتون کا کوئی قصور نہ تھا، لیکن خاندان کے مددے کے پیش نظر انہوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان کے شوہر کی جانب سے انہیں کسی قسم کی امداد نہیں ملنی، گورنر جنرل صاحب بہادر ان خاتون کے گزارے کے لیے

تمیں روپے ماہانہ پنشن منظور فرماتے ہیں۔

۱۲۔ یہ منظور شدہ پیشکش تاحیات ہیں اور مراعت یا فخر کی وفات پر کالعدم ہو جائیں گی، جب تک کہ حکومت خصوصی رپورٹ موصول ہونے کے بعد اصل پنشن یافتہ کے ورثہ اور جائیدادوں کو پوری پنشن یا اس کا کچھ حصہ عطا کرنے کی منظوری مرحمت نہ فرمادے۔

۱۱۔ گورنر جنرل صاحب بہادر نے اس خیال کے پیش نظر کہ بعض اہلخاص کی درخواستیں جن کے لیے اب پیشکش منظور کی ہیں کافی عرصہ حکومت کے زیر غور رہیں اور ان کے تعلقہ بہ حالات کے پیش نظر از راہ نوازش بہت سے وظائف چہ ماہ کے بتایا جات کے ساتھ جو اگلے ماہ کی یکم سے واجب الادا ہوں گے منظور فرمائے ہیں۔

نمبر ۱ تمام کا تمام وعید اضافی شرح پر مع چہ ماہ کے بتایا جات اگلے ماہ کی یکم سے وصول کرے گی۔ نمبر ۲ کو وہ مدت کے وعید کے اضافہ کے بتایا جات وصول کرے گی اور نمبر ۳ دو ماہ کے بتایا جات وصول کرے گا تاکہ سابقہ تاریخ کی ادائیگی دوسروں کے مساوی ہو جائے۔

۱۳۔ امر بخش خاں مرحوم کے خاندان کے بیشتر افراد نے جناب گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں عرضداشتیں پیش کی ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ ان تمام متعلقہ افراد کو حتیٰ فیصلے سے مطلع کر دیں تاکہ آئندہ اس قسم کی غیر ضروری درخواست گزاری کو روکا جاسکے۔

آپ کا قلم

گورنر حاکم

(دستخط) بی۔ ایچ۔ میڈاک

۲۷ فروری ۱۸۳۹ء

تمام مقام متحدہ برائے حکومت، شمال مغربی صوبہ پات

(۱۰۹)

بخدمت گرامی: ٹی، ایچ، میڈاک صاحب بہاور، معتمد برائے حکومت بہار۔

جناب عالی!

فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہاور کی خدمت میں ان کے متعلقہ اور ہمدردانہ غور کے لیے مشکہ یادداشت پیش کرتے ہوئے نقدی عرض گزار ہے کہ آپ صاحب موصوف کے رویداد اس احقر کے سارے معاملات ان کی فیاض نظر کرم کے لیے سو فرماؤں میں بیان فرما دیں گے۔

نقدی یہ حقیقت بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہے کہ اس کی پٹھن کے ہتھیاریت کی رقم کے معاملے کو منسلک علیہ کے دعوے کے طور پر ملحوظ رکھا جائے اور اسے دیگر قرض خواہوں کے نفی دعوے کے مماثل ہرگز نہ گردانا جائے۔

عزت ماب! آپ اس امر سے یقیناً آگاہ ہوں گے کہ سرکار برطانیہ کی جانب سے نقدی کی یہ پٹھن اس کے مرحوم بچا لہرائہ بیک خاں کی جاگیروں پر انہیں ان کی شاندار خدمات کے بدلے عطا کی گئی تھیں کے عوض مقرر کی گئی ہے۔ ان کی وفات کے بعد وہ جاگیریں حکومت نے اپنی تحویل میں لے لی تھیں۔ لہذا کہ پٹھن فیروز پور کی جاگیر سے حکومت کو ملنے والے زر استراہ سے ادا کی جاتی تھی۔ ان حالات میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نقدی سرکار سے پٹھن یافتہ ہے اور اسے فیروز پور کے جاگیردار کے دیگر نفی قرض خواہوں کے دعوے میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے۔

مریض حق طلب، داد خواہ

اسد اللہ خاں



دہلی

مورخہ ۳۰ جنوری ۱۸۸۳ء

(۱۰)

اسد اللہ خاں کی عاجزانہ عرضداشت

بخدمت کرامی :

عزت مآب چارج لارڈ آف کینٹ صاحب ہمارے

جی سی پی دفینہ گورنر جنرل ہند۔

بعض عرض جناب عالی متعالیٰ !

فدوی نے گذشتہ ماہ کی ۲۹ تاریخ کو حضور والا کی خدمت میں اپنا مقدمہ بذریعہ واک ارسال کیا تھا اور یہ درخواست کی تھی کہ اس عرض گزار کی بخش کے بقایا جلت جاگیردار فیوزپور کی ریاست سے ادا کیے جائیں۔ یہ معلوم کر کے کہ جناب بی بی ملک صاحب ہمارے سے اس ضمن میں کیفیت یا رپورٹ طلب کی گئی ہے یہ درخواست بعد اوب یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہے کہ اس کی عرض ایک اپیل کی صورت میں تھی اور لیکن غالب ہے کہ موصوف ہمارے جو بھی ارشاد فرمائیں گے وہ ان کے اپنے احکامات کی تائید میں ہو گا۔

لہذا فدوی بعد اوب چند نکات حضور والا کے مخلصانہ اور متعلقانہ ملاحظے کے لیے پیش کرنے کی اجازت چاہتا

ہے۔

اول : یہ کہ آپ کے درخواست گزار نے ۱۸ جولائی کے احکامات کے اسے بخش کے بقایا جلت لیا کر وسیلہ جائیں کی پوری طرح بجا گودی کرتے ہوئے ان بقایا جلت کا جو حیثیت واجب الادا ہیں نصف وصول کر لیا ہے۔ اگرچہ اس مطالبہ کو جو بخش کے بقایا جلت کے لیے ہے دیگر قرض داریوں جو فیوزپور کے مرحوم جاگیردار کو فروخت شدہ سہان کی لوائی اور بطور قرض دی ہوئی رقم کی واپسی کا تقاضا کر رہے ہیں کے مساوی قرار میں دیا جاسکتا۔

دوم : حضور والا کی اطلاع کے لیے عرض گزار نے اپنی سابقہ عرضداشت میں یہ گوش گزار کیا تھا کہ فدوی کے مطالبات چورے کرنے کے لیے جائیداد موجود تھی اور یہ کہ سہان اور فیوزپور کے سہار شدہ منکات کی فروخت کی رقم جو سرکاری خزانے میں جمع کرائی گئی اس سے فدوی کو ادائیگی ہو سکتی تھی۔ اس دعوے کی

صداقت قرائن و دلائل سے ثابت ہو سکتی ہے۔ تمام فردی ٹھیک ٹھیک یہ نہیں جاسکتا کہ مذکورہ رقم کس سرکاری خزانے میں جمع کرائی گئی ہے۔ کیا دہلی میں یا گڑ گاؤں میں۔ البتہ گڑ گاؤں یا فیروز پور کے کلکٹر کو یہ معاملہ بھیج کر اس کو کھاتے کا تعین ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں 'فردخت' کی گئی توہین کی رقم بھی سرکاری خزانے میں جمع کرا دی گئی ہے۔ مزید برآں، کچھ فرقی جانیدوار اب بھی موجود ہے جو اس مدعی کے مطالبے کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو گی۔

آخر میں فردی بعد اوب التماس گزار ہے کہ ٹی۔ ٹی مکلف صاحب پبلور نے اس مقدمے کی بابت جو فیصلہ صادر کیا ہے اس کے خلاف سائل نے اس نہایت ضروری کٹے کے حوالے سے اپیل کی ہے کہ اس کے دعویٰ کو مغایر عامہ کی نوعیت کے پیش نظر قرض خواہوں کے فنی دعووں سے غلط نظر نہیں کیا جاسکتا۔

ان حالات کے پیش نظر فردی حضور و لا کی خدمت میں التجا ہے کہ تین جناب از راہ نوازش اس کے ساتھ انصاف فرمائیں تاکہ اس کے جائز حقوق اسے مل سکیں۔ آپ کے درخواست گزار کا فرض ہے کہ وہ پیش آپ کے لیے دعا گو رہے۔

مضامنت

امداد اللہ خاں

برادر ذوالو، صرافہ بیگ خاں

جاگیردار سوئک سونساہٹ



دہلی

مورخہ ۱۳ جنوری ۱۸۸۳ء

(۱۱)

بخدمت گرامی: ٹی، ایچ، میڈاک صاحب بہادر
معتد برائے حکومت، شعبہ سیاسی، کیپ، شمال مغربی صوبہ جالت

جناب عالی!

میرے لیے یہ باعث اتفاق ہے کہ آپ کی طرف سے باہر مل کی دو تاریخ کے مراسلہ کی رسید ارسال کروں جس میں اسد اللہ خاں کی اصل مرض داشت عزت مآب گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے ارسال کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں:

اول: لارڈ لیک صاحب بہادر کی سند مورخہ ۷ جون ۱۸۹۶ء کے مطابق اصرار بیگ خاں کے درجہ کے لیے فیوچرور کی جاگیر سے جو مراعات دی گئی تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ مرزا اسد اللہ خاں اور ان کے بھائی یوسف خاں کی کفالت کے لیے مبلغ -/۱۵۰۰ روپے سالانہ کی پنشن دی جائے۔ لیکن جس الدین خاں کی زندگی میں مدعیان نے اس استدلال پر کہ وہ اس سے زیادہ کے مستحق ہیں پورے پانچ برس تک اپنی پنشن لینے سے انکار کر دیا اور اس کے لیے انہوں نے حکومت کے دوہرو دعویٰ داخل کر دیا۔

دوم: جب حکومت کے احکامات جن میں اس کا دعویٰ مسترد کر دیا تھا موصول ہوئے تو نواب جس الدین ۱۱ بھایا جالت جو پنشن یافتہ افراد کی غم برداری کی وجہ سے جمع ہو گئے تھے یکمشت ادا کرنے سے قاصر تھے۔ نواب صاحب بہادر کی وفات کے بعد ان (اسد اللہ بیگ خاں وغیرہ) کے ان مطالبوں کو گورنر مرحوم کی ریاست کے دیگر قرض خواہوں کے اسی قسم کے مطالبات کے ساتھ یلٹینٹ گورنر صاحب بہادر آگرہ کے حکم کے بموجب خصوصی کمشنروں کو بغرض تسویہ سپرد کر دیا گیا۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مدعیان ۱۳۳ روپے کے حق دار ہیں۔ اور مذکورہ رقم کے سلسلے میں ایک ڈگری ان کے حق میں جاری کر دی گئی۔ چونکہ ریاست کی آمدنی مطالبات کے مساوی نہ تھی۔ لہذا حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ قرض خواہ اجائے کے پیش نظر منافع حاصل کریں گے۔ چنانچہ مذکورہ مدعیان نے بھی اسی اصول کے تحت اپنے حقوق حاصل کیے۔

سوم: مدعیان نے گذشتہ موقع پر حکومت کی دادرسی کے لیے درخواست پیش کی تھی۔ لیکن خصوصی کمشنروں

کے ان شکایات کی جس میں انھوں نے ان کے منافع کا قصین کیا تھا منظور دے دی گئی اور اس صورت حال سے انھیں ایک کتاب مورخہ ۱۸ جولائی ۱۸۳۱ء کے ذریعے مطلع کروایا گیا تھا۔

چارم : مدعیان کے اس بیان کہ دہلی کے خزانے میں ۳۵۵۵ روپے جمع ہیں جو فیوڈپور کے بعض مسماہ کیے ہوئے مکانات سے حاصل شدہ رقم ہے کے جواب میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ خزانے میں صرف ۲۲۳۸ روپے جمع ہیں جو بندو قوں اور کار قوسوں کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی ہے یہ رقم بڈ شرکت غیرے سرکار برطانیہ کی ملکیت ہے۔

۲۲۔ مذکورہ بالا واقعات کے پیش نظر میری یہ رائے ہے کہ مدعیان کسی بھی خصوصی مراعت کے حق دار نہیں اور اگر ان کی درخواست کے مطابق عمل درآمد ہوتا ہے تو دیگر قرض خواہ بھی بالکل اسی طرح ملنے والے منافع کے بارے میں عدم اطمینان کا اظہار کریں گے۔

۳۔ آپ کے مراسلے کے ساتھ موصول ہونے والے اصل شکایت واپس کیے جا رہے ہیں۔

آپ کا مخلص

دہلی ایجنسی

(درجہ) لی 'ٹی' مکلف

یکپ جوہنکا

ایجنٹ برائے گورنر جنرل شمالی صوبہ ہند

مطلع سرما

۲۱ جنوری ۱۸۳۰ء

۱۰ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹۔ لی پارٹ - ۱۱

(۱۳)

(نقل)

منجانب: اسد اللہ خاں

بخدمت گرامی: ٹی، ایچ، میڈاک صاحب بہادر

مفتد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل صاحب بہادر، اللہ آباد۔

جناب عالیہ

میرے لیے یہ باعث انکار ہے کہ میں اس خط کے ساتھ منسلک ایک عرضداشت تمام نواب گورنر جنرل صاحب بہادر جس میں ایک یادداشت منسلک عالیہ کے نام ہے پیش کر رہا ہوں۔ نہایت احترام کے ساتھ درخواست ہے کہ آپ اس احقر پر کرم فرمائی کرتے ہوئے منسلک عرضداشت موقع و محل دیکھتے ہوئے حضور والا کے حضور پیش کر دیں گے۔

نقدی شخص ہے کہ مذکورہ یادداشت یورپ بھیج دینے کے بعد آپ از راہ نوازش اس کی تاریخ روانگی سے مطلع فرمائیں گے۔ میری ذات پر آپ کا یہ احسان عظیم ہو گا جسے میں احساس ممنونیت کے ساتھ ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

آپ کا بے حد ار

(درجہ) اسد اللہ خاں

(نقل مطابق اصل)

(درجہ) اعلیٰ لیکچرار

نائب مفتد برائے حکومت ہند

مع گورنر جنرل صاحب بہادر

دہلی

۲۹ جولائی ۱۸۶۲ء

(۱۴)

(نقل)

اسد اللہ خان کی عاجزانہ عرضداشت

منجانب: اسد اللہ خان، عظام گورنر جنرل صاحب بہادر

بخدمت گرامی: فضیلت باب لارڈ الیڈورڈ الین برا صاحب بہادر (۳۸) کے سی بی

گورنر جنرل ہند، لاہور

بعض عرض جناب عالی!

آپ کے درخواست گزار کو میڈاک صاحب بہادر کے ماہ گزشتہ کی کا تاریخ کے مراصلہ ذریعے اس کے مقدمہ سے متعلق بورڈز آف ڈائریکٹرز کے فیصلے کی نقل موصول ہوئی۔ یہی اپنے مقدمے کی بہت صلور ہونے والے امکانات سے مطمئن نہ ہونے کی بنا عزت باب مکہ عالیہ کے دوبارہ شناسی میں اپیل کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔ چنانچہ وہ حضور واکا سے بعد ادب گزارش کرتا ہے کہ آپ فدوی پر رحم کھاتے ہوئے مسئلہ یا دوست مکہ عالیہ کے کرم مقرر ملاحظے کے لیے پیش کر دیں۔

آپ کا درخواست گزار آپ کے لیے دعاگو رہے گا۔

(نقل مطابق اصل)

(درجہ) ڈپٹی "الیڈورڈ"

معاون مستقر برائے حکومت ہند

گورنر جنرل صاحب بہادر

دلی

۲۹ جولائی ۱۸۴۳ء

(۱۶)

شعبہ سیاسی بخدمت گرامی فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز، ایسٹ انڈیا کمپنی

معزز اراکین:

میں بعد افتخار آپ کی خدمت میں اسد اللہ خاں کی یادداشت مورخہ ۲۹ جولائی ارسال کر رہا ہوں۔ مدعی نے اپنی پیشین میں خاطر خواہ اضافے کی فرض سے یہ مسئلہ یادداشت ملکہ عالیہ بھلور کے نام تحریر کی ہے۔ آپ معزز اراکین سے استدعا ہے کہ اپنی صوابدید کے مطابق اس عرضداشت کا جائزہ لے لیں۔

آپ کا خدمت گزار

لوپ شناس اور وقار خاں

(درجہ اول) ایسٹ انڈیا کمپنی

الہ آباد

۳ اگست ۱۸۸۳ء

یہ خطیہ اسٹیم بنکارڈز لندن۔ نمبر کئی کئی اور کر۔ ایف۔ ۳/۳۰۳۳ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۸۸۳ء

(۱۷)

فورٹ ولیم ۲۸ دسمبر ۱۸۳۲ء
(نقل)

جناب: اسد اللہ خاں
بخدمت گرامی: ٹی 'ایچ' میڈاک صاحب ہلور
معتد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل صاحب ہلور وغیرہ، الہ آباد۔

جناب عالی!

آپ کا حمایت نامہ مورخہ ۵ اگست موصول ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ میری عرضداشت بذریعہ حاضر ذاک
یورپ بھجوا دی جائے گی۔ آپ کے اس اقدام کیلئے و خسروانہ کے لیے نقدی از حد شکر گزار ہے۔ نیز تفصیلات باب
گورنر جنرل صاحب ہلور کا بھی ممنون احسان ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور والا (گورنر جنرل) اور آپ پر رحمتوں کا نزول اور آپ کی کلوشوں کو کامیاب کرے۔

آپ کا تاجدار

دہلی



(درجہ) اسد اللہ خاں

۱۵ اگست ۱۸۳۲ء

(نقل مطابق اصل)

(درجہ) ٹی 'ایچ' میڈاک

معتد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل

(۱۱۹)

فورٹ ولیم ۲۸ دسمبر ۱۸۳۲ء شعبہ سیاسی

حکم ہوا کہ مذکورہ بالا مکتوب کی نقل دفتر ہذا کے اقتباس نمبر ۸۰ مورخہ ۳۱ جنوری کے حوالے سے سول کلائمر کے ملاحظے اور ہدایت کے لیے بجوا دی جائے اور یہ کہ اکاؤنٹ جنرل کو بھی اس کی ایک نقل فراہم کر دی جائے۔☆

☆ اصل اس ریکارڈ میں۔ ایڑی پائیکل پر سینڈنگز سلسلہ ۱۱۶ - جلد ۲۳

(۱۸)

محترم امین، پی پارک ایم۔ پی

ایسٹ انڈیا ہاؤس

۳۳ اکتوبر ۱۹۳۲ء

جناب عالی!

کورٹ تک ڈائریکٹرز کی ہدایت کے بموجب اسد اللہ خان کی شلک یادداشت جو ملک عالیہ بہادر کے نام مرقوم ہے، پیش کر رہا ہوں۔ جو لارڈ الٹن برو کے مکتوب مورخہ ۲۲ اگست (نمبر ۲۰) ۱۹۳۲ء کے ساتھ شلک موصول ہوئی تھی۔

آپ کا قصص

(درجہ اول) ہے "سی" میلویل (۳۹) ☆

مفت۔

☆ انڈیا آفس ریکارڈز لندن۔ فبروری آئی لا آر۔ ایف/۲/۲۰۴۳/۲۰۴۳ رورڈ پبلیکیشن فبر ۱۹۳۲ء

(۳۰)

ہندوستان ارسال کیے جانے والے ریاستی امور پر مبنی مراسلے
 مورخہ ۳ اکتوبر ۱۸۳۳ء (نمبر ۳۰) سے اقتباس

گورنر جنرل کا ریاستی امور پر مبنی
 مراسلہ 'مورخہ ۳ اگست نمبر ۱۰/۱۸۳۳ء۔
 اور اس سے منسلک اسوائف خاں کی
 یادداشت تمام ملکہ عالیہ ہمارے سلسلہ
 اضافہ پیش کیا

یہ یادداشت کھنڈر برائے معلومات ہند کو بھیجی گئی ہے۔

بٹہ ایڈوانس ریکارڈز لندن۔ نمبر آئی او آر۔ ای / ۳ / ۶۷۔ پی ٹیکل ڈیپٹی مورخہ ۳ اکتوبر ۱۸۳۳ء

(۱۲)

منجانب اسد اللہ خاں

بخدمت گرامی: ایف کیوری صاحب بہادر (۵۰)

مستند برائے حکومت ہند، فورٹ ولیم۔

محترم عالی مقام!

فدوی بعد اعزاز مقصود ہے کہ آپ اس خط سے شلک یادداشت فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر ہند کے
 لائحے کے لیے پیش فرما دیجئے۔ از راہ نوازش اس پر صلہ ہونے والے فیصلے سے بھی مجھے مطلع فرمادیں۔ آپ کی اس
 کرم مستری کے لیے بندہ ممنون احسان ہو گا۔

آپ کا تہجدار

(درستخط) اسد اللہ خاں

دہلی

۲۳ اکتوبر ۱۸۴۳ء

(۱۳۳)

اسد اللہ خاں کی عاجزانہ عرضداشت

بخدمت گرامی: فضیلت ماب یونیٹ جنرل لارڈ سرہنری ہارڈنگ صاحب ہمارے (۵۵) 'پارونٹ پی سی بی' گورنر جنرل ہند، فورٹ ولیم

معرض جناب عالیہ

حضور والا کے درخواست گزار نے بعد افکار حضور والا کے معزز و محترم پیش رو کی خدمت میں ۲۹ جولائی ۱۸۸۳ء کو اپنے دعوے پر جتنی ایک یادداشت پیش کی تھی کہ اسے ملکہ عالیہ ہمارے انگلستان کے ملائٹھ کے لیے بھجوا دیا جائے۔ ۵ اگست کو اس وقت کے معتمد برائے حکومت ہند سر 'ایچ' میڈاک صاحب ہمارے نے اپنے نکتہ کے ذریعے مطلع فرمایا کہ مذکورہ یادداشت فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کی خدمت میں ارسال کر دی گئی ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس کے متعلق رائے قائم کرے۔

فدوی نے ۲۵ جنوری ۱۸۸۳ء کو حکومت کو ایک چٹھی لکھ کر یہ معلوم کرنا چاہا تھا کہ انگلستان ارسال کی جانے والی یادداشت پر کیا فیصلہ صادر ہوا ہے۔ حضور والا کے درخواست گزار کو حکومت کے معتمد نے خط کے ذریعے مطلع کیا ہے کہ وہاں سے حاکم اعلیٰ کا ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا ہے۔

چونکہ مذکورہ یادداشت کو یورپ روانہ کیے ہوئے دو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، لہذا فدوی بعد افکار اپنے مطالبات کے متعلق کیے گئے فیصلے کے جاننے کا خواہشمند ہے۔ نیز مختص ہے کہ اس سلسلے میں جو بھی مشکلات موصول ہوئے ہوں، ان سے فدوی کو مطلع فرمایا جائے۔

حضور والا کا درخواست گزار آپ کے لیے دعا گو رہے گا۔

(۱۳۳)

بخدمت گرامی فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز، ایسٹ انڈیا کمپنی

معزز اراکین!

اسد اللہ خاں کی ایک یادداشت تمام ملکہ عالیہ بہاولپور جو ایک مکتوب مورخہ ۲ اگست ۱۸۳۲ء (نمبر ۱۰) کے ساتھ آپ کی فاضل عدالت کو بھیجا گیا تھا، کے حوالے سے عرض ہے کہ ہم اسی مدعی کی ایک درخواست بجوا رہے ہیں جس میں شخص مذکور نے اپنی پٹن کے اضافے کے سلسلے میں ارسال کردہ عرضداشت کا نتیجہ معلوم کیا ہے۔ بعد اوب!

فاضل عدالت کو ارسال کردہ خط نمبر ۱۰

مورخہ ۳ اگست ۱۸۳۲ء - فاضل عدالت

کا خط نمبر ۳۰ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۸۳۲ء

پروکارف ۵۶

معزز اراکین کے وقار اور

(درجہ اول) ایچ ہارڈنگ

" ٹی " ایچ میڈاک

" جی پیکس (۵۲) ☆

قورٹ ولیم " شعبہ امور خارجہ

۱۸ نومبر ۱۸۳۲ء

(۱۳۴)

مکتوب مورخہ ۱۹ نومبر ۱۸۸۳ء و (نمبر ۴۰) کا جواب

اسد اللہ خاں کی درخواست کو پٹن کے افسانے کے سلسلے میں ارسال کردہ یادداشت نام ملکہ عالیہ کے متعلق ہونے والے فیصلے سے مطلع کیا جائے۔
 ۸۰۔ ملکہ عالیہ بہادر نے مذکورہ یادداشت کے سلسلے میں اپنی کسی کارروائی سے ہمیں آگاہ نہیں کیا ہے۔
 مجموعہ نمبر = ۱۸

یہ اڈیا آفس ریکارڈز لندن لبریری کو آر۔ ایف / ۳ / ۷۸۳۔ پبلیک ڈیپوٹ لبر ۲۲ مورخہ ۳ جون ۱۸۸۵ء

(۳۵)

ایسٹ انڈیا کمپنی

۱۹ جولائی ۱۸۵۳ء

جناب عالیؑ

دہلی سے ارسال کردہ عرضداشت مورخہ ۱۹ مارچ جس میں آپ کی جانب اور دیگر افراد کی جانب سے مطالبات پیش کیے گئے ہیں کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کے کسی بھی فریق کی عرضداشت اس وقت تک کورٹ آف ڈائریکٹرز کے زیر غور نہیں لائی جاسکتی جب تک اسے مقامی حکومت کے توسط سے نہ بھیجا گیا ہو۔ لہذا آپ کی درخواست واپس ارسال ہے۔

بخدمت گرامی:

جناب سپہ دار عالی

دہلی

آپ کا مقصود

(وضاحت) ہے "سی" میلبورن

☆ جناب گورنمنٹ آف انڈیا - دہلی ریجنل آفس اینڈ انجینیئرنگ ڈپارٹمنٹ - کیس نمبر ۱۰۰۰ - ۱

(۳۶)

عاجزانہ عرضداشت

بخدمت گرامی :

فضیلت ماب ہے، قحاصن صاحب بہلور (۵۳)

یفیلٹس گورنر شل ملہل صوبہ ہلت، آگرہ

سہ دار خاں

طرو باز خاں

غلام محمد الدین خاں

حسن علی خاں

امراؤ بیگم

برادر ذوالے، بہلور ڈاویاں

پہران کالے خاں

ولدہ نبی بخش خاں

بخت الہی بخش خاں

نواب احمد بخش خاں

جاگیر فیروز پور، نورج دہلی

بعز عرض جناب عالی

ام مدعیان بعد ادب التماس گزار ہیں کہ شککہ عرضداشت تمام فضیلت ماب گورنر جنرل بہلور جس کے ساتھ قاضی کورٹ آف ڈائریکٹرز کے نام یادداشت ملوف ہے کو پہلی فرصت میں ہمارے ایک مدعی کے نام آئے ہوئے مکتوب مورخہ ۱۹ جولائی جس کی نقل آف ہے کے حوالے سے جگوا دیا جائے۔ مذکورہ یادداشت آفے جناب ملول نے واپس کر دیا تھا کورٹ آف ڈائریکٹرز کے ملاحقے کے لیے مسلک کیا جا رہا ہے۔

مدعیان اپنے حق پر ہمدردانہ طور کے لیے اپنے التماس کا تذکرہ ضروری نہیں سمجھتے اس لیے کہ سب پر یہ حقیقت عیاں ہے کہ جو کچھ بھی ۱۹۱۵ء ان کے پاس موجود تھا وہ ایک بڑے اور بڑھتے ہوئے کنبے کی کفالت کی خاطر

فروخت کر دیا گیا ہے۔ مدعیان بخش ہیں کہ عزت باب ان کی یادداشت پر سفارش فرمائیں گے۔
مدعیان سدا و جا کو در ہیں گے

مرزا حسن علی خان	غلام محمد الدین خان	طرو باز خان
ولد نجی بخش خان	ولد کالے خان	ولد کالے خان
سپہ دار خان	امراؤ بیگم	
ولد کالے خان	بخت انکی بخش خان	

دہلی

۲ اکتوبر ۱۸۸۳ء

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن ایجنسی ریکارڈز۔ کیس نمبر ۹ بی۔ پارٹ - ۱

(۴۷)

منجانب: سر تھیو فیلز مکلف صاحب بہادر بیروٹ
ایجنٹ برائے لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات، دہلی

بخدمت گرامی:

جناب ہے، "قادر شن صاحب بہادر"

معتقد برائے حکومت،

شمال مغربی صوبہ جات،

آگرہ

جناب عالی!

نواب احمد بخش خاں مرحوم، جن کی ریاست فیروزپور ۱۸۳۵ء میں حکومت کی تحویل میں آ گئی تھی، کے امراء سپہ دار خاں، طرہ باز خاں، نظام فخر الدین خاں، حسن علی خاں اور امراء بیجم کی درخواست کے مطابق میں ہمد افتخار منسلک لغاتہ چھ عزت مآب لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ جات ارسال کر رہا ہوں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے، اس میں ایک درخواست فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کے دو ہمد پیش کرنے کے لیے ہے جس میں کلمات بذریعہ پیش کے مطالبات پیش کیے گئے ہیں جو حکومت کے حکم نمبر ۲۸-ایف، مجھے ۲۷ فروری ۱۸۳۹ء کے مطابق موقوف کر دی گئی تھی۔

۲- محملہ بلا حکم کے اعتدائی چرا کے حوالے سے یہاں یہ عرض کرنا عین مناسب ہے کہ جب مدعیان نے فاضل عدالت کو یہ عرضداشت پیش کی تھی، اس وقت انہیں یہ جواب دیا گیا تھا کہ "ہندوستان کے کسی بھی فرقہ کی درخواست اس وقت تک ان (گورنر آف ڈائریکٹرز) کے زیر غور نہیں لائی جاتی تو نتیجہ یہ مقامی حکومت کے توسط سے نہ بھیجی گئی ہو۔" چنانچہ میں ان کی درخواست جناب معتقد قاضی صاحب بہادر کی ہدایات کے بموجب پیش کر رہا ہوں جو انہوں نے عزت مآب ایف، رابرٹ سن کے عہد گورنری کے وقت مجھے دی تھی اور یہ ہمارا کر لیا تھا کہ کوئی بھی

دستوجو جو انگلستان کے وزارت داخلہ کے محاذ نظام کے نام ہو، روٹیں کی جاسکتی۔

آپ کا تخلص

ایجنسی دہلی، یکم مرزا پور

(دستخط) آئی، ٹی، ملک

ہر گنہ حصار، ضلع حصار، علاقہ دہلی

ایجنٹ برائے ایف بی آئی گورنر صاحب بہادر

شمالی مغربی صوبہ، جات پتہ

۲۶ نومبر ۱۹۴۳ء

پتہ: پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز - دہلی ریڈیو ٹیلی ویژن پارک - کیمس نمبر ۹ پارٹ - ۱

(۱۲۸)

بخدمت گرامی: جناب الحاج "ایم" ایلٹ صاحب ہمارا (۵۴)
 معتقد برائے حکومت ہند، شعبہ امور خارجہ

جناب عالی!

عزت ماب یفلینٹ گورنر صاحب ہمارے کی ہدایت کے تحت میں آپ کی خدمت میں ایک تلافی ارسال کر رہا ہوں جو فضیلت ماب گورنر جنرل صاحب ہمارے کے نام ہے اور اسے دہلی کے ایجنٹ نے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ اس کے اندر ثواب احمد بھٹل مرحوم، جاگیردار فیروز پور کے بعض اقدار کی عرضداشت بہ سلسلہ فائن منسجور ہے۔

۴۔ عزت ماب نے رائے دی ہے کہ ریاست فیروز پور کے الملحق کے بعد جب دھیان نے فائن کے سلسلے میں درخواست بھیجی تھی تو بھٹل مغربی صوبہ ہند کے گورنر جنرل نے ۲۷ فروری ۱۸۳۵ء کو اسے حتمی طور پر نامعلوم کر دیا تھا اور یہ کہ اس وقت اس موضوع پر جو احکام صادر ہوئے تھے ان کی معزز کورٹ آف ایگزیکٹوز نے توثیق کر دی تھی جیسا کہ ان کے کتب نمبر ۱۱، مورخہ ۹ فروری ۱۸۳۵ء کے پیرا گراف ۶۵ سے ظاہر ہے۔ لہذا یفلینٹ گورنر اس بات کے حق میں نہیں کہ اس معاملے کو دوبارہ اٹھایا جائے۔ ہاں یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ منسلکات آپ کی خدمت میں پیش کر دینے جائیں کیونکہ فضیلت ماب ثواب گورنر جنرل ہمارے کے نام ارسال کیے گئے ہیں۔

آپ کا اخلص

(دستخط) ہے "تھارلن" ✽

صدر دفتر

۲۴ دسمبر ۱۸۳۵ء

(۳۹)

منجانب: ایچ، ایم، ایلٹ صاحب بہادر
 معتمد برائے حکومت ہند، شعبہ امور خارجہ

خدمت گرامی:
 ہے، "تھارٹن صاحب بہادر"
 معتمد برائے حکومت شمال مغربی صوبہ، جات، شعبہ امور خارجہ

جناب عالی

مضبوط ہدایت عرض ہے کہ آپ کا مکتوب مورخہ ۲۲ دسمبر گزشتہ جس میں ریاست فیروزپور کے نواب احمد بخش خاں مرحوم کے چند اعزاء و متعلقین کی چشمی کے لیے درخواست کی گئی ہے موصول ہوا۔ اور جواباً عرض ہے کہ گورنر جنرل ان کونسل کی رائے ہے کہ اس خاندان کے جملہ افراد جن کے دعوے منظور کر لیے گئے تھے کی پیشینہ پہلے ہی طے کی جا چکی ہے اور موجودہ زمیندار کے دعوے باقاعدہ رد کیے جا چکے ہیں۔ لہذا اس مسئلے کو دوبارہ نہ چھیڑا جائے۔

آپ کا مخلص
 (دستخط) ایچ، ایم، ایلٹ
 معتمد برائے حکومت ہند

فورٹ ولیم
 ۷ جنوری ۱۸۶۸ء

(۱۳۰)

بخدمت گرامی جناب لیجنٹ صاحب بہادر
برائے یٹھینٹ گورنر صاحب بہادر
شمال مغربی صوبہ جات، دہلی

جناب عالی

آپ کے گزشتہ نومبر کی ۲۳ تاریخ کے مکتوب کے ہمراہ فیورچر کے نوٹس امر بخش خاں کے امراء و حلقین
سہ دار خان و طرو ہاڑ خاں وغیرہ کی حکومت کی جانب سے کفالت بذریعہ پٹن کی جو درخواست پورٹ آف ڈائریکٹرز کو
پہنچنے کے لیے پیش کی گئی تھی کے سلسلے میں حسب ہدایت جناب مستند ایلیٹ صاحب بہادر کی جانب سے جواب میں
لکھے گئے ماہ ذی قعدہ کی ۷ تاریخ کے مکتوب کی نقل منسلک کر رہا ہوں۔

شعبہ امور خارجہ

شمالی مغربی صوبہ جات

صدر دفتر

۳۶ جنوری ۱۸۸۸ء

آپ کا مخلص

(درجہ) ہے، خوار کین

مستند برائے حکومت

شمال مغربی صوبہ جات

(۱۳۱)

فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کے مکتوب مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۸۵۰ء سے اقتباس

فیروزپور کے لوہے اور ہلکے غائب کے خاندان کے کچھ افراد ۵۔ اس درخواست کو محض یہ کہہ کر کہ "مروجہ
کی بادداشت جس میں اس بارے کہ مذکورہ جاگیر حکومت نے لوہے کے اہل خاندان کی بخشش کی ادائیگی کا معاملہ
تحویل میں لے لی ہے کفایت بذریعہ بخشش کی درخواست کی بہت پہلے نمٹایا جا چکا ہے" رد کر دینے کا جو جواز
لیٹننٹ گورنر نے پیش کیا ہے اور جس کی گورنر

جنرل نے توثیق کی ہے، اس وقت سوزوں ثابت ہوتا اگر وہ بیان کا یہ استناد پہلی مرتبہ آگے بڑھایا گیا ہوتا لیکن وہ یہ
اقدام لگا رہے ہیں کہ جاگیر کی ضلعی کے بعد وہ مسلسل اپنا دعویٰ پیش کرتے رہے ہیں۔ لہذا ان کا متعلقہ مقدمہ استحقاق
کی بنیاد پر ہی ٹھٹھایا جاسکتا ہے۔ نیز ہمیں اس بات میں شبہ کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں کہ انہوں نے جو موقف اختیار
کیا ہے اس پر مناسب غور و خوض نہیں کیا گیا ہو گا۔ تاہم ہمیں آپ کی حکومت کے فیصلے کے خلاف اپیل موصول
ہوئی ہے، لہذا ہماری خواہش ہے کہ اس معاملے کے متعلق ضروری مطوعات ہمیں فراہم کی جائیں تاکہ اسے ٹھٹھایا جا
سکے

(اقتباس مطابق اصل)

(مجلد) ایچ، ایم ایلیٹ

مکتوبہ برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل

(۳۲)

منجانب: سرہنری ایلیٹ صاحب بہادر کے سی بی
 معتمد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل

خدمت گراں:

جناب ہے "قاری شن صاحب بہادر"

معتمد برائے حکومت شمال مغربی صوبہ جات، شعبہ امور خارجہ

جناب عالی

فیروز پور کے نواب احمد بخش خاں مرحوم کے چند اہل خاندان نے فیروز پور کی جاگیر کی ضلعی کے نتیجے میں کفالت
 بذریعہ پیش سے حلقہ ایک بارداشت گذشتہ مئی کی ۱۱ تاریخ کو فعالیت ماب گورنر جنرل صاحب بہادر کو پیش کی تھی جو
 فاضل کورٹ آف ڈائریکٹرز کے ملاحظے کے لیے روانہ کی گئی تھی۔ مجھے گورنر جنرل بہادر نے ہدایت کی ہے کہ محترم
 ایلیٹ گورنر کی معلومات کے لیے فاضل عدالت کے مکتوب مورخہ ۳۰ ستمبر نمبر ۳۰ کے حوالہ ۱۲۵ اقتباس پیش
 کراں جس میں معزز عدالت کی جانب سے حلقہ استقلال کے حلقہ رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔
 ۲۔ آپ ازراہ کرم اپنی اولین فرصت میں فاضل عدالت کو درکار معلومات فراہم کر دیں۔

آپ کا آمیندار

(دستخط) ایچ ایم ایلیٹ

معتمد برائے حکومت ہند

مع گورنر جنرل

کیپ وزیر آباد

۲۳ دسمبر ۱۸۵۰

(۱۳۳)

بخدمت گرامی سراج ایملٹ صاحب بہادر کے سی بی
معتد برائے حکومت ہند مع گورنر جنرل صاحب بہادر شعبہ امور خارجہ

جناب عالی!

معزز ایملٹ گورنر صاحب بہادر کی ہدایت کے بموجب عرض ہے کہ آپ کا گزشتہ ۲۴ دسمبر کی ۲۴ تاریخ کا
کتوب نمبر ۲۹۴۳ اور اس سے منسلک قاضی کورٹ آف انزیکٹرز کے مراسلے نمبر ۳۰ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۸۵۰ کے
اقتباس کا پیرا گراف ۵ جس میں فیوڈر کے نوآباد احمد بخش خاں کے بعض امراء کی ہب سے بخش کے استغاثے کے
معلق مملووات دریافت کی گئی ہیں موصول ہوا۔

۲۔ حسب ہدایت جواب میں نوآباد مرحوم کے چند اہل خاندان کے گوشوارے کا اقتباس پیش کر رہا ہوں جسے دہلی کے
ایملٹ صاحب بہادر نے ۱۰ جنوری ۱۸۳۹ء کو فراہم کیا تھا اور یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اسی بنیاد پر شمال مغربی صوبہ جات
کے گورنر جنرل صاحب بہادر نے اپنے احکام بحریہ ۲ فروری ۱۸۳۹ء میں یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ ان درمیان کو اندازی
سوت فراہم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ کا مخلص
(دستخط) جے تھارنٹن

شعبہ امور خارجہ
شمال مغربی صوبہ جات
ایملٹ ایملٹ گورنر
۳ فروری ۱۸۵۱ء

فیروز زوار کے جاگے پورا نواب احمد بخش تھیں مرحوم کے حضور انوار خانہ امان کے گوشوارے سے انقبض ہوا دلی کے ایجنٹ نے فراہم کیا تھا۔

تبھی: مورخین کا سمجھنا اذیتھیں صحتی لکھ رکھ کر ت ہے
 داس کی شکاری کس سے ہوئی۔ شہر کا پڑھ لکھ اور اذیتھیں صحتی

دانی کیجھ
 اور اس کی قیمت

رشہ دلی

۳

نیر شہر

نورج اسلام آباد تھیں جتنی فیروز آباد

ملکی جاگیر
 نہیں

احمد بخش تھیں

کی جاگیر سے

بھٹی: جے ٹی اے تھیں

تھیں کی جاگیر

۳۳

امروا بھیم

۵۰

کی جاگیر سے دھنہ دھپہ ملائے بنا کرتے تھے
 کوہست سے جاگیر کے لکھن ہونے کے بعد یہ رقم
 دھنہ دھنہ۔ لکھتہ نہیں دھپہ کا پلائے دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ
 نے بند کر دیا۔ لکھن دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ
 نہیں احمد کی دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ
 نیر کوہ کا پلائے دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ

پیشا

خس لکھن تھیں

سے لکھتہ

دھپہ بنا کرتے تھے

دلہ لکھتہ تھیں

جو احمد بخش تھیں

کے پلائے دھنہ دھنہ

کھلے تھیں کا پلائے

اور ان کے کھلے

کھلے تھیں کا پلائے

۵۰

سپہ دار تھیں

۲

کھلے دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ
 نہیں احمد کی دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ دھنہ

شرعیات ان کا

خس لکھن تھیں

احمد بخش تھیں

۳۵

طوبہ دار تھیں

۳

(۳۵)

حکومت پنجاب کے فارسی ریکارڈ پر جتنی بہت نمبر ۱۹ میں موجود ایک ایسا رجسٹر ہے جس میں ۱۸۶۳ء سے ۱۸۷۲ء تک کے مقدمات درج کیے گئے ہیں۔ اس لئے کا اندراج نمبر ۵۸، مورخہ ۲۸ جون ۱۸۶۹ء کچھ اس نوعیت کا ہے :

عرضی امراؤ نیگم زوجہ مرزا اسد اللہ خاں غالب سکندہ دہلی معہ کائنات انگریزی بگوارش نہ ہونے
کنارا ماہوار مجوزہ صاحب کشن بہادر میں درخواست واکزاری کل پنشن شوہر متوفی بنام خود و
حسین علی خان (۵۵) پسر متبنی خود۔

حکم ہوا

اصل عرضی بنام کشن بہادر دہلی مرسل ہو اور سائل کو اطلاع دے دی جائے۔

ضمیمہ ۲

برہان قاطع اور سبب حجتین

سے متعلق

متفرق مکاتیب

۱۱ مارچ ۱۸۶۱ء تا ۱۵ مارچ ۱۸۶۸ء

(۱۳۶)

عزت باب ڈی ایف میکلڈ صاحب ہمارے بی لیفٹیننٹ گورنر

۱۱ مارچ ۱۸۶۶ء

محترم جناب میکلڈ صاحب ہمارے (۵۶)

کراچی ہسپتال صاحب کے قریب سے مرزا نوشہ دہلوی کی ایک تصنیف کے چار نسخے موصول ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا عنوان ہے ”تالعیہ برہان“۔ اس میں فارسی کی مشہور لغت ”برہان تالعیہ“ کے بعض حصوں پر تنقید کی گئی ہے۔ کراچی ہسپتال صاحب ہمارے خیال ہے کہ حوالے کے طور پر یہ کتاب کارآمد ثابت ہوگی اور اس کا سکول کی لائبریریوں میں رکھنا مفید ہوگا۔ مرزا نوشہ کو مبلغ = ۵۰ روپے کی غلت سے سرفراز کیا جائے، ایک نسخہ انجمن اور کالج کی لائبریری کے لیے ارسال ہے، اگر یہ کتاب فی الحقیقت کارآمد متصور کی گئی تو اس کے مزید نسخے خرید کر اعلیٰ ثانوی سکولوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔

آپ کاخلص

(دستخط) ٹی ایچ ہتھارنسن

(۱۳۷)

بخدمت گرامی ڈاکٹر جی، ڈبلیو لائسنس (۵۷) صاحب بہادر
صدر، سوسائٹی برائے فروغ علم و نفع، لاہور

مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۶ء

جناب عالی!

بعد اعزاز آپ کی خدمت میں مرزا نوشہ دہلوی کی کتاب ”قانع بہان“ کا ایک نسخہ ارسال کر رہا ہوں۔ اس میں فارسی کی مشہور لغت ”بہان قانع“ کے بعض حصوں پر تنقید کی گئی ہے کپ سے استدعا ہے کہ اسے ”مجموعہ پنجاب“ کے سامنے اس درخواست کے ساتھ رکھیں کہ وہ اس کی فہیوں کے حلقے رائے دے، نیز یہ بھی بتائے کہ کیا یہ سکولوں اور کالجوں کے لیے مفید ثابت ہو گی یا نہیں!

(دستخط) ٹی، ایچ قمارنشن

۵۰ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز۔ ٹی پریسیڈنٹ گزٹ نمبر ۸ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۶ء

(۱۳۸)

بخدمت گرامی ٹی، ایچ تھارنٹن صاحب بہادر
 معتمد برائے حکومت پنجاب اور اس کے ماتحت ادارے

جناب عالی

آپ کے گزشتہ مارچ کی شمارچ مکتوب نمبر ۴۰۰ کے حوالے سے عرض ہے کہ سوسائٹی کی ہدایت کے بموجب
 اس کے رکن شیخ فیروز الدین کی "قسط برہان" کے مخطوط رائے جس کی انجمن نے بھی توثیق کی ہے ارسال ہے۔
 کتاب بعنوان "قسط برہان" شکرپے کے ساتھ واپس کی جا رہی ہے۔

آپ کا وفادار خادم

نوبین بی رائے (۵۸)

معتمد برائے سوسائٹی

سوسائٹی برائے فروغ علم و ادب

۱۹۷۱ء

۲ جون ۱۹۷۱ء

۵۰، بلیک گرینٹ ٹرک لائن ۲۔ "بی" پوسٹل ٹرک نمبر ۲۱ سورتھ اگست ۱۹۷۱ء

(۱۳۹)

مرزا نوشہ کی کتاب ”قاطع بہان“ کے مفید ہونے کے متعلق
سوسائٹی برائے فروغ علم بامع کی رائے۔

یہ کتاب (قاطع بہان) خود ایک مستقل لغت نہیں، البتہ مصنف نے مشہور فارسی لغت ”بہان قاطع“ کے بعض حصے منتخب کر کے ان پر تنقید کی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ مصنف نے اس کتاب کو مرتب کرنے میں اپنی ذہانت کا ثبوت دیا ہے جو قابل تعریف ہے۔ مگر اس کتاب کی تعلیم دارس میں ضروری نہیں البتہ اگر ”بہان قاطع“ دارسوں میں رکھی جائے تو اس کے ساتھ اس کتاب (قاطع بہان) کا رکھنا مناسب ہو گا۔
لہٰذا یہ رائے اصلاً سوسائٹی کے رکن شیخ فیوز الدین نے دی ہے جس کی ادائگی کی اکثریت نے توثیق کی ہے۔

(۱۳۰)

رائے نسبت کتاب قاطع برہان مولفہ مرزا نوشہ صاحب

حسب درود بخشی صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب بہام ڈاکٹر صاحب بہادر بدیں غلامہ کہ آیا یہ کتاب واسطے مدارس وغیرہ کے اچھی لغت تصور ہوگی یا نہیں ڈاکٹر صاحب ممدوح دیگر ممبران انجمن نے نسخہ قاطع برہان مجھ کو واسطے دیکھنے اور گھسنے رائے مناسب کے دیا تو میں نے کتاب کو دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کتاب بعض لطائف برہان قاطع کے رد میں ہے خود مستقل کتاب لغت نہیں اور اگرچہ مصنف نے یہ ذکاوت خود بعض مقام میں ایسا رد طبع دکھایا ہے کہ قائل تعریف ہے مگر اس کتاب کی تعلیم مدارس میں ضروری نہیں ہے "اور یہ بھی خارجاً" بتا گیا ہے کہ اس کے اوپر نور ود و قسح بھی ہوا ہے۔ پس میری دانست میں اس کتاب کا تمام مدرسوں میں رکنا چنداں ضروری نہیں۔ البتہ اگر برہان قاطع مدرسوں میں رکھی جاوے تو اس کے ساتھ اس کا رکنا خالی از فائدہ نہیں ہے اور جو رسائل اس کے اوپر رد و قسح کے ہوں ان کو بھی رکنا ضروری ہے تاکہ ناظرین کو امر تحقیق پر آگاہی ہو۔

۲۳ اپریل ۱۸۶۶ء
مستتر باب: شیخ فیروز الدین (۵۹) علی ص ۵۶

پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز - "لی" پریسنگ پز فبرار ۲ سورہ اگست ۱۸۶۶ء

(۴۶)

بخدمت گرامی ٹی "ایچ" تھارنٹن صاحب بہادر مستند برائے حکومت پنجاب

جناب عالی!

یہ جاننے کے بعد کہ عزت مآب یونیٹنٹ گورنر صاحب بہادر ہندوستان میں اسموں کے امتحانات کے لیے فارسی قواعد کی کتاب داخل نصاب کرنا چاہتے ہیں۔ جو کسی مستند معتمد کی نگین ہوگی۔ میں نے اردو میں اس موضوع پر کتاب نگین اور اسے دہلی کے کشن کرشن مہٹا صاحب بہادر کے توسط سے حضور والا کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ لیکن مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ عزت مآب نے اسے منظور فرمایا کہ نہیں۔ لہذا میں جناب والا سے التماس کروں گا کہ مجھے اس امر سے مطلع فرمائیں کہ کیا عزت مآب اسے طاعت کے لائق سمجھتے ہیں کہ نہیں۔ یہ میری ناچیز رائے ہے کہ گورنر تعریف سرکاری کالجوں اور سکولوں کے طلبہ کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ امید ہے کہ جواب سے سرفراز کیا جاؤں گا۔

دہلی

تپ کا وکھار غلام

۲۶ جولائی ۱۸۳۶ء

اسد اللہ خاں "شاعر دہلی" ✽

نور اسد اللہ خاں ۴۳۸

(۳۲)

بخند مت گرای ناظم تعلیمات عامہ

سورخ ۳ اگست ۱۸۶۶ء

مرزا نوشہ دہلوی کی کتاب ”فایض بہان“ جو مشہور فارسی لغت ”بہان فایض“ کے بعض حصوں پر تنقید ہے کا ایک نسخہ آپ کے تبرع کے لیے ارسال خدمت ہے۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز ”بی“ ہائیڈرآباد نمبر ۱۲ سورخ ۳ اگست ۱۸۶۶ء

(۱۳۳)

منجانب۔ بھراے۔ آر۔ قلم، آر، اے،
ناظم تعلیمات عامہ، پنجاب۔

بخدمت گرامی: بی، ایچ، قمار شن صاحب بہادر،
مستند برائے حکومت، پنجاب۔
مورخ یکم دسمبر ۱۸۶۶ء

مکتوب نمبر ۲۷۵ مورخ ۳ اگست ۱۸۶۶ء کا جواب اور مکتوب نمبر ۲۸۴ مورخ ۲۳ نومبر ۱۸۶۶ء کی یاد دہانی۔
مولوی کرم الدین (۶۸) "اپنی انجیلز آف سکولز" لاہور سرکل اور مولوی ملاد حسین (۳۳) اسٹنٹ پروفیسر علی،
لاہور گورنمنٹ کالج کے مرزا نوشہ دہلوی کی "تالیم برہان" پر اردو میں لکھے ہوئے تبصرے مع ڈائریکٹر صاحب کی
یادداشت کے پیش خدمت ہیں۔ مرسلہ کتاب کا نسخہ بھی واپس کیا جا رہا ہے۔

(درمختص) اے، آر قلم
ناظم تعلیمات عامہ، پنجاب۔

(۳۴)

جناب عالی!

حسب اہم حضور کے کتاب قاطع برہان بندہ نے پڑھی اور خوب غور سے اس کتاب کو دیکھا۔ اس کتاب کا یہ حال ہے کہ کتاب برہان قاطع جو ایک لغت فارسی کی کتاب ہے اور مدت سے چالی ہے اور اس مصنف کو بھی اسی سے یقیناً فارسی آئی ہے اس کے بعض بعض لغت پر اس کتاب کے مصنف نے اعتراض کیے ہیں اور اعتراض اس کے اس طور کے ہیں کہ یا تو یہ کتاب ہے کہ یہ لغت میں نے کبھی نہیں دیکھا نہ پڑھا اور یا یہ کتاب ہے کہ اس لغت کے کئی معنی جو برہان قاطع میں لکھے ہیں ان میں سے غلط معنی ہرگز نہیں ہیں اور دلیل اس کی کہیں نہیں لانا اپنے تئیں جامع اللغات سمجھتا ہے اور اعتراض بہت دیر سے کیے ہیں لیکن مجھے مقام پر تو صاف صاف گالیاں مصنف برہان قاطع کو دی ہیں اور بعض جگہ اس کی غلطی اور مضحکہ ایسا کرتا ہے کہ اہل غلطی سے اس طرح کی عبارت کا سہرا ہوتا بہت نازیبا ہے اور باز خود اس کے میں نے سنا ہے کہ ایک کتاب اس کے جواب میں درمیان میرٹھ کے چھپ چکی ہے۔ اس میں اس کی غلطیاں بھی لکھی گئی ہیں۔ اس کا نام قاطع القاطع ہے۔ پس میرے نزدیک یہ کتاب بے فائدہ ہے۔ البتہ ایک طرح فائدہ ہوتا کہ چند لغات جن پر اس نے اعتراض کیے تھے ان کو صحیح کر کے برہان قاطع کے اخیر میں چھپا دینا اور یہ لکھ دینا کہ یہ کتاب میرا ہے۔ جو لغت پر اعتراض کرنا مایوس لگتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ مصنف سابق نے جو معنی اس لغت کے یہ لکھے ہیں بے شک کسی مخلوق یا کسی کتاب حقوق سے لکھے ہوئے نہ اس غرست کو نہ جانتے اور جو شخص معتقد اس مصنف کے ہوتے دے مان لیتے۔ اب اس نے جو ایک کتاب بنی اور مصنف آمیز لکھی ہے اس کا سوا اس کے اور کچھ فائدہ مقصود نہیں ہوتا کہ طلباء کو طریقہ بنی ہونے اور پیروی لکھنے کا آجائے جو کہ مراسم مثنوی اخلاقی کے ہے اور جب نہیں ہے کہ جن معنی پر اور جن لغتوں پر اس نے اعتراض کیے ہیں وہ اس کی نظر سے نہ گزرے ہوں کیونکہ وہ غیر ملک کی ہوئی ہے جہاں پر یہ مصنف کبھی نہیں گیا اور نہ شاید وہ مخلوق اس نے بنے ہوں اور جبکہ اس کتاب کا جواب شرمیرٹھ میں چھپ چکا ہے اور اس مصنف کی غلطیاں انہوں نے سب بتا دی ہیں تو اس کتاب سے کچھ فائدہ مقصود نہیں ہے۔ فقط۔

زبان حد جواب

کریم الدین ڈپٹی انسپکٹر مدارس

۲۸ ستمبر ۱۸۹۶ء

(۱۳۵)

عالی جاہ!

چونکہ یہ مقدمہ تصنیف کتاب قاطع بہان کا بہت طویل پکڑا گیا ہے۔ اسی واسطے مناسب معلوم ہوا کہ میں ابتدا ہی سے اس مقدمہ کا کچھ کچھ حال مختصر طور پر مع اپنی رائے کے گزارش کروں۔ کتاب بہان قاطع کو قاری لغات میں عظیم عمر حسین حمیدی بہان لکھنے نے تالیف کیا۔ یہ کتاب ۱۲۵۷ھ ہجری میں بہ عمد سلطان قطب شاہ بن قطب شاہ کے دکن میں تالیف ہوئی۔ یوزبہ بیان مصنف کے اس میں ۱۸۸۸ء لفت اور کنایہ ہیں اور اگر اس کے مطلقات کو بھی شمار کیا جائے تو اس میں ۱۲۳۲۲ قطب ہیں۔

مصنف نے اس کو نہایت محنت اور تلاش کے ساتھ فرہنگ جماعتی، مجموع القریں سرودی، سرہ سلیمانی، صحاح الادویہ، ضیاء الانصاری وغیرہ بڑی بڑی مستبر اور مشہور کتابوں سے اور نیز محاورات الہ زبان کا نتیجہ کر کے تالیف کیا ہے اور اسے آسمان اور دلچسپ ترصیب پر لکھا ہے کہ اس کتاب کے تصنیف ہونے کے بعد پہلی کتابوں پر لوگوں کی چنداں توجہ نہ رہی۔ یہ ہی کتاب محمول طبائع ہر خاص و عام ہو کر سب جگہ پھیل گئی۔

دو سو برس سے یہ کتاب تمام فضلا اور مصنفوں کے دعووں کی دستاویز چلی آتی ہے اور اس نے سب خاص و عام قاری دانتوں کی گردنوں میں اپنے مصنف کی احسان مندی کا طوق ڈال رکھا ہے۔

ہمدرد اس کثرت لغات کے اور اس قدر نفاذ تصنیف گزارنے کے کہیں کسی ایک لفت پر بھی اس کے انکشت اعتراض کسی قاضی کو رکھتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ سنا۔

اب نواب اسد اللہ خان صاحب غالب کہ جو اپنے زمانہ میں قاری دانی اور شاعری کے اندر شاید ایک آدمی ہیں اور اپنا نظیر نہیں رکھتے، اس کتاب پر معترض ہوئے ہیں اور انھوں نے یوزبہ حساب مصنف محرق القاطع (کنڈا) کے ۲۸۳ فقرات پر اس کے اعتراض کیے ہیں اور ان اعتراضوں کو فی الحقیقت ویسے ہی قوت دی ہے جیسے کہ وہ لا جواب قاضی ہیں۔ (ان ہی اعتراضوں کا نام قاطع بہان ہے کہ جس پر حضور رائے طلب فرماتے ہیں) ان اعتراضوں کے جواب میں اور پھر ان جوابوں کے جواب میں محرق القاطع (کنڈا) 'قاطع القاطع' ضارب سیف قاطع' سابع بہان' داغ حذیان' لٹائف فحی' نامہ غالب وغیرہ بہت سے رسائل اب تک تالیف اور تصنیف ہو چکے ہیں۔ ان میں بعض رسائل حقیر نے بھی دیکھے ہیں۔ غرض ان کا مجھے یہ معلوم ہوا کہ مرزا اسد اللہ خاں صاحب کے ۲۸۳ اعتراضوں میں سے

صرف ۲۲ اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے اور ان ۲۴ میں بھی صرف پانچ چار ہی ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ جو حقیقت درست ہیں اور جن میں سے صرف دو کو نواب اسد اللہ خان صاحب نے بھی مان لیا۔

پس میری رائے ناقص اس مقدمہ میں یہ ہے کہ اگر بہان قاطع کے ۲۲۲۲ فقروں میں سے صرف ۲۸۴ پر اعتراض کیا گیا تو ان اعتراضوں سے نہ بہان قاطع کی بے اعتدالی اور مضبوطیت لازم آتی ہے اور نہ اس کے مشہور مصنف کی جرات شکن اور فیض بخشی اور احسان پر کچھ حرف آتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان اعتراضوں کے ضمن میں بیٹھے ایسے ایسے اعتراض بھی ہیں کہ محض آنسو کو ہڈوں آستن کس واسطے لکھا یہ قید زائد ہے۔ اس کو ہر شخص جانتا ہے۔ یا مصدر تو لکھا ہی تھا پھر اس کے مستحکم کو علیحدہ لغت قرار دے کر لکھنے کی کیا ضرورت تھی وغیرہ۔

نئی ذرا القیاس مرزا اسد اللہ خان صاحب کی اگر قسم غریبی سے اٹھایا گیا جائے کہ جو انھوں نے مصنف کتاب بہان قاطع کے حق میں کی ہے تو ان کا یہ کام کہ انھوں نے اس کتاب کی تقریباً ۲۸۴ غلطیوں پر ہم کو آگاہی بخشی اور آئندہ کو ان مقاموں کی غلطی میں چڑھنے سے ہم کو روکا اور وہ حقدار کی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے بارے میں کہ جو ایک نہایت ضروری اور ترقی بخش کام اس ملک میں معیوب سمجھا جاتا ہے، فی الحقیقت نہایت احسان مندی کے ساتھ ان کا شکریہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کے اعتراض صرف اعتراض ہی نہیں بلکہ ان کی معطلیات کے نکات اور ان کی تحقیقات کے تجزیوں پر بے منت حلاف کے اور بغیر رجوع کرنے کے بڑی بڑی کتابوں کی طرف ایسی آگاہی بخشتے ہیں کہ جو آگاہی بڑی بھاری تلاش نے بعد ہی حاصل ہوئی تب ہی ممکن ہے کہ جبکہ ہم میں سے ہر ایک مرزا اسد اللہ خان صاحب قاطب بن جائے۔

پس میں بہان قاطع اور قاطع بہان دونوں کا طرفدار اور دونوں کا شکر گزار ہوں اور اس بات کو ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں بہان قاطع ہو وہاں قاطع بہان بھی ضرور رہتی چاہیے یا قاطع بہان کو سامنے رکھ کر بہان قاطع کو درست کر دیا جائے جب کہ ملک یورپ میں انکی کتابوں سمجھ ہیچ اور اصلاح کا دستور ہے فقط۔

مرے

مطالعہ حسین پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج لاہور

۲۷ ستمبر ۱۸۸۹ء

(۱۳۶)

یا وداشت

- ۱۔ تاریخ " ایک فارسی لغت ہے جسے حکیم محمد حسین حمزوی نے ۱۲۵۷ھ ہجری میں بہ عہد سلطان عبداللہ قطب شاہ دکن میں تالیف کیا تھا۔ کتاب کے متن اور ضمیمہ جات میں ۲۲۳۲۲ الفاظ شامل ہیں۔
- ۲۔ سداقت خاں (غالب) معروف بہ مرزا نوشہ جو دہلی کے سابق مرحوم بادشاہ کے درباری شاعر تھے نے بذکورہ کتاب میں ۲۸۸۳ خطیوں کی نشان دہی اپنی کتاب "قانع بہان" یا "درفش گلستانی" میں کی ہے اور موصوف کے اعتراضات کا بعض پہلوئٹ نگاروں نے بھی جواب دیا ہے۔
- ۳۔ اس موضوع پر جو اختلاف قائم ہوا ہے اس کے متعلق مشرقی ماہرین السنہ کی آراء کم و بیش مرزا نوشہ کے حق میں ہیں۔ نیز انہوں نے جو معرکہ الادب حقائق بیان کیے ہیں ان کا خلاصہ بطور ملاحظہ نامہ "بہان قانع" میں شامل کرنا بہت مفید ہو گا لیکن یہ حقائق غاصے طویل ہیں اور ان کا انداز بیان اتنی بھی ہے اور طرز آمیز بھی!

(درجہ) اسے آر۔ قرین

(۱۳۷)

قاطع برہان

لیٹلیٹ گورنر صاحب بہادر

میرا خیال ہے کہ ہم اس کے ایک درجن فیے انجمن 'کالج' کی لائبریریوں اور بعض اعلیٰ درجے کے مدارس میں تقسیم کرنے کے لیے خرید لیں۔

(دخلا) ٹی 'سی' تعاون

مستحقان معارف کو مطلع کر دیا جائے کہ یہ ایک قسم کا تبرع 'مکتبہ' اور خدائی موضوع ہے 'لذا حکومت کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ قطعی مقاصد کے لیے اس کی وسیع پیمانے پر سرپرستی کرے۔

(دخلا) ڈی 'ایف' بیکوڑ ۲۵۵

۱۲ دسمبر

(۱۳۸)

بخدمت گرامی مرزا اسد اللہ خاں غالب، دہلی

جناب عالیؑ

کپ کے مکتوب مورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۶۶ء کے جواب میں حسب ہدایت عرض ہے کہ حکومت کپ کی تعینف
"قاطع برہان" کے بارے میں ایجنس لاہور، کالج کی لاہوریوں اور دیگر اعلیٰ قسم کے مدارس میں تقسیم کرنے کے لیے فرید
لے گی۔

۲۔ ہمیں صدمہ 'مجھے یہ بھی عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اس میں بہت تحقیق سے کام لیا گیا ہے لیکن اس کی حیثیت 'تبعہ' ہے
تحتید اور نژادی ہے، لہذا حکومت کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ تعلیمی مقاصد کے لیے اس کی وسیع پیمانے پر سرپرستی
کے۔

(دستخط) "آئی" ایچ تھارنٹن پٹا

مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۶۶ء

پٹا پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "پی" پروسیجر گز فیر ۳۹/۳۸ مورخہ دسمبر ۱۸۶۶ء

(۱۳۹)

صاحب والا مناقب عالیہ کلوم فیض و عمان احسان جناب فی ایچ خوارنشن صاحب بہار چیف سکرٹری بہار گورنمنٹ پنجاب لاہور سے کی خدمت میں حمد ہزار اکسار عرض کیا جاتا ہے کہ کل روز شنبہ ۱۸ دسمبر ۱۸۳۶ء کو بواسطہ جناب صاحب کشف بہار قسمت دہلی تپ کا لوازش چند محررہ ۱۵ دسمبر ۱۸۳۶ء نمبر ۳۴۹ میں نے پایا سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا۔ چنانکہ وہ تحریر دو دسمبر کی ہے۔ پہلے نمبر کے جواب میں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ قاطع یہاں کا بعد بڑھانے مطالب اور کچھ تبدیلی عبارت کے درفش کاویانی نام رکھا گیا ہے اور اس کو میں نے اپنے صرف ذر سے چھپوایا ہے۔ وہ جلدیں فوراً ہی تقسیم ہو گئیں۔ فی الحال ۱۳ جلدیں باقی تھیں۔ حسب اہکم ۱۴ جلدیں اس خط کے ساتھ بسپیل نذر بھیجتا ہوں اور متوقع ہوں کہ اس نذر کے قبول کرنے سے میری اہم بڑھائی جائے گی۔

دوسرے نمبر کے مطالب کا جواب سوچ کر رکھوں گا۔

ایسا خیال کرتا ہوں کہ یہ تحریر لاہور میں آپ کی نظر سے گزرے گی۔

گورنمنٹ بہار کا نظام اور

تپ کا خدمت گزار

محمد اسد اللہ خان غالب ✽

چار شنبہ ۱۸ دسمبر ۱۸۳۶ء

(۱۵۰)

بخدمت گرامی: ٹی، ایچ، تحارثین صاحب بہادر
معتد برائے حکومت پنجاب، لاہور۔

جناب والا!

عزت مآب جناب یقینیت گورنر صاحب بہادر کے قیام دہلی کے دوران میں میں نے آپ کے دفتر سے موصولہ احکام کے تحت ”مہمان قانع“ جس کا نام ”ورنٹس کویانی“ بھی ہے کے بارے میں کب مجھوا دیے تھے۔ مجھے ابھی تک ان کی رسید سے مطلع نہیں کیا گیا ہے۔ بعد ازاں میں نے عزت مآب کی خدمت میں ایک عرضی بھی روانہ کی تھی اور ایک منہ کے اجراء کی درخواست کی تھی، لیکن مجھے اب تک یہ بھی نہیں ملی ہے۔ امید ہے کہ آپ میری التجا کو شرف قبولیت بخشیں گے۔

دہلی

۷ فروری ۱۸۹۷ء

آپ کا تہوار

شاعر اسد اللہ خاں بٹسٹا



☆ اصل نام ”قانع بہان“ ہے شاید حروف تہجی کے موقع پر ”مہمان قانع“ لکھا گیا ہے۔ (گ۔ ن)

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز ”ٹی“ پروسیجر نمبر ۲۸/۲۹ مورخہ فروری ۱۸۹۷ء

(۱۵۱)

بھڑمت کراچی :
 لڑائی کشن صاحب بہادر
 دہلی

گپ سے درخواست ہے کہ اسد اللہ خاں (شاعر) کو اطلاع دے دیں کہ انہوں نے ”بہان قاطع“ کے جو دار
 لے کر سال کے تھے وہ موصول ہو گئے ہیں۔ ان سے مذکورہ نسخوں کی قیمت بھی دریافت کر لیں۔ ادائیگی قیمت منظور
 ہونے ہی کر دی جائے گی۔

(دستخط) بی۔ ایچ۔ قمار گنیش

سورہ ۱۸ فروری ۱۸۹۷ء

☆ اصل نام ”قاطع بہان“ ہے شاید صرف جینی کے موقع پر ”بہان قاطع“ لکھا گیا ہے

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز ”بی“ پریسنگ نمبر ۲۸/۳۹ سورہ فروری ۱۸۹۷ء

(۱۵۲)

منجانب ڈی 'فنز پیٹرک صاحب بہادر' (۶۳)
 قائم مقام ڈپٹی کمشنر، دہلی۔

بخدمت کرامی :
 ٹی 'ایچ' تھارنٹن صاحب بہادر
 معتمد برائے حکومت پنجاب، لاہور۔

شعبہ تعلیم، ۱۸۹۷ء

مکتوب نمبر ۷۷، مورخہ ۱۸ فروری ۱۸۹۷ء کا جواب

عرض ہے کہ شاعر اسو اللہ خاں عرف مرزا قوش نے یہ کہا ہے کہ وہ اپنی تصنیف کا معاوضہ نہیں لیں گے۔

(درجہ بالا) ڈی 'فنز پیٹرک'
 قائم مقام ڈپٹی کمشنر

مورخہ ۲ فروری ۱۸۹۷ء

(۱۵۳)

منجانب: ڈی ٹرن پیٹرک صاحب بہادر، قائم مقام ڈپٹی کمشنر، دہلی۔

بخدمت گرامی:

ڈی، ایچ، قادر علی صاحب بہادر،

مسند برائے حکومت پنجاب،

لاہور۔

شعبہ تعلیم، ۱۸۹۷ء

مرزا نوشہ کی مطبوعہ فارسی تصنیف کے ۵۰ نسخے ارسال ہیں۔

(دستخط) ڈی ٹرن پیٹرک

سورخہ ۱ ستمبر ۱۸۹۶ء

قائم مقام ڈپٹی کمشنر

ایڈمنٹسٹریٹو گورنر صاحب بہادر

ناظم تعلیمات عامہ کی اطلاع اور مشورے کے لیے ایک نسخہ ارسال کر دیں تاکہ بقیہ نسخے تقسیم کیے جاسکیں اور ضرورت پڑنے پر مزید خریدے جاسکیں۔

(دستخط) ڈی، ایچ، بیکوٹا

(۱۵۴)

بخدمت گرامی قائم مقام ناظم تعلیمات عامہ

مورخہ ۱۵ اکتوبر

مرزا نوشہ دہلوی کی مطلوبہ فارسی تصنیف کا ایک نسخہ اطلاع اور مشورے کے لیے ارسال ہے تاکہ مزید ۹ نسخے جو دفتر میں موجود ہیں، تقسیم کیے جاسکیں اور ضرورت پڑنے پر مزید خریدے جاسکیں۔

بہ: دہلیپ گورنمنٹ آرکائیوز "بی" پروسیجرنگز نمبر ۱۵/۱۱ مورخہ اکتوبر ۱۸۹۷ء

(۱۵۵)

منجانب کمیٹین ڈبلیو، آر، ایم ہارائیڈ (۱۳۱) صاحب بہادر
 ناظم تعلیمات عامہ، پنجاب

بخدمت کراچی:

جناب سی یو ایچس صاحب بہادر (۶۵)

قائم مقام معتمد برائے حکومت پنجاب

مراسلہ نمبر ۴۵ مورخہ ۷۔ اکتوبر ۱۸۹۷ء کا جواب

عرض ہے کہ سید عین معتمد مرزا نوشہ ساکن دہلی اگرچہ شاعرانہ انشاء ہونے کی بنا پر معتمد کے نزدیک نہایت
 مستند ہے مگر اسے مدارس کے نصاب میں داخل نہیں کیا جاسکتا۔
 اتنا کہ اس ہے کہ اس تصنیف کے جو آٹھ نئے معتمدی میں موجود ہیں وہ دفتر ہذا کو ارسال کر دیے جائیں تاکہ
 اعلیٰ مدارس میں اساتذہ اور محققین کے فارغ اوقات میں مطالعہ کے لیے تقسیم کیے جاسکیں۔

(در حلقہ) ڈبلیو، آر، ایم ہارائیڈ
 ناظم تعلیمات عامہ، پنجاب

مورخہ ۲ مارچ ۱۸۹۸ء

(۱۵۶)

جواب

مورخہ ۵ مارچ ۱۸۶۸ء

جیسا کہ انہوں نے مشورہ دیا ہے مرزا نوشہ کی تصنیف کے تمام کے تمام ۸ نسخے جو موجود ہیں ارسال خدمت ہیں تاکہ اعلیٰ مدارس میں تقسیم کیے جاسکیں۔

☆ پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز "لی" پریسڈنٹ ٹریسور / ۱۲ مورخہ مارچ ۱۸۶۸ء

☆ یہاں قطعی سے ۱۸۶۸ء کٹا گیا ہے سچ مارچ ۱۸۶۸ء کا۔ (مرتب)

حواشی و تطبیقات

از

ڈاکٹر گوہر نوشہی

(۱) اس دستخط کا انگریزی سے امداد قریب ماہیات کے سربراہ مفتی آجملی مالک رام نے بھی لکھا "افسوس میں موجود غالب کی اصل درخواست سے براہ راست کیا جاوے ان کی تعریف لکھنا غالب میں "مقدمہ پیش کا مرضی دعویٰ" کے عنوان سے شامل ہے۔ ان کے ترے اور دیر نظر ترے کو طے سے اندازہ ہوا کہ جناب مالک رام نے جلت میں متن کی کئی سطریں نظر انداز کر دی ہیں۔ اس اعتبار سے ذیل نظر قریب زیادہ مکمل اور جامع ہے۔ (گوہر نوشانی)

(۲) جنرل بیرون کا اصل نام پاترے کیلبر تھا۔ فرانس کے رہنے والے ۱۸۷۷ء میں اپنی اہلیہ کی طبیعت سے بدستورانی کٹھ۔ بری جہاز سے فرار کر کے ۱۸۷۷ء میں پہلے ایک اور بدستورانی واسطے کے پاس آئے پھر راج بھرت پر کے پاس آ گئے۔ ۱۸۷۷ء میں پرپ واپس گئے اور ۱۸۷۷ء میں دولت تک فرانس میں قیام رہا۔

(۳) مرزا قمر اللہ بیگ خاں، مرزا قوام بیگ خاں کے پہلے صاحبزادے اور غالب کے حقیقی چچا تھے۔ ان کی شادی نواب امیر بخش خاں دانی فیروز پر بھڑک و ہانگیر دار لوبارہ کی بہن سے ہوئی تھی۔ اس وقت اکبر آباد اور اس کے گرد و نواح میں مرہٹوں کا راج تھا۔ جب ۱۸ فروری ۱۷۷۷ء کو بادشاہی عدویا نے انتقال کیا اور اس کے بھائی کے پوتے دولت راج عدویا نے گوری سنبھال لی۔ انگریزوں نے مرہٹوں کے پیچھے ہوئے اتحاد کو روکنا چاہا۔ چنانچہ انہوں نے بیرون کی کمان میں مرہٹہ بہ ملازمتوں سے مل کر سازش کی اور ان کے تمام منظم قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ صورت حال مرہٹوں کے لئے انتہائی خوفناک اور پریشان کن تھی۔ انہوں نے قمر اللہ بیگ خاں کو آگسٹ کا قلعہ دار مقرر کیا۔ ۱۸۷۳ء میں لارڈ لیک نے آگرہ کے قریب دھوار میں پیش قدمی کی تو قمر اللہ بیگ خاں نے ہتھیار اٹل دینے اور پورا قلعہ کسی مزاحمت کے بغیر انگریزوں کے حوالے کر دیا جس پر لارڈ لیک نے ان کو ہی قلعہ دار رہنے دیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد ان کی جگہ مسٹر ولبر کی تعیناتی مل میں آئی۔ قمر اللہ بیگ خاں نے مسٹر آجمل کر لارڈ لیک سے ملاقات کی جس پر لارڈ لیک نے ان کی کمان میں چار سو سواروں کا دستہ دے دیا اور مزید دو سو پہاڑی گھواہ مقرر کی۔

جب انگریزوں اور بھرت پر میں ایک سلاطین کی رو سے دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے اور لارڈ لیک نے انگلستان جانے کا قصد کیا تو اسے قمر اللہ بیگ خاں کی خدمات اور وفاداریاں یاد آئیں۔ چنانچہ اس نے ۲۱ جنوری ۱۸۷۷ء کو سونا کے دو پے گئے باجین حیات ان کو مرحمت کر دئے جو مسٹر آجمل سے سولہ میل دور کھیر جانے والی سڑک پر واقع تھے۔ ان دونوں پے گھنوں کی سلامتی کوئی ایک لاکھ روپے سے دائرہ تھی۔

قمر اللہ بیگ خاں کو ان دونوں پے گھنوں کی تبدیلی سے زیادہ دنوں قانہہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا۔ وہ ان کو اپنے اصرام و تصرف میں لینے کے دس گیارہ ماہ بعد سیر کر جانے کو کہتے تھے۔ جس سے ان کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور شہرہ دہم آئے۔ ۱۸۷۶ء میں ان کا انتقال ہو گیا جس پر انگریزوں نے سوکھ اور سونا کے پے گئے واپس لے لئے اور پسماندہ گائی کے لئے پانچ ہزار روپے سالانہ کی رقم مقرر کر دی۔ (احوال غالب ۲۸، کتابت غالب ۸، ۳۳ ذکر غالب ۲۸) آجمل فروری ۳۳ یام غالب ۳۸۔

میری صراحت سال ہوئی کہ شفیق باپ کا سایہ طاقت میرے سر سے اٹھ گیا۔ میرے چچا قمر اللہ بیگ خاں نے چاہا کہ ہار دھم کے ساتھ میری پرورش کئے تو اس کو اہل نے انہی نے دی اور میرے بھائی کے مرے کے بعد تو اس نے کبھی اسی کے نقش قدم پر چل کر راج مرگ گئے کی اور مجھے اس دیر انداز کابو میں تھا پھوڑ دیا اور یہ حادثہ کہ میرے لئے

نشان چلن گواہی اور نشان کے لئے کبہ ساری کا وقت تھا ۱۸۸۶ء / ۱۳۱۱ھ میں پیش کیا۔

(مکتوب قاری حام مولوی سراج الدین احمد: ڈیجیٹل آنکھ بحوالہ اوراق حجازی ص ۴۳)

- (۳) ایک "لارڈ گیرارڈ" (Gerard Lake) طالب نے ان کا ذکر ملکی صیپ ایٹ غاں والا "سٹ مرزا اور لوہا طارہ اللہ علی غاں علی کے نام طعوت میں کیا ہے۔ یہ چارلس ایک کے بیٹے صاحبزادے تھے۔ ۲۷ جولائی ۱۷۴۳ء کو پیدا ہوئے۔ ۳۱ اکتوبر ۱۷۷۸ء کو ایک بندوستان میں برطانوی فوج کے گناہگار بن چکے اور بندوستان کو نسل کے دوسرے نمبر مقرر ہوئے۔ ایک نے برطانوی فوج کی تربیت پر سمجھ لیا تھا۔ بندوستان میں مرہٹوں کی حالت کو ختم کرنے میں لیکن کامیاب نہ ہوا تھا۔ جب گڑگا اور جٹا کے درمیان کا علاقہ دیکھ کر وہ کہہ کھڑے ہیں اور جس پر منحصر ہے کہ لیا تھا "لارڈ ایک کی کوششوں سے کچھ بھاری کے تحت آیا۔ ۹ نومبر ۱۸۰۷ء کو یہ انگلینڈ واپس گئے۔ ۲۰ نومبر ۱۸۰۸ء کو چلن ان کا انتقال ہو گیا۔
- طالب کے چچا لڑائی ایک غاں مرہٹوں کی طرف سے آئیر آئر کے گورنر تھے۔ جب ۱۸۰۳ء میں لارڈ ایک نے آئیر آئر پر حملہ کیا تو پھر کسی حراست کے لڑائی ایک غاں نے اختیار ڈال دیے اور کھار لارڈ ایک کے حوالے کر دیا۔ بعد کے کئی سرگرمیوں میں لڑائی ایک غاں "لارڈ ایک کے مراد رہے۔ لارڈ ایک نے لڑائی ایک کو انگریزی فوج میں شامل کر لیا۔ چار سو سوار کا دستہ لارڈ ایک کے ساتھ ۳۰ روپے میٹا گڑگا مقرر کر دی۔ لڑائی ایک نے بکے کے سپاہیوں کو شکست دے کر ہرجیت پور کے قلعہ میں سونک اور سونا دو سیر حاصل پر کھنچ کر لیا۔ لارڈ ایک نے لڑائی ایک غاں کی بہادری کے اعتراف کے طور پر ان کو یہ دونوں پر گئے تھے جن حیات شہرہ جاکیر میں دے دیے۔ ۱۸۰۶ء میں باجی پور سے گر کر لڑائی ایک غاں کا انتقال ہو گیا۔ لارڈ ایک نے مرحوم کے جائیداد کے لئے دس ہزار روپے سالانہ کی فلاح مقرر کر دی۔ طالب کے چچے میں ساڑھے سات سو روپے سالانہ آئے ہو زندگی بسر کرتے رہے۔
- (بحوالہ طالب مشہور طعوت طالب "جلد چہارم ص ۷۶" ص ۱۴۲ نرنگ ایک لیز ص ۴۳)

- (۵) اہلکار القالب میں شامل شہر مرزا طالب میں لڑائی ایک کے ایک بیٹے جج ایٹ ایک غاں مراد رجب ایک غاں کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن یہ یہ شہر صاحبزادہ ناصر الدین احمد غاں مراد رجب مرزا تک جائیداد کی روایات میں پایا ہو۔ اگر یہ درست ہے تو وفات کے وقت لڑائی ایک غاں کی کوئی اولاد زندہ نہ تھی لیکن وہ اولاد یا ہے اولاد نہیں تھی۔ (دک - ۱۱)
- (۶) خواجہ حاجی "مرزا مرحمت اللہ ایک نے خواجہ علی کو طالب کے بھائی اعلیٰ رحم غاں کے چھوٹے بھائی رحم غاں کی اولاد میں سے بتایا ہے اور کہا ہے کہ چار پشت اور طالب اور خواجہ علی کا سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔ یہ بات مدد دہ لفظ اور مشکوک ہے۔ طالب کے جائیداد اس کے برعکس ہیں "انہوں نے خواجہ حاجی کے باپ کے اپنے والد قزاقان ایک غاں کا سائیکس بتایا ہے۔
- خواجہ حاجی "مرزا قزاقان ایک غاں کے سواہوں کے دستے میں سائیکس کا کام کرتا تھا" جس کے علاوہ میں اس کو پانچ روپے ماہوار ملے تھے۔ قزاقان ایک غاں نے اس کی خدمات اور دانا داناوی کے اعتراف کے طور پر اپنی بیوی کی بیوہ بہن کی لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا تھا۔ خواجہ حاجی کا ذکر "طالب نے اپنی بعض تحریروں میں اختلافی عبارت کے ساتھ کیا ہے۔ یہ اپنی خواجہ مرزا کی اولاد میں لقب الدین کے بیٹے تھے" جن کو قزاقان ایک کی بیوی نے اپنے بچوں کی طرح ناز و دھم سے پرورش کیا تھا۔

جب مرزا نصرالحق ایک خان کا ہاتھی بے سے گرنے کی وجہ سے انتقال ہو گیا تو خواجہ ہاتھیں 'اوتلوں' پانگیوں اور سحراسی سواہوں کو لے کر خواجہ امیر بخش خاں 'دانی فیروز پر ہر تحریک کی خدمت میں پہنچے خواجہ امیر بخش خاں پہلے سے ہی خواجہ حاتی سے واقف تھے۔ ان کو اس بات کا علم تھا کہ خواجہ حاتی ان کے بہنوئی مرزا نصرالحق ایک خان کا ملازم اور لے پانگ ہے۔ انہوں نے اس کو اپنے ملازموں میں شامل کر لیا اور انگریزوں کی جانب سے مرزا نصرالحق ایک خان کے پسرانہ خان کے لئے ان کی وسالت سے پانچ ہزار روپے کی بڑی فائی مقرر ہوئی تھی اس میں سے دو ہزار روپے مرزا حاتی اور اس کے لواحقین کو دینے گئے۔

جب غالب بن شعور کو پہنچے تو انہیں محسوس ہوا کہ خواجہ امیر بخش خاں نے ان کے بچا مرزا نصرالحق ایک خان کی بیٹی میں بد دیا تھی کی ہے اور انہیں اور ان کے اہل خانہ ان کو دھوکہ میں رکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس خطے میں حدود مرتبہ تقریری اور لہائی احتجاج کیا جس پر خواجہ امیر بخش خاں اپنی بھجوریاں اور سطردیاں جان کر گئے اور انہیں جانتے رہے۔ ان کا کہنا تھا:

"مجھ سے غلطی ہو گئی" میں لاوارث ایک کے سامنے حاتی مرزا کو مرزا نصرالحق ایک خان کا رشتہ دار کہہ چکا ہوں اور اگر اب میں کچھ اس کے خلاف کہوں تو یہ میری بے عزتی کا باعث ہوگا" چند دن اور صبر کرو خواجہ حاتی کے مرنے کے بعد میں اس کے دو ہزار روپے بھی تم دونوں بھائیوں کے دینے لگوں گا"

خواجہ امیر بخش کی اس وضاحت کے بعد غالب نے خاموشی اختیار کر لی اور یہ جان کر مطمئن ہو گئے کہ خواجہ حاتی کے بعد ان کی مثال ان کے نام منتقل ہو جائے گی۔ لیکن جب ۱۸۵۵ء میں خواجہ حاتی جہازم میں جلا ہو کر انتقال کر گیا تو خواجہ امیر بخش خاں نے اس کے بیٹوں خواجہ جان اور خواجہ امین کو دو ہزار روپے سالانہ دینا شروع کیا۔ جس پر غالب کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا کہ وہ ٹکٹ پا کر گورنر جنرل ہند کو اپنے استحقاق اور مطالبات ایک سلسلہ میں درخواست دی۔ چنانچہ انہوں نے ٹکٹ پا کر ۲۸ اپریل ۱۸۵۸ء کو گورنر جنرل ہند کو دو درخواستیں پیش کی اس میں یہ مطالبہ بھی کیا کہ ان کے خاندان کے ایک ملازم خواجہ حاتی کو ان کی مثال میں برابر کا حصہ دار کیوں کیا گیا۔ حکومت اس مطالبہ کی تحقیق کرے۔ (یوم غالب ص ۳۳ و ۳۵)

اس بیان میں خواجہ حاتی کا سامنے ہونا کل نظر ہے۔ (ڈاکٹر نوشی)

(۷) خواجہ امیر بخش خاں : مرزا عارف جان کا سلسلہ نسب 'باب ارسلاف کے ایک بزرگ خواجہ امیر یوسفی سے ہوتا ہوا حضرت علی علیہ السلام کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ تک پہنچتا ہے۔ وہ اپنے بھائیوں قاسم جان اور عالم جان کے ہمراہ ہندوستان آئے وقت کچھ دنوں تک میں رک گئے۔ اس دوران وہاں کے صوبہ دار محمد بیگ خان نے ان کو فرزندگی میں لے کر اپنی صاحبزادی سے ان کا نکاح کر دیا۔ خواجہ امیر بخش خاں ان ہی کے صاحبزادے اور نبی بخش خاں 'ابنی بخش خاں اور محمد علی خاں کے بڑے بھائی تھے۔ غالب نے اپنے اکثر خطوط میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا سال ولادت ۱۱۵۵ء اور مقام ولادت ایک ہے۔ جب مرزا عارف جان نے دہلی کی راہ لی تو یہ بھی اپنے والد کے ساتھ ہو گئے اس طرح ان کی بھائی کا نکاح دہلی ہی میں گزرا بعد ازاں انہوں نے گوالیار جا کر مہاراجہ کی فوج میں ملازمت کر لی لیکن اس ملازمت کا سلسلہ زیادہ دنوں نہیں چل سکا اور وہ گھوڑوں کی تجارت کرنے لگے۔ ایک دفعہ وہ اسی فرض سے دہلی جا رہے تھے کہ ریاست اور کے مہاراجہ بخارو شک سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ اس نے ان کو دیکھتے ہی ان کی صلاحیتیں کا اعتراف کر لیا اور اپنے دربار میں ملازمت کی پیش کش کی جسے انہوں نے قبول کر لیا اور خانگیرانہ ریاست میں شمار ہونے لگے۔ جب

انگریزوں نے بننا کی جانب ریاست اود کے بعض حصوں پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور اسے عملی حیثیت دینے کی کوشش کرنے لگے تو مدارجہ بخارو حکم نے نواب امیر بخش خاں کو اپنا وکیل بنا کر لارڈ لیک کی خدمت میں بھیجا جس کے بعد ان کے ذریعہ انگریزوں کے اور ریاست کے درمیان ایک عہد نامہ طے پا گیا۔

جب ۱۸۸۱ء میں انگریزوں نے ریاست بھرت پور کے حکمہ ڈیک پر چڑھائی کی تو مدارجہ بخارو حکم نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ نواب امیر بخش خاں مدارجہ کی فوجوں کے ساتھ انگریزوں کی کمک کے لئے بھرت پور پہنچے تھے۔ نواب امیر بخش خاں نے اس موقع پر اپنی دھڑی اور بھارو کا ثبوت دیا اور اپنی جان پر کھیل کر جنرل فریڈر کو دشمنوں کی زد سے نکالا لیکن اس کے اسلئے کاری دہم لگے تھے کہ وہ دھم دھمیں وہ سکات اس نے اپنے مرے سے پہلے نواب امیر بخش خاں کو مدد فراموشی گھر کر دی جس پر لارڈ لیک نے فیروز پور بھرت پور اور اس کے لوارج کے یکے داتے امرتسری جاگیر کے طور پر انہیں دینے اور غرقہ لوار اور دارا لوار اور نواب امیر بخش خاں بھارو د حتم جنگ کے خطاب سے سرفراز کیا۔ مدارجہ بخارو حکم نے بھی ان کی بھارو اور دھڑی کے اعتراف کے طور پر ان کو پگن لوارو کی جاگیر عطا کی اس طرح وہ ایک فیروز پور بھرت پور لوارو کے دیکھیں بن گئے۔ مدارجہ بخارو حکم نے ۱۸۸۵ء کو انتقال کیا۔ اس کے انتقال پر بیٹے حکم اور بلونت حکم نے سندھویتی کا دعویٰ کیا۔ نواب امیر بخش خاں نے بلونت حکم کی حمایت کی۔ اس وقت انگریزوں نے دہلی میں تھا۔ اس نے بیٹے حکم کو ہاتھ حق دار قرار دیا اور اس باب میں حدود دفتر کو رجسٹر ارسال کی۔ جس پر نواب امیر بخش خاں نے گورنر جنرل سے ایک گز کے ذریعہ انگریزوں کی شکایت کی جس پر اس سے کہا گیا کہ وہ نواب امیر بخش خاں کی مرضی کے مطابق کام کرے۔ جس کے نتیجہ میں وہ نواب امیر بخش خاں کا دشمن ہو گیا۔ اس کے ساتھ بیٹے حکم کے حامی بھی وہ ہے۔ ان کو ہاک کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔ ۱۸۸۲ء میں ایک راجست اپب کر نواب امیر بخش خاں دہلی میں اپنی خواب گاہ میں سو رہے تھے۔ یہاں ایک شخص نے ان کے سہانے پہنچ کر ان پر کھار کے تین وار کھتے تھیرے وار پر کھار نوٹ گئی۔ لیکن نواب امیر بخش خاں کو کوئی کاری دہم نہیں آیا۔ اور وہ چند دنوں کے بعد صحت یاب ہو گئے۔

نواب امیر بخش خاں کی دو بیویاں تھیں، ایک میاں کی الاصل اور دوسری ہم قوم، پہلی کے بطن سے نواب خس الدین خاں اور امیراجیم علی خاں اور دوسری کے بطن سے نواب امین الدین خاں اور نواب علاء الدین خاں پیدا ہوئے۔ نواب امیر بخش خاں نے اپنی زندگی ہی میں ریاست اود اور سرکار انگریزوں کی حکمرانی سے نواب خس الدین خاں کے نام فیروز پور بھرت پور اور نواب امین الدین خاں اور ضیاء الدین خاں کے نام لوارو کی جائیداد تقسیم کر دی اور ریاست کے انتظامی امور سے دست بردار ہو کر گوشہ نشینی ہو گئے۔ اس واقعہ کے ایک سال بعد اکتوبر ۱۸۸۵ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ میر تقی میر غرقہ لوار سے ان کا سال وقت لگا ہے۔ درگاہ حضرت خواجہ غلامکار لاکھی کے اساطیر میں مولانا غلام الدین کے حوالہ کے ہائیں جانب ان کی تہنیں عمل میں آئی (تذکرہ غالب ص ۲۸۷) (۲)

(۸) مطابق اصل۔ انگریزی حرم غالب کے قادی حق کو شاید درست نہیں سمجھ سکے۔ مرزا غلامحکیم خاں 'نواب امیر بخش خاں کے والد نہیں بنی تھے اور غالب کے قادی مندرجہ سوار غلاموں نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ اسی طرح اس کے بعد کی سطر میں غلامحکیم خاں کی لکھی کو امیر بخش خاں کی بیٹی کی بجائے بہن چھتا چاہیے۔ (گ۔ ن)

(۹) انگریزی حق میں (۱۸۸۵-۱۸۸۶) لکھا ہے جس کا ترجمہ دلاوی ہو گا لیکن یہاں بھی انگریزی حرم کو امیراجیم ہوا ہے۔

۱۸۸۱ء سے ۱۸۸۲ء تک اردو سنو کے لڑی سکرٹری رہے۔ ۱۸۸۰ء میں ریڈیٹ گوانار اور ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۱ء تک ریڈیٹ دہلی کے صدر سے بہ فخر رہے۔ جنوری ۱۸۸۱ء سے ستمبر ۱۸۸۲ء تک سیاسی اور خفیہ شعبے کے سکرٹری اور گورنر جنرل مارکس بینکٹ کے پرائیویٹ سکرٹری کے طور پر کام کیا اور ۱۸۸۰ء میں حیدر آباد کے ریڈیٹ منظر ہوسٹ اگست ۱۸۸۲ء سے نومبر ۱۸۸۳ء تک خلاف ریڈیٹ دہلی قائم مقام گورنر جنرل راجنیک اور پیرم کوشل کے ممبر تھے۔ نومبر ۱۸۸۳ء میں آگرہ کے گورنر تھے۔ اور مارچ ۱۸۸۵ء سے مارچ ۱۸۸۶ء تک دوبارہ قائم مقام گورنر جنرل رہے۔ جون ۱۸۸۶ء میں شمال مغربی صوبہ کے ایڈیٹ گورنر بنائے گئے۔ یہ کاروبار ۱۸۸۸ء تک رہا۔ مدراس کی گورنری سے واپس ہو کر مستقل ہوئے جس پر ۱۸۸۶ء سے ۱۸۸۷ء تک انھیں بینا کا گورنر اور ۱۸۸۳ء سے ۱۸۸۵ء تک کینیڈا کا گورنر جنرل مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد ان کے دربار پر سرکارن نمودار ہوا جس سے ان کی ایک آنکھ کی بصارت ختم ہو گئی۔ خلاف ۵ ستمبر ۱۸۸۶ء کو فوت ہوئے۔ یک لڑی میں ۲۸۷

قالب ان کی مدح میں کہتے ہیں:

دور	شمالی	معلم	البدل	محل	فعال	ہم	زبان	صفت
محل	امیدگار	خود	نظم	محل	سند	کہ	تقدیران	صفت
میں	خداوند	خوشن	گویم	محل	کوید	خدا	ایمان	صفت

کلیات قالب فارسی جلد اول ص ۱۸۳ تا ص ۱۸۶

علامہ ازہری کلیات فارسی میں خلاف کے نام ۴۸ اشعار کا ایک قصیدہ بھی موجود ہے جس کا مطلع ہے۔

یافت آئینہ بہت تو ز دولت پرداز

بلر ننگتہ ہرین حسن خدا ساز باز

اس قصیدے کے بارے میں قیاس کیا جاتا ہے کہ پہلے ہاتھ کے نام تھا (کلیات قالب فارسی جلد دوم ص ۱۳۰)

(۱۳) میر فضل موہنی خاں: میرے ایک دوست ہیں "دوران سز مرشد آباد میں اہلک ان سے ملاحت ہو گئی سلسلہ محنتوں میں یہ بات ان کی زبان پر آئی کہ قراب فقر العبد کا انتقال ہو گیا۔ ننگتہ پہاڑ مرزا افضل بیگ اور دوسرے بگہ دوستوں سے وہی معلوم ہوا۔ انھوں نے کہ اس خاندان کا چراغ روشن نہ رہا اور اس کے شہستان آئندہ میں اندھیرا چھا گیا۔

(مکتوب قالب عام مرزا علی بخش "ایچ آہنگ عوالم اور افق سبانی ص ۵۵)

(۱۵) مرزا یوسف خاں: قالب کے حقیقی ہونے بدلتی تھے۔ ان کا سال ولادت ۱۳۳۵ھ ہے۔ جس وقت قالب نے آگرہ کا قیام ترک کیا اور دہلی میں آکر رہ گئے تو مرزا یوسف خاں نے بھی ان ہی کی تقلید کی اور ان کے مکان سے "بڑا قدم کے فاصلہ پر فراش خانے کے قریب سرس کی گلی میں عمارت بنے گئے۔

مرزا یوسف خاں کی عمر ابھی انھوں نے سرس کی گلی کی تھی کہ ان پر اہلک دہلی کا دورہ چڑھا اور وہ آخر تک اسی میں جلا رہے۔ دہلی کی تکلیف یہ تھی کہ نہ وہ کسی کو ستاتے تھے نہ خود دغا کرتے تھے۔

۱۷۵۷ء کی سنی انقلاب فہم ہوئی اور انگریزوں نے دوبارہ دہلی پر قبضہ کر کے غلم و غوی کا انتظامی سلسلہ شروع کیا تو خزان قالب "مرزا یوسف کی خاں کی پوی اور فریوں نے بچوں اور کنبوں کے ساتھ بے پار کی طرف بھاگ جانے میں مددیت سمجھی۔ اور ان کو گھر کے سامان سمیت ایک بڑے دربان اور پانچا کیر کے ساتھ ہمدردیہ۔ قالب ہر چند ان تین افراد کو بلاتا اور ان کا سامان منگواتا چاہتے تھے۔ لیکن دہلی کی فضا کو ایسی تکرر تھی کہ گھر سے نکلے ہوئے انسانوں کا

دہرا جب ہوا تھا۔ غالب کے لیے ممکن نہیں تھا وہ صرف یہ سوچ کر رہ جاتے تھے کہ ان کے بھائی نے دن میں کیا کھایا ہو گا۔ اور رات کس طرح کائی ہو گی اور بڑا قہقہہ کا یہ عالم تھا کہ ان کو اس بات کی بھی خبر نہیں تھی کہ ان کا بھائی زندہ ہے یا انگریزوں نے اس کو قتل کر دیا۔

اسی یاس و ہم کی حالت میں غالب نے ۲۶ ستمبر کو یہ اطلاع سنی کہ انگریزوں نے شر کو خراج کر لینے کے بعد اس کی گلی کا دروازہ بند کر لیا اور ان کے بھائی کے مکان پر چارہ دوڑے۔ سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ دے جانے مرزا یوسف خان ان کے دربان اور کثیر کو زندہ بچھڑا دیا۔ اسی دوران میں دو بعدو خانہ انوں نے ان کے مکان میں چلائی اور ان کے خورد و نوش کا انتظام کرنے لگے۔

اس واقعہ کے چند روز بعد مرزا یوسف خان کے بوڑھے دربان نے ۸ اکتوبر کو غالب کے پاس پہنچ کر یہ خبر سنائی کہ مرزا یوسف خان پانچ دن بھر عمار میں جکڑا رہے اور آدمی رات کے قریب ان کا انتقال ہو گیا۔

اس سلسلہ میں یسین الدین حسن خان کا بیان ہے کہ مرزا یوسف خان دہرا سے حالت بھون میں تھے۔ گولیوں کی آواز سن کر ٹانگہ گھر سے باہر لگے اور مارے گئے۔ مرزا یوسف خان کے انتقال سے زیادہ ان کی طرفین کا واقعہ دو انگیز تھا۔ شرم میں پانی، رونا، 'ضلال'، گور کن، 'ایٹ' پڑنے اور مارے کا حصول اور کلن کے لیے اٹھنے سے کپڑے کی تلاش ہے سوہ تھی۔ میت کو قبرستان تک لے جانے کا مسئلہ اس سے کہیں زیادہ مشکل تھا۔ اس موقع پر چند چارسوں نے مدد کی۔ بیٹالہ کے ایک سپاہی کو آگے کیا اور غالب کے دو نوکرانوں کو لے کر طرفین کے لیے چل پڑے۔ اور دو تھیں پرانی سفید چادریں میں لپیٹ کر مکان سے قریب ایک مسجد کی زین میں ڈال کر دیا۔

مرزا یوسف خان کی تدفین نکال ۲۸ مئی ۱۸۵۷ء ہے۔ غالب نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے مرزا یوسف کی تدفین رات پر بھی میں نے ایک آہ کھینچی اور کہا "دوبل دیوانہ" "دوبل دیوانہ" سے ۱۸۶۰ء کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں تو کے ۲۱ عدد نکال دیے جائیں تو مطلوبہ تدفین برآمد ہوتی ہے۔

(تھرا کا نتیجہ میں ۵۵۰ عدد کے مچ و شام میں ۸۸۰ احوال غالب میں ۸۷۰ "دختر شہزادہ" کے معنی دہلی)

(یوم غالب میں ۳۳۱ تا ۳۳۳)

(۲۱) غالب نے اس شہادی پر محدود اول قطعہ کہا جو بارخ دو در میں شامل ہے۔

طراز الجمن طوی میرزا یوسف
قرار یافت . درج مرہم رب اللہ
د شبہ است و دم روز از مر شعبان
دیکہ مر نہ سوی قید مر بسجود
کرم کسمہ و فریاد نصیب ہم نکاد
چہ لر فریاد فریاد فریاد
بر بند شب اجنا کہ تا طلیعہ صبح
صحن نقادہ رقص است و اختراع سرور
پیوہ دم کہ و فیض شمول گشت گل
دم فیم مر خطبہ خواہ

شریف جالب کاٹھن محاسن روان
 بہ شہدائی بخت مبارک مسعود
 جس بہ سری صبح وقت بہ کشتی
 پاس بندہ نوازی ہی توں انجمن

اس قطع کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سید وزیر الحسن عابدی لکھتے ہیں :

یہ قطع غالب کے چھوٹے بھائی مرزا یوسف کی شادی کا محکوم وقت یعنی دعوت نامہ ہے۔ مرزا یوسف غالب سے دو سال چھوٹے تھے (دستخط ۱۸۷۷ء)۔ اس طرح ان کا سال ولادت ۱۲۵۳ھ قرار پاتا ہے۔ تیس سال کی عمر تک وہ اپنے دسے اور اس کے بعد سے ان کی عمر کے تیس سال روایتی کی حالت میں گزرے (یعنی) اور ان کی موت ساٹھ سال کی عمر میں ۲۱ اکتوبر ۱۸۷۵ء (شب حسرت و شجہ ماہ صفر ۱۲۹۵ھ) کو واقع ہوئی۔ (دستخط ۱۹۰۰ء) اس حساب سے مرزا یوسف کی شادی ۲۹ صفر ۱۲۴۳ھ سے پہلے کی مدت میں ہوئی ہو گی۔ اس قطع میں لکھا گیا ہے کہ اس تقریب کی بزم نشاط دو شبہ ۲۲ ماہ شعبان کا دن گزر کر (دس شبہ ۲۳ ماہ شعبان کی) شب میں منعقد ہو گی اور دوسرے دن صبح کو برسات دامن کے گھر روانہ ہو گی اور اسی دن دولہا کے گھر واپس آئے گی، جہاں مساتوں کی پذیرائی کی جائے گی۔

اس بات کو نظر میں رکھتے ہوئے کہ مرزا یوسف کی شادی ۱۲۵۳ھ غالب کی شادی کی طرح تھوڑے سال کی عمر میں یا اس کے کچھ بعد ہوئی ہو گی، اس تقریب کی امکانی تاریخیں از روئے عقلم صرف دو قرار دی ہو گی، ایک سہ شبہ ۲۳ شعبان ۱۲۴۷ھ (مطابق یکم جنوری ۱۸۷۳ء) دوسری سہ شبہ ۲۳ شعبان ۱۲۴۳ھ (مطابق ۸ جولائی ۱۸۷۱ء)۔ ہماری نظر میں شادی کی تاریخ ان میں سے پہلی تاریخ ہے، اس لیے کہ یہ تاریخ غالب کی شادی سے نوادہ دور نہیں، بلکہ ان دونوں شادیوں میں اتنی ہی فصل رہتا ہے جتنا دونوں بھائیوں کی عمریں میں تھا۔ غالب کی شادی اکبر آباد سے دہلی آئے پر ۱۲۴۵ھ (مطابق ۱۸۷۰ء) میں دہلی گئی ہے۔ غالب اور مرزا یوسف کے حالات اور شوقی رسوم و روایات کا تقاضا بھی یہی تھا کہ چھوٹے بھائی کی شادی غالب کی شادی کے بعد جلد از جلد انجام پائے۔ اس بنا پر تیسری امکانی تاریخ سہ شبہ ۲۳ مارچ ۱۲۴۰ھ خارج از بحث ہو جاتی ہے اور دوسری مذکورہ تاریخ کا بھی امکان نہیں رہتا، خصوصاً اس بنا پر کہ یہ دوسری تاریخ جولائی میں پڑتی ہے، جو دہلی میں شدید گرمی اور جس کا زمانہ ہے۔ برعکاس اس کے پہلی مذکورہ تاریخ ماہ جنوری ہے، جس میں احوال فطریاتی واقع ہوتا ہے اور وہ موسم ہوتا ہے کہ دم ہوا سرد، فیش شمول گھٹ گھل، سے غلظت، ہو سکتا ہے، حیوانہ کیفیت ہو سکتی ہے جو اس قطع کے پانچویں شعر میں بیان ہوئی ہے۔ جولائی کے مہینے میں دہلی کی گلیاں پھولوں کی خوشبو سے چھنیں، یہ کامل قصور نہیں۔ اس کے علاوہ ۱۸۷۵ء میں مرزا یوسف کی صاحبزادی مرزا انصاف زوجہ غلام محمد کی چار بچوں کی پالی تھیں۔ یہ بات اس کے ساتھ کامل قافیہ رکھتی ہے کہ اس وقت مرزا یوسف کی شادی کو تقریباً اکتالیس برس گزر چکے تھے اور انھیں دولہا ہونے تیسریں ہوتے تھے۔

یہ شادی بھی غالب کی شادی کی طرح دہلی میں ہوئی تھی۔ فاضل گمراہی مالک رام صاحب نے سرکاری دستاویزوں سے تحقیق کر کے معلوم کیا ہے کہ مرزا یوسف کی شادی لاڈلہ جگم سے ہوئی تھی، جو سیدانی تھیں اور ان کا خاندان فراھمانے (شر دہلی) میں آباد تھا۔ (ڈائری اوپ، سمجھتی شہرہ اپریل ۱۹۵۸ء، مقالہ بہر ان مرزا یوسف)

۵: شمول: یہاں اس لفظ کا استعمال قاری محاورے کے لحاظ سے لگتا ہے۔ اس کے بجائے غالب رجحان یا فطرت کہہ چکے تھے۔ (بارگ دور: دہلی ۳ - الف)

(۱۷) عزیز: انشاء: زوج غلام محمد علی خان ولد مرزا علی علی ولد نواب علی علی خان صاحب۔

(۱۸) مرزا عبداللہ بیگ خاں: مرزا قوکان بیگ خاں کے صاحبزادے اور غالب کے والد تھے۔ ان کی ولادت دہلی میں ہوئی۔ ان کو ان کے خاندان میں مرزا دولہا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ مرزا قوکان بیگ خاں جب تک زندہ رہے "مرزا عبداللہ بیگ خاں کو کسی قسم کی فکر نہیں ہوئی" ان کا انتقال ہو گیا تو مرزا عبداللہ بیگ خاں نے عاش روزگار میں دہلی کی حکومت ترک کر دی اور امیر عثمانی کے حاکم کے مطابق صدارت ہے پور کی خدمت میں پہنچ کر ان کے ملازم ہو گئے۔ اس دوران غلام حسین کپڑا کی صاحبزادی عزت انشاء بیگم سے ان کا عقد ہو گیا جس پر انھوں نے صدارت ہے پور کی ملازمت چھوڑ دی اور خانہ دارا کی حیثیت سے آگرہ میں رہنے لگے۔

غالب کے ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دارا قوکان بیگ خاں کو شاہان دہلی کی طرف سے پرگنہ چماو بطور جاگیر تھا۔ ان کے انتقال کے وقت یہ عطا تک الملکی کا ہنگامہ گرم تھا اس کی وجہ سے پرگنہ چماو کی جاگیر جاتی رہی۔ اور مرزا عبداللہ بیگ خاں حاشی کی فرائض سرگرم رہے۔ غالب نے لکھا ہے:

"باپ میرا مرزا عبداللہ بیگ خاں بہادر گھنٹو جا کر نواب محمد الدولہ کا نوکر ہوا۔ بعد چند روز حیدر آباد جا کر نواب غلام علی خاں کا نوکر ہو گیا۔ تین سو سوار کی جمیعت کے ساتھ ملازم رہا۔ کئی برس وہاں رہا۔ وہ (ذکر) ایک خانہ جنگی کے ٹکڑے میں جاتی رہی" عبداللہ بیگ خاں بہادر نے گھبرا کر امور کا قصد کیا۔ راجہ راجہ بھلاؤ گھنٹو کا نوکر ہوا۔"

مرزا عبداللہ بیگ خاں کو راجہ بھلاؤ گھنٹو کا ملازم ہونے چند ہی دن گزرے تھے اور ان کو مناسب حال نوکری نہیں دی گئی تھی کہ راجہ گڑھ کا سرکار چل آگیا۔ حال کے جان کے مطابق:

"ایک گڑھی کے زمیندار راجہ سے پڑ گئے جو فرج اس گڑھی پر سرکوبی کے لیے بھیجی گئی" اس کے ساتھ مرزا عبداللہ خاں کو بھی بھیجا گیا تھا۔ وہاں پہنچے ہی ان کے گولی لگی اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا اور راجہ گڑھ میں دفن ہوئے۔"

غالب کے ایک اور خط سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ راجہ گڑھ کا سرکار ۱۸۱۴ء میں وقوع پذیر ہوا تھا اور اسی میں مرزا عبداللہ بیگ خاں کام آئے تھے۔ غالب نے ۱۸۶۰ء میں راجہ شہو دھن گھنٹو دہلی اور کی دہلی میں ایک قصیدہ لکھا تھا جس کے ایک شعر میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

کافی بعد مقابلہ شاہ خود نیست
در خاک راجہ گڑھ چارم را بعد خود

مرزا عبداللہ بیگ کے بارے جاننے کے بعد راجہ بھلاؤ گھنٹو دہلی اور نے دو گاؤں اور کسی قدر زمین ان کے دونوں لڑکوں یعنی غالب اور ان کے بھائی مرزا عیسیٰ خاں کی پرورش کے لیے مقرر کر دیا۔ جس کے حلقے یہ بات بخود تحقیق طلب ہے کہ یہ گاؤں اور یہ زمین کب اور کیوں مسدود ہوئی؟

(راجہ بھلاؤ غالب ص ۱۸، کلیات غلام ص ۱۱۱، انتخاب یادگار ص ۲۳۰، انجمن فردوسی ۱۸۷۳ء، کلیات نظم فارسی دوم ۱۳۳۱ء، بزم غالب ص ۲۴۳، ۲۴۴)

(۱۹)

غلام حسین کپڑا ۱۰۰۰ غالب کے ۵۵ سرکار سارنہد میں عسکری خدمات پر اسور رہنے کے بعد پندرہویں ہوئے۔

(خود اعلیٰ مقامی ص ۱۸)

(۲۰)

یا اسد اللہ القالب : یہ دلا گشت و لغات و رحمت خواجہ صاحب نبیل المناقب عظیم الشان 'مخدوم و مطہر نواز
مندان' جناب خواجہ قزواص صاحب زادہ 'دعائے منظور و مقبول' پر۔ قلم حیات 'دور آغاز نامہ دوست' را بہ گرامی باجی
مقدون باد خواص و المائدہ گزشتہ ہونے است 'ایں زمزمہ بہ غنی سلاسل مبارک و در نور نگارش سرگزشت حریف شوق
بہشتی قلاب پردہ شایہ راز فوہشتی است 'ایں شمعہ بہ چہ طرازانی ارذانی' گزشتہ ہونے کہ نامہ نگاری را شایہ
آہستہ کہ بہشتی از گشتی کی مایہ دور تر نہ رود کہ سرمایہ ہر روز دشت ہام و گزشتہ قلاب یافتہ و نقل کیے در آئینہ دیگرے
عوض یافتہ۔ بالکل بہ جرم ایں کہ دیدہ را آئینہ دار جلوہ شایہ دعا خواستے چہ روز ہائے سیاہ کہ نہ رہ ستم و باد افرہ ایں
کہ بچہ را شاد زلف لیلاے مراد نقل ہستے چہ بلا پاک از دہر نہ کلیہ ستم۔ از پیدائست سلاسل و سینہ ہدم سچ
مالی بہ فکرت دقت و غمزدہ روز درای میزکوہ طراز و در کفایت ہم دامیہ دل نگہ دہستی و افکار چوں دعائے باستجاب
بر گردیدن و چوں ہائے طاغیہ و ہائے ناگاہی بہ وطن رسیدن و آمیزش حکام ستم چوٹ پا دہشت و کم گشتی سر دشت کار از
دست و رسیدن آئینہ قلم بہ رنگ و فوہشتی جتا ریزہ در پایے و مہربان مسزادہ و اسزگہ بہ مرگ ناگاہی و آغاز دوری و
دقت مولوی محمد حسن از میانہ ہنگام پایان قلم و عارضی گشتی ایں چینی اعراض دہیہ بر عہدہ صحت حال و آبی گشتی کاربا
در کفایت احوال طویل۔ ایں گزشتہ اگر خواہے کہ بر استغفار گزاردے و سراسر عہدہ دارے بہ حد سلاطین گرامی
پندہ و بہ یزار نامہ انہام گرامے نہ گزرد۔ خودی خواجہ محمد حسن صاحب عجیبی روز سیاہ ہند نگار دیدہ اند 'و فہشت من
در وطن کشادہ اند۔ دل از آمیزش بے وقایان فرنگ ہم برآیدہ و درویش از اشتکاد ایں نگاری در و بان شیدہ رنگ آزدہ۔
حالیا ہر گسرم کہ اگر کسی از ہام مہربان ہندستان بہ من پرازد و بہ ہنار اندازہ نگار داری و قانون پایہ شایہ مرایہ
سوسہ خود خواہ 'دل بہ چوٹ طراز دل آویز گرد و نقل ہند سے در دشت سطر بہ سایہ دہار قہر و افکار گشتی 'دورے قلمدارانہ
از سرمایہ عہدہ خاکدان بر فزے 'دگر جہاں گردے و سراسر کائنات ہائے دل بہ طوف آفتی کہ ہائے چہرے کشد و دیدہ
کشائے کی خانہ ہائے شیراز سے جہے 'چنانکہ کہ شوق درمی پدہ دہی آمیز گزشتہ و زمزمہ ہادہ۔

قالب از ہندوستان گزشتہ فرصت ملت گزشتہ

در نصف مہربان طوطی است و در سلاطین دہشت

طرے چہ بہ صنعت قلیل از رنگ فوہشتہ دیدہ و دل از ہوس باکی شیدہ جلوہ ایں آزدہ گردہ است کہ
مندان ایں دہی بہ لہ نگار سلی القالب سید عالم و قبلہ اعلیٰ عالم غلام جہاں رود۔ اگر از رنگہ و طول زبان قزاق حرف دقا
از سلاطین طاغیہ و سزادہ 'و سرمر اشتکاد خاکستان ہائے قالب مستقام از پا نہ پزدہ ہائے بہت در دقت ہائیدہ داشتہ و اسلاطین
و افکار گرام۔ از اسد اللہ کشیدہ دہم رمضان ۱۳۳۸ ہجری۔ (آثار قالب : مرتبہ قاضی عبداللہ) علی گڑھ سیکڑن ۱۳۳۸ ہند
ہام مرزا احمد چک۔

(۲۱)

نواب شمس الدین خاں : جن دہلی نواب احمد علی خاں کا قیام اور میں قہار انہوں نے ایک عورت دی حکم
سے شادی کر لی تھی جس کے بطن سے 'دو لڑکے نواب شمس الدین خاں اور امیر اکرم علی خاں اور 'دو لڑکیاں نواب حکیم اور
جہانگیر حکیم پیدا ہوئیں۔ اسی کے کہ ہاں بعد ایک بھلاسل مثل نیاز ہو دیکھ جائے کی صاحبزادی حکیم جان سے بھی ان کا
نواح ہو گیا۔ حکیم جان کے بطن سے 'دو لڑکیاں باہر مرغ حکیم اور بادشاہ حکیم اور 'دو لڑکے نواب امین الدین احمد خاں اور
نواب فیاض الدین احمد خاں پیدا ہوئے۔

مولوی عبداللہ رام پوری نے نواب احمد علی خاں کا ذکر مناسب الفاظ میں نہیں کیا ہے۔ نواب احمد علی خاں

نے اجماعی اور امتیازی سے کام لیتے ہوئے اپنی پالیسی اپنی زندگی ہی میں اپنے دنوں کے درمیان تقسیم کر دی۔ فیروزپوری بھکر کا علاقہ نواب حسن الدین خاں کو اور لوہار کا علاقہ نواب امین الدین احمد خاں اور شیاء الدین احمد خاں کو دیا۔

نواب احمد بخش خاں کے انتقال پر نواب حسن الدین خاں نے اس تقسیم کے خلاف تولاہ بندھ گیا اور سرکار انگریزی میں مداخلت کرنے کی حیثیت سے فیروزپور بھکر کا پلازمت غیر متعلق وارہوں۔ فرانسس ہائرس نے اپنی ریڈیفکشن کے زمانے میں ان کو ان کے بھائیوں کا علاقہ یعنی لوہار بھی دلا دیا جس پر نواب امین الدین احمد خاں نے ۱۸۳۳ء میں شکایت جاکر عدالت عالیہ میں اپیل کی۔ اس اپیل کا فیصلہ نواب حسن الدین خاں کے خلاف ہوا اور اس کے کچھ دنوں بعد ۲۲ مارچ ۱۸۳۳ء کو کسی نامعلوم شخص نے دہلی کے ریڈیفکشن وکیم فریزر کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ لوگوں میں مختلف قسم کی چہ بگوئیاں شروع ہوئیں۔ خوش حال گوہر، باقی بھدار، عظیم بیگ کوٹوال، حمایت علی، اویلا، منوالا، آقا جان اور اسی قسم کے دوسرے جاہ طلب افراد انعام و اکرام کے لالچ میں تحقیقاتی افسروں سے مل گئے اور ان کو چھوٹی رچ رہیں بپا کر اس امر کا یقین دلانا شروع کیا کہ ریڈیفکشن وکیم فریزر کو نواب حسن الدین خاں کی ایکٹ کے ملازم کریم خاں نے ہلاک کیا ہے۔ مقدمہ کی ابتدائی سماعت کے بعد کریم خاں کو چھائی دی گئی۔ اس کے بعد نواب حسن الدین خاں کے مقدمہ کی باقاعدہ سماعت کا آغاز ہوا۔ ۹ اگست ۱۸۳۳ء کو شائع ہونے والے سلطان الاخبار کی اطلاع کے مطابق عدالت گواہوں سے جو حقائق انگریزی میں کھولے گئے تھے وہ انگریزی میں جیسے جیسے اس لیے ان کو اس امر کا پتہ نہیں چلا تھا کہ وہ نواب حسن الدین خاں کے خلاف بیان دے رہے ہیں یا ان کی سوائی میں۔ ان فرض اور جعلی بیانات کا سلسلہ ختم ہونے پر عدالت کی جانب سے چھائی کا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلہ کا علم ہونے پر نواب حسن الدین خاں نے استعفاء دیکھ کر اپنا وکیل ہاکر نکلتے بھاگے، لیکن اس سے پہلے کہ نکلتے میں اس فیصلے پر نظر ثانی کی جاتی، سزا کو بحال رکھا گیا۔

انگریزوں کو خدشہ تھا کہ اگر نواب حسن الدین خاں کو چھائی دی گئی تو پھر ماحضت ہو جائے گا۔ چنانچہ انھوں نے چھائی دینے جانے سے ایک روز قبل یعنی ۷ اکتوبر ۱۸۳۵ء کو ہی احتیاط کے طور پر اور شیروں کو خوفزدہ کرنے کے لیے سواری وردانہ اور گھوڑی وردانہ درمیانی علاقہ میں زمین ہزار مسیح سپاہیوں کو بھیج کر دیا اور جگہ جگہ بھاری توپیں نصب کرا دیں۔ ان تمام اقدامات کے عمل ہونے پر ۹ اکتوبر کی صبح نواب حسن الدین کو پاکی میں بھاگ کر قتل گاہ میں لایا گیا۔ اس وقت ان کے چہرے پر کسی قسم کا ٹھکر یا طال نہیں تھا وہ احتمالی قاتلانہ اعداء میں قتل گاہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت ایک پادری نے آگے بڑھ کر ان کو عیسائی ہونے کی ترغیب دی جس پر انھوں نے جواب دیا کہ میں عیسائی کا منکر نہیں ہوں جس طرح اہل یہود نے ان کو باجرم چھائی دی تھی اسی طرح تم ان کے چھو ہونے کے باوجود انھ کو باجرم چھائی پر چڑھا رہے ہو۔

اس محکموں کے فوری بعد نواب حسن الدین خاں کو چھائی کے تختہ پر لایا گیا۔ اس وقت ان کے دونوں ہاتھ پشت کی جانب باندھ دیئے گئے اور گتے میں دبی ڈال کر چھائی دے دی گئی۔ دیکھتے دیکھتے ان کی لاش کو ان کے دروازے کے حوالے کیا گیا ان کے خسر مرزا افضل بیگ نے ان کی لاش کو حاصل کیا۔ شاہ عبدالغفور دہلی کے نواسے شاہ محمد اسحاق نے ان کی لٹاڑ بنانہ چھائی جس میں آٹھ ہزار افراد شریک ہوئے۔ اردو کے مشہور شاعر نواب مرزا داغ ان ہی کے صاحبزادے ہیں جن کی والدہ نے اپنے شوہر کی شہادت کے بعد مرزا غزالی محمد بنادر شاہ غفر سے نکاح کر لیا تھا۔

(دیناچ دیوان مصروف، اپریل ۱۹۵۹ء، نکات، نثر غالب ص ۷۰، واقعات، دارالفرست، دہلی دوم ص ۹۲، ص ۹۳، ۹۴)

تاریخ مہاراجہ اردو ص ۱۶۱، بزم غالب ص ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵)

(۲۳) اندر از سترگ : ۱۸۷۳ء کے قریب پیدا ہوئے۔ وہ اپنے اصل سترگ کے بنے تھے۔ ۱۸۸۵ء سے ۱۸۸۷ء تک نیلی بری میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۸۳ء میں بعد ازاں آٹھ حکومت کے نارس ٹیکرٹری اور پرنسپل ڈیپارٹمنٹ میں اپنی ٹیکرٹری رہنے کے بعد ۱۸۸۸ء میں قائم مقام گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ وہ بہت ذہین انسان مانے جاتے تھے۔ انھوں نے الیہدہ پر قابل قدر تحقیقی کام کیا۔ ۲۳ مئی ۱۸۸۰ء کلکتہ میں وفات پائی۔

(ایک ایڈس ص ۳۰۵)

سترگ کی ولادت پر غالب کا میں اشعار پر مبنی ایک قطع بھی ہے جس سے چند شعر درج ہوں ہیں :

طوبخ طابع الام ستر سترگ
کہ فر خسروئیں آلتی پر غور و بجیں
تی چنان کہ گھنٹی بہار از و گل مکی
سری چنن کہ لعلی قلب برا و بدین
برای آگہ بشت برین بود چاشن
دمن و دعا و انصاف حناں کین

(کلیات غالب فارسی جلد اول ص ۶۱۷ و ۶۱۸)

یہ آہنگ میں شامل مولوی سراج الدین احمد کے نام ایک خط میں سترگ کی وفات پر افسانہ رقم کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"میرے منہ میں خاک اگر میں یہ کون اور نہ کون تو بہر حال ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ستر احمد
سترگ کا انتقال ہو گیا۔ دنیا سے ایک نای کے سوا کوئی چیز اس نے اپنے مراد نہیں لی۔ کاش کہ
میرے کانوں میں دوائی جادو کر بھر دی جاتی تاکہ میں اس بری ٹیڑھ کو سننے سے بچ جاؤں۔ اب میں تم
طواری کی امید کسی سے رکھوں اور کسی کی گردش چشم کا خیال مجھے تسکین دے۔"

(ادریق معانی ص ۵۳)

غالب جب پاشن کے مقدمے کے لیے کلکتہ گئے تو اس وقت اندر از سترگ گورنر جنرل کے شعبہ فارسی میں
ٹیکرٹری تھے انھوں نے اور ان کے اسٹنٹ ٹیکرٹری بھی فریڈ نے غالب کی پڑ پڑ لی۔ وہ دونوں فارسی کا اعلیٰ درجے رکھتے
تھے اور غالب اپنی داوری کے لیے ان کی امداد کو بہ حد مفید سمجھتے تھے۔ سترگ کی مدد میں غالب کا کچھ اشعار کا
تصنیف کلیات فارسی میں موجود ہے جس کا مطلع ہے :

فلان کہ نیست سو رنگ دامن افغانی
چند طوقی لڑداده ام زمیانی
اس کا مطلع دانی یہ ہے :

ذی کرم کہ دشت کچھ ہر افغانی
بہاء عرض مراد بندہ ز ابر نیسانی

اور عرض دعا میں کیا ہے :

گدا گدا د ب ب قناتے دار گدا ام
نہ تک خواہم د لے مال' ایسی قدر خواہم
مرا دلست نہ درد شعلی لہجہ نہ آؤندے اچھری نہ حسرت غلی
دست سال فزون ی شود کہ ی سوزد غس چورشتہ ضم نہ ہم جھڑپا
بہ دار کاہ رسیدم چٹاکہ راستہ دس بہ دار غریباں چٹاکہ ی دانی
(تکلیات غالب لاری ص ۱۲۰ تا ۱۲۵)

(۲۳) سرحدان ما کلمہ : ۲ مئی ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام جارج با کلم تھا۔ ویلٹر کرک میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۹۸ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ٹریڈی سروس میں ملازم ہوئے اور ۱۸۹۳ء میں مدراس پہنچے۔ ۱۹۰۲ء میں سرکارِ عالم ب قینے کے دوران وہ قلم حیدر آباد کی افواج کے لیے لاری تربیت کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ۱۹۰۷ء سے ۱۹۰۸ء تک وہ ٹھہرا پارسی کے سیکرٹری اور اسسٹنٹ ریفریٹ حیدرآباد کی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۰۸ء اور ۱۹۰۹ء کے درمیان کی مسم میں لارڈ دوتلی نے ان کا انتخاب کیا۔ ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۳ء تک لارڈ دوتلی کے سیکرٹری رہے۔ بعد ازاں میں قلم کے دوران ان کی زندگی سرکاری مصروفیات اور کارگزاریوں سے بھری ہوئی ہے۔ انھوں نے ۱۹۱۳ء میں بعد ازاں کو ترک کرنا اور ۳۰ جولائی ۱۹۱۳ء کو وفات پائی۔ (بک لیڈ میں ۲۷)

(۲۴) خواجہ مرزا : کے حالات اور خانوادہ حسیل کے لیے دیکھئے شاہ قزوینی رالم کا مضمون بعنوان "مرزا غالب کا نسب نامہ"۔ مرتبہ مرزا رفیع بیگ شہرہ پلہ احمدیہ دلی۔

(۲۵) مرزا افضل بیگ : غالب کے بھائی مرزا اکبر بیگ کے بھائی بھائی تھے۔ ۱۵ نومبر ۱۸۳۰ء اور ۱۵ مارچ ۱۸۳۲ء کے درمیان کسی تاریخ کو دلی میں فوت ہوئے۔ صاحب "تاریخہ سوری" نے لکھا ہے کہ ضعیف ہو گئے تھے اور انتقال کیا۔ گریہ ضعیفی کوئی سزا ہی ساہ بڑھے کی سی نہ ہو گی کیونکہ وہ مرتے دم تک اکبر شاہ دلی کی طرف سے انگریزی دربار نگشت میں سیر رہے اس لیے قیاس ہے کہ وقت مرگ ان کی عمر ۶۰ سال یا اس سے کچھ زیادہ ہو گی۔ اس طرح وادہ کا سال ۱۷۷۷ء کے آس پاس تخمینہ کیا جا سکتا ہے۔

انگریزی دربار نگشت میں سیر مقرر ہونے کے وقت ان کے والد اور دوسرے اہل خانہ ان دلی میں نہیں رہتے تھے۔ مقرر کے بعد ہی دلی میں سکونت اختیار کی۔ مرزا شریہ اللہ "سوز الک" "لارڈ بنگ کے خطابات سے سرفراز ہونے اور نگشت بھیج دینے کے باوجود وہیں انگریزوں سے تفسیر طلب امور سلطنت کا حل نکال لیجے۔

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ نگشت کب گئے گریہ چلی ہے کہ وہ غالب بٹن کی بھائی کے سلسلے میں نگشت میں جنم گئے (فروری ۱۸۳۸ء سے اکتوبر ۱۸۳۸ء تک) تو مرزا بہ وقت وہیں تھے۔ پھر وہیں نگشت میں وہ کر انھوں نے مشہور دانشور رام موہن رائے کھنڈی دربار سے راجا کا خطاب دلوا کر پھر تفسیر شدہ امور کی مزید پیروی کے لیے انگلیٹن بھیجا۔ راجا رام موہن رائے ۱۵ نومبر ۱۸۳۰ء کو انھیں (Jodhpur) نامی جہاز سے حجاز انگلستان ہوئے۔ مرزا افضل بیگ دلی واپس آ گئے۔

مرزا افضل بیگ کی شادی یکم موسیٰ خاں موسیٰ کی بھائی سے ہوئی تھی تمام نگشت سے واپس آئے وہ اپنے ساتھ ایک خواہر دست بنگال کو بھی لے آئے تھے۔ وہ سکتا ہے کہ پہلی بیوی کا انتقال ہو چکا ہو) یہ دلی عورت ہے جسے مرزا

افضل بيگ کی وفات کے بعد مرزا مہاس بيگ (مرزا افضل بيگ کے بچھے) بھاگ کر پنجاب کی طرف سے لے گئے تھے اور گمراہوں سے دائمی ناراضگی مسل لے لی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھگن کوئی بازاری عورت یا طوائف نہ تھی بلکہ افضل بيگ کی باقاعدہ بیوی تھی کیونکہ "صاحب کارنامہ سردی" اس عورت کو مرزا مہاس بيگ کی بیٹی کہتا ہے۔ فرحت اللہ بيگ نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں ہر گھر کے ساتھ ایک نہ ایک طوائف کا کام چڑا رہتا تھا مگر یہ گمراہ مرزا مہد اللہ بيگ پر مرزا افضل بيگ کا ایسا تھا جس میں طوائف کا کام نہیں آیا تھا۔

مرزا افضل بيگ کا ایک ہی چچا تھا جس کا نام مرزا مہد اللہ بيگ عرف مرزا دولا تھا۔ ان کا مکان عطہ چوڑی دلاہن کی سبکدوش والی گلی میں تھا۔ لیکن ہے یہ مکان مرزا افضل بيگ نے لڑیا ہوا یا بنا دیا ہو اور اپنی عمر کے آخری سالں یہیں لیے ہوں۔

مرزا مہد اللہ بيگ کی آٹھ اولادیں تھیں۔ چھ بیٹے اور دو بیٹیاں۔ جب مرزا افضل بيگ کے انتقال کے بعد توبہی کے سب راستے بند ہو گئے تو مرزا مہد اللہ بيگ سخت پریشان ہوئے کہ اب اتنے پیسے کتنے کی پردوش کیسے ہو گی۔ آخر ایک روز وہ اپنے والد کے سرہنگیٹ لے کر ہر انھیں دائیں اترائے لے دیتے تھے ہلی کے ریڈیو نٹ کے پاس ملازمت ڈانگنے کے لیے گئے۔ ریڈیو نٹ نے از راہ سہانی انہار سے کانپور تک کی ڈاک گاڑی کا انتظام ان کو دے دیا۔ ہانچا بیٹکوں پر کیاں قائم کی گئیں۔ مرزا مہد اللہ بيگ اکثر ان پرکیوں کی دیکھ بھال کے لیے جانا کرتے تھے۔ اس طرح خانہ کی حالت سنبھل گئی۔

آج تک مرزا افضل بيگ کے نام غالب کا کوئی خط نہیں ملا۔ تاہم ان کا ذکر دو سوں کے خطوں میں کثرت سے ملتا ہے۔ ایسے ہی خطوں سے مرزا افضل بيگ کے انتقال کی خبر بھی ملتی ہے۔ مرزا امیر بيگ خاں (طہان) کو لکھتے ہیں :

"مکان بیگ زندہ نیست و نہ فرما خودی"

"حضرت اکبر شاہ از روز رحلت لای بیگ ہ انواع و عراض جلا بود۔ پروردگار چہار شہد آفری مفرود حاصل صحت کرد اند" کتابت قاسم و داغ شہنشاہ مصلحت بردارند"

(مختصرات غالب طبع دوم ص ۳۵ - ۳۶ خط نمبر ۴۲)

دن اور مہینہ نہ سہی مگر اس خط سے مرزا افضل بيگ کا سال وفات چھین ہو جاتا ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ راجا رام موہن رائے کے ۱۵ نومبر ۱۸۳۵ء کو عازم انگلستان ہونے تک نہ صرف مرزا زندہ تھے بلکہ اس کے بعد وہ دہلی واپس آئے اور اپنے ساتھ ایک حسین بھائی بیوی بھی لائے تھے مفرود کہ ۱۸۳۰ء میں برطانوی آگست میں چڑا ہے اس لیے برطانوی آگست ۱۸۳۰ء یا اس سے پہلے کے کسی انگریزی مہینے میں مرزا کا وفات پانا درست نہیں ہو سکتا۔ مرزا امیر بيگ خاں طہان کا انتقال ۱۵ مارچ (شوال) ۱۸۳۲ء سے یکم روز قبل ہوتا ہے۔ اس لیے مرزا کا انتقال ۱۸۳۲ء کے برطانوی - مفرود میں بھی ممکن نہیں کیونکہ اوجہ کے خط سے ظاہر ہے طہان کی زندگی ہی میں مرزا انتقال کر چکے تھے۔ اب یہ گمان ۱۸۳۱ء کی مرزا کا سال وفات ہے۔ مفرود کا آخری چہار شہد ۲۳ مفرود ۱۲۴۷ء میں چڑا ہے جو ۳ اگست ۱۸۳۱ء سے مطابقت ہوتا ہے۔

بادشاہ (اکبر شاہ جانی) کو مرزا کے انتقال کا سخت دیک ہوا اور وہ طرح طرح کے مافوضوں میں جلا رہنے لگے خدا خدا کر کے خطا پاتی اور ۳ اگست ۱۸۳۱ء کو حاصل صحت فرمایا۔ مگر بیماری اس قدر شدید اور لمبی تھی کہ عرصے تک باقانی باقی رہی۔ مرزا کا انتقال بادشاہ کے حاصل صحت سے ایک دو ماہ پہلے ہوا اور گا مگر سال وفات ۱۸۳۱ء ہی ہے۔

غالب کو شہد ہی نہیں بلکہ یقین تھا کہ مرزا افضل بيگ خاں کے عقد سے میں مدد کی تھانے ان کی مخالفت کر رہے

ہیں اور اپنے ظاہر زلوٹوں (یعنی اپنے بہت سی طوائف عانی کی اولاد) کی مدد کر رہے ہیں۔ غالب لکھتے کے قیام کے دوران مرزا افضل بیگ کے (شاہد سلطنت) شاہی نہیں ہوئے تھے۔ لیکن واکس کے بعد انہیں اپنا شریف خائف رکھنے لگے تھے۔ اس سلسلے میں غالب کے متعدد زہل خطوط ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

(مختصرات غالب طبع دوم خلا نمبر ۳۳ نام مولوی مزاج الدین احمد
" " " خلا نمبر ۳۳ " مرزا احمد بیگ خاں
" " " خلا نمبر ۳۶ " مرزا ابوالقاسم خاں)

(۲۶) ایڈیٹورز کول ہمدک : ۱۸۸۸ء تک دہلی کا ریڈیوٹ تھا مولوی محمد علی خاں صدر الدین ہمدک کے نام ایک فارسی خط میں جو بیچ آہنگ میں شامل ہے غالب نے ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

"مگر یہ کہ ابھی دہلی سے آنے والا خط کاشف حالات ہوا کہ میرے پیچھے ہوئے کاشف وہاں پہنچ گئے اور میرے کارفرما کو قتل گئے اور دیکھ کر دکانت نامہ دے دیا گیا۔ ابھی دکانت قوت فعل میں نہیں تھی کہ روشن اللہ لارڈ کول ہمدک صاحب ہمارے قریب دہانے دہلی بطریق حذرہ اس شہر سے باہر چلے گئے۔ ہر آئینہ اب انگارہ کرنا ہو گا اور اس کی وجہ سے مقدمے کی کارگزاری ہوتی رہے گی۔ اب کیا کہوں کہ خواہ کلام یہ تاخیر درمیان میں آگئی۔" یہ خط بیچتہ قیام لکھنے کے دوران لکھا گیا ہو گا۔ (اوراق سوانح ص ۸۰)

(۲۷) چارلس سٹیکٹن : ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۸۶ء میں ہندوستان آئے۔ ۱۸۸۳ء میں گورنر جنرل کے دفتر میں اسٹینٹ مقرب ہوئے۔ جہاں سے ۱۸۸۶ء میں وہ "ہند" سیاسی اور خارجہ افکاروں میں لڑائی نیکرخی بنائے گئے۔ ۱۸۸۳ء میں وہ گورنر جنرل کے پرائیویٹ سیکرٹری اور ۱۸۸۵ء میں حکومت ہند کے چیف سیکرٹری تھے۔ جہاں ۲۳ جنوری ۱۸۸۷ء کو وفات پائی۔ (یک ایڈ ص ۲۵۶)

کتاب کے انگریزی متن میں جی فٹس ہے یہ شاید پروف خوانی کے باعث ہو گیا لیکن اصل سی فٹنٹن ہو۔ (دک

- ۱۱)

(۲۸) لارڈ ولیم کونڈلیش ہٹنگ : گورنر جنرل ۳۱ جنوری ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے پورٹ لینڈ کے تیسرے ڈاک کے بیٹے تھے۔ ۱۸۷۹ء میں فورس میں بھرتی ہوئے۔ نیدرلینڈ (۱۸۷۷ء) اٹلی اور آسٹریلیا میں فوجی خدمات انجام دیں۔ اگست ۱۸۸۳ء سے جنوری ۱۸۸۵ء تک مدراس کے گورنر رہے۔ ملازمت کے دوران میں وہ کچھ مدت کے لیے بے روزگار بھی ہوئے اس کے بعد وہ بنگال کے گورنر مقرر کیے گئے۔ وہ ۱۸۸۳ء سے ۱۸۸۵ء تک ہندوستان کے پہلے انگریز گورنر جنرل بنے۔ ولیم ہٹنگ نے ۱۸۸۶ء کو وفات پائی۔ (یک ایڈ ص ۳۶)

ولیم ہٹنگ کی دہلی آمد پر غالب نے "آرٹھ اور سوزوں کی قہمی جس کا پہلا اور آخری شعر یہ ہے :

دار شدہ لکھن " لارڈ کونڈلیش ہٹنگ

کز نیشیل تپیل از شطہ رسیدن دار

کلیات غالب از آثار و ز انجم داد
از کرم جان تن طلق و مینا داد

(کلیات غالب فارسی جلد اول ص ۲۱۸ - ۲۱۹)

(۲۹) فرانسس ہاکنز (ڈاکٹر) کو ۱۸۷۸ء کے بعد دہلی کا ریڈیڈنٹ بنایا گیا۔ وہ ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۰ء کے درمیان اس عہدہ پر فائز تھے۔ ہاکنز نے غالب کے خلاف رپورٹ بھیجی تھی۔ بیج آہنگ کے دو خطوں میں غالب نے ہاکنز کی اس زیادتی کا ذکر کیا ہے۔ مولوی سرانج الدین احمد کے نام خط میں لکھا ہے:

”اس خراب آباد کے حاکم نے مجھے فرانسس ہاکنز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مرزا کا فیودر
کے ساتھ بیان بکریا دے رکھا ہے۔ نتیجہ یہ کہ اس کی مرضی کے مطابق رپورٹ صدر میں بھیج
دی۔“ (ادراقی سوانح ص ۱۰۶)

اور انہی کے نام دو سب سے خط میں لکھتے ہیں:

”یہ رپورٹ کہ فرانسس ہاکنز (ڈاکٹر) بھادو نے خصوصیت کے ساتھ میری داد خدائی کے بارے میں
صدر میں بھیجی ہے۔ کیا کہوں کہ وہ کسی حد تک امیدوں کو گھٹانے اور غلوں کو بڑھانے والی
ہے۔“ (ادراقی سوانح ص ۱۰۳)

غالب نے ہاکنز کی رپورٹ پر متعدد اہل تشدد بھی لکھا تھا جو کلیات غالب فارسی کے ص ۲۱۷ پر موجود ہے:

الاسم زہ غالب ز ہاکنز سناں

مہ سینہ لی کینہ از شکایت داغ

اگر حدود خلاف تو کہہ است رپورٹ

وگر قسم بقتل تو بہت است بداع

لکھا ہائی فرانی گندہ ہم زلفت

نمودہ ای کہ امان کس غالب است بداع

(گوہر نشانی)

ہاکنز بنیادی بداع قصص قتل اس کی حرکت اور گھبر کی کوئی حد اور اتنا نہ تھی۔ وہ سب لوگوں کو بتاتا چلتا تھا کہ برطانوی اقتدار کے آگے غل پادشاہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وہ ایک کڑی جلی کے مثل ہے کہ ہر چاہو اس کا منہ
موڑ دو۔ چاہے یہ بات صحیح بھی ہو تب بھی ظاہری آداب کا لحاظ سیاست کاری میں ضروری ہوتا ہے۔ وہ شکاری دربار میں
بھی بد فیضی سے بھری آتا تھا۔ وہ پہلا ریڈیڈنٹ تھا جس نے دربار میں چٹنے کے لیے گری طلب کی۔ ایک مرتبہ کسی مصائب
کو دربار خاص دکھانے کے لیے لایا تو پادشاہ کی اہانت کے بغیر گھوڑے کو اندر تک لے گیا۔ پادشاہ نے اس کی شکایت کی
لیکن وہ بخیر اور بے اس تھا۔ چپ ہو رہا۔ باب نکلتے گورنمنٹ کو یہ اطلاعیں پہنچیں تو اسے دانیں ہلا لیا گیا۔

(غالب اور آہنگ غالب ص ۸۵)

(۳۰) نیکل منچن ایڈمونس سٹون ۶ دسمبر ۱۷۷۵ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۷۸۳ء میں سول سروس اختیار کر کے نکلتے آئے
اور سب سے پہلے بنگال میں تقرر ہوا اور حکومت کے فارسی حرم مقرر کیے گئے۔ اس کے بعد قائم مقام گورنر جنرل

کے نیکرہی "اس کے بعد سرکار کلاک سہی اچانک بادلو اور بارش دہلی کے ساتھ سکرہی کے طور پر کام کیا۔ مدراس میں سلطان فتح کے خلاف کم میں بھی شامل رہے۔ ۱۸۰۹ء میں علو حکومت ہر کے ٹکر خارج میں بحیثیت چیف نیکرہی کام کیا۔ ۳۰ اکتوبر ۱۸۱۳ء سے ۲۷ جنوری ۱۸۱۸ء تک سپریم کونسل کے رکن رہے وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر تھے جبکہ ۳ مئی ۱۸۳۱ء کو فوت ہو گئے۔ ایچ موشنوں کے بارے میں غالب کے مدح قلع کے پتر اشعار یہ ہیں :

فرزانہ بگاتہ اؤ مٹھن بیلور
کھوسٹ دافنل اندلی آکھن کارانی
در مٹھن کھاسن زہو پ لکھ سنی
ماشا کر بومہ ہاشم ہائی پ ہاکارا
ماشا کر کھہ ہاشم راکہ راکھانی
دوق فرمای مکی در مسرت طرازی
امید کھ غفنی در مسرت رسائی

(کلیات غالب قاری جلد اول ص ۱۸۳ - ۱۸۴)

(۳۱) ہماری تصویر پر نسب : دائرہ کا نام جرن ہے سب کا جرنالی ۱۸۷۵ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پرائیویٹ طور پر حاصل کی۔ اس کے بعد بی بیج اور ایسٹ انڈیا کمپنی کالج برٹ فورٹ کاسل میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۸۹۹ء میں بنگال پہنچے۔ ۱۸۸۲ء میں گورنر جنرل مارکس ہیننگز کے پرائیویٹ سکرہی بنائے گئے۔ اولہ "شالی مٹھن صوبہ اور خیال کے دوروں میں وہ گورنر جنرل کے ساتھ تھے۔ انھوں نے ۱۸۸۳ء میں مارکس ہیننگز کے انتقالی دور کی تاریخ بھی شائع کی۔ ۱۸۸۰ء میں وہ حکومت کے قاری نیکرہی اور ۱۸۸۵ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر تھے۔ حدود کتابوں کے مصنف تھے جن میں دلچت نگہ کی سوانح قابل ذکر ہے۔ وہ شاعری بھی کرتے تھے۔ ۱ فروری ۱۸۷۸ء کو وفات پائی۔ (یک لیز ص ۳۴۴)

(۳۲) سروپم ہے پارنٹ میکناٹن : اگست ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ وہ سرورک میں میکناٹن پار ایسٹ "ایچ بیج سپریم کورٹ مدراس کے دوسرے بیٹے تھے۔ چارٹرڈ پاس میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۸۹۹ء میں مدراس آئے۔ حیدر آباد بنگال اور ٹکٹ میں خدمات انجام دیں۔ ۱۸۳۰ء سے ۱۸۳۳ء پائی ہندوستان کی سیاحت پر رہے۔ ولیم ہینک نے جب راج میں ساراچہ دلچت نگہ سے ملاقات کی تو ولیم نے اس کے ساتھ تھے۔ انھوں نے "تھہار" لٹریچر اور کمال کی مسوں میں بھی حصہ لیا۔ ۱۸۳۱ء میں وفات پائی۔ (یک لیز ص ۳۴۱)

غالب کے قاری تعلقات میں ولیم میکناٹن کا ایک مدید قطعہ موجود ہے جس کے پتر اشعار یہ ہیں :

ہر کہا مشورہ اقبالی پادہ غورہ اندھ
نام کھانی بیلور نسب طوان دہو ام
آ سر لو را در جہان قرباندا نی دایہ اندھ
چرخ ما از تختہ آگہیزی چہیلن دہو ام

داور" ایسکا من کہ اندر سر غریب
 حق و بی مری از گسستن قزاقان دیدہ ام
 بھر مری کاین چنین بگذاشت دو پایان سر
 از تو نبودی دل و آسائش جان دیدہ ام
 (کلیات غالب قاری جلد اول ص ۱۷۳ تا ۱۷۴)

(۳۳) گورنر سر چارلس ایڈورڈ فریڈرک لیان : والد کا نام جارج فریڈرک لیان ۲ اپریل ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر بنکر ہاؤس اور ایپل بری میں ۱۸۸۵ء تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۸۶ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی سول سروس میں ملازم ہو کر آئے اور دہلی میں اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۱ء میں برطانوی ہند کے نکل امور خارجہ میں ایڈر سیکریٹری کا عہدہ حاصل کیا۔ تعلیم منسوب ہندی میں لارڈ میکالے کے ساتھ بھرپور حصہ لیا اور انہی کی بہن سے شادی کی۔ اس تحریک کا مقصد مشرقی زبانوں کے مطالعے میں انگریزی کو ذریعہ تعلیم کے طور پر نافذ کرنا تھا۔ ۱۸۹۶ء سے ۱۸۹۸ء تک راجہ پورا کے سیکریٹری تھے۔ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۱ء تک سیکرٹری خزانہ کے عہدے پر فائز رہے۔ ۱۸۹۱ء میں وہ مدراس کے گورنر مقرر کیے گئے۔ جنوری ۱۸۹۳ء میں پیرام کوئٹل کے گورنر بن گئے۔ اس عہدے پر ۱۸۹۵ء تک رہے۔ ۱۹ جون ۱۸۸۹ء کو وفات پائی۔ (یک ایڈیشن ص ۳۲۸)

(۳۴) سر چارلس ولیم ہارونٹ بلنٹ : ۱۸۷۱ء میں پیدا ہوئے۔ اپنی وفات سے تین سال پہلے ۱۸۷۷ء کے قریب ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم ہو کر ہندوستان آئے۔ گلیے کے قریب پلا کے مقام پر ۲۷ ستمبر ۱۸۰۲ء کو وفات پائی۔ (یک ایڈیشن ص ۳۶)

(۳۵) جارج ایڈن آکلیڈ : ۲۵ اگست ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ وہ آکلیڈ کے پہلے لارڈ کے دوسرے بیٹے تھے۔ کرائسٹ چرچ آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی۔ ۳ اپریل ۱۸۹۶ء کو گورنر جنرل ہندوستان کا عہدہ ملا۔ کابل کی کم میں شریک رہے۔ ۱۸۹۹ء میں لارڈ ہائس گئے۔ ۳ مارچ ۱۸۹۲ء کو کابل پر قبضہ کے بعد ہندوستان سے واپس چلے گئے۔ یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو وفات پائی۔ (یک ایڈیشن ص ۱۹)

گورنر جنرل آکلیڈ کی مدد میں دسمبر ۱۸۹۳ء کا کتبہ ہوا غالب کا قصیدہ موجود ہے جس کے چند شعر یہ ہیں :

ہاں باطراف ہائے آفتاب گل در گرفت
 سر ہر دم لعلی زورہ از سر گرفت
 آگہ ہرزائی دلفز بفرات شست
 آگہ ہرزائی تختہ سجدہ گرفت
 شست عجب و گلاب کام و زبانی چند ہا
 تا اسوائے غلای ہم گورنر گرفت
 نام بخارہ بزمین کو از فیض مدد
 خط و میں روشنی کابل نیر گرفت

دعوتِ ابراہیم علیہ السلام اور انسانیت
کلی دعوہ از قلم مولانا محمد سراج

(تکلیفاتِ قادی جلد دوم ص ۱۳۸ تا ۱۴۲)

(۳۶) ولیم ہارڈوچہ ہیلی : کل۔ ائس۔ ائس۔ خاص شہرہ بلی کے بیٹے تھے۔ اٹلی اور کیرج میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۶۹ء میں ہندوستان آئے۔ ۱۸۷۳ء میں گورنر جنرل لارڈ دالہؤسی کے دفتر کے ایجن ماحول میں کام کا آغاز کیا۔ ۱۸۸۰ء میں صدر کورٹ کے ریمزٹر مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۲ء میں سیکرٹری راج اور ۱۸۸۹ء میں کینی حکومت کے چیف سیکرٹری مقرر ہوئے۔ برائٹی سے دسمبر ۱۸۸۲ء کے دوران پیرام کوئٹل کے ممبر تھے۔ مارچ سے اپریل ۱۸۸۸ء تک قائم مقام گورنر جنرل ہوئے۔ ۱۸۸۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر بنائے گئے۔ ۱۸۸۸ء میں ہندوستان آئے اور ۲۹ مئی ۱۸۹۶ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۳۱)

(۳۷) الیگزینڈر چارلس رس : ۹ جنوری ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ ایڈمرا آئیڈی اور پندرہن میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۵۵ء میں ہندوستان میں فوجی ملازمت اختیار کی۔ ۱۸۸۷ء میں لیفٹیننٹ گورنر بنائے گئے۔ ۱۸۵۸ء سے ۱۸۵۹ء تک ہندوستان کی جنگ آزادی میں بھی شریک رہے۔ وہ شمالی علاقہ ہانت 'سرحدی علاقوں' افغانستان اور پنجاب میں بھی فوجی کمان کرتے رہے۔ (بک لینڈ ص ۳۳)

(۳۸) لیفٹیننٹ گورنر جان رسل کالون : کل۔ سی۔ ائس۔ ولد جیمز کالون ۲۹ مارچ ۱۸۰۷ء کو گلگت میں پیدا ہوئے۔ سینٹ ایڈمیس اور ہیلی ہیری میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۲۹ء میں بنگل اور ۱۸۳۷ء میں حیدرآباد میں مقرر ہوئے۔ ۱۸۳۱ء سے ۱۸۳۵ء تک حکومت ہند کے محکمہ مال گواہی میں اسسٹنٹ سیکرٹری اور فوجی سیکرٹری کے عہدوں پر کام کیا۔ ۱۸۳۶ء میں گورنر جنرل آکلینڈ کے پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے اس عہدے پر ۱۸۴۲ء تک کام کیا۔ ۱۸۴۵ء میں وہ نیپال کے ریجنلٹ تھے۔ ۱۸۵۳ء تک وہ صدر کورٹ گلگت کے جج اور لیفٹیننٹ گورنر شمال مغربی صوبہ ہانت کے عہدوں پر فائز رہے۔ انھوں نے حکومتی مشینری کو چلانے میں بڑا فیصل کردار ادا کیا۔ انھوں نے ۹ جنوری ۱۸۵۵ء کو انتقال کیا اور آگرہ کے قلع میں دفنائے گئے۔ نائب ان کی مدح میں لکھتے ہیں :

اگر	دل	دست	کعب	کمال	درگاہیں
اگر	دل	دست	کعب	کمال	درگاہیں
اگر	دل	دست	کعب	کمال	درگاہیں
اگر	دل	دست	کعب	کمال	درگاہیں
اگر	دل	دست	کعب	کمال	درگاہیں
اگر	دل	دست	کعب	کمال	درگاہیں
اگر	دل	دست	کعب	کمال	درگاہیں
اگر	دل	دست	کعب	کمال	درگاہیں
اگر	دل	دست	کعب	کمال	درگاہیں
اگر	دل	دست	کعب	کمال	درگاہیں

(تکلیفاتِ قادی جلد دوم ص ۱۴۵ تا ۱۴۹)

(۳۹) چارلس مرگرویل منسل : کل۔ سی۔ ائس۔ نے ۱۸۶۶ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت اختیار کی۔ شمال مغربی

صوبے اور انگرہ میں ۱۸۳۵ تک کی حدود پر قائم رہ کر جھلنگ گنگرنگ کا شعبہ حاصل کیا۔ ۱۸۳۸ء سے ۱۸۴۱ء تک نیٹھنٹ آفیسر' پھر گنگرہ ریاست اور پھر ۱۸۴۹ء سے ۱۸۵۰ء تک اورڈ لارنس کے ساتھ چٹاپ کے انتظامی بورڈ میں شامل رہے۔ ۱۸۵۳ء تک ناچپور کے ریڈیفنٹ رہ کر سکدوش ہوئے اور ۱۹ نومبر ۱۸۸۹ء کو وفات پائی۔ (ایک لپٹہ میں ۲۷۷)

(۳۰) نواب امین الدین احمد خاں اور نواب ضیاء الدین احمد خاں' نواب احمد علی کی ہم کنو ریاست جڑی دیکم جان کی لوہہ تھے۔ دیکم جان ہزار عہد یک کی ساجزادی تھیں جن کے بھائی خدو عہد یک لوہا میں فوج کے پیمان تھے۔ اس لیے ان کے خاندان کو "پٹنن جلی" کا نام دیا گیا تھا۔ دیکم جان ۲ نومبر ۱۸۹۹ء کو انتقال کر گئیں۔

نواب امین الدین خاں کا سال ولادت ۱۸۳۹ء ہے۔ وہ فیروزپور بھمرک میں پیدا ہوئے تھے۔ نواب احمد علی خاں نے اپنی زندگی ہی میں اپنی ریاست فیروزپور بھمرک کا علاقہ اپنے حرم زادہ نواب شمس الدین خاں کو اور لوہاد کا علاقہ نواب امین الدین خاں اور نواب ضیاء الدین خاں کو دے دیا تھا۔ نواب شمس الدین خاں کو یہ حکیم ہند نہیں تھیں۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے بھائیوں کا حق بھی ان ہی کو مل جائے بلاخر انہوں نے ۱۸۴۳ء میں لوہاد کا علاقہ اپنے نام عقل کر دیا۔ اس وقت دیکم فیروز دہلی کے ریڈیفنٹ تھے۔ انہوں نے دونوں بھائیوں نواب امین الدین خاں اور نواب ضیاء الدین خاں کا حق ان کو واپس دلانے کی سعی کی اور اس سلسلے میں نواب امین الدین خاں کو حضور داکہ وہ ٹکٹہ جانیس۔ ۱۸۴۳ء میں نواب امین الدین خاں نے ٹکٹہ کا قاعدہ کیا اور وہاں جا کر اہل دائر کی جس پر لوہاد کا علاقہ دیا گشت ہو گیا۔

غالب نواب امین الدین خاں اور ضیاء الدین خاں سے بے انتہا غلوں دیکتے تھے۔ انہوں نے حدود بحر ان دونوں بھائیوں کی حد کی "نواب امین الدین خاں لوہاد کی بازیافت کے لیے ٹکٹہ کو دواہ ہوئے تو غالب نے حدود دونوں کے نام تعاونی خط اور سلاشی قرعیاں لکھ کر دیں۔ نواب امین الدین خاں کو بھی غالب سے اسی درجہ بہت اور غلوں تھا۔ اس کا اعزاز اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ ایک انگریز شراب نوشی بینکروں نے ۱۸۴۷ء میں اپنے قرض کی وصولی کے لیے دو سو بچاس روپے کی باتش کر دی۔ جس وقت غالب اپنے بھائی عسف خاں کی طاقت کے لیے جا رہے تھے۔ عدالت کے چرچی نے اس قرض کی وصولی کے لیے ان کو گرفتار کر لیا اور داکر کے مکان پر لے جا کر قید کر دیا۔ نواب امین الدین خاں کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے اضافی سو روپے اصل اور فیروز سو روپے سودے کر ان کو چھڑا دیا۔

آخر عمر میں نواب امین الدین خاں بیمار رہنے لگے تھے۔ دہلی میں بھی کچھ عقل پیدا ہو گیا تھا۔ اس بنا پر ان کے صاحبزادے نواب علاء الدین خاں عسفی کو مسرہ بھیج کر دیا گیا تھا۔ نواب امین الدین خاں نے ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۸۹ھ کو وفات پائی اور دہلی میں اپنے موصوفی قبرستان میں دفن ہوئے۔ ان کے لڑکے مزار پر دفن امین الدین خاں بہادر لکھنؤ ہے جس سے ۱۲۸۹ھ کے بعد برآمد ہوتے ہیں۔

(اردوئے معلیٰ میں ۲۸۹ء اپنی غلوں غالب میں ۲۰۷ء ذکر غالب میں ۲۸۷ء واقعات دارالعلوم دہلی)

(۳۱) شیر رخشاں نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر دہلوی : چھٹی صدی ہجری میں سادات طوی میں سے ایک بزرگ خواجہ احمد یوسفی (ف: ۱۲۳۳ھ) باب ارسلان (ترکستان) کے حضور دلی لٹھ گزرتے ہیں (یہ حضرت علی علیہ السلام کے پھوپھے صاحبزادے محمد بن ابی النبیہ کی نسل میں سے تھے) انہوں نے سلسلہ نقشبندیہ کے حضور شیخ حضرت خواجہ عسف ہوانی سے اکتساب فیض کیا اور انہیں سے سند طاقت لی۔ ترک انہیں نواب اور عقیدت سے "امیریوی" سے

خطاب کرتے تھے۔ ان کی اولاد میں زمین و دنیا کے مشاہیر پیدا ہوئے۔ انھیں میں سے ایک خواجہ محمد امین حکومت غلارہ میں سلطان یکتی کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ خواجہ محمد امین کے صاحبزادے خواجہ عبدالرحمن باغ میں بہتکم رسالت اور معتمد دارالعرفین تھے۔ اگرچہ یہ خاندان سب کے لحاظ سے طبقہ سادات میں سے تھا، مگر شاہی مشہور ہونے کے باعث سرداروں اور بزرگوں کا درجہ اور خان کے خطاب سے کیا ہے۔

خواجہ عبدالرحمن کے تین صاحبزادے تھے: قاسم خان، عالم خان، عارف خان، مرزا عارف خان سب سے چھوٹے تھے۔ یہ تینوں بھائی امیر شاہ (۱۷۷۸ء - ۱۷۷۹ء) کے عہد میں زرکن کا ایک مسیح دستہ ساتھ لیے غلارہ سے مہمداہ کے قریب ہندوستان آئے۔ اس زمانے میں وسطی ایشیا (مادرام افریقہ) کی حکومت انتہائی سیاسی اثرات قری کے باعث ناقص ہو چکی تھی۔ اسی سے یہ خاندان تک وطن پر مجبور ہوئے۔ ان دنوں حکومت دہلی کی طرف سے مرزا محمد بیگ انگ کے صوبہ دار تھے۔ یہ قادیان دہان ان کے پاس نصرا۔ اسی اثنا میں صوبہ دار موصوف نے مرزا عارف خان کو اپنی فرزندگی میں لے لیا اور اپنی دختر بلکہ اختر خان کے ساتھ عقد میں دے دی۔ اس کے بعد ایک عرصے تک مرزا عارف خان یہاں رہ کر علاقے کے نظم و نسق میں مرزا محمد بیگ کی مدد کرتے رہے۔ آخر ان کی شہادت اور قابلیت کی شہرت اس دور دست علاقے سے نکل کر پایہ تخت دہلی تک جا پہنچی اور یہ سب طلب شاہ عالم کے عہد میں (۱۷۷۹ء - ۱۷۸۶ء) دارالافتاء میں حاضر ہوئے۔

مرزا عارف خان کے چار بیٹے ہوئے۔ بی بی بی بی خان، امیر بی بی خان، امیر بی بی خان اور محمد علی خان ان میں سے امیر بی بی خان اور امیر بی بی خان نے شہرت و نام کے شعبہ حاصل کیے۔ بی بی خان بی بی خان ہیں اور وہاں ان میں معروف کے انھیں سے مشہور ہیں، وہ حضرت مولانا فخر الدین گنجی (الف: ۱۷۹۱ء) کے عہد خاص اور خلیفہ تھے۔ معروف نے اگر علم و فضل اور تقویٰ و سلوک کے میدان میں شہرت حاصل کی، تو ان کے بڑے بھائی امیر بی بی خان نے ریاست و جہانگیری کی دنیا میں اپنے سکہ جاری کیا۔

امیر بی بی خان ایک میں ۱۷۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ جب خاندان دہلی منتقل ہوا، تو یہ بھی یہاں آ گئے۔ بھائی کا زمانہ بھی گزر رہا تھا۔ پہلے گوالیار میں بڑا سواراں ملازم ہوئے۔ محفل امرواقت تھی، لیکن کبھی سب سے یہ روزگار ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس کے بعد گھوڑوں کی تجارت کرنے لگے۔ ایک دھڑ اسی خطے میں دلی آ رہے تھے کہ راستے میں مبارک بخار اور تھکے بہار والی اور سے ملاقات ہو گئی، جس کے نتیجے میں انھوں نے دوبارہ اور کی ملازمت قبول کر لی۔

مبارک بخار تھکے ان کی فرض سیاسی اور حسن کارکردگی سے بہت خوش ہوئے اور انھیں دہلی میں کاروبار ایک کے یہاں اپنے دیکھل مقرر کر دیا، یہ عہد آج کل کی سفارت کے حروف تھا۔ یہاں بھی انھوں نے اپنے فرائض منصبی کو اس خوش اسلوبی سے ادا کیا کہ ایک طرف انگریز ان کی معاملہ فہمی کے مددگار تھے، تو دوسری طرف مبارک بخار بھی ان کی دھاندلی سے ہر طرح مطمئن تھے۔ (۱۸۰۰ء) میں انگریزوں نے ریاست بہرپور میں عقد ڈیک پر چڑھائی کی۔ امیر بی بی خان درخواست پر دوبارہ اور نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ یہ بی بی بی خان کی جوانی تھی۔ ایک موقع پر انگریز جنرل فریزر کی جان کے لئے چمکے تھے۔ امیر بی بی خان اپنی جان پر تعمیل کر اسے دشمنوں کے زبے میں سے نکال لائے۔ میدان تو انگریزوں کے ہاتھ رہا، لیکن جنرل فریزر کے دھم ملک جہت ہوئے اور وہ باہر نہ ہو سکے۔ مرنے سے پہلے انھوں نے امیر بی بی خان کو ایک سند خوشنودی لکھ دی جس میں حکومت انگریزی سے سفارش کی کہ امیر بی بی خان کی خدمات کا مناسب صلہ دیا جائے۔ چنانچہ دہلی میں فتح کا دوبارہ ہوا، تو کاروبار ایک نے انھیں فیوضہا و بھرکہ "ساگرس" چمکانہ، بھگور اور گنبد کا علاقہ استرادی جاگیر میں عطا کیا اور فرمان میں ان کا نام لکھوایا: "فخرالدولہ" "دکھور الملک نواب امیر بی بی خان مبارک بخار"۔

رحم جنگ۔ مدارِ بانگور تکھ نے اس پر اپنی طرف سے پرگن لوہار کا اضافہ کر دیا۔

نواب امیر بخش خان نے اپنے بچپے چار بیٹے چھوڑے۔ ایک بیوی سے نواب محسن الدین امیر خان (الف) : ۱۸۳۵ء اور امیراجم علی خان اور دوسری سے نواب امین الدین امیر خان اور نواب ضیاء الدین امیر خان۔ محسن الدین امیر خان اپنے والد کی جیسی حیثیت میں فیروز پور بھڑک کے حکمران ہو گئے تھے۔ لوہار کی جاگیر نواب امیر بخش خان نے اپنے دوسرے بیٹوں کے نام لکھ دی۔ ہماری زبان کے مشہور شاعر نواب مرزا داغ ابن علی نواب محسن الدین امیر خان کے بیٹے تھے۔

نواب امیر بخش خان ۱۸۵۷ء (ریج اکول ۱۲۳۳ھ) میں فوت ہوئے۔ ”میسو مقام قراقرم“ تاریخ وراثت ہے۔ دلی کے باہر سردلی میں درگاہ حضرت خواجہ بختیار خاں (الف : ۱۲۳۳ھ) میں مولانا قراقرم کے حوالے کے پائین مدفون ہیں۔

نواب ضیاء الدین امیر خان اپنے والد بزرگوار کی وفات کے وقت ۶ برس کے تھے۔ یہ فیروز پور بھڑک میں ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے تھیں چنانچہ ان کی دو سے پرگن لوہار ان کے ساتھ ان کے بڑے بھائی نواب امین الدین امیر خان دونوں کے حصے میں آیا تھا۔ جب تک ضیاء الدین خان سن بلوغ کو نہیں پہنچے، ہاکراد کا نظم و نسق بڑے بھائی کے ہاتھ میں رہا اور ان کے حصے کی آمدنی خزانے میں جمع ہوتی رہی۔ بالغ ہونے پر نواب ضیاء الدین امیر خان نے مقابلہ کیا کہ مجھے بھی ریاست میں برابر کا شریک بنایا جائے۔ دونوں ریاست دو حصوں میں تقسیم کر دی جائے۔ حکومت انگریزی نے یہ تجویزیں منظور کیں اور چونکہ بھائیوں میں کشتی رود فیروز پور جاتی تھی، اس لیے ۱۸۶۸ء میں فیصلہ کیا کہ آئندہ نواب ضیاء الدین امیر خان کو خزانہ ریاست سے اٹھارہ ہزار روپیہ نقد سالانہ وکیلہ ملتا رہے۔ اور وہ ریاست کے معاملات میں دخل نہ دیں۔ اس پر یہ لوہار سے نقل مکانی کر کے مستقر ”دلی“ میں مقیم ہو گئے۔ ان کی وفات کے بعد یہ وکیلہ گھٹا کر بارہ ہزار سالانہ کر دیا گیا تھا۔ یہ ملک کی آزادی تک ان کے خاندان میں جاری رہا۔

نواب ضیاء الدین امیر خان کی تعلیم و تربیت گھر پر ہوئی۔ علم تفسیر و حدیث حضرت شاہ عبدالقادر (رحم) حضرت شاہ دلی اللہ دہلوی کے شاگرد رشید مولوی کریم اللہ سے، ادب و نقد جناب مفتی صدر الدین آزاد سے، اور فلسفہ و منطق مولانا فضل حق خیر آبادی سے حاصل کیے۔ فارسی میں غالب کے شاگرد تھے اور منطق سے خود اس زبان کے استاد بہ دلی ہو گئے۔ مہلی اور ترکی بھی اچھی جانتے تھے۔ ان کی فارسی میں استعارہ و بیانیہ کا اعتراف ان کے معاصرین کو بھی تھا جس کا ثبوت مولانا شبلی مرحوم کی زندگی کے ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔

مولانا شبلی نے علی گڑھ کے قیام کے ابتدائی زمانے میں (۱۸۸۳ء) پنج علی حزیں کی ایک دین میں فزل کسی : حیدر علی چہ کسب، فرانی چہ کسب، بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ استاد کی فزل پر فزل کہنے سے حاصل؟ آخر یہ نصی کہ حزیں اور شبلی دونوں کی فزلیں اہل راسے حضرت کے پاس ملا کے کے لیے بھیجی جائیں۔ خواجہ عزیز الدین عزیز کھنوی اور نواب ضیاء الدین امیر خان نیز دانش دار، قاندا، لائق، خان ہادر نظام نوٹ خان بھڑکی، غم نصیر۔ دونوں فزلیں منتقل حلف کر کے ان اصحاب کی خدمت میں بھیجی گئیں۔ سب نے فیصلہ کیا کہ شبلی کا کام اہل زبان کی مشق رکھنا ہے اور سلف کے کام پڑھنا ہے۔

نواب ضیاء الدین امیر خان نجوم اور فتن میں بھی اپنی واقفیت رکھتے تھے۔ تاریخ اور جغرافیہ میں ان کی دستگاہ کا اعتراف سب نے کیا ہے۔ بالخصوص اشیاء کے مختلف ممالک کی تاریخ پر ایسا عبور تھا کہ حیرت ہوتی تھی۔ تمام عمر مطالعہ کتب میں گزرتی۔ ان کے کتابخانے میں مختلف علوم کی متعدد اور بلند پایہ کتابیں موجود تھیں۔ انہوں نے یہ سارا سرمایہ

۱۸۵۷ء میں وقت تاراج ہو گیا۔ غالب ایک خدا میں گھٹتے ہیں کہ یہ میں بڑا سے کم ثابت کا نہ ہو گا۔ خود کے بعد بحر جمع کرنے کے مشہور مستحق چارلس ٹینز نے ناصر خسرو طوی کا سفر نامہ اور اس کا فرانسیسی ترجمہ شائع کیا تھا۔ اس نے قاری خطوط نیر درخشاں کے کتابخانے میں سے حکومت ہند کی وساطت سے حاصل کیا تھا۔ جب حکومت ہند کے سرکاری ایلیٹ صاحب نے اپنی مشہور تاریخ لکھی جس میں ہندوستان کے قاری اور عملی سورتوں کی کتابوں کے ترسے شائع کیے ہیں، تو نواب ضیاء الدین احمد خان نے انھیں فرانسیسی کتب اور ترسے میں بہت حد دی تھی، جس کا اعتراف صاحب موصوف نے کتاب کے دیباچے میں کیا ہے۔ نواب صاحب کا یہ کتابخانہ دو خود کے بعد جمع ہوا تھا، ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے نواب سعید الدین احمد خان نے حدود اہلہ کو دے دیا۔

غالب کے جو تعلقات اس خانہ سے تھے، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ غالب کی بیوی امراؤ بیگم نواب احمد علی خان سہول کی پھولی صاحبزادی تھیں۔ جس زمانے میں نواب شمس الدین احمد خان فیروز پور بھکر کے حکمران تھے، انھوں نے کوٹلی کی کہ کسی طرح لوہار بھی تھے مل جاتے۔ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گئے اور یہ پرگنہ بھی انھیں مل گیا۔ اس معاملے میں غالب نے ان دونوں بھائیوں کا ساتھ دیا اور لوہار کے نواب شمس الدین احمد خان کی تحریک میں مدد دے جانے کی سخت کوشش کی۔ چنانچہ اس معاملے کی ان دونوں بھائیوں کے نام بحالی میں غالب کی مداخلت کی بھی جگہ مل جاتی تھی۔

نواب ضیاء الدین احمد خان کی تعلیم و تربیت میں قدردانی غالب نے بہت دلچسپی لی۔ قاری اور اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ قاری میں نیر اور اردو میں درخشاں تھیں۔ اپنے استاد کے بانی ناز شاگرد ثابت ہوئے اور میرزا کو ان پر فخر تھا۔ انھوں نے ایک خود دار قاری قصیدہ نیر درخشاں کی مدح میں کہا ہے (قصیدہ ۳۳) غالب نے اپنی زندگی میں حد خلافت گھر دی تھی۔ غلیل اول نیر درخشاں مقرر ہوئے، اور غلیل دوم نواب ضیاء الدین احمد خان مقرر ہوئے۔ نیر درخشاں کا تمام کام نظم و نثر بھی خود میں شائع ہو گیا تھا۔ بعد کو جو کچھ جمع ہو سکا، اسے ان کے صاحبزادے نواب سعید الدین احمد خان غالب نے "ملفوظات میر نیر درخشاں" کے نام سے شائع کرایا تھا (۱۸۵۵ء)۔

دلت سے فطرتی انکس کا عارضہ تھا جس سے آخر عمر میں بہت مشکل ہو گئے تھے۔ موت سے پہلے صرف دو تین روز چب رہی، تیسرے دن شدت اور اس کے ساتھ بے ہوشی بھی ہو گئی۔ ایک رات اور آدھے دن یہ حالت رہی۔ آخر شبہ ۳ رمضان ۱۲۵۲ھ (مطابق ۲۷ جون ۱۸۸۵ء) دوپہر کے وقت رحلت فرمائی۔ اسی دن شام کے پانچ بجے انجیری دودھاڑے کے باہر لٹا ہوا جنازہ ہوئی اور سرولی میں حضرت خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ کی درگاہ میں اپنے والد ماجد اور برادر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ لاٹھ والا الیہ راہبوں۔

سرولی دکن الدین احمد خان دہلی نے کشک ملاہ تاریخ یکم اپنایا۔ جس پر مولانا حالی نے مصرعے لکھے۔

جوں ضیاء الدین احمد خان کشیدہ دشت از دنیا سوے دارالسلام
گشت ہائیک با دکن سال وفات "مردز شہر بیروزہ شہر میام"
یہی کہتہ لوح قبر کہہ ہے۔ خود مولانا حالی نے اس سوغ پر دو دیباچوں کی تھیں۔

غالب ہے، نہ شہید، نہ نیر ہائی

دشت ہے، نہ سالک ہے نہ اور ہائی

حالی: اب اسی کو بزم ہادساں سمجھو

ہادساں کے ہو کچھ داغ ہیں دل پر ہائی

فری ہے نہ غلام نہ کھنڈ
آئے ہی غلام کے سب کر گئے ہمدار

جی بارغ کی یادگار، ایک جلیلی زار
سو اس کی بھی گل سے نہیں آتی آواز

میں نے علماء مولانا علی نے قاری زبان میں مرحوم لکھا تھا، یہ ان کے گہیات میں موجود ہے۔ نواب ضیاء الدین احمد خان کا لڑک شرف الدولہ کا نام جان کی پہلی اور مرزا قدرت اللہ خان کی صاحبزادی امتیاز زبانی بیگم عرف حاجی بیگم (دولت ۵ اکتوبر ۱۸۸۵ء) سے ہوا تھا۔ اولاد میں ایک صاحبزادی منعم زبانی بیگم صاحبہ اور دو صاحبزادے شہاب الدین احمد خان صاحب اور سعید الدین احمد خان صاحب تھے۔ صاحب زندگی ہی میں انھیں جوانا مرگی کا وارغ دے گئے۔ غالب ۱۸۹۹ء تک زندہ رہے۔ دونوں کے حالات کچھ جانتے ہیں۔ منعم زبانی بیگم عرف بکا بیگم کا لڑک زین العابدین خان عارف کے بیٹے صاحبزادے باقر علی خان کال سے ہوا تھا۔ ان کا بھی ۲۰ مئی ۱۸۹۵ء کو انتقال ہو گیا۔ بیٹہ وہی وہی نام لڑک کا۔ (تذکرہ غالب ص ۵۳۲)

(۳۲) سر رابرٹ تارنر کوئی پارٹنر ہنگلیٹن : ۷ اپریل ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے، سر لہزارک ہنگلیٹن کے بیٹے تھے۔ لی بی میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۸۸ء میں ہندوستان آئے۔ شمال مغربی صوبے میں ملازمت کا آغاز کیا۔ اس کے بعد کوشل آباد رہے۔ ۱۸۹۳ء میں شمال مغربی صوبے کی حکومت میں سیکریٹری مقرر ہوئے۔

۱۸۹۴ء میں احمد میں ریٹائرڈ ہوئے۔ ۱۸۹۵ء میں مرکزی انڈیا میں گورنر جنرل کے ایجنٹ بنائے گئے۔ ۱۸۹۸ء میں بہار کونسل میں ممبرانہ رہے۔ اسی سال خرابی صحت کی بنا پر ریکروٹ ہو گئے اور ۳۰ مئی ۱۸۹۸ء کو وفات پائی۔

(۳۳) بنیادی بیگم : نواب اعلیٰ علی صوبہ کی بی بی بی بی۔ مرزا غالب کی بی بی امراؤ بیگم ان سے پہلی تھیں۔ ان کی بی بی شرف الدولہ نواب غلام حسین خان بہادر سراب جنگ بھٹی سے تھیں جو نواب فیض اللہ خان بہادر کے بیٹے تھے۔ نواب غلام حسین شاعر بھی تھے اور مسودہ لکھنے کے تھے۔ ان سے بنیادی بیگم کے دو بیٹے ہوئے۔ زین العابدین خان عارف اور محمد حسین خان۔ یہاں بی بی میں نہ بنی اور بی بی ہو گئی۔ شوہر نے ایک مکان بنیادی بیگم کے نام پر کر دیا جس میں وہ اپنے طور پر آگے رہتی تھیں۔ (تذکرہ غالب ص ۳۹)

(۳۴) امراؤ بیگم : نواب اعلیٰ علی صوبہ کی صاحبزادی اور نواب احمد علی خان دہلی فیروز پور بمبارک و جاگیردار بہادر کی بی بی تھیں، ابھی ان کی عمر گیارہ سال کی تھی کہ ان کو ۷ رجب ۱۲۷۵ھ کو نواب کے عقد میں دے دیا گیا۔ نواب غلام الدین احمد خان عارف کے نام ایک خط میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”۷ رجب ۱۲۷۵ھ کو میرے واسطے حکم دیا جس صادر ہوا، ایک بی بی (یعنی بی بی) میرے پاس میں ڈال دی اور دلی شہر کو لے کر آئے اور لکھے اس خط میں ڈال دیا۔“

امراؤ بیگم کے ساتھ بچے ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہ سکا جس پر امراؤ بیگم نے اپنے حقیقی بھائی نواب زین العابدین خان عارف کو اور ان کے انتقال کے بعد ان کے دو کھنڈوں باقر علی خان کال اور حسین علی خان شاد کو جینگی دیا اور ان ہی سے اپنی بی بی بناتا کو نکھین دیتی رہیں۔

غالب آٹھ سو روپے کا قرض چھوڑ کر مرے تھے۔ ان کے مرے ہی امراتہ بیگم پر سببوں کے پھاڑ ٹوٹ پڑا۔ بیوی کا غم، قرض خواہوں کے قہقہے، بچوں کی پریشانی، آمدنی کی مسدودی، یہ سب باتیں ایسی تھیں جن سے امراتہ بیگم کا حائر ہونا چلتی تھا۔ انھوں نے کمزور دلی کو درخواست دی کہ ان کے شوہر کی باتیں ان کے اور ہر سبکی حسین علی خاں شہان کے نام منتقل کر دی جائے، کمشنر نے اپنی کمشنری حدودانہ رجسٹر کے بلحاظ اس درخواست کو مسترد کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ ہر جتنی کو باتیں نہیں مل سکتی البتہ درخواست گزار بکری میں حاضر ہو تو اس روپے توجہ کے باقیوں کے امراتہ بیگم، ایک معزز گھرانے کی باعزت خاتون تھیں، انھوں نے اپنے والد، چچا اور شوہر کے مرتبہ کا خیال کیا اور بکری میں حاضر ہو کر باتیں وصول کرنے کی تجویز لکھا دی اور یکم اگست ۱۸۶۸ء کو نواب کلب علی خاں والی رام پور کی خدمت میں ایک عریض ارسال کیا جس میں بتایا گیا کہ آٹھ سو روپے شوہر کا قرض باقی ہے اس کی ادائیگی کے لیے مالی امداد دی جائے، نواب کلب علی خاں کو اپنی پیش ملائوں سے اتنی فرصت کہاں تھی کہ وہ اپنے احتیاج کی وجہ کی درخواست پر حدودانہ غور کرتے۔ امراتہ بیگم نے ۲ ستمبر ۱۸۶۸ء کو ایک اور عریض کے ذریعے ان کی توجہ اپنی پریشانی کی طرف مبذول کر دی تو انھوں نے کسی قسم کی مالی امداد کرنے کی بجائے نواب مرزا دارغ کو امراتہ بیگم کے حالات و واقعات کی تحقیقی کا حکم دیا۔ یہ تحقیقات ۳۰ اکتوبر ۱۸۶۸ء تک جاری رہیں۔ اس کے بعد کہیں اس عریض پر حکم صادر ہوا کہ امراتہ بیگم کو چھ سو روپے کی بٹری بھیجی جائے۔ کتب خانہ رضائیہ میں ایسا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے جس کی بناء پر یہ کہا جاسکے کہ امراتہ بیگم کو چھ سو روپے کی بٹری موصول ہوئی تھی۔ اس بناء پر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ کارروائی مکمل لافظی تھی۔ احتیاج علی مرضی کا کتنا مکمل پاس کرنا ہی تھا، جس سے کہ چھ سو روپے کی بٹری رام کشن کی دکان سے حکیم نظام نجف خاں کی معرفت مرزا صاحب کی بیوی کو بھیجی گئی تھی۔" نواب رام نے دوست لکھا ہے کہ "یہ بات کبھی میں نہیں آئی ہے کہ جب قرض آٹھ سو روپے کا تھا۔ مرزا غالب بھی اپنی زندگی میں اسی قسم کی درخواست کرتے رہے اور امراتہ بیگم نے بھی یہی رقم طلب کی تھی تو چھ سو روپے کیوں بھیجے گئے۔"

امراتہ بیگم نے نواب کلب علی خاں والی رام پور کو دوسری مرتبہ جو عریض ارسال کیا تھا اس میں اپنے بارے میں یہ بتائیں گئی تھی کہ میری زندگی اسی عیال میں چوری ہو چائی ان کی یہ بتائیں گئی تھی کہ حرف کا ثابت ہوئی۔ معظم دہائی بیگم کے بیان کے مطابق امراتہ بیگم نے غالب کے بری کے دن ۲۲ ستمبر ۱۸۶۸ء مطابق ۲ فروری ۱۸۷۰ء کو ان کے گیارہ بچے انتقال کیا۔ انہی دن کی تجویز تھیں کی تیاروں کی جا رہی تھیں کہ بکری کے ملازم نے باتیں کا حکم لا کر دیا۔ جس کی آرزو لیے وہ دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ (نواب غالب ص ۵۹ تا ۶۰)

(۳۵) بھری وائٹ لاگ ٹورنر : آئی۔ سی۔ ایس۔ ولد میجر جنرل بھری ٹورنر ۲۰ مئی ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے۔ جدک گرجی چاند پٹیس اور اسٹورڈ میں تعلیم حاصل کی اور ۱۸۸۵ء میں بی۔ اے کیا۔ ایک مختصر مدت قانون آفیس میں ملازمت کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ آف ڈسٹریکٹس سے رائل شپ حاصل کی۔ نومبر ۱۸۸۸ء میں ہندوستان آئے اور میرٹھ میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۸۹۵ء میں نیکریٹھ میں آئے جہاں وہ حکومت ہند کے مختلف شعبوں سے وابستہ رہے۔ دسمبر ۱۸۹۶ء میں مرشد آباد میں گورنر جنرل کے ایجنٹ مقرر ہوئے۔ ۲۱ اگست ۱۸۹۷ء کو گلگت میں ولایت پائی۔

(۳۶) زین العابدین خاں عارف : غالب کی بیوی کے حقیقی بھائی تھے، ان کے والد کا نام شرف الدولہ نظام حسین خاں بہار سراب جنگ تھا۔ جو نواب فیض اللہ خاں بہادر کے بیٹے اور نواب کام جان برادر عارف جان کے بھائی تھے۔

حارف ۱۳۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ بیادری بیگم اپنے شوہر سے علیحدہ رہتی تھیں۔ انہوں نے ہی اپنے بیٹے کی تمام تربیت کا بوجھ سنبھالا اور تعلیم کے تمام مراحل گھر ہی طے کر دیئے۔ حارف نے دوسرے علوم و فنون کے علاوہ لٹریچر میں بھی ضروری استعداد بھی پانچواں اور اس سلسلے میں بہادر شاہ ظفر کے استاد یا قوت رقم شاہ ثانی، میر جلال الدین خوشنویس کے شاگرد ہوئے اور ان سے ایک سال کے اندر اندر استاد کی سند حاصل کر لی۔

حارف کے والد مسرور اور غلام معروف نکلے کہتے تھے۔ اس بنا پر حارف نے ابتدا ہی سے شاعری میں دلچسپی لینا شروع کی تھی۔ اس وقت دلی میں شاہ نصیر کا طوطی بولا تھا اور ان کی شکار اور مشکل لڑکیاں خاص و عام سب کے لیے لہو لہرائی ہوئی تھیں۔ حارف بھی ان کے علاوہ میں شامل ہو گئے اور چند ہی دنوں کی مطلق میں مطلع مرصعات کے عنوان سے ان کے رنگ کا ایک دو اہن مرتب کر لیا۔ جب شاہ نصیر پھر دہلی شاہی کی دعوت پر حیدرآباد چلے گئے تو حارف نے اپنا کام غالب کو دکھایا شروع کیا۔ غالب کی کوئی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی انہوں نے حارف کو اپنا جانشین کر لیا تھا۔ انہوں نے حارف کی شعری تربیت پر ضروری توجہ ہی نہیں دی بلکہ ان کو شاہ نصیر کے رنگ سے اس قدر دور کر دیا کہ وہ اپنے سابقہ کام کو بخیر قرار دیتے گئے۔

حارف نے دو نکاح کیے تھے۔ جن کی پہلی بیوی ثواب اور ثانی خاں دانی لہار کی صاحبزادی ثواب بیگم تھیں۔ حیدرآباد چلے جانے پر دلچسپی کے دوران ان کا انتقال ہو گیا تو حارف نے دو سرا نکاح مرزا محمد علی بیگ بخارا کی صاحبزادی بہتی بیگم سے کیا۔ بہتی بیگم ہی کے بہن سے ان کے دو لڑکے مرزا یاقوت علی خاں کامل اور مرزا حسین علی خاں پیدا ہوئے۔ جن کی پرورش غالب نے کی۔

حارف کو اپنی بیوی بہتی بیگم سے بے حد محبت تھی۔ وہ اپریل ۱۸۸۵ء میں یا اس سے کچھ پہلے چار برس۔ غالب نے مرزا محمد علی خاں حقیر کو اس واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ———

”میں مہینہ سے کھانسی اور سہ میں گرفتار ہے۔ خدا اس پر اور اس کے بچوں پر رحم کرے اور اس کو چالے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ اگر بچ چالے تو مرادہ جیا۔“

اس خط کے چند دنوں بعد بہتی بیگم کو انفار ہو گیا اور ان کے عرض کی صورت خطرناک نہیں رہی لیکن وہ زندہ نہیں رہ سکیں۔ مالک رام کے مطابق بخاری ۱۸۸۵ء میں درگزر سے ان کا انتقال ہو گیا۔ حارف کو رفاقت ہوا۔ رفاقت میں مالک سے ملو آتا ہے مگر اس کو مدد سے ملو آیا۔ مالک سے قصوراً اور مدد کا کیا حال تھا گویا مالک کا ہاتھ کھول دیا ہے۔ ایک جگہ میں لکھا ہے کہ دس سیر خوں لگا، سیاہ بدبو دار۔ بہر حال بہتی بیگم کے انتقال نے ان کو اور بھی پست اور ضائع کر دیا اور جلد ہی تشویشناک صورت حال تک پہنچ گئے۔ موت سے چند روز پہلے خوں کی صف ہوئی۔ غالب کی عہدیت کو گئے تو یہ شعر نکلیا۔

آنکھوں میں دم ہے مثل چراغ مہربوں میں

لو گدہ رہی ہے چاہن کو کیا انتظار ہے

حارف کا انتقال بخاری ۱۳۶۸ھ میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر صرف ۳۶ سال تھی ان کی جہاں مرگے پر غالب

نے اپنا مشہور مرقع لاؤم تھاکا دیکھو میرا دست کوئی دن اور کھسا نثار نے تاریخ وراثت لکھی۔

سال مرگن چوں از فرد ہستم

غیر اعلیٰ مقام حارف گشت

(۳۷) سر قحاص ہرہٹ میڈاک : آئی۔ سی۔ ایس۔ ۱۷۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ریڈا قحاص میڈاک تھا۔ فری گرم سکول مانچسٹر اور ملی بری میں ۱۷۹۳ء یا ۱۷۹۳ء تک تعلیم پائی ۱۷۹۳ء میں ہندوستان آئے مگر اور تہا کی سرحدوں پر قحاصات رہے۔ ۱۷۹۳ء تک بھوپال کے پانچ لیکن ایکٹ اور گھنٹوں کے ریڈیٹ نہ رہے۔ ۱۷۹۳ء میں پانچ لیکن انجمن بھوپال طرز ہوئے۔ ۱۷۹۳ء سے ۱۷۹۳ء تک قانون سیاسی، عدالتی اور مالیاتی امور میں گورنر جنرل کے سیکریٹری تھے۔ ۱۷۹۳ء سے ۱۷۹۳ء تک پیریم کونسل کے ممبر رہے۔ وہ ۱۷۹۵ء اور ۱۷۹۸ء میں اپنی گورنر جنرل بھی تھے۔ ۱۷۹۹ء میں ریٹائر ہوئے اور ۱۵ جنوری ۱۸۷۰ء کو وفات پائی۔

(۳۸) ایڈورڈ لائپن براگورنر جنرل : انگلستان کے ہارڈ ویف جنس ایڈورڈ بادن الین برا کے بیٹے تھے۔ ۸ جنوری ۱۷۹۰ء کو پیدا ہوئے۔ اپن اور پینٹ جان کلنگ کیجیج میں ۱۷۹۳ء تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۷۹۸ء سے ۱۷۹۰ء تک پورٹ آف کٹول کے صدر تھے۔ دسمبر ۱۷۹۳ء سے اپریل ۱۷۹۵ء تک دوسری مرتبہ اور جنرل سے انکوائری ۱۷۹۱ء تک تیسرا بار اس نے اسکوائر مینز کو ۱۷۹۳ء میں امور روانہ کیا تاکہ وہ منطقی اشیاء جائیں۔ انکوائری ۱۷۹۱ء میں انھیں گورنر جنرل نامزد کیا گیا۔ وہ ۲۸ فروری ۱۷۹۳ء سے ۱۵ جون ۱۷۹۳ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ وہ اس کی پالیسی اپنانا چاہتے تھے لیکن انھیں کبھی جنگ سے بچانا نہ ملا۔ ہندوستان میں فرانسیسی کی اورنگی کے دوران وہ فرنی زندگی سے وابستہ رہے اور عوام میں تحریکات حاصل نہ کر سکے۔ ۲۲ دسمبر ۱۸۷۰ء کو وفات پائی۔ (بک لینڈ ص ۳۳۳ و ۳۵۵)

گورنر جنرل الین برا کے بارے میں غالب کے دو فارسی قصیدے نکلیات میں موجود ہیں :

۱۔ ہر کسی شیخ قحاص وہ ایجاد ست اورانی
 ذہن مدح و تہار الین برا کجین المانی
 مرا دور است اندر دل کہ بالمرسانی آزا
 بزم عالم چاہد اما استقدوافم کہ میدانی
 بہان درد کاندر جگنا بر خوشن چہ
 ستیم وہ دور و جگتی از پریشانی
 گرم می کہ لارہ آکھیز از راہ فم طواری
 تو نیز از را فم طواری گرم کن کن کہ پانی
 ۲۔ اے برتر از سپر بلند جستان تو
 تو پاسان ملک و ملک پاسان تو
 الین برا کہ شہد لکان دلدی ہر
 ملک و چار و شہد گوارا در الان تو

پہلا قصیدہ ۱۲ اشعار کا ہے جبکہ دوسرا تین سطحوں کے ساتھ چالیس اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ قصیدہ دسمبر ۱۷۹۳ء کو پیداوار میں شائع ہوا تھا مگر ان کا کیا جانتا ہے کہ اسی زمانے کا لکھا ہوا ہو گا۔ (نکلیات غالب قاری ص ۳۸)

(۳۹) سر جان کاسو میلویل : ۱۷۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام کوشن فب میلویل تھا۔ ۱۸۰۸ء سے ایسٹ انڈیا کمپنی

کی مہم سرحد میں تھے۔ جہاں ۱۸۴۳ء میں وہ انگریز آفائش کے آؤڈر '۱۸۴۳ء میں یونانی نیکرٹری '۱۸۴۱ء میں چیل نیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۹ء تک جبکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت آج بھارت کے زیر نگیں آگئی ' وہ انگریز ریلوے کے ڈائریکٹر رہے۔ انھیں ۱۸۶۱ء میں ایف ٹو افس اور ۱۸۵۳ء میں کے ی پی کے خدمات دیئے گئے۔ انھوں نے ۲۳ جولائی ۱۸۶۸ء کو وفات پائی۔ (یک لیڈ ص ۲۸۵)

(۵۰) سرفیڈرک بارونٹ کیوری : آئی۔ سی۔ ایس مارک کیوری کے بیٹے ۳ فروری ۱۷۹۹ء کو پیدا ہوئے چارٹر ہاؤس اور پٹی ہری میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۲۰ء میں ہندوستان آئے اور ۱۸۴۰ء میں شمال مغربی صوبہ میں صدر عدالت کے جج کی حیثیت سے مقرر ہوئے ' ۱۸۴۵ء سے ۱۸۶۱ء کی پہلی خالصہ جنگ میں وہ سرحدی ہارنگ سے منسلک تھے۔ اپریل ۱۸۶۱ء سے جنوری ۱۸۶۸ء تک پیرم کونسل کے قائم مقام ممبر رہے۔ ۱۸۶۸ء میں مسیحی برادرانہ فارسی کی جنگ اور کے ریڈیانت مقرر ہوئے۔ سرحد گورنر مٹان کا اختیاتی انھوں نے ہی منظور کیا۔ مارچ ۱۸۶۹ء میں پیرم کونسل کے ممبر کی جگہ حاصل کی۔ ۱۸۵۳ء میں ریڈار ہوئے۔ ۱۸۵۳ء میں ایسٹ انڈیا کے ڈائریکٹر اور ۱۸۵۷ء میں چیئرمین بنائے گئے۔ ۱۸۷۵ء میں وفات پائی۔ (یک لیڈ ص ۱۰۳)

(۵۱) گورنر جنرل لیڈل مارشل بنری ہارڈنگ : لاہور کے پہلے وکلائٹ ۳۰ مارچ ۱۷۸۵ء کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام بنری ہارڈنگ تھا۔ ۱۷۹۹ء میں فن سے وابستہ ہوئے اور رائل ٹری کالج سے تعلیم حاصل کی اور فراغت کے بعد مختلف ملازمت پر رہے۔ ۱۸۳۵ء میں جب سکھوں نے دریائے سیح مور کیا تو وہ مدد کی اور فیروز پور کی جنگ کے دوران ہارڈنگ سپہ سالار مانی سے سرحد تک گف کے ساتھ تھے۔ جنگ کے قلعے کے بعد جب ہارڈنگ نے سکھوں سے اپنی شرائط سنا لیں تو انھیں فاکرین سلطنت میں شمار کر لیا گیا۔ ۱۸۴۵ء میں وہ گورنر جنرل ہندوستان تھے۔ ۱۸۵۴ء سے ۱۸۵۹ء تک وہ افواج کے سپہ سالار بھی تھے جہاں ۱۸۵۵ء میں انھیں لیڈل مارشل کا اعزاز ملا۔ ۲۳ جنوری ۱۸۵۶ء کو وفات پائی۔ (یک لیڈ ص ۱۱۸)

ہریان ستان و جہان بھل ہارڈنگ کہ دست
شعبہ ریخ و لکھ ڈوسن و ہال دلاب
دلی مدرسہ امید ایہ دلیہ ہار
دلی پ شری فیض آفتاب مالک
ستارہ دلی ترا مسکت شمع بزم محال
پہ دای زارواںہ طغر دام صواب
سر مقام دمن چلم بود و از تو قدم
سر مقام دمن دست بود و از تو دلاب

نکلیات قادی جلد دوم ص ۷۷ تا ص ۲۸۲

(۵۲) لیڈل مارشل سرچارل بارونٹ پولوک : ۳ جون ۱۷۹۶ء کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ڈیوڈ پولوک تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنگال آفیس میں ۱۸۱۳ء میں شامل ہوئے ۱۸۲۳ء میں وہ ہارڈنگ کے زیر نگیں اس فوجی دستے میں تھے جو ہونٹ واڈ بکر کے خلاف برسرِ پیکر تھا۔ انھوں نے تینال کے خلاف جنگ میں ۱۸۲۳ء سے ۱۸۲۵ء تک آفیسری کی کمان

کی۔ اسی طرح ۱۸۳۳ اور ۱۸۳۶ء کے درمیان برما دار میں بھی آئر لری کے کٹاؤں رہے۔

۱۸۳۸ء میں ضلع آگرہ کے بیکر جنرل تھے۔ ۱۸۴۲ء میں افغان علاقہ کی نگرانی کے لیے پشاور اور جلال آباد گئے۔ جب لارڈ ایلمیرا نے افغانوں سے فوجوں کی واپسی کا حکم دیا تو جارج پاولک نے دستوں کو بمطاعت پہنچانے میں فعال کردار ادا کیا۔ ۱۸۴۳ء میں قائم مقام ریجنلٹ کمشنر تھے۔ ۲۰ جنوری ۱۸۴۳ء میں ۳۱ مارچ ۱۸۴۷ء تک سپریم کورٹل کے فوجی دکن تھے۔ ۱۸۴۹ء میں لیڈ مارشل فافٹ گئے اور ۱۸۵۲ء میں فوت ہو کر ویسٹ منسٹر ایسے میں دفن ہوئے۔

(۵۲) جیمس تھامسن : فزکس۔ اسی۔ ایس۔ ۵ مئی ۱۸۴۳ء کو پیدا ہوئے۔ باپ کا نام ریچرڈ تھامسن نوبل فیلڈ شیلڈر اور بیٹی بی بی میں شیم عمل کر کے صدر کورٹ کے ریسرچر کے طور پر ۱۸۶۲ء میں بدوستان آئے۔ ۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۲ء تک حکومت کے سیکرٹری رہے۔ ۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۷ء کے درمیان پمپٹنگ فیکٹری میں تھے۔ ۱۸۷۷ء سے ۱۸۸۱ء تک آگرہ حکومت کے سیکرٹری ۱۸۸۱ء میں سیر پور تک ریجنل ۱۸۸۲ء سے ۱۸۸۳ء تک حکومت ہند کے سیکرٹری خارجہ اور دسمبر ۱۸۸۳ء سے جنوری ۱۸۸۵ء تک شمال مغربی صوبے کے ایڈمنسٹریٹو گورنر تھے۔ ۲۹ جنوری ۱۸۸۳ء کو بریلی میں وفات پائی۔ وفات کے دن اس کا عقرو دواں کے گورنری حیثیت سے ہوا تھا۔ (یک لیڈ ص ۳۲۱)

غالب ان کی دعا میں لکھے ہیں :

بزار باد فوجی محنت و کم است ہوا
گورنری محنت خاص مبارک باد

(تکلیف قاری جلد اول ص ۱۷۱)

(۵۳) سربراہی میرزا ایلٹ : ولد جون ایلٹ آئی سی ایس یکم مارچ ۱۸۸۸ء کو پیدا ہوئے۔ وینسٹر میں تعلیم پائی ۱۸۸۹ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے کچلے اسٹیشن کلاک میں کامیاب ہو کر عازمت حاصل کی اور شمال مغربی صوبہ میں خدمات انجام دیں۔ سیکرٹری ہند تک ریجنل رہے۔ ۱۸۹۷ء میں حکومت ہند کے خارجہ سیکرٹری تھے پنجاب میں لارڈ ہڈنگ اور لارڈ ڈوڈی کے ساتھ رہے مسلمان مورخین کا سرائی اشارہ عرب کیا۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۳ء کو جبکہ وہ اپنے وطن واپس جا رہے تھے۔ فوت ہو گئے۔ ان کے بہت سارے تاریخی آثار ان کے وفات کے بعد دوسروں کے ذریعے منظر عام پر آئے۔

(۵۵) مرزا حسین علی خاں شاواں : مرزا ذبیح العابدین خاں کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ خاں کے انتقال کے وقت ان کی عمر صرف دو سال تھی۔ جس پر غالب نے ان کو اپنا فرزند جینی بنا لیا اور جسے لارڈ پتار سے پرورش کی۔ غالب ایک لمحے کے لیے بھی ان کو اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے۔ راجپور کے سفر کے دوران بھی ان کو اپنے ساتھ رکھا تھا۔

حسین علی خاں سن بلوغ کو پہنچے تو غالب نے اپنی کوششوں سے ان کی عقلی ذہانت اور عقلی خاں مرحوم دانی لہارو کے حقیقی بھائی کی پرانی اور انگریز علی خاں کی بیٹی حسن بھائی جگم سے کر دی اور اس سلسلہ میں تاریخ عقد کا فیصلہ بھی کر دیا۔ اس کے بعد وہ غالب کے مالی حالات اور دماغی ایسے نہیں تھے کہ وہ اس بار گزارا سے سلامت گزر جائیں انہوں نے نئی لہارو کے لیے ذہانت و عقلی خاں دانی راجپور سے درخواست کی اور اس میں گھما ۔ ”آپ کے غلام ذہن غریب حسین علی خاں کی عقلی ہو گئی دماغ کا صیغہ قرار پایا۔ اب میرے بیچاؤ اور عقلی کی شرم آپ کے ہاتھ ہے“ منظور ذہانت آپ کے احتیاج کی اس درخواست کو عمل قرار دے دیا اور ذہانت کی کہ خاصہ نکون خاطر

قر کر کیا ہنسے۔ اس سے غالب پر کیا گزری اس کا اندازہ نہیں۔ ہر حال میں اس نے یہ جرح بھی نہ لیا اور دوبارہ
کہا۔۔۔؟

”مجھ سے کہ میں در دولت کا گداست خاک نصیب اور وہ (حسین علی خاں) آپ کا کلام‘ نصیب یہ کہ میرے پاس
نقد‘ جس اسباب‘ افلاک اور میرے گھر میں زہر زہد و سبب کا جام و نکلے میں‘ اودھار قرض کوئی دتا نہیں۔ آپ
دوسرے حمایت فرمائیں تاکہ یہ کام سرانجام پائے۔ اور بوڑھے ظفر کی برادری میں شرم رہ جائے۔
انہوں نے اس وضاحت میں بھی فی واصل لکھی اور حکم دیا گیا کہ مصارف کی تعداد کھسی جائے تاکہ حکم مناسب
رہا جائے۔

غالب نے ایک بار اور کلمہ بھیجا۔

یہ دم نہیں ہے کہ سائل مقدار سوال مرنگے۔ مل مصارف شادی عاتقوں کلمہ دیا۔ وہ داخل ہزار میں
شادی آگئی وہ ہنسے گی لیکن یہ بھی ساتھ عرض کر آ ہوں کہ میرا حق عداوت آتا نہیں کہ آتا ہانگ سکوں جو کچھ مدد گے
اس میں شاکر کہ ”افلاک“ اس پر بھی جواب کا دل نہ ٹھکا۔ غالب ملی انداز کی امید پر شادی کو بخوشی کستے اور تارکوں کو
پرہیز دیتے۔ حسین علی خاں کی سسرال والوں کی جانب سے شادی کے سخت تقاضوں کی انتظار بھی وہی کاربر تری کے
لیے قصیدہ بھی لکھا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ بالآخر اس باب میں یہ کہہ کر خاموش ہو گئے: ”بھادر حسین علی خاں
کی شادی سے قطع نظر کی‘ اب اس باب میں عرض نہیں کیا کمال بھی نہ کہوں گا شادی کیسے میری آمد نہ پائے تو نصیحت
ہے۔“

غالب کی زندگی میں حسین علی خاں کی شادی کا امکان پورا نہیں ہو سکا۔ ان کے انتقال کے ایک ماہ بعد حسین علی
خاں نے لوہ کلب علی خاں سے اپنے تقریر کی درخواست کی۔

اس درخواست پر امتیاز علی مرثی کے قیاس کے مطابق لوہ کلب علی خاں نے حسین علی خاں کو اپنے دوبار کے
محبوبین میں شامل کر لیا اور چٹکوں روپے ہاتھ پر مقرر کر دیے۔ مولوی اشیر الدین دہلوی کے بیان کے مطابق حسین علی خاں
کو دوبار سے پہلے میں اور بعد میں ساتھ روپے ملے گئے۔ دار سرانجام اور ہانگ دام نے بھی کسی جواز کے بغیر اسی بات
کا ادا کیا ہے دار سرانجام کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ حسین علی خاں کا اپنے بڑے بھائی مرزا باقر علی خاں کی
موت کے بعد سے ذاتی حالات بگڑ چکا تھا۔ اور وہ آخر زمانے میں مالی طور پر کا کھار ہو گئے تھے اور یہ فرض کر لیا تھا کہ
شاعر کے لیے دیا ہوا مدت ضروری ہے۔ اس وہم نے صور حال میں تک پہنچا دی کہ پانی نور خدا کا استعمال بھی کم کر
دیا۔ تحیم رضا خاں نے ایک فیروزہ کا نسخہ لکھ کر دیا تھا۔ جب بھی پیسے ہوتے بازار ہار کر اسے خریدتے اور کھاتے تھے۔
خدا اور پانی کے بغیر زندگی کس تک دیا کرتی؟ کتابت اور گزری نے طول سمجھا اور کم خوار ۱۸۶۱ء کو تین سال کی عمر
میں بل پیسے۔ نثار نے ”شادی فرغ نہاد“ سے ان کی تاریخ وفات لکھی ہے۔ (غالب ص ۲۲۲ تا ۲۲۳)

(۵۶)

سرگودش فریر میکلڈ : بیلیٹس گورنر بیلیٹس جنرل لندن میکلڈ کے فرزند تھے۔ ۶ مئی ۱۸۵۵ء کو فورٹ ولیم
کالج میں پیدا ہوئے۔ اٹھ ہوا پانی سکول ڈارمچ پٹی اور ڈیلی ہری میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۶۸ء میں بنگال آئے۔ اس صوبے
سے اپنی ملازمت کا آغاز کیا۔ ۱۸۶۱ء سے ۱۸۶۶ء تک مساک نندا کے علاقوں اور جارس میں کام کیا ۱۸۶۶ء میں چانور
کے کھنڈ مقرر ہوئے۔ ۱۸۶۸ء میں جڑجڑل کھنڈ پنجاب پائے گئے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دوران لاہور میں تحلیلات
تھے۔ ۱۸۶۵ء سے ۱۸۷۰ء تک بیلیٹس گورنر پنجاب تھے۔ ان کی شان میں میرزا غالب کا قصیدہ مود ہے جس کا مطلع

کرنا ہے۔ روزِ چراغِ نھد موت، احرام
فرماندہ کشتورِ پنجاب کو سلام

اور ہم رقتِ بیکوڑا بہادر کہہ کر ان کی عظمت کا اعتراف کیا گیا ہے۔ وہ متحدہ پنجاب اور دہلی ریلوے کے پانچویں نمبر پر ہے۔ دہلی بیکوڑا لندن میں زیر زمین ریلوے کے حادثے میں ۲۸ نومبر ۱۹۸۲ء کو فوت ہوئے۔ (پگ لیز ص ۲۸)

ان کی مدح میں غالب کے متعدد اشعار موجود ہیں۔ ایک قاری قطعہ یوں ہے:

ہم نوابِ جم، حتمِ بیکوڑا
یوحنا بیست، ز نعت و باز
دندہ منی، ہم گامِ معجزہ
اطلسِ چراغِ جانی، با انداز
دو لیلعل، بہانِ آئینہ
نادر، ہموار، رخِ ہر باز
کدمِ جا، چشِ دی، نام
از بجایِ نادر، ناماز

(عقباتِ غالب قاری جلد اول ص ۳۰۵، ۳۰۶)

(۵۷) ڈاکٹر گوٹلیب و لہلم لائسنسٹر: ۱۸۳۰ء میں براؤنٹ (انگریزی) میں پیدا ہوئے۔ تعلیم پہلے کالج مانٹا میں سکول کالج میں عملی نیاں دلوں اور قانون اسلامی کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۸۴۳ء میں فرانسیسی برگ سے ایم۔ اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۸۴۳ء میں گورنمنٹ کالج لاہور کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۱۸۶۵ء میں انجمن پنجاب قائم کی۔ جس نے یہاں کے لوگوں کی ذہنی، بدامنی میں اہم کردار ادا کیا۔ انجمن کی اور نیشنل یونیورسٹی کی تحریک کے نتیجے میں ۱۸۶۸ء کے دوران میں پنجاب یونیورسٹی اور اور نیشنل کالج کی بنیاد پڑی۔ اور نیشنل کالج کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۱۸۷۷ء میں پنجاب یونیورسٹی نے ڈی۔ لو۔ ایل کی ڈگری عطا کی۔ زبانِ دکن اور زبانِ شاس تھے اور مشرق و مغرب کی کتابیں زبانوں میں گفتگو پر قادر تھے۔ یونیورسٹی میں انجمن کی کوششوں سے مشرقی زبانوں کے فروغ کو بنیادی اہمیت دی گئی۔ ۱۸۷۷ء میں اور نیشنل کالج اور گورنمنٹ کالج کے پرنسپل کے عہدوں سے ہیکڈوش ہوئے۔ انگلستان واپس آ کر دوکان میں دکانی اور ایک کالج کی خدمات حاصل کر کے اسے اور نیشنل انٹیلیجنٹ میں تبدیل کیا۔ ۱۸۸۰ء میں سر ایس جی "دی ایشیاٹک کوارٹری ریس" جاری کیا۔ ۲۲ مارچ ۱۸۸۸ء کو برلن (جرمنی) میں وفات پائی۔ گیارہ کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے بیشتر کا تعلق مسالہات سے ہے۔ (زندگی نامہ ص ۳۸-۳۹)

(۵۸) لوئیس چندر رائے: انجمن پنجاب کے رکن، ۱۸۸۵ء میں انجمن کو لاہور دہلی کے واسطوں میں سے تھے۔

(۵۹) شیخ فیروز الدین: انجمن پنجاب کے رکن تھے۔ تفصیلی مباحث فی الحال درمیان میں ہیں۔

(۶۰) مہجر آئے۔ آور: فکر: عالم تعلیمات پنجاب، حدود کنکوں کے مصنف اور موقوف شخصیت۔

(۶۱) مولوی کریم الدین: علامہ تعلیم پنجاب کے انسپکٹر مدارس۔ حدود کنکوں کے مصنف۔ پنجاب کے تعلیمی محکموں مقامات مدارس و کتب میں ذکر موجود ہے۔

(۶۲) مولوی ملودار حسین: ممتاز شیعہ عالم دین اور پنجاب کی نامور شخصیت تھے۔

(۶۳) سر ڈینیس فینز پیٹرک (Fitzpatrick Sir Dennis): ۲۶ اگست ۱۸۴۷ء کو پیدا ہوئے۔ برقی کالج لاہور میں تعلیم پائی۔ ۱۸۵۸ء میں آئی۔ سی۔ ایس (انٹرنیٹ سول سروس) کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ ۱۸۵۹ء میں دہلی میں انٹرنٹ مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۹ء سے ۱۸۷۱ء تک حکومت ہند کے محکمہ قانون سازی میں ڈپٹی سیکرٹری رہے۔ ۱۸۷۶ء میں پنجاب جیل کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ ۱۸۷۵ء کے اواخر میں سی۔ پی کے جیل کسٹرز کا عہدہ ملا۔ ۱۸۸۷ء میں جیل کسٹرز کے مسودہ کے ساتھ ریفرنٹ 'کورٹ' کے جیل کسٹرز اور پھر آسام کے جیل کسٹرز بنائے گئے۔ ۱۸۸۹ء میں عہدہ رکن کے ریفرنٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۳ء میں پنجاب کے یونیورسٹی گورنر کا عہدہ ملا۔ ۱۸۹۷ء میں ملازمت سے ہٹا دی گئی۔ فوراً بعد کونسل آف ایڈمکسٹری کے ممبر بنے۔ ۱۸۹۹ء میں اس کے نائب عہدہ مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں سی۔ ایس۔ ایس۔ ۱۸۹۰ء میں کے۔ سی۔ ایس۔ آئی اور ۱۸۹۵ء میں بی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے خطابات عطا ہوئے۔ ۲۰ فروری ۱۹۳۰ء کو لندن میں انتقال کر گئے۔ (ذکر کی جگہ ص ۳)

(۶۴) کرنل ڈیلمج آر۔ ایم۔ ہارلینڈ: علامہ تعلیمات پنجاب کے عالم تھے۔ پنجاب میں اردو کی ترویج کے لیے اعلیٰ کوشش کی۔ ۱۸۷۶ء میں ان کی کتب رسم ہند شائع ہوئی۔ ۱۸۸۰ء میں علامہ تعلیم کی کامیابی سے ہٹا دی گئے۔ (اردو جامع انسائیکلو پیڈیا ص ۷۷۷ء دیر اعلیٰ سلطان ملو علی خاں ناشر: قلم علی ایڈسٹر 'لور ۱۸۸۸ء)

(۶۵) سر چارلس امفرسٹن ایچ۔ ایچ۔ (Allchison Sir Charles Umpherston): جنی ۱۸۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ ایڈمز یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ سول سروس کے امتحان میں کامیاب ہو کر ۱۸۵۶ء میں برصغیر میں پہلے۔ ۶۵ - ۱۸۵۹ء کے دوران میں حکومت ہند کے محکمہ خارجہ میں ایڈمز سیکرٹری رہے۔ ۸۰ - ۱۸۷۱ء تک پنجاب کے یونیورسٹی گورنر رہے۔ بہ حیثیت عہدہ پنجاب یونیورسٹی کے پہلے چانسلر بننے کا اعزاز حاصل ہے۔ ۸۸ - ۱۸۸۷ء میں سپریم کونسل کے رکن اور پبلک سروس کمیشن کے صدر رہے۔ ایڈمز یونیورسٹی سے ایل ایل ڈی کی ڈگری ملی۔ ۱۸۸۸ء میں سی۔ ایس۔ آئی - ای اور ۱۸۸۳ء میں کے۔ سی۔ آئی کا خطاب عطا ہوا۔ سوانحی اور تاریخی نوامیس کی تین کتابوں کے مصنف ہیں۔ سال انتقال ۱۸۹۶ء ہے۔ (ذکر کی جگہ ص ۱)

ماخذ و منابع (مقدمہ و حواشی)

- ۱۔ کلیات غالب فارسی (جلد اول) مرتبہ مرتضیٰ حسین لاضل، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۷ء
- ۲۔ کلیات غالب فارسی (جلد دوم) مرتبہ مرتضیٰ حسین لاضل، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۷ء
- ۳۔ دشمنی آف انڈین بائج گرائی : بک لینڈ : سنگ میل لاہور
- ۴۔ باغ دو در مرتبہ : سید وزیر الحسن عابدی، مجلس یادگار غالب لاہور ۱۹۶۹ء
- ۵۔ اوراق معانی (ترجمہ بیچ آہنگ) : ڈاکٹر کنور احمد علوی، اردو اکادمی دہلی ۱۹۸۳ء
- ۶۔ اسرار الغالب : صاحبزادہ ناصر الدین احمد خاں، دہلی ۱۹۶۹ء
- ۷۔ یادگار غالب : الطاف حسین حالی، مجلس ترقی ادب لاہور
- ۸۔ خطوط غالب (مقالہ) : ڈاکٹر طلیح انجم، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی ۱۹۹۵ء
- ۹۔ غالب : مولانا غلام رسول مر، شیخ غلام علی ایڈیٹر لاہور
- ۱۰۔ حیات غالب : شیخ محمد اکرام : مکتبہ جامعہ، دہلی اکتوبر ۱۹۷۷ء
- ۱۱۔ قسانہ غالب : مالک رام : مکتبہ جامعہ، دہلی اکتوبر ۱۹۵۰ء
- ۱۲۔ قسانہ غالب : مالک رام : مکتبہ جامعہ، دہلی ۱۹۷۷ء
- ۱۳۔ بزم غالب : عبدالرؤف عروج، یادگار غالب کراچی، مارچ ۱۹۶۹ء
- ۱۴۔ دو چراغ محفل : سید حسام الدین راشدی، یادگار غالب کراچی، مارچ ۱۹۶۹ء
- ۱۵۔ غالب اور عصر غالب : ڈاکٹر محمد ایوب قادری، حفیظ اکیڈمی کراچی ۱۹۸۳ء
- ۱۶۔ علامہ غالب : مالک رام مکتبہ جامعہ دہلی ۱۹۸۳ء
- ۱۷۔ آثار غالب : قاضی عبدالودود، علی گڑھ میگزین ۱۹۳۸ء
- ۱۸۔ زندگی نامہ : ڈاکٹر عبدالغفور احسن : ادارہ تحقیقات پاکستان لاہور ۱۹۸۳ء
- ۱۹۔ غالب اور آہنگ غالب : ڈاکٹر جوسف حسین خان، غالب اکیڈمی نئی دہلی ۱۹۷۷ء
- ۲۰۔ اختر حسن : چراغ دیر (مقدمہ) انڈین بیگو جرنل فورم، حیدر آباد
- ۲۱۔ حیات غالب کا ایک باب : ملک حسن اختر، مکتبہ عالیہ لاہور ۱۹۸۷ء
- ۲۲۔ جاگیر غالب : پرتھوی چندر، مرتبہ ڈاکٹر سید مصیبن الرحمن، مکتبہ کاروان لاہور ۱۹۹۳ء
- ۲۳۔ جاگیر غالب : پرتھوی چندر، مرتبہ پروفیسر لطیف الرحمن، ماہنامہ سورج لاہور
- ۲۴۔ مسائلہ غالب : ڈاکٹر گوہر نوشائی، مکتبہ عالیہ لاہور
- ۲۵۔ غالب کا مقدمہ چٹن : انیس ناگی، القمر انٹرنیشنل لاہور ۱۹۹۶ء
- ۲۶۔ غالب نامہ : شمارہ جولائی ۱۹۸۳ء تا جنوری ۱۹۹۵ء
- ۲۷۔ اردو جامع انسائیکلو پیڈیا : چیف ایڈیٹر مولانا حامد علی خاں، غلام علی ایڈیٹر لاہور۔

عدالت عالیہ (عربی فارسی): مجلس اعلیٰ، اعلیٰ، سپریم کونسل
 عالیہ (عربی): اعلیٰ، بلند دیکھیے عدالت اور کونسل

عملہ (عربی) (عالم معنی افسر کی جمع): عدالت انصاف یا عدالت باکمراری کے افسران جو جج یا افسر حاصل کے ماتحت ہوں۔

نوٹ: انگریزی گلاسری کے مرتب نے اس لفظ کے معنی محدود کر دیے ہیں۔ اس کے اصل معنی کسی عہدہ کے ملازم، دفتر کے ملازم، کارکن لوگ اور اہلکار ہیں۔

عرضداشت: (عربی فارسی): دعویٰ، خطاب، کوئی موردِ مذکور گزارش یا ترغیبی چاہے وہ ذہنی ہو یا تحریری۔
 ایضہ: (عربی) یہ لفظ عربی میں جگہ ترکی ہے انگریزی گلاسری کے مرتب کو غلط فہمی ہوئی انہوں نے احمد جو امام کی جمع سمجھ کر اسے عربی گردانا ہے) مغل حکومت کی طرف سے خیراتی یا اسلام سے متعلق مذہبی مقاصد کے لیے عطا کردہ جاگیر جس پر لگان یا توپانگل معاف ہو یا اس پر معمولی سا مقررہ لگان مقرر ہو، سرکار برطانیہ نے ایسی جاگیروں کو تسلیم کیا اور انہیں سودی اور قتل انتقال قرار دیا۔

بندوبست (فارسی): حاصل کا تصفیہ جو کسی زمیندار کی طرف سے دایب الادا ہوں حکومت کا لگان دار یا مزارعہ
 نوٹ: انگریزی گلاسری میں جو پہلے معانی درج کیے گئے ہیں وہ صحیح ہیں باقی معانی غلط ہیں اس کے صحیح معانی یہ ہیں:
 انتظام و انصرام، ضابطہ، سلیقہ، تجویز، تدبیر زمین کی حد بندی اور نظام مل گزاری۔
 بازگیر (فارسی): ایسا اسپ سوار جسے گھوڑا حکومت کی طرف سے یا اس سوار کی طرف سے جس کے پاس ملازم ہے فراہم کیا گیا ہو۔ سائیکس۔

بست (فارسی): مسل، کائنات کا پلندا، ہزاران۔
 قانون کو فارسی: لغوی معانی قانون کا شارح لیکن برصغیر پاک و ہند میں یہ لفظ گاؤں یا ضلع کے افسر حاصل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

نوٹ: انگریزی گلاسری کے مرتب نے لغوی معانی تو صحیح تحریر کیے ہیں مگر عمومی معانی میں مطالبے کا اظہار ہو گئے ہیں یہ دراصل پٹناریوں کے ایک طبقے کا افسر ہوتا ہے اور اس مخصوص علاقے کی زمینوں کا بندوبست اس کے پاس ہوتا ہے۔ ایک تحصیل یا ضلع میں کئی قانون گو ہو سکتے ہیں۔

ہوتا ہے۔ ایک تحصیل یا ضلع میں کسی قانون کو ہو سکتے ہیں۔

چٹھی (ہندی): خط، مختصر خط، رقعہ، یادداشت، مراسلہ، کوئی یادداشت یا مراسلہ جس میں کوئی حکم یا فرمان جاری کیا گیا ہو۔

چودھری (ہندی): (نقوی معنوی چار کا حامل شہید، حصص یا منافع) کسی پیشہ یا حرفہ کا سربراہ کسی گھاؤں کا سربراہ، حامل زمین جو زمینداروں کے ذمے میں آتے ہیں۔

کونسل عالیہ: (انگریزی لفظ کونسل اور عربی و فارسی لفظ عالیہ کا مرکب جس میں ذیہ بطور اضافت لگا کر لفظ بنایا گیا ہے) مجلس اعلیٰ عدالت عالیہ، سپریم کونسل۔

کوڑی (ہندی): سب سے کم مالیت کا سکہ۔

دفتر خانہ (فارسی): سرکاری دیکار کا دفتر۔

دربار (فارسی): بادشاہ کے درباری یا خدم و چشم کی مجلس، شاہی عدالت۔

فصل ربیع (عربی) (فصل + ربیع): ربیع کی فصل، جو فصل سردیوں میں پائی جاتی اور گرمیوں میں برداشت کی جاتی ہے۔

فدوی (عربی): جان نثار، قربان ہونے والا، بحدہ، جائز، خاکسار، عاجزی کے لیے استعمال ہونے والا اصطلاح۔

فصلانہ (عربی): پیداوار یا فصل سے حلقہ، دو رقم یا جنس جو فصل تیار ہونے پر حکومت یا کسی اور شخص کو ادائیگی کے لیے۔

فصلی (عربی): فصل یا پیداوار سے حلقہ،

فصلی سال: فصلی سال ۱۳۱۷-۱۳۱۸ بمطابق ۱۸۳۶-۱۸۳۷ سال عیسوی۔ فصلی سال دراصل مثل شہینہ اکبر اعظم سے منسوب ہے جن نے برصغیر پاک و ہند پر ۱۵۵۶ء سے ۱۶۰۵ء تک حکومت کی۔ اس کے حکم پر یکری سال ۱۳۱۷ بمطابق ۱۵۵۵ء) کو جزا ۹۳۳ سال فصلی قرار دیا گیا۔

استمراری (عربی): دوائی، پیشہ کے لیے۔

استمرار (عربی): متعلق، دوام، کوئی زمین یا پند جو حکومت یا زمیندار کی طرف سے دوا یا عطا کیا جائے۔

استمرار دار (عربی فارسی): عامل استمرار، جسے زمین یا پند دیا گیا ہو۔

جاگیر (فارسی): محاصل کی تفویض، وہ گھاؤں یا زمین جو بادشاہوں یا نوابوں کی طرف سے عطا کی جاتے۔

جاگیردار (فارسی): جاگیر کی معالیٰ/جاگیر رکھنے والا، حامل جاگیر۔

جائیداد (فارسی): ملکیت، زمین پر مشتمل ملکیت، مال و اسباب، جاگیر، پرنسپل، پیداوار۔

خام (فارسی): کپا، ناہنت، ان کا بطور حاصل اس اصطلاح سے مراد مجموعی حاصل (کھیتی سے قبل) ہیں۔ یہ کسی گھاؤں یا تعین شدہ جائیداد سے جو کسی تیسرے شخص یا زمیندار کی مداخلت کے بغیر ملے کیے گئے خالص حاصل سے نیز ہیں۔

قلم دار شب (عربی فارسی) قلم دار اور انگریزی شب کا مرکب) کسی قلمدار کے گودن یا کماؤ کا حصہ۔

شہد (عربی): دستلوچ، ٹھک، تصدیق نامہ، منظوری، عطیہ، اجازت نامہ، ڈیپلومہ، ایسی دستلوچ جس کے ذریعے کسی شخص کو اس کی خدمات کے متعلق مولودہ، لقب، سہولیات، عہدوں وغیرہ متعلق آگاہ کیا جائے۔

شقہ (عربی): شاہی فرمان، حاکم اعلیٰ کی طرف سے فرمان، وہ رقمہ یا حکم جو بادشاہ یا بڑے بڑے امیر اپنے سے کم مرتبہ حاکموں یا امیروں کو لکھیں۔

سکہ (عربی): سرکاری منقش زر جو ملک میں چلے۔

صوبہ (عربی): ریاست یا ملک کا وہ حصہ جس میں بہت سے اضلاع شامل ہوں۔ مغل سلطنت کی سب سے بڑی انتظامی وحدت شٹا لودہ، بنگال، بہار وغیرہ۔ برطانوی کی سلطنت میں بعض اوقات یہ نسبتاً پہلی وحدت کے لیے استعمال ہوتا تھا جس میں پانچ سے آٹھ طرف ہوتے تھے۔ (دیکھئے طرف) صوبہ آگرہ میں دو پرگنہ شامل تھے۔

صوبہ داری (عربی فارسی): صوبہ دار یا گورنر کا عہدہ۔

سرکار (فارسی): حکومت، سلطنت، مقتدر اعلیٰ۔ صوبہ کی انتظامی وحدت جس میں کئی پرگنہ شامل ہوں۔

سوار (فارسی): گھڑ سوار، رسالے کا خادم، سواری پر بیٹھا ہوا۔

تعدد خام (عربی فارسی): جملہ صیغہ، جمہوی شمار، دیکھیے خام۔

تخلو (فارسی): مشاہدہ، مقتدر اعلیٰ یا حکومت کی جانب سے کسی علاقے کے محصولات سے کسی کو مختص رقم ادا کرنے کی تعبیر، مزدوری، وظیفہ، معاوضہ فوری کا صلہ۔ پٹن، مگرچہ اپنی، عطیہ۔

طرف (عربی): لغوی معنی جانب، سمت، حصہ، کسی ملک یا پرگنہ کی انتظامی وحدت جس میں بہت سے گاؤں شامل ہوں۔ کچھ مقامات پر یہ لفظ ایسی زمینوں یا جاگیروں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو ایک ہی آدمی کی ملکیت ہوں اور اس کے نام سے منسوب ہوں۔

وگھاروا (مرہٹی، گجراتی، اردو، سنسکرت کے لفظ وگوری، معنی جال اور دگاری کا مرکب ہے اس ذات یا فرد کے لیے استعمال ہوتا ہے جن کا پیشہ جنگی درندوں کو پھنسا ڈال کر پکڑنا ہوتا ہے): ایک محصول جو جنگل درندوں کا شکار کرنے اور انھیں پکڑنے کے لیے لگایا جاتا ہے۔

وکیل (عربی): کسی دوسری کی ترجمانی کرنے والا، مختص یا مختار، نائب، قائم مقام، وہ شخص جس کے سپرد اپنا کام کیا جائے، سفیر، لیکن عدالت قانون میں کسی کی قانونی پیروی کرنے والا۔

زمیندار (فارسی): زمین کا مالک، وہ شخص جو زمینوں کا مالک ہو۔

زمینداران (فارسی): زمیندار کی جمع۔

ضلع: ملک کا حصہ جو کسی بڑی کشترا یا ڈپٹی گورنر کے ماتحت ہو۔

(ترجمہ: قاضی محمد عزیز الرحمن، جامع)

of Oriental studies, and the promotion of the acquisition of Western knowledge through the vernacular. Sir John Lawrence called him "conductor" he died from the effects of an accident on the London Underground Railway. Nov. 28, 1872 (D.I.B.P. 281)

- 27. LEITNER, GOTTLIEB WILHELM** (1840 - 1899) Born in Budapest. 1840 - son of a physician - to Turkey. 1847 - educated at Malta Protestant College - at 15 was appointed Chief Interpreter to H.M.'s Commissioner in the Crimean war, with rank of Colonel - attended the Muhammadan Theological School at Constantinople - entered at King's College, London. 1858 - appointed there. 1861. Professor of Arabic and Muhammedan Law. M.R.A.S. 1861 M.A. and Ph.D. Freiburg. 1862 - Principal of the Government College, Lahore. 1864 - founded the Anjuman-e-Punjab - worked for the foundation of the Panjab University - organised many schools, free libraries, literary Societies and Journals in India - Registrar of the Lahore University College, explored among, studied, and wrote on, the wild tribes of the N.W. frontier, Dards, Hanias, etc., established the *Journal Indian Public Opinion*, collected information on the origins of Indian art, and specimens of Graeco-Buddhist art - claimed, to be the originator of the title *Kashmir-Hind* retired. 1887 - acquired the Royal Dramatic College at Woking, and adapted it to an oriental Institute there - published *Languages and Races of Dardistan: The Language and People of Hindia*, and many works on education, philology, trade, dialects, etc., spoke, read, and wrote 25 languages - edited the *Asianic Quarterly Review*, from Jan. 1890 - died at Bonn, March 22, 1899 - Ph.D. LL.D. D.O.L., 1882 (D.I.B.P. 249)

- 28. FITZPATRICK, SIR DENNIS** (1837-) I.C.S. - born 1837, educated at Trinity College, Dublin - entered the Indian Civil Service - called to the bar from the Inner Temple - acted as Judge of the Panjab Chief Court, 1879-7 - was Secretary to the Government of India in the Legislative Department, 1877-85 - Secretary in the Home Department, 1885 - acting Chief Commissioner of the Central Provinces, 1885-87 - Acting Resident in Mysore - Chief Commissioner of Assam - Resident at Hyderabad - Lieutenant-Governor of the Panjab, 1892-7 - Member of the Council of India since 1897 - K.C.S.I., 1890 (D.I.B.P. 147)

- 29. AITCHISON, SIR CHARLES UMPHERSTON** (1832 - 1896) I.C.S. - born May 20, 1832, son of Hugh Aitchison, of Edinburgh - educated at the High School and University there - and at the University of Halle - passed in the first competitive examination, while Harkeybury was being abolished - arrived in India in 1856 - he narrowly escaped the massacre of Europeans at Hissar in 1857 - was Under Secretary in the Foreign Department of the Government of India, 1859-65, and, after some executive work - was Foreign Secretary, 1868-78 - Sharing, as he did, the views of Lord Lawrence on questions of Central Asian and Afghan policy, he was strongly opposed to the measures which led to the second Afghan War of 1878-80 - He was Chief Commissioner of British Burma from March, 1878, to July, 1880, Lieutenant-Governor of the Panjab, 1882-87 - Member of the Supreme Council from April, 1887, to Nov. 1888 - also President of the important Public Service Commission in 1887-88 - K.C.S.I. in 1881, C.I.F. in 1882 - also LL.D. of Edinburgh an honorary M.A. of Oxford - He compiled the first edition of the *Treaties, Engagements and Sanads*, and authoritative work of reference, always quoted under his name - Wrote also *The Native States of India*, and *Lord Lawrence in the Rulers of India series* - he died at Oxford Feb. 13, 1896 (D.I.B.P. 8)

24. HARDINGE, HENRY, FIRST VISCOUNT, OF LAHORE (1785 - 1856)

Governor-General. Field Marshal. born March 30, 1785. son of Rev. Henry Hardinge entered the Army in 1799. went through the Royal Military College at High Wycombe, 1806-7. through the Peninsular war, first as D.A.Q.M.G., afterwards with the Portuguese Army, present in a number of battles, several times wounded. K.C.B. in 1815. lost an arm at Quatre Bras. Commissioner with the Prussians in France, 1818. D.C.L. of Oxford M.P. 1820-44, for Durham, Newport and Laureston. Secretary at War 1818-30 and 1841-4. Irish Secretary in 1830, and 1834-5. Lt. General in 1841. G.C.B. in 1844. was Governor-General of India from July, 1844, to Jan. 1848. the first to go out overland. The Punjab being in a state of anarchy since Ranjit Singh's death in 1839, and the Sikh *Khalasas* army dominant, Hardinge strengthened the Satlej frontier with troops. when the Sikhs crossed the Satlej, they were defeated at Mudki and Ferozshah in Dec. 1845, and in Feb. 1846, at Seobraon, Hardinge serving as second in command under Sir Hugh Gough. the C. in C. On peace being made, on terms dictated to the Sikhs, Hardinge received a Peerage, and pensions from Parliament and the F. I. Co. Kashmir was annexed and made over to the Raja of Jammu for a large sum. a British Resident (Sir H. Lawrence), at Lahore, was appointed. On retiring from India he claimed to have left it in complete peace. Hardinge also left his mark on the internal administration of India: he established schools; prohibited Sunday work in Government offices; promoted railways and irrigation; determined important military questions, both in the native and the European armies. His equestrian statue was subsequently erected in Calcutta. He was made Master-General of the Ordnance in 1852, and was C. in C. of the Forces, 1852-6. Field Marshal in 1855. died Sep. 24, 1856. (D.I.B. p. 189)

25. ELLIOT, SIR HENRY MIERS (1808 - 1853) ICS: son of John Elliot, born March

1, 1808. educated at Winchester. gained his appointment to the E. I. Co.'s Civil Service by open competition, 1826. served in the N.W.P. Secretary to the Board of Revenue. Foreign Secretary to the Government of India, 1847. accompanied Lord Hardinge and Lord Dalhousie to the Punjab. negotiated the treaty with the Sikhs, 1849. K.C.B. brought out the first volume of a *Bibliographical Index to the Histories of Muhammedan India*. his materials for *The History of India, as told by its own Historians* were edited after his death by Professor John Dowson (q.v.) and Sir i. C. Bayley, (q.v.). his *Manners of the History, Folklore and Distribution of the Races of the N.W.P.* were edited by Mr J. Beames (q.v.). he died at the Cape of Good Hope on his way home, Dec. 20, 1853. A mural tablet in St. Paul's Cathedral, at Calcutta, testifies to his remarkable abilities and attainments, his manly rectitude of conduct, his gentle disposition and noble qualities. He (like Augustus Cleveland) (q.v.) was called by Sir W.W. Hunter *the darling genius* of the Bengal Civil Service. (D.I.B. p. 135)

26. McLEOD, SIR DONALD FRIELL (1810 - 1872) Lieutenant-Governor: son of Lt.

General Duncan McLeod. born May 6, 1810, at Fort William, Calcutta. educated at Edinburgh High School, Dalwadi, Pune, and Haileybury. arrived in Bengal in 1828, commencing his career in that province. in the Sagar and Nerbudda territories and Benares, 1831-49. Commissioner of Jalandhar, 1849. Judicial Commissioner of 1854. Punjab was at Lahore during the mutiny of 1857. C.B. Lieutenant-Governor of the Punjab, 1865-70. K.C.S.I. in 1866. Chairman of the Sind, Punjab and Delhi Railway. he had pronounced religious opinions, and was a philanthropist. established the Punjab University, and had warm sympathy with the people. he advocated a greater encouragement

21. ELLENBOROUGH, EDWARD LAW, FIRST EARL OF (1790-1871)

Governor-General son of Edward, Baron Ellenborough, Lord Chief Justice of England born Sep. 8, 1790: educated at Eton and St. John's College, Cambridge M.P. for St. Michael's, Cornwall, 1813 was Lord Privy Seal, 1828 President of the Board of Control, from 1828 to 1830, from Dec., 1834 to April, 1835, and for a third time in Sep.-Oct., 1841. He, in 1832, sent Alexander Burnes (*q.v.*) to Lahore, and on to Central Asia was for a forward policy and for the transfer of the Government of India to the Crown. In Oct., 1841, he was nominated to be Governor-General, and held the appointment from Feb. 28, 1842, to June 15, 1844. He desired a peace policy, but was never free of war. He pushed on the Chinese war and brought it to a conclusion successfully. He desired to withdraw from interference with Afghanistan, after rescuing the Kabul captives which restored British prestige and eventually sanctioned Sir W. North's withdrawal from Kandahar via Ghazni, Kabul and Peshawar. Pollock's Army of retribution forced its way through the Khyber to Kabul, and Afghanistan was evacuated in Oct.-Nov., 1842. Ellenborough's bombastic proclamation, on the recovery of the gates of Somnath from Ghazni, exposed him to ridicule. The troops retreating from Kabul were received at Ferozpur with exaggerated pomp. He annexed Sind, by means of Sir Charles Napier's victories, in 1842, though the justification for this act has been seriously questioned. He interfered in the affairs of the Gwalior State, where the Army had rebelled and expelled the regent Mama Sahib; he was present at the battle of Mahadipur, Dec. 28, 1843: a fresh treaty was made with the State. Being disrespectful and out of control, he was recalled by the Court of Directors in June, 1844, against the views of the Cabinet: was created an Earl in 1846 he was made First Lord of the Admiralty, and in 1858, Feb. to June, was again President of the Board of Control. In this capacity, he addressed a despatch to Lord Canning regarding the latter's Oudh proclamation, which the Cabinet disavowed, and Ellenborough had to resign his office. During his Indian career, he preferred the military to political officers, and was unpopular with the civilians. His ability and eloquence were brilliant, but his other qualities detracted from his practical usefulness in high office. He died Dec. 22, 1871. (D.I.B. p. 134/135)

22. MELVILL, SIR JAMES COSMO (1792 - 1861) Born 1792: son of Captain Philip

Melvill was in the E.I. Co.'s home service from 1808 auditor of Indian accounts, 1824 Financial Secretary, 1834 Chief Secretary, 1836, until 1858, when the Government of India was assumed by the Crown. Government Director of Indian railways, 1858 F.R.S., 1841 K.C.B., 1853: died July 23, 1861. (D.I.B. p. 285)

23. CURRIE, SIR FREDERICK, BARONET (1799 - 1875) ICS son of Mark Currie

born Feb. 3, 1799 educated at Charterhouse and Haileybury: reached India, 1820: was a Judge of the *Sadr Adalat* (court) in the N.W.P., 1840: Foreign Secretary to the Government of India, 1842 with Sir Henry Hardinge in the first Sikh war, 1845-6, and, after Sobroon, drew up the treaty with the Sikhs: made Baronet in Jan. 1847 officiated as Member of the Supreme Council, April 1847 to Jan. 1848 resigned his seat, and succeeded Sir Henry Lawrence as Resident at Lahore in 1848 accepted the resignation of Mulraj, the Governor of Multan confirmed as Member of Supreme Council resuming his seat March, 1849 retired in 1853: was elected a Director of the E.I. Co. in 1854, Chairman 1857 Member of the Council of India from 1858. D.C.L., Oxford in 1866 died Sep. 11, 1875. (D.I.B. p. 104)

- 17. MANSEL, CHARLES GRENVILLE (1806 - 1886)** ICS - born 1806 - joined the E I Co.'s Civil Service in 1826 - served in the N.W.P. - in several appointments at Agra, up to Magistrate-Collector, 1835, and Settlement Officer, 1838-41 - in the Financial Department - Member of the Board of Administration of the Punjab with the Lawrences, 1849-50 - Resident at Nagpur, 1852-4 - retired, died Nov. 19, 1886. (D.I.B. p 374.)
- 18. HAMILTON, SIR ROBERT NORTH COLLIE, BARONET (1802 -1887)**
Son of Sir Frederick Hamilton, fifth Baronet - born April 7, 1802 - , educated at Haileybury - went to India in 1819 - served in the N.W.P. - , Commissioner of Agra - Secretary to the N.W.P. Government in 1843 - Resident at Indore with Holkar from 1844 - succeeded as Baronet, in 1853 - was made Agent to the Governor - General of Central India in 1854, returned from leave in England in the mutiny of 1857 - and rejoined at Indore - was to prepare a plan for the pacification of Central India, which was accepted - he, as Political Officer accompanied Sir Hugh Rose in his Central Indian campaign in 1858 - was at the capture of Jhansi and defeat of Tantia Topi - at the restoration of Gwalior to Sindia - K.C.B., and the thanks of Parliament for his mutiny services - provisional Member of the Supreme Council 1859 - retired in 1859, from ill - health - died May 30, 1887. (D.I.B. - P 187)
- 19. TORRENS, HENRY WHITELOCK (1806 - 1852)** ICS - son of Maj. - General Henry Torrens - born May 20, 1806 - educated at Brook Green, the Charterhouse, and Christ Church, Oxford - B.A. in 1825, and entered at the Inner Temple - After a short service under the Foreign Office, he obtained a writership from the Court of Directors of E I Co. - Arriving in India in Nov. 1828, he held various appointments at Meerut - in 1835 joined the Secretariat in which he served in several Departments under the Government of India, accompanying Lord Auckland to the N.W.P. - in Oct. 1837, as Deputy Secretary under Sir W. Macnaghten, - In Dec. 1846 he was appointed Agent to the Governor - General at Murshidabad, where, in his endeavours to improve the Nizamat administration, his relations with the Nawab Nizam and his officials became greatly strained - died of dysentery at Calcutta, while on a visit to the Governor-General, Aug. 16, 1852 - buried in the Lower Circular Road Cemetery - In 1839 he assisted in the editing of the *Cakana Star* - a weekly paper, which became a daily paper, called the *Eastern Star* - was Secretary, 1840 to 1846, to the Bengal Asiatic Society and a Vice-President in 1843-5 - founded the *Meerut Observer* at Meerut, and made an incomplete translation of the *Arabian Nights*, besides editing Professor Lassen's *History of the Greek and Indo-Scythian Kings*, and writing a novel, *Madame de Malgout*, and a series of articles on the "Uses of Military Literature and History" (D.I.B. P 426)
- 20. MADDOCK, SIR THOMAS HERBERT (1790 - 1870)** ICS - son of Rev. Thomas Maddock - born 1790 - educated at Manchester Free Grammar School and at Haileybury, 1812-3 - went out to India, 1814 - served in the Sagar and Nerbudda territories - Political Agent at Bhopal - Political Resident at Lucknow, 1829-31 - Political Officer in Nepal, 1831 - Secretary to the Government of India in the Legal, Judicial and Revenue Departments, 1838-43 - Member of the Supreme Council, 1843-9, Deputy-Governor of Bengal in 1845 and 1848 - knighted and C.B. - retired, 1849, M.P. for Rochester, 1852-7 - died Jan. 15, 1870. (D.I.B. P 269)

was reduced – the subsidies were diminished – the Afghans rose in 1841 : Sir A. Burnes was murdered on Nov. 2, 1841, and the envoy, Sir W. Macnaghten on Dec. 23, – the British army was destroyed in its retreat from Kabul to the Khyber – Lord Auckland was made an Earl in 1839, on the capture of Kabul – he had left India on March 12, 1842, before Pollock's avenging Army had advanced beyond Jalalabad. Afghan affairs chiefly engaged Auckland's attention. In 1840 the British Resident at Ava was expelled by the King of Burma and not re-established – Auckland was again First Lord of the Admiralty in 1846 – died Jan. 1, 1849. (D I B pp. 19-20.)

- 14. ROSS, ALEXANDER (1777 - ?)** I.C.S. went to India, at 18, in 1795-6. Judge of the Provincial Court at Bareilly, 1811 – was Resident at Delhi, 1820-3. Puisne Judge of the Sadr Court, 1825 – First Judge, 1831. Member of the Supreme Council, Jan. 1833 – permanently in Oct. 1833 – Governor of Agra, Dec. 1835, to June, 1836 – abolished transit duties. President in Council and Deputy-Governor of Bengal, Oct. 26, 1837, to Oct. 15, 1838 – when he retired. (D I B P. 363.)

- 15. GUBBINS, MARTIN RICHARD (1812 - 1865)** I.C.S. – educated at Haileybury – 1829-30 – went out of India in 1830 – served in the N.W.P. and in Oudh on its annexation in 1856, when he was made its Financial Commissioner. In the mutiny, he took a leading part in the operations at Lucknow – had charge of the Intelligence Department – advocated various measures, some of which were adopted, and some, such as the disarmament of the native troops, were not accepted by Sir H. Lawrence – served throughout the siege of Lucknow – retrenched and completed the post which bore his name, and was amongst among those who fought hard and laboured unceasingly. After the relief he was with Sir C. in Campbell at Cawnpur – ill-health then compelled him to go to England. He was Judge of the Agra Chief Court, 1858-63 – died May 6, 1863 – wrote *The Mutinies in Oudh*. (D I B p. 364.)

- 16. COLVIN, JOHN RUSSELL (1807 - 1857)** Lieutenant - Governor. I.C.S. son of James Colvin, Calcutta merchant – born in Calcutta, May 29, 1807 – educated at St. Andrews and at Haileybury – went to Bengal in 1826, to Hyderabad in 1827 – was Assistant and Deputy Secretary in the Judicial and Revenue Departments of the Government of India, 1831 – 51. Secretary to the Board of Revenue, 1835. Private Secretary to the Governor - General, Lord Auckland, 1836 - 42, and is said to have exercised considerable influence over the latter's Afghan policy. He was Resident in Nepal, 1845, Commissioner of Tenasserim, 1846. Judge of the Sadr Court at Calcutta. Lieutenant - Governor of the N.W.P. from Nov. 7, 1853. It was said that Colvin "over Governed". He worked with extraordinary industry, and greatly increased the business of the Government. His action in the mutiny has been the subject of controversy. He issued, in May, a proclamation which was not entirely approved, the violence of the outbreak fell upon him without warning, and the forces at his disposal were inadequate to meet it. He was "worn out by the unceasing anxieties and labours of his charge" – so ran Lord Canning notification of his death : he fell ill became worse, and died in cantonments on Sep. 9, 1857 – and was buried in the fort at Agra. Sir Auckland Colvin, in his life of his father, J. R. Colvin, in the "Rulers of India" series, has exhausted the subject. (D I B - p. 90.)

Muhammad Amn Khan 1832 wrote on *The Origin of the Sikh Power in the Punjab on Tibet, Tartary and Mongolia 1851* on the *India Question in 1851* *A history of the Life of Rungli Singh* *Historical Results from Discoveries in Afghanistan*, and published the *Register of the Bengal Civil Servants, 1790-1842* . was the chief founder of the Bengal Civil Fund on his actuarial calculations (approved by professional actuaries in London) the fund was started also wrote poetry, died Feb. 11, 1878 (D I B p. 344)

12. MACNAGHTEN, SIR WILLIAM HAY BARONET (1793 - 1841) I.C.S.

second son of Sir Francis Workman Macnaghten, *Barr.* Judge of the Supreme Courts of Madras and Calcutta born in Aug. 1793 educated at Charterhouse went to Madras in the Army, 1809 was in the Governor's bodyguard gained prizes in languages served at Hyderabad and in Mysore appointed to the Bengal Civil Service, 1814 gained great distinction in languages at Fort William became Registrar of the *Sade Omam Adalat*, 1822-30; published his works on Hindu and Muhammadan Law, and reports of cases on tour to Upper India, 1830-3, with Lord W Bentinck at his meeting with Ranjit Singh at Roopar Secretary in the Secret and Political Departments, 1833-7 accompanied Lord Auckland on tour 1837, to the N.W.P. made the treaty with Ranjit Singh and Shah Shuja in June, 1838 signed Auckland's manifesto of October 1, 1838, appointed envoy and Minister at the Afghan Court of Shah Shuja, accompanied the Army of the Indies via Kandahar and Gzamn to Kabul the whole policy accepted by Macnaghten had difficulties with the military authorities shah Shuja reinstated in Aug. 1839 Macnaghten made a Baronet in Jan. 1840 had great troubles in Afghanistan with Shah shuja and the tribes, and in re-organizing the government of the country Dost Muhammad surrendered on Nov. 3, 1840 and was sent to India Macnaghten nominated Governor of Bombay in Sep. 1841; on the reduction of then stipends the Afghans rebelled chief Burnes was murdered on Nov. 2, 1841 the military authorities failed, and the Army remained inactive Macnaghten accepted the terms of the rebel chiefs on Dec. 11 the terms were not adhered to by the Afghans Macnaghten negotiated further with Akbar Khan son of Dost Muhammad, and at an interview on Dec. 23, 1841, was treacherously killed by Akbar himself His character and capacity for his task have been much discussed The whole policy was surrounded by the greatest difficulties and the inefficiency of the military commanders added to them Macnaghten's optimism and confidence prevented him from realizing the situation correctly Macnaghten's optimism and confidence prevented him from realizing the situation correctly his high character and courage were conspicuous throughout a monument was erected to him at Calcutta

(D I B pp. 266-267)

13. AUCKLAND, GEORGE EDEN, EARL OF (1784 - 1849) Governor General

second son of the first Lord Auckland born Aug. 25, 1784 educated at Christ Church, Oxford called to the bar, 1809 President of the Board of Trade and Master of the Mint, 1833 First Lord of the Admiralty, 1834-35 : G.C.B. , appointed Governor-General of India, April 4, 1836 In 1836-37 he sent Burnes (q.v.) on a mission to Kabul in distrust of the Amir, Dost Muhammad, who revived in 1837 the Russian officer, Yukiwitch, at Kabul, and with a view to counteract Russian influence there, Auckland, under pressure of the English Government, decided to dethrone Dost Muhammad (q.v.) and reinstate Shah Shuja (q.v.) as Amir his declaration of war was issued on Oct. 1, 1838 the facts of the First Afghan War are well known Dost Muhammad fled in Aug. 1839, Shah Shuja, though set up in 1839 and supported till 1841, was unpopular as a ruler the British force

9. **BENTINCK, LORD WILLIAM CAVENDISH** (1774 - 1839) Governor-General son of the 3rd Duke of Portland, born Sep. 14, 1774 entered the Army 1791, saw service in the Netherlands, in Italy with the Austrian forces. Governor of Madras, from Aug., 1803, to Sep., 1807, when on account of the mutiny of sepoys against their officers at Vellore, for which he was held responsible, the Court of Directors recalled him - charges affecting the sepoys had been introduced by the C. in C., with the support of the Governor. He was employed in Portugal and commanded Brigade at Corunna - as Lt-General he was C. in C. in Sicily, 1811, served in Spain, and led an expedition against Genoa, 1814. After 13 years without employment, he was Governor of Bengal from July, 1828, was C. in C. from May, 1833, and the first Governor-General of India from Nov., 1834, to March, 1835, it devolved on him to assist on economies to restore financial equilibrium, to reform the land revenue settlement in the N.W.P., to establish a Board of Revenue in the N.W.P. and to organize the judicial courts, to devote minds to education through the medium English, and to increase the employment of educated natives in higher offices. He also by Regulation abolished the practice of *satta*, and suppressed the Thugs. He took over the administration of Mysore. He met Rango Singh, ruler of the Punjab, on the Satlej. In general he reformed the administration in a liberal spirit, and established the principle that, in the Government of India, the interests of the people should have the first claim. His memory is still cherished by the natives. The eloquent inscription on his statue in Calcutta was written by Macaulay (q.v.) (Legal Member of Council from Nov., 1834). Bentinck was greatly regretted on his retirement. He became M.P. for Glasgow in 1837, refused a peerage, and died June 17, 1839. (D.L.B. p. 36)
10. **EDMONSTONE, NEIL BENJAMIN** (1766 - 1841) I.C.S. born Dec. 6, 1763 son of Sir Archibald Edmonstone, Barr. M.P. went to Calcutta in the Civil Service, 1783 appointed early to the Secretariat, and became Persian translator to Government. Private Secretary to the acting Governor-General, Sir Alfred Clarke (q.v.) in April, 1798 and Sir G. H. Barlow (q.v.) in Feb., 1807 with Lord Wellesly in Madras for the campaign against Tippon. Secretary in 1801 to the Government of India in the Foreign Department, Chief Secretary to Government, 1809. Member of the Supreme Council, Oct. 30, 1812, to Jan. 17, 1818 became in 1820 a Director of the E.I. Co., died May 4, 1841. (D.I.B. p. 132)
11. **PRINSEP, HENRY THOBY** (1792 - 1878) I.C.S. son of John Prinsep, M.P. (q.v.) born July 15, 1792, at Thoby Priory, in Essex - educated privately, at Turbridge and at the E.I. Co.'s College at Hertford Castle - arrived in Bengal in 1809 became Assistant Secretary to the Governor-General, the Marquis of Hastings in 1814, whom he accompanied on his tour through Oudh, the N.W.P. and in the Nepal, Pandar and Mahratta wars - published *A History of the Political and Military Transactions in India during the Administration of the Marquis of Hastings, 1823* - was the first Superintendent and Remembrancer of legal affairs - inquired into Panni treasures and, on his report, the famous *Panni* Regulation of 1819 was passed, Persian Secretary to Government, 1820 - Secretary, in the Territorial Department, 1826, Chief Secretary, 1834 - Member of the Supreme Council, temporarily, in 1835, substantively, 1840-3 - retired, 1843 - was unsuccessful in attempts to enter Parliament for the Kilmarnock Burghs, Dartmouth and Dover - M.P. for Harwich, 1850, but unseated for defective property qualification, and unsuccessful at the fresh election - became a Director of the E.I. Co. 1850 - was one of the original members chosen by the E.I. Co. for the new Council of India in 1858, retaining the post till 1874 - translated the *Memoirs of a Pathan Soldier of Fortune, the Namah*

treaties of Simla-Amyntogaon of Dec. 30, 1803, and of Burhanpur of Feb. 27, 1804 Resident at Smda's court, 1804, and in Mysore, 1805 served with Lord Lake, 1805 made the treaty of New 22, 1805, with Daulat Rao Sindhia, and of Dec. 24, 1805, with Jewant Rao Holkar sent by Lord Minto on a mission to Persia, 1808, which was foiled by French influence - deputed to deal with the mutinous Madras officers at Masulipatam again sent to Persia, 1810 - overshadowed there by Sir Harford Jones - wrote his *Political History of India*, 1811 and *History of Persia*, 1813 knighted and K.C.B. in 1815 D.C.L. at Oxford, 1816 Political Agent to the Governor-General, and Brig. General with the Army of the Deccan in the Pindari-Mahratta war, 1817-8 won the battle of Mahidpur, Dec. 21, 1817 made the treaty of Mandwa of Jan. 6, 1818, with Malhar Rao Holkar made Baji Rao, the Peshwa, abdicate took Atriphur, April 9, 1819 administered Central India, including Malwa disappointed of being Governor of Bombay, or Madras, he returned to England, 1822 made Governor of Bombay, 1827 had disputes with the Supreme Court of Bombay, the Government declining to execute the process of the Court, which Sir J.P. Grant (q.v.), then sole Judge, thereupon closed - new Judges were appointed, and Grant resigned left India in Dec. 1830 M.P. for Launceston, 1831-2 : began the *Life of Lord Clive* - wrote on the *Government of India* died July 30, 1833 - his statue, by Chantry, placed in Westminster Abbey : wrote also on *Central India* and *Sketch of the Sikhs* - he had great diplomatic experience and skill, and was very successful and influential with all classes.) (D.I.B. p. 271.)

7. **BAYLEY, WILLIAM BUTTERWORTH (1782 - 1860)** I.C.S. son of Thomas Butterworth Bayley educated at Eton and Cambridge - went to India in 1799 served in 1803 in the "Governor-General's Office," in the brilliant circle under Lord Wellesley Registrar of the Sadr Court, 1807 - Judge of Burdwan and other places. in 1814 Secretary in the Judicial and Revenue Department, and in 1819 Chief Secretary to the Government temporary Member of the Supreme Council from July to Dec., 1822, and substantively from 1825 to 1830 then he retired - he officiated as Governor General from March to July, 1828, between Lord Amherst and Lord W. Bentinck President of the Board of Trade, 1830 - vice-president and Depy. Governor of Bengal in 1835 he became a Director of the E.I. Co., and Chairman of the court in 1840, retired 1858, he died May 29, 1860. Kaye writes of his high official reputation, adding that "his unfailing kindness of heart and suavity of manner endeared him to all who had the privilege of coming within the reach of their genial influences" (D.I.B. p.)

8. **LUSHINGTON, CHARLES (1786 - 1866)** I.C.S. son of Sir Stephen Lushington, Barr. born 1785 arrived in India 1801 - Assistant in the Governor-General's office, 1804 Deputy Secretary in the Secret, political and Foreign Departments in 1809 Secretary in the Public Department, officiating in the S.P. and F.Depts. Private Secretary to the Governor-General (Mr. John Adam) in 1823 Chief Secretary to the Government of India, 1825 - Acting Superintendent of the Botanical Garden, 1826 : member of a number of Committees retired in 1827 was M.P. for Ashburton, 1833-41, and for Westminster, 1847-52 : died Sep. 23, 1866 published a *History of Calcutta's Religious Institutions*, 1824 his first wife wrote a narrative of her *Journey from Calcutta to Europe, by Way of Egypt* in 1827-8, 1829 (D.I.B. p. 256.)

disapproving his action and deciding to investigate the question, Ochterlony resigned and died, heartbroken at his treatment, July 15, 1825. The Ochterlony column at Calcutta perpetuates his name and memory. (DIB p 321)

4. **METCALFE, CHARLES THEOPHILUS, BARON** (1785 - 1846) Governor - General (provisional) ICS, born Jan 30, 1785 at Calcutta, son of Major Thomas Theophilus Metcalfe, afterwards Director of the E. I Co. and Baronet, educated at Bromley and Eton, to Calcutta as a writer in the E I Co.'s service in Jan 1801, the first Student of the College of Fort William, Assistant Resident at Daulat Rao Sindia's Court, in the Governor - General's office, 1803, Political Officer with Lake, in the Mahratta war, 1804, at the storming of Deeg, Dec 24, Assistant to Resident at Delhi, 1806, on a special mission to Ranjit Singh at Lahore, 1808, leading up to the treaty of 1809, Deputy Secretary with Lord Minto, 1809 - 10, Resident at Owallor, Resident at Delhi, 1811 - 19, Secretary in the Secret and Political Department and Private Secretary to the Governor - General, Marquess of Hastings Jan 1819- Sep 1820, Resident at Hyderabad, 1820, had to deal with the case of the banking firm of Palmer and Co., succeeded to the Baronetcy, 1822, in 1825, Resident at Delhi and A.G.G., Rajputana, Member of the Supreme Council, Aug 1827 - Nov 1834, Governor of Agra, Nov 1834, Acting Governor - General, March, 1835 - March, 1836, liberated the press GCB, 1836, Lieutenant - Governor of the N. W. P., June, 1836, to June 1838, disappointed of the Governorship of Madras, resigned, Privy Councillor, appointed Governor of Jamaica, 1839-42, Governor-General of Canada, 1843-45, suffered from cancer in the cheek, lost sight of an eye, created a Peer, 1845, died Sep 5, 1846, his bust is at the Metcalfe Hall, Calcutta. His epitaph was written by Macaulay, including the words, "A statesman tried in many high posts and difficult conjunctures and found equal to all. The three greatest dependencies of the British Crown were successively entrusted to his care. In India, his fortitude, his wisdom, his probity and his moderation are held in honourable remembrance by men of many races, languages and religions," etc., etc. (DIB - P 287)
5. **STIRLING, ANDREW** (1793 ? - 1830) ICS, born about 1793, son of Admiral Stirling, educated at Haileybury, 1811-12, to India in 1813, Persian Secretary to Government and Deputy Secretary in the Political Department, Private Secretary to W B Bayley (q.v.) while acting as Governor-General in 1828, he was the author of a valuable work on Orissa, distinguished by great talents throughout his career, died at Calcutta, May 23, 1830. (DIB p 405)
6. **MALCOLM, SIR JOHN** (1769 - 1833) Son of George Malcolm, born May 2, 1769, educated at Westerkirk, to India in the E I Co.'s military service, 1782, reached Madras, 1783, in 1792 was at the siege of Seringapatam, under Cornwallis, and appointed Persian Interpreter to the Nizam's troops, Secretary to Sir Alured Clarke (q.v.), who was C in C, Madras, 1795-7, at the taking of the Cape, Secretary to Lord Harris (q.v.), 1797-8, Assistant Resident at Hyderabad, 1798, present with the Nizam's troops at the capture of Seringapatam, May 4, 1799, Secretary, jointly with Munro, to the Commission for the Settlement of Mysore, selected by Lord Wellesley to be an Envoy to Persia, 1799-1801, negotiated two treaties, commercial and political, on his return appointed Private Secretary to the Governor-General, Lord Wellesley, 1801-3, sent on special mission to Bombay in 1802, nominated Resident in Mysore, Feb 1803, Political Officer with General Arthur Wellesley on the out-break of the Mahratta war, 1803, drew up the

NOTES

1. **PERRON (1755 - 1834)** General His proper name was Pierre Cùllet - a Frenchman - went out to India as a petty officer, in 1780 - deserted his ship, and entered the service to the Rana of Gohad about 1781 - afterwards of Bhartpur - and in 1790 was taken by Do Biogre (q.v.) into Madhoji Sindia's Army - was at the battles of Panan and Meria, the siege of Kanasud, where he lost a hand - won the battle of Kurdla for Daulat Rao Sindia against the Nizam - on Do Biogre's retirement, in 1796, Perron succeeded him, as General, in command of Sindia's Army - subdued Rajputana - gained a victory at Sounda, 1801 - carried on fighting with George Thomas of Georgeghar and Haasi, who was defeated - said to have instigated Bonaparte's designs on India - offered his resignation to Sindia in 1803, but withdrew it - and was with his forces, under Sindia, during the second Mahratta war of 1803, and in possession of Shah Alam, the Mogul Emperor - dismissed all British officers from Sindia's service - after the capture of Alighar by Lake, on Sep 4, 1803, from Sindia's troops, and defeat at Koil, Perron was superseded by Ambaji Inglia, and deposed from the command by Bourguica, and his life threatened - he fled to Lake - his troops were defeated at Delhi, Agra and Laswan - Perron went to Lucknow, losing most of his immense accumulated fortune - he then went to Calcutta and Chandernagore - reached Europe in 1805, and lived in retirement in France till his death in 1834 (D I B p 339)
2. **LAKE, GERARD, FIRST VISCOUNT (1744 - 1808)** Son of Laurence Charles Lake - born July 27, 1744 - entered the first Foot Guards in 1758 - rose to be General in 1802 - served in N. Carolina under Cornwallis, 1781 - M.P. for Aylesbury, 1790-1802 - was in the war with France, 1793-4 - commanded in Ulster, 1796, and in Ireland, 1798, seeing active service there during the rebellion - was C. in C. in India and Member of Council from July 1801 to July, 1805 introduced some improvements - in 1802 took Sawni, Bighar, Cutchowra - in 1803 two months he engaged the Mahattas at Coel - stormed Alighar, Sep 4 - took Delhi, Sep. 13 - defeated Sindia's forces under Perron - took Agra, Oct. 18 - won at Laswan, Nov. 1, thus conquering Sindia - made a Peer in Sep. 1804 - defeated Holkar at Ferozhabad, Nov. 17 1804 - took Deeg, Dec. 1804 - made four attempts to storm Bhartpur early in 1805 without success, but the Raja gave in and made peace - Lord Cornwallis was C. in C. from July to Oct., 1805 - on his death, Lake again commanded till Oct. 1807 - Holkar surrendered to Lake at Umrutsa in Dec 1803 - he returned to England and was made Viscount - died Feb 20, 1808 - very popular as a commander with all ranks, and a great General in the field (D I B p 242)
3. **OCHTERLONY, SIR DAVID, BARONET (1758 - 1825)** Born Feb. 12, 1758 - son of David Ochterlony - joined the E. I. Co.'s Bengal Army, 1777 - served in Col T. D. Pearce's force under Coote, 1781-83 - taken prisoner at the siege of Cuddalore, 1783, and released, 1784 - commanded a regt. Under Lake in 1803 in the Doab - D. A. G. at Koil, Alighar, Delhi - appointed Resident at Delhi, 1803 - defended it against Holkar, 1804 - commanded at Allahabad, 1806 - and on the Satraj against Ranjit Singh, 1808 - Maj-General, 1814, commanded one of the four columns in the Nepal war, 1814-15 - the only one successful - took Fort Nalagar, 1814 - defended Amar Sng. took Malawa, 1815 - K. C. B. and Baronet - defeated the Gurkhas within 20 miles of Kamandu, and obtained the signature of a treaty, 1816 - G. C. B. - in the Pandia-Mahratta war of 1817-8 - commanded a column and made a treaty and settlement with Amu Khan, 1818 - appointed Resident in Rajputana, 1818 - Resident at Delhi - Resident in Malwa and Rajputana, 1822 - when Durjan Lal revolted in 1825 against Balwant Singh, the Raja of Bhartpur, aged 6, Ochterlony supported the Raja by proclamation and force - on Amherst's

Tankhwaḥ,	(P تنخواہ)	An assignment by the ruling authority upon the revenue of any particular locality in payment of wages, pay, gratuity or pension
Tarāf,	(A طرف)	Lat. Side, par—also a tract of country, a subdivision of a pargana, including several villages—in some places it merely designates the lands or estate belonging to an individual which is named after him
Umlah	(عملہ)	See 'Amālah'
Vegharua,	(Markati, Gujarati, Urdu دنگھرو)	From Sanskrit 'Vegun' a net and 'Vegari', a caste or an individual of it whose occupation is snaring and catching wild beasts. A tax levied on snaring and catching wild beasts. Also 'and ether'
Vakool,	(A وکیل)	A person invested with authority to act for another, an ambassador, a representative, an agent, an attorney or authorised public pleader in a Court of Justice
Zamundar	(P زمیندار)	An occupant of land, a land-holder
Zamundaran,	(P زمینداران)	plural of 'Zamundar' (q ۷).
Zillah,	(A ضلع)	A district, a tract of country constituting the jurisdiction of a Commissioner or Deputy Commissioner and the extent of a chief collectorate

Persannah	(P پرسناہ)	An order, a written precept or command, a letter from a man in power to a dependent, a custom house permit or pass, an order for the possession of an estate or an assignment of revenue
Punarth	(H پن ارث also spelt as panarth, Pan/Pan and arth) پن ارث Pun or pan is a large division, as a quarter or a half of a coparcenary village and its lands under a separate headman or Muqaddam. In some places the lands are subject to periodical re-distribution among the members of the community, as in the North-West Provinces of India during the British period. 'Arth' means wealth. 'Punarth' is the rent or revenue charged on such lands	
Rasuliah.	(A رسلہ)	A troop of horse
Sadr,	(A صدر meaning مجلس , <i>adalat-e-sadr</i> Arabic words with a Persian <i>Isafor</i>) A Court of Final Decision, High Court of Justice, the Supreme Council.	
Sacr,	(A ساکر)	The remaining or all other sources of revenues accruing to the Government, in addition to the land-tax, from a variety of imposts, as customs, transit duties, licences, fees, house tax, market-tax, etc
Sannad,	(A. سند)	A grant, a diploma, charter, a patent—a document conveying to an individual emoluments, titles privileges, offices, or the Government rights to revenue from land, etc. under the seal of the ruling authority
Shooqua,	(A. شوقا)	A Royal letter or missive, a letter from a superior
Sicca,	(A. سکہ)	Coinage, or a coin
Soubah,	(A صوبہ)	A province, a Government, one of the larger subdivisions of the Mughal dominions, such as Oudh, Bengal, Bahar, etc—among the Marhattas, it was sometimes applied to a smaller division comprising from five to eight <i>tarafs</i> (See 'Taraf') Two <i>Pergunnahs</i> annexed to the <i>soubah</i> of Agra
Soubahdaree,	(A. and P صوبہ داری)	The Office of Viceroy or Governor
Sudder,	(صدر)	See Sadar
Sunnad,	(سند)	See 'Sunnad'
Surkar,	(P سرکار)	The Government, the state, the supreme authority, or administration, the governing authority or administrator of affairs—a subdivision of a <i>Soubah</i> , containing many <i>parganas</i> . (See 'Soubah' and 'Pargana')
Sumar,	(P سومار)	A horseman
Ta'duda-a-Kham,	(A. and P. تقدوہ نام)	A gross calculation. See 'Kham' (خام)

Maufee, or Mafi	(A and P مافى maufee) Forgiven, remitted 'Supst. forgiving, remission or exemption from the demands of the state, a grant of a land free of assessment. The word is in common use to signify exempt or free from duty or tax lands, goods etc. it also designated a particular grant formerly made by Zamindars and the revenue officers of the government, which became hereditary and transferable and was also applied to lands which were held free of revenue on condition of service
Mudl.	(A مذلل also written as مسل in Urdu) A collection of like or similar documents forming the body of public proceedings in judicial or revenue matters. The term is also applied to a suit or proceedings at law in general
Mocarture, or Mokarture, (A and P مقارى muqartaree)	Relating to what is fixed as a revenue term it is applied to a tenure held at a fixed and permanent rate of rent when payable to a proprietor, or revenue when payable to the government
Mookhtar.	(مختار) See Mukhtar
Mukhal.	(A مخال) A division of a Tulluka, or district, yielding revenue according to assessment, an estate or any parcel or parcels of land which may be separately assessed with the public revenue
Mukhtar.	(مختار) Agent, representative
Mukhtaree.	(A and P مختارى) Agency, representation, the office or character of a representative
Muqaddam	(A مقدم chief, a leader) The headman of a village or corporation
Muqaddama.	(A مقدم) A legal case, a legal suit.
Mutahqueen.	(A متعلقين) Dependents.
Mutasaddie	(A متصدى) A writer, a clerk
Nabob.	See 'Nawwab'
Nuwaub.	(A نواب . nuwaub, plural of نائب naib, meaning a vice-governor viceroys or a deputy but used honorifically in the singular) A viceroys of governor of a province under the Mughal Government, whence it became a mere title of any man of high rank upon whom it was conferred without any office being attached to it
Palkee.	(H پالکی) A palankin/Palanquin
Paragana.	(H Pargana پارگنه) A district, a tract of country comprising many villages, but of which several go to constitute a <i>chakla</i> or <i>zila</i> —the actual extent varies but the distinction is permanent

Fidwā	(A فردی)	(Fidwā, commonly pronounced as fidvi) A devoted servant a slave, used as a term of humility in speaking of oneself, particularly in petitions
Fuslānā	(A فصلانہ)	Relating to the harvest or the crop a free or perquisite derived from it
Fusly	(A فصلی)	Relating to the harvest, i.e. the harvest year The Fusly years 1237-41 correspond to the years 1829-1833 A.D.
Fusslee, Fash, Fusly.	(A فصلی)	The Fusslee are originated with Akbar the Great, the Mughal, Emperor of the Indo-Pakistan Sub-continent (ruled 1556-1605 A.D.) According to his directions the Hindu Samvat year 1612, corresponding to the Hijra year 963 (A.D. 1555), was arbitrarily called the fash year 963
Istamrāree.	(A استمراری)	Istamrāree, corruptly pronounced Istamrāree, Perpetual
Istamrārydar	(استمراری دار)	See Istamrādar
Istamrān.	(A استمرار)	Continuance, Perpetuity a farm or lease granted in perpetuity by government or a zamandar, at a stipulated rent, and exempt from <i>abwabs</i> , i.e. taxes, such a lease granted in charity at a quit rent
Istamrārdar.	(A.P استمرار دار)	The holder of a perpetual farm or lease
Istamrān.	(استمراری)	See 'Istamrāree'
Jagheer.	(جائگیر)	An assignment of revenue.
Jagheerdar.	(P جائیدار)	The holder of any assignment of revenue
Jaidad.	(P جائیداد)	The landed property, assets, funds, resources an estate, the means or capabilities of any district in respect of revenue, an assignment of revenues of a tract of a land for the maintenance of an establishment, or of troops, granted for life, but very commonly with permitted succession to the next of kin, sometimes with a rent reserved
Kham	(P خام)	Raw, unripe, crude As a revenue term it implies the gross as distinguished from the net revenue of a village, or a settlement made with the cultivators direct, without the intervention of a third person as a farmer or <i>Zamandar</i> (q.v.), the estate being managed or mismanaged by the officers of government See 'Ta'ddud-Kham'
Killadaship.	(A.P قلعہ دار and Eng suffix 'ship')	the office of the governor or commandant of a fort
Kist	(A قسط)	qst) An instalment
Mehal.	(محال)	See Muhal

GLOSSARY OF ORIENTAL TERMS

Adalat-e-Altiyah.	(A. and P. عدالت عالیہ)	Supreme Council
Altiyah,	(A. عالیہ)	Supreme See 'Adalat' and Council'
Amilah.	(A. املا , amilah plural of Amil امال meaning an officer, commonly pronounced as amilah) The collective head native officers of a judicial or revenue court under a judge or collector	
Arzdasht.	(A. and P. عرضداشت)	A synonym of Arzee (q v)
Arzee.	(A.P. عرض)	A Petition, an address, a memorial, a respectful statement or representation, whether oral or written.
Ayma, also spelt as Auma (A. ایمر)		Land granted by the Maghal Government, either rent-free or subject to a small quit rent, to learned and religious persons of the Muslim faith, or for religious and charitable uses in relation to Islam. Such tenures were recognised by the British Indian Government as hereditary and transferable.
Band-o-bast.	(P. بندوبست)	Settlement of revenue to be paid by the Zamindars (q v) renter, or farmer to the Government or by the tenant to the Zamindar
Bargoz.	(P. بارگوز)	A trooper, who is mounted on a horse, which is provided by the State or the Chief he serves
Basta.	(P. بسته)	File, bundle
Canongo.	(P. کانونگر)	Literally an expander of the law, but applied in the Indo-Pak Sub-Continent especially to village and district revenue officers
Chathce.	(H. चठ्ठी)	A note, a short letter, a letter a note conveying an order or command
Choudhn.	(H. चौधरी)	(Lit., a holder of four, perhaps shares or profits) The head man of a profession or trade in towns. The head man of a village. A holder of landed property classed with Zamindar (q v).
Council-e-Altiya,	(E. and N. کونسل عالیہ , with Persian <i>Isafar</i>)	Supreme Council
Couree	(H. कूडी)	A bit of money of the lowest value
Daftarkhana	(P. دفترخانه)	An office of public records
Darbar.	(P. دربار)	A court, a royal court, an audience or levee.
Fasle Rubec	(A. ربیع + فصل)	The winter crop

(156)

dated 5th March, 1868

Reply. Forwards the 8 copies of the work of Mirza Naushah for distribution among superior schools as suggested by him; being all now available.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No10/11 of March, 1868.*

* It is not correct. It should be "of March, 1868".

(155)

From

Capt. W.R. M. Holroyd,
Director of Public Instruction,
Punjab.

To

C.U. Aitchison³¹, Esqr.,
Offg. Secretary to Government, Punjab.
Reply to letter, dated 17th October, 1867.

States that *Sahad Cheen* in Persian by Mirza Nousha of Delhi is not adopted for study in schools, though it is very creditable to the author as regards poetical composition.

Begs that 9 copies of this work available in the Secretariat may be forwarded to this office for distribution among superior schools for the perusal of masters and advanced scholars in their leisure hours.

(Sd.) W.R.M. Holroyd,
Dir., P.I. Punjab.

Dated 2nd March, 1868.

(154)

To

Off. Director of Public Instruction.

17th October.

Forwards a copy of a work published by Mirza Nousha of Delhi for information, and suggestions as to disposal of 9 more copies available in this office and procuring any other if required.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No15/16 of October, 1867

(153)

From

D. Fitzpatrick,
Offg. Dy. Commissioner, Delhi.

To

T. H. Thornton, Esqr.,
Secretary to Government, Punjab,
Lahore.

Educational Department, 1867.

Forwards 10 copies of a Persian work published by Mirza Nowsha.

Dated 11th September, 1867.

(Sd.) D. Fitzpatrick
Offg. Deputy Commissioner

Lieutenant-Governor.

Forward a copy to the Director, Public Instruction, for information and suggestions as to disposal of the remaining copies and procuring any others if required.

(Sd.) D. F. McLeod
16th October

(152)

From

D. Fitzpatrick¹⁸, Esqr.,
Offg. Deputy Commissioner, Delhi.

To

T. H. Thomson, Esqr.,
Secretary to Government, Punjab, Lahore.

Educational Department, 1867.

Reply to letter of 18th February, 1867.

States that Asadoollah Khan *alias* Mirza Nowsha, the poet, says that he did not accept and cannot take payment for his work.

Dated 17th February, 1867.

(Sd.) D. Fitzpatrick.

Offg. Dy. Commr.

(151)

To

The Deputy Commissioner,
Delhi.

Requests that he will inform Asud Olah Khan (the Poet) that 12 copies of the *Burhan-i-Kateh** sent by him have been received and ask him to state the price of the above copies which will be remitted as soon as it is known.

Dated 18th February, 1867

(Sd.) T. H. Thornton.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.28/29 of February, 1867

* It is mistake, It should be Qateh-e-Burhan.

(150)

To

T H Thomson, Esquire,
Secretary to Government,
Punjab, Lahore.

Dear Sir,

During His Honour the Lieutenant-Governor's stay at Delhi I agreeably to the orders received from your office sent to the camp 12 copies of *Burhan-e-Qateh** styled also *Durafsh-i-Kavyant*. I have not yet been favored with their receipt. Neither have I had the good luck to be favored with the certificate for which I prayed in a petition which I forwarded for His Honor a few days afterwards. Hoping you will kindly grant my request.

I remain,
Sir,
Yours obediently,
Assdullah Khan Poet.

Delhi.
The 7th February, 1867.



Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.28/29 of February, 1867.

It is mistake, It should be *Qateh-e-Burhan*.

(۳۹)

صاحب والا مذاقب عالیجناب قلم فیض و فلان احسان جناب لی ایچ تھارنٹن صاحب بہادر چیف سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب زونو شوکت کی خدمت میں ہمد ہزار انکسار عرض کیا جاتا ہے کہ کل روز شنبہ ۱۸ دسمبر ۱۸۷۱ء کو بواسطہ جناب صاحب کشت بہادر قسمت دہلی آپ کا نوازش نامہ محرمہ ۱۵ دسمبر ۱۸۷۱ء نمبر ۳۹۹ میں نے پایا، سر رکھا، آنکھوں سے لگایا۔ چہ کہ وہ تحریر دو دسمبر کی ہے۔ پہلے نمبر کے جواب میں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ قاضی بہان کا بعد پڑھانے مطالب اور کچھ تبدیلی عبارت کے درفش کاویانی نام رکھا گیا ہے اور اس کو میں نے اپنے صرف زر سے چھپوایا ہے۔ وہ جلدیں فوراً ہی تقسیم ہو گئیں۔ فی الحال ۱۳ جلدیں باقی تھیں۔ حسب القلم ۱۳ جلدیں اس خط کے ساتھ بمیل نذر بھیجا ہوں اور متوقع ہوں کہ اس نذر کے قبول کرنے سے میری آمد پڑھائی جائے گی۔

دوسرے نمبر کے مطالب کا جواب سوچ کر لکھوں گا۔

ایسا خیال کرتا ہوں کہ یہ تحریر لاہور میں آپ کی نظر سے گزرے گی۔

گورنمنٹ بہادر کا غلام اور

آپ کا خدمت گزار

محمد اسد اللہ خان غالب جو

چھ ماہ شنبہ ۱۹ دسمبر ۱۸۷۱ء

(148)

To

Mirza Asadullah Khan Ghalib,
Delhi.

Sir,

In reply to your letter of the 26th July last, I am directed to state that this Government will purchase 12 copies of your work entitled "Kata-i-Burhan" for presentation to the Lahore Anjuman, the Colleges libraries and to some of the better description of schools.

2. I am at the same time to remark that as this work, though exhibiting much research, is of the nature of a Commentary or critique, and somewhat polemical in style; it is not suited for extensive Government patronage for educational purposes.

Dated 15th December, 1866

(Sd.) T. H. Thornton.

(147)

Katia-i-Borhan

Lieutenant Governor

I think we might purchase a dozen copies for presentation to the Anjuman, the College libraries and to some of the better Schools.

(Sd.) T. H. Thornton.

Very well. But the author should be informed that being of the nature of a commentary or critique and polemical withal, it is not suited for extensive patronage by Government for educational purposes.

10th December.

(Sd.) D.F. Mc.Leod.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.38/39 of December, 1866

(146)

MEMORANDUM

1. The *Burhan-i-Kate* is a Persian Dictionary compiled by Hakim Muhammad Hussen Tubrezi in 1057 A.H. in the Deccan during the reign of Sultan Abdullah Kutb Shah—It contains in the body of the work and its appendices altogether 22,322 words.

2. Asadullah Khan (Ghalib) also known as Mirza Nowshah, the Poet Laureate of the late *ex-King* of Delhi, finds fault in his work called *Katu Boorhan* or *Darafsh-i-Kaviane* with 284 words as given in the above Dictionary; and his objections again have been answered by several pamphleteers.

3. The balance of opinion of Oriental Scholars in the controversy that has arisen on this subject seems to be that in all but a few cases Mirza Nowshah's objections are more or less valid; and that the substance of his remarks might with great advantage be appended by way of *Corrigenda* to the *Burhan-i-Katu* but that the remarks themselves are far too lengthy and written in too satirical and sneering a tone.

(Sd.) A. R. Fuller.

کے جواب میں اور پھر ان جوابوں کے جواب میں محرق القاطع (کذا) 'قاطع القاطع' غارب سیف قاطع 'سایع بہان' دافع مہذبان 'لٹائف نبوی' جلد غالب وغیرہ بہت سے رسائل اب تک تالیف اور تصنیف ہو چکے ہیں۔ ان میں بعض رسائل حقیر نے بھی دیکھے ہیں۔ خلاصہ ان کا مجھے یہ معلوم ہوا کہ مرزا اسد اللہ خان صاحب کے

۲۸۸۳ اعتراضوں میں سے صرف ۲۳ اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے اور ان ۲۳ میں بھی صرف پانچ چار ہی ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ جو حقیقت "درست ہیں اور جن میں سے صرف دو کو فواب اسد اللہ خان صاحب نے بھی بیان کیا۔

پس میری رائے ناقص اس مقدمہ میں یہ ہے کہ اگر بہان قاطع کے ۲۲۲۲۲ فقرات میں سے صرف ۲۸۸۳ پر اعتراض کیا گیا تو ان اعتراضوں سے نہ بہان قاطع کی بے احتیوی اور منسوخت لازم آتی ہے اور نہ اس کے مشورہ معصی کی جلالت ثلث اور فیض بخشی اور احسان پر کچھ حرف آتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان اعتراضوں کے ضمن میں بیٹھے ایسے ایسے اعتراض بھی ہیں کہ مثلاً آیتین کو بدوزن آستین کس واسطے لکھا یہ قید زائد ہے۔ اس کو ہر شخص جانتا ہے۔ یا صدر تو لکھا ہی تھا پھر اس کے مشکت کو علیحدہ لکت قرار دے کر لکھنے کی کیا ضرورت تھی وغیرہ۔

مٹی ہذا القیاس مرزا اسد اللہ خان صاحب کی اگر حرم عرفی سے افہام کیا جائے کہ جو انہوں نے معصی کتاب بہان قاطع کے حق میں کی ہے تو ان کا یہ کام کہ انہوں نے اس کتاب کی تقریباً ۲۸۸۳ غلطیوں پر ہم کو آگاہی بخشی اور آئندہ کو ان مقاموں کی غلطی میں پڑنے سے ہم کو روکا اور وہ حقدارین کی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے بارے میں کہ جو ایک ضابطہ ضروری اور ترقی بخش کام اس ملک میں معیوب سمجھا جاتا ہے "فی المتیقہ ضابطہ احسان معنی کے ساتھ ان کا شکر یہ ہم پر واجب ہوتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان کے اعتراض صرف اعتراض ہی نہیں بلکہ ان کی معلومات کے ثبات اور ان کی تحقیقات کے تجزیوں پر بے منت تلاش کے اور بغیر رجوع کتب کے بڑی بڑی کتابوں کی طرف ایسی آگاہی بخشے ہیں کہ جو آگاہی بڑی بھاری تلاش کے بعد ہی حاصل ہوتی تب ہی ممکن ہے کہ جبکہ ہم میں سے ہر ایک مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب بن جائے۔

پس میں بہان قاطع اور قاطع بہان دونوں کا طرفدار اور دونوں کا شکر گزار ہوں اور اس بات کو ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں بہان قاطع ہو وہاں قاطع بہان بھی ضرور رہتی چاہیے یا قاطع بہان کو سامنے رکھ کر بہان قاطع کو درست کر دیا جائے جب کہ ملک یورپ میں آگاہی کتابوں کی تصحیح اور اصلاح کا دستور ہے فقط۔

مرحمت

مداد مسکن "پروفیسر علی گورنمنٹ کالج" لاہور

۲۷ ستمبر ۱۸۸۶ء

(۱۳۵)

عالی جاہ!

چونکہ یہ مقدمہ تصنیف کتاب قاطع بہان کا بہت طویل بکڑ کیا ہے۔ اسی واسطے مناسب معلوم ہوا کہ میں ابتدا ہی سے اس مقدمہ کا کچھ کچھ حال مختصر طور پر مع اپنی رائے کے گزارش کروں۔ کتاب بہان قاطع کو فارسی لغات میں تحکیم محمد حسین حمزوی بہان شخص نے تالیف کیا۔ یہ کتاب ۱۲۵۷ ہجری میں بہ عہد سلطان عبداللہ بن قطب شاہ بن قطب شاہ کے دکن میں تالیف ہوئی۔ بموجب بیان مصنف کے اس میں ۱۸۸۸ لغت اور کتابیں ہیں اور اگر اس کے سلطنت کو بھی شمار کیا جائے تو اس میں ۲۲۳۲۲ کتب ہیں۔

مصنف نے اس کو خلعت سنت اور تلاش کے ساتھ فرنگ جہانگیری، مجمع الفہرست سہروردی، سرمد سلیمانی، صحاح اللہ و غیرہ حسین المانصاری و غیرہ پڑی پڑی مستبر اور مشہور کتابوں سے اور نیز ملازمات الہ زبان کا نتیجہ کر کے تالیف کیا ہے اور اسے آسمان اور وحش پر تحسین پر لکھا ہے کہ اس کتاب کے تصنیف ہونے کے بعد پہلی کتابوں پر لوگوں کی چٹاں توجہ نہ رہی۔ یہ ہی کتاب محمول طالع ہر خاص و عام ہو کر سب جگہ پھیل گئی۔

دو سو برس سے یہ کتاب تمام فضلا اور مصنفوں کے دعووں کی دستاویز چلی آتی ہے اور اس نے سب خاص و عام فارسی دانوں کی گردنوں میں اپنے مصنف کی احسان مندی کا طوق ڈال رکھا ہے۔

بلوچو اس کثرت لغات کے اور اس قدر زائد تصنیف گزرنے کے لیکن کسی ایک لغت پر بھی اس کے انکسرت اعتراض کسی قاضی کو دیکھتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ سنا۔

اب نواب اسد اللہ خاں صاحب غالب کہ جو اپنے زمانہ میں فارسی دانوں اور شاعری کے اندر شاید ایک گوی ہیں اور اپنا نظیر نہیں دیکھتے اس کتاب پر معترض ہوئے ہیں اور انھوں نے بموجب حساب مصنف عرق الطبع (کذا) کے ۲۸۳۳ لغتوں پر اس کے اعتراض کیے ہیں اور ان اعتراضوں کو فی الحقیقت ویسے ہی قوت دی ہے جیسے کہ وہ لائق جواب فاضل ہیں۔ (ان ہی اعتراضوں کا نام قاطع بہان ہے کہ جس پر حضور ہائے طلب فرماتے ہیں) ان اعتراضوں

بہ اصل سورہ عرف میں ظلی سے یہ نام رکھا۔ اس نام کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اگلے صفحہ پر آئے دلی انگریزی یادداشت میں یہ نام موجود ہے۔

(۱۳۴)

جناب عالی!

حسب اہم حضور کے کتاب قاطع برہان بندہ نے پڑھی اور خوب غور سے اس کتاب کو دیکھا۔ اس کتاب کا یہ حال ہے کہ کتاب برہان قاطع جو ایک لغت فارسی کی کتاب ہے اور مدت سے ہادری ہے اور اس مصنف کو بھی اسی سے یقیناً فارسی آئی ہے اس کے بعض بعض لغت پر اس کتاب کے مصنف نے اعتراض کیے ہیں اور اعتراض اس کے اس طور کے ہیں کہ یا تو یہ کتاب ہے کہ یہ لغت میں نے نہیں نہیں دیکھا نہ پڑھا اور یا یہ کتاب ہے کہ اس لغت کے کئی معنی جو برہان قاطع میں لکھے ہیں ان میں سے فلاں معنی ہرگز نہیں ہیں اور دلیل اس کی کہیں نہیں لانا۔ اپنے تئیں جامع اللغات سمجھتا ہے اور اعتراض بہت برے طور سے کیے ہیں لیکن بیٹھے مقام پر تو صاف صاف گالیاں مصنف برہان قاطع کو دی ہیں اور بعض جگہ اس کی فہمی اور مسخریہ ایسا کرتا ہے کہ اہل عقلی سے اس طرح کی مہارت کا سرزد ہونا بہت قریباً ہے اور باوجود اس کے میں نے سنا ہے کہ ایک کتاب اس کے جواب میں درمیان میرٹھ کے پمپ بجلی ہے۔ اس میں اس کی غلطیاں بھی بتائی گئی ہیں۔ اس کا نام قاطع المقاطع ہے۔ یہ میرے نزدیک یہ کتاب ہے فائدہ ہے۔ البتہ ایک طرح فائدہ ہوتا کہ چند لغات جن پر اس نے اعتراض کیے تھے ان کو سمجھ کر کے برہان قاطع کے اخیر میں چھپوا دیا اور یہ لکھ دیا کہ یہ ایسا میرا ہے۔ جو لغت پر اعتراض کرنا معیوب سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ مصنف سابق نے جو معنی اس لغت کے یہ لکھے ہیں بے لک کسی مخلوق یا کسی کتاب حتم سے لکھے ہونگے ولے اس فرست کو نہ جانتے اور جو شخص معتقد اس مصنف کے ہوتے ولے مان لیتے۔ اب اس نے جو ایک کتاب جنل اور مسخریہ آمیز لکھی ہے اس کا سوا اس کے اور کچھ فائدہ حضور نہیں ہوتا کہ طلباء کو طریقہ جنل پڑھانے اور پیسہ لکھنے کا آجائے جو کہ سراسر متنافی اخلاقی کے ہے اور محب نہیں ہے کہ جن معنی پر اور جن لغتوں پر اس نے اعتراض کیے ہیں وہ اس کی نظر سے نہ گزرے ہوں کیونکہ وہ غیر ملک کی ہوئی ہے جنل پر یہ مصنف کبھی نہیں گیا اور نہ شاید وہ مخلوق اس نے سنے ہوں اور جبکہ اس کتاب کا جواب شر میرٹھ میں پمپ چکا ہے اور اس مصنف کی غلطیاں انہوں نے سب تلا دی ہیں تو اس کتاب سے کچھ فائدہ حضور نہیں ہے۔ فقط۔

زوارہ عہد جواب

کریم الدین ڈپٹی انسپکٹر مدارس

۲۸ جنوری ۱۸۸۹ء

(143)

From

Major A.R. Fuller, R.A.,
 Director of Public Instruction,
 Punjab.

To

T.H. Thornton, Esquire, D.C.L.,
 Secretary to Government,
 Punjab.

Dated 1st December, 1866

Reply to dated 4th August, and reminder No.282, dated 23rd November,
 1866.

Submits in original vernacular opinions of Maulavi Karim-ud-Din, Deputy Inspector of Schools, Lahore Circle, and of Maulavi Alamdar Hussain, Assistant Professor of Arabic, Lahore Government College; together with a memo. by Director on the *Kata-i-Boorhan* of Mirza Nowshah of Delhi, and returns copy of the work forwarded.

(Sd.) A.R. Fuller,
 Director of Public

Instruction,

Punjab.

(142)

To

The Director of Public Instruction.

dated 4th August, 1866

Forwards for his opinion copy of a work by Mirza Noushah of Delhi entitled *Qata-i-Boorhan*, being a criticism on portions of the *Boorhan-i-Qata* the celebrated Persian Dictionary.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No 1/2 of August, 1866.

(141)

To

T. H. Thornton, Esquire, D.C.L.,
Secretary to Government,
Punjab.

Dear Sir,

Having heard that His Honor the Lieutenant-Governor was desirous of having a work on Persian Grammar written by a competent scholar for the examination of officers in India. I ventured to compile one in Urdu and sent to the His Honor through Col. Hamilton, the Commissioner of Delhi. I have not as yet been informed whether His Honor approves it or not and therefore solicit the favour of your letting me know if His Honor thinks it worth publishing. It is also my humble opinion that the work will be useful to the students of Government College and Schools. Hoping to be favoured with a reply.

I remain

Sir,

Your most obedient servant,

Assdullah Khan, Poet of Delhi.

Delhi,
The 26th July, 1866.



(۱۳۰)

رائے نسبت کتاب قاطع برہان مولفہ مرزا نوشہ صاحب

حسب درود جنس صاحب سکریٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب یام ڈاکٹر صاحب بہادر بدین غلامہ کہ کیا یہ کتاب واسطے مدارس دینیہ کے اچھی لغت حضور ہو گی یا نہیں ڈاکٹر صاحب ممدوح و دیگر ممبران الجمین نے لکھ قاطع برہان مجھ کو واسطے دیکھنے اور لکھنے رائے مناسب کے دیا تو میں نے کتاب کو دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کتاب بعض نکات برہان قاطع کے رد میں ہے خود مستقل کتاب لغت نہیں اور اگرچہ مصنف نے بہ ذکوت خود بعض مقام میں ایسا ذور طبع دکھلایا ہے کہ کمال تعریف ہے مگر اس کتاب کی تعلیم مدارس میں ضروری نہیں ہے اور یہ بھی خارجاً بتا گیا ہے کہ اس کے اور اور رد و قدح بھی ہوا ہے۔ پس میری دانست میں اس کتاب کا تھا مدرسوں میں رکھنا چھڑاں ضروری نہیں۔ البتہ اگر برہان قاطع مدرسوں میں رکھی جاوے تو اس کے ساتھ اس کا رکھنا خالی از قاعدہ نہیں ہے اور جو رسائل اس کے اور رد و قدح کے ہوں ان کو بھی رکھنا ضروری ہے تاکہ ناظرین کو امر تحقیق پر آگاہی ہو فقط - ۲۳ اپریل ۱۸۶۶ء

مستتر باب : شیخ فیروز الدین (۵۹) مغلی مدہ ۶۷۰

(139)

*Opinion of the Society for the Diffusion of Useful Knowledge,
On usefulness of Mirza Noushah's book—named Kati Boorhan.*

The book (*Kati Boorhan*) in itself is not a dictionary, but the author having selected some works out of the celebrated Persian dictionary, called *Boorhani Kati*, and criticized on them. There is no doubt that the author has shown the force of his genius in compiling this book, which is admirable; but the book in itself is not useful for being introduced in public education. If *Boorhani Kati* be introduced in public schools, then this book (*Kati Boorhan*) may also be kept with it.

The opinion was originally give by Sheikh Ferozooddeen, one of the members of the Society, in which the majority of the members concurred.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No. 1/2 of August, 1866.

(138)

To

T.H. Thomson, Esqr.,
Secretary to Government, Punjab and its
Dependencies.

Sir,

With reference to your letter No.100, dated 15th March last, I am directed by the Society to submit herewith the opinion of Sbeikh Feerozoodin, one of its members, which the *Anguman* concurs in, on the book entitled "*Qatie Boorhan*" which is also returned herewith with thanks.

I have the honour to be,
Sir,

Your most obedient servant,
Nobeen C. Roy
Secretary to the Society.

Society for the Diffusion of
Useful Knowledge
Lahore, 2nd June, 1866.

(137)

To

Dr. G. W. Leitner²⁷,
 President of the Society for the Diffusion of
 Useful Knowledge, Lahore.

Dated 15th March, 1866.

Sir,

I have the honour to forward herewith copy of a work, by Mirza Noshah of Delhi, entitled *Qattee Boorhan*, being a criticism of portions of the *Booran-e-Qattee* the celebrated Persian dictionary and to request that you will lay it before the "*Arjuman-i-Punjab*" with a request that they offer their opinion as to its merits and as to whether it is likely to be valuable as a book of reference for Schools and Colleges.

(Sd.) T.H. Thomson.

(136)

20

My dear Mr. Mcleod

The accompanying are four copies of a work by Mirza Noshah of Delhi, forwarded through Colonel Hamilton. Its title is "*Qatise Boorhan*", and is a criticism on portions of the *Boorhane Qatise*, the celebrated Persian dictionary. Colonel H. thinks it will be useful as a book of reference and will do well for School libraries. Mirza Noshah might be presented with a Khillat of Rs.50, a copy is sent to the *Anjuman* and to the College Library; and if it is really likely to be a valuable work copies might be purchased for distribution to the upper Schools.

Yours sincerely,

(Sd.) T.H. Thornton

The Hon'ble Mr. D.F. Mcleod,
C.B., Lieutenant-Governor.

Punjab Government Archives—'B' Proceedings No.8 of March, 1866.

ADDENDUM II

Miscellaneous Correspondence relating to
Burhan-i-Qate, and *Sabad-i-Cheer*.
 11th March 1866 to 5th March 1868

(135)

In *Hasia* No. 16 of the Persian Records of the Punjab Government in a Register of cases recorded in the years 1864—1872. Entry No. 58, dated the 28th June, 1869, in this *Hasia* reads as follows:—

مرضی امیرا بیگم زچہ مرزا امیرا خانہ غازی صاحب سکس دہلی سو کفلات انگریزی بکارت نہ ہونے گزارا دیوار بکارت صاحب کشتہ بھادر میں درخواست
وآکاری پیشہ شہر حقیقی نام خود جسکی علی غازی پر جتنی خود
صم ہوا

اصل مرضی نام کشتہ بھادر دہلی مرسل ہوا در سائلہ کو غلطی سے دی جاوے

5.	Hussun Ali Khan	40	Son of Nabhee Bulah Khan elder brother of Ahmed Bulah Khan.	100 Rs. a month from Shamsoddien Khan.	A house in the City of Delhi worth something less than 1,000 Rs.	Subsists on money raised by sale of moveable property.— Was the Mookhtar of Nawab Shumsooddeen Khan during his life-time. Has three sons one married to Nizamee Begum, daughter of Soohab Bulah Khan. The others are young and have no employment. Was generally believed to have taken an active part in the murder of the late Agent—No provision necessary. —No orders necessary.
----	-----------------	----	---	--	--	--

3.	Teera Baz Khan	45	Paternal uncle Koolie Khan.	Son of Ahmed Balsh Khan's first cousin Kale Khan and Grandson of his Paternal uncle Koolie Khan.	The village Degonchal was given him in Jogger City in which he lives valued at 2,500 Rs.	A house in the City in which he lives valued at 2,500 Rs.	household property Has three or four children His allowance was discontinued by Shamsooddeen Khan some years previous to his death—Is able to gain a livelihood—No orders necessary.
4.	Gholam Futurooddeen Khan.	35	Son of his first cousin Kale Khan and Grandson of his Paternal uncle Koolie Khan	70 Rs. a month in the time of Shamsooddeen Khan.	A house in City in which he lives valued at about 4,000 Rs.	His monthly allowance discontinued by Shum sooddeen some four or five years before his death. His wife the daughter of Nurab Mooluzza Khan receives 100 Rs. a month from Government settled on her on the death of her father the Jagirdar of Pulwal. —No orders necessary.	

EXTRACT FROM A SCHEDULE RELATIVE TO THE SEVERAL MEMBERS OF THE FAMILY OF THE LATE NUWAB
AHMUD BUNSH KHAN FURNISHED BY THE AGENT AT DELHI

No	Name	Age	Relationship	Former Allowance from Nuwab Ahmad Baksh Khan or Shamsooddeen Khan	Personal Property and the value thereof.	REMARKS: if male, his means of present subsis- tence. If female to whom married, his profession and means of subsistence.
1.	Omraso Begum	42	Niece, Nubos Baksh Khan (Daughter of Itahi Bux Khan)	30 Rs per month from Ahmad Baksh Khan.	No property	Married to Mirza Asad colliak Khan who received 750 Rs. per annum from the Ferozepore Jagoor which amount has been continued to him by the Government since the attachment of that Jagoor. The allowance of 30 Rs. monthly was dis-continued by Shamsood deen Khan. No provision necessary. No orders necessary.
2	Sepashdar Khan	40	Son of Ahmad Baksh Khan's first cousin Kale Khan and Grandson of his	50 Rs. a month from Shamsooddeen Khan	None	Lives on what he may have formerly accumu- lated and on money raised by the sale of his

(133)

To

Sir H. M. Elliot, K.C. B.,
 Secretary to the Government of India.
 with the Governor-General.
 Foreign Department

Sir,

I am directed by the Hon'ble the Lieutenant-Governor to acknowledge the receipt of your letter No2964, dated 23rd December, last transmitting an Extract paragraph 5 from despatch from the Hon'ble the Court of Directors, dated 30th October 1850 calling for information on the claims to pension preferred by certain relatives of the late Nuwab Ahmad Bukhs Khan of Ferozepore.

2. In reply I am desired to transmit an extract from the schedule, relative to the several members of the late Nuwab, furnished by the Agent at Delhi under date 10th January, 1839, and to state that on the grounds therein set forth, the Governor-General in the N.W.P. decided in orders of the 27th February, 1839 that it was not necessary to assign any provision to the applicants.

I have, etc., etc.
 (Sd.) J. Thornton.

Foreign Department, N.W.Ps.,
 Lieut. Govr., Camp.
 The 4th February, 1851.

(132)

From

Sir Henry Elliot, K.C. B.,
Secretary to the Government of India
with the Governor-General.

To

J. Thornton, Esquire,
Secretary to the Government,
North Western Provinces.

Foreign Department.

Sir,

A Memorial from certain members of the family of the late Nuwab Ahmed Buksh Khan of Ferozepore to the address of the Most Noble the Governor-General, dated the 11th May last and praying for pensionary support consequently on the resumption of the Ferozepore Jagoor, having been referred for the consideration of the Hon'ble the Court of Directors, I am directed by His Lordship to transmit for the information of the Hon'ble the Lieutenant Governor the enclosed Extract paragraph 5 from a despatch from the Hon'ble Court, dated 30 October last conveying their sentiments on the reference in question.

2. You will be pleased to furnish the information required by the Hon'ble Court at your earliest convenience.

I have the honour to be,
Sir,

Your most obedient servant,

(Sd.) H.M.Elliot,

Secretary to the Government of India
with the Governor-General.

Camp Wuzerabad
The 23rd December, 1850

(131)

*Extract from a Despatch from the Hon'ble the Court of Directors,
dated 30th October, 1850*

5. the reason assigned by the Lieutenant-Governor and concurred in by the Governor-General, for rejecting this

application namely "that the reason for allotting pensions to the family of the late Nuwab had long since passed away" would have been conclusive if the claims of the petitioners were now for the first time brought forward, but they allege that they have repeatedly urged their claims from the

Transmitting memorial from certain members of the family of the late Nuwab Ahmed Buksh Khan of Ferozepore praying for pensionary support from Government consequent on the resumption of the Jageer.

time of the resumption of the *Jageer*. Their respective cases therefore can only be disposed of on the merits and although we have no reason to doubt that what they could urge has met with due consideration; yet having received an appeal against the decision of your Government, we desire to be furnished with the information necessary for disposing of it.

(True Extract).

(Sd.) H. M. Elliot,

Secretary to the Government of India
with the Governor-General .

(130)

To

Agent, Lieut. Govt., N.W.Ps.
Delhi.

Sir,

The petition forwarded with your letter of the 26th November from Seppadar Khan, Tooreh Baz Khan and other relatives and dependents of the late Ahmud Buksh Khan of Ferozepore claiming pensionary support from Government having been transmitted to the Government of India for submission to the Court of Directors I am directed to transmit for your information the accompanying copy of a letter received from Mr. Secretary Elliot in reply, dated the 7th instant.

For Dept. N.W.Ps.
Hd. Qrs.
The 26th January, 1848

I have etc.
(Sd.) J. Thornton
Secretary to the Government
N.W.Ps.

(129)

From

H.M. Elliot, Esquire,
Secretary to the Government of India,
Foreign Department.

To

J. Thornton, Esqr.,
Secretary to Government,
Northern-Western Provinces.

Foreign Department.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter, dated 22nd ultimo forwarding a representation from certain relatives and dependents of the late Nawab Ahmad Buksh Khan of the Estate of Ferozepore, preferring claims to pensionary support, and in reply to state that the Governor-General in Council is of opinion that as the pensions of all those belonging to this family whose claims were admitted have been finally fixed, and the claims of the present applicants already negatived, the question ought not to be re-opened.

I have the honor to be,
Sir

Your most obedient servant,

(Sd.) H.M. Elliot

Secretary to the Government of India

Fort William

The 7th Jany. 1848

(128)

To

H.M. Elliot, Esqr.,
Secretary to the Government of India,
Foreign Deptt.

Sir,

I am directed by the Hon'ble the Lt. Governor to forward the accompanying Envelope to the address of the Right Hon'ble the Governor-General forwarded by the Agent at Delhi and said to contain a representation for submission to the Hon'ble the Court of Directors from certain relatives and dependents of the late Nuwab Ahmad Buksh Khan of the Estate of Ferozepore referring claims to pensionary support.

2. His Honor observes that the application of the petitioners for pensions upon the attachment of the Ferozepore Estate was finally negatived by the Governor-General in the N.W.Ps. on the 27th February 1839, and that the orders then passed on the subject appear to have been approved by the Hon'ble the Court of Directors whose remarks on the subject are contained in Para.65 of their despatch No.6 of 11th February 1840. The Lieuti-Governor does not therefore anticipate that the question will be re-opened, but considers it necessary to forward the enclosure as it is directed to the Right Hon'ble the Governor-General.

I have etc. etc.

Headquarters,

(Sd.) J. Thornton.

The 22nd December, 1847.

am-induced to forward their petition with reference to instructions from Mr. Secretary Thomason during the Lieut. Governorship of the Hon'ble F. Roberston appraising me that no document intended for the Home authorities could be rejected.

I have the honour to be,
Sir,
Your most obedient Servant,
(Sd.) T.T. Metcalfe,
Agent. Lieutt. Governor,
N.W.Ps.

Delhi Agency,
Camp Mirzapore,
Pergannah Hissar, Distt: Hissar,
Delhi Territory, the 26th Nove. 1847.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No 9-B, Part I

(127)

From

Sir Theophilus
Metcalf, Bart.,
Agent, Lieutt. Governor, N.W.Ps.,
Delhi.

To

J.Thornton, Esquire,
Secretary to Government,
N.W.Provinces,
Agra.

Dated Camp Mirzapore, the 26th Nov. 1847.

Sir,

At the request of Sippadar Khan, Toorrehbaz Khan, Gholam Fukroodeen Khan, Hussan Ali Khan and Oamrao Begum, relatives of the late Nawab Ahmud Buksh Khan of the Estate of Ferozepore, which was sequestered by Government in 1835, I have the honour to submit the accompanying Envelope to the address of the Hon'ble the Lieut. Governor, N.W.Ps. said to contain a representation for submission to the Hon'ble the Court of Directors, and preferring claims to pensionary support which it is only necessary to add were disallowed as per orders of Government, No.28-A, dated the 27th February, 1939.

2. It is proper to state with reference to the concluding paragraph of the orders quoted above that the petitioners having addressed the Hon'ble Court they were apprised in reply "that no representation from a party in India can be entertained" by them unless "transmitted through the Local Government", and I

(126)

To

The Honorable J. Thomason, Esquire,
Lieutenant-Governor of the N.W. Provinces,
Agra.

The humble petition of

Sippadar Khan,

Toorabaz Khan,

Goolam Fukroodeen Khan

sons of Kalay Khan

Hussan Ali Khan, son of Nubbee Bux Khan.

Omrao Begum, daughter of Ilahleebux Khan.

Nephews and nieces of the late Nawab Ahmad Bux Khan of the Jageer of Ferozepore in the Delhi Territory.

Respectfully Sheweth:

That Petitioners beg respectfully to solicit that the enclosed representation to the Right Hon'ble the Governor-General accompanied by memorial to the Honorable the Court of Directors may be forwarded by the Earliest opportunity with reference to the annexed Copy of a Communication to the address of one of your Honours's Petitioners, dated the 19th July last. The very communication returned by Mr. Melville, is the memorial herein enclosed to the Hon'ble the Court of Directors.

Petitioners need not plead poverty to entitle them to consideration, as it is well known that everything that they possess has been sold away to maintain large and growing Families. Petitioners beg that Your Honour will give a favourable recommendation to their memorial.

And petitioners, as in duty bound, will ever pray.

(125)

East India House,
19th July, 1847.

Sir,

In reply to the petition, dated at Delhi the 19th March representing the Claims preferred by Yourself and others, I have to inform you that no representation from a party in India can be entertained by the Court of Directors unless it shall have been transmitted through the Local Government.

Your petition is accordingly returned.

I am, Sir,
Your most obedient humble servant,
(Sd.) J.C. Melville

To

Sippadar Khan,
Delhi.

(124)

India Political, 4th June, 1845

Answer to Letter, dated 19th November 1844 (No. 4)

80. Her Majesty has not been pleased to make any communication to us on the subject of the memorial in question.

Request of Asudoolah Khan
to be informed of the result of
his memorial to Her Majesty
praying for an increase of his
pension.

Coll; 18

India Office Records, London—No. IOR/L/784-Political Despatch No. 22 of 4th June, 1845

(123)

Foreign Department, 19th November (No.40), 1844

To

The Honorable the Court of Directors
of the East India Company.

Honorab!e Sirs,

We reference to a Memorial from Assudoolah Khan to the address of Her
Majesty the Queen, which was transmitted to

Letter to Court No.10, dated 12th
August 1842. Letter from Court No.30,
dated 4th October 1843 Paragraph 106

Your Honorable Court in a Letter, dated 12th
August 1842 (No.10), we now forward a petition
from that individual soliciting to be informed of
the result of the prayer of that Memorial for an

increase of his Pension.

We have the honor to be
with the greatest respect

Honorab!e Sirs,

Yours most faithful

Humble Servants

(Signed) H.Hardinge

T.H. Maddock

F.Millett

G.Pollock

Fort William

19th November 1844

(122)

To

Lieutenant-General the Right Honorable,
Lord Sir Henry Hardinge^{2d}, Bart: G.C.B.
etc., etc., etc.,
Governor-General of India, Fort William

The Humble Petition of Aszudollah Khan

Most Respectfully Sheweth,

That Your Lordship's Petitioner had the honor to submit to Your Lordship's Predecessor, on the 29th July, 1842, memorial of his claims, for transmission to Her Most Gracious Majesty the Queen of England and it was intimated to the petitioner on the 5th August thro' a letter from Sir T.H. Maddock, then Secretary to the Government of India, that the memorial in question was forwarded to the Hon'ble Court of Directors, to be dealt with as Honorable Court may think fit.

On the 25th of January 1844, the Petitioner addressed a Petition to the Government soliciting to know the result of his humble prayers contained in the Petition forwarded to England. In reply thereto, Your Lordship's Petitioner was informed, thro' a letter from the Secretary to the Government that no answer then was received from the Home Authorities.

As More than 2 years, however, have elapsed now since the dispatch of his memorial to Europe the Petitioner has the honor to solicit information on the subject of his claims, and implores humbly to be made acquainted with such orders as may have been received in his case.

And Your Lordship's Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

(121)

(Copy)

From

Assad Oollah Khan

To

²³
F. Currie, Esqr.
Secretary to the Government of India,
Fort William.

Respected Sir,

I have the honor to solicit the favor of your laying the enclosed Memorial before the Right Hon'ble the Governor-General of India, and to acquaint me, with your usual kindness, with such orders as may be passed thereupon—and for this act of kindness, I shall feel highly grateful to you.

Delhi,
The 23rd October, 1844

I have the honor, etc.
(Sd.) Assad Oollah Khan

(120)

Extract Political Letter to India, dated 4th October (No.30) 1843.

Answer to Pol. letter from the Governor General dated 12th August No. 10/1842. Transmitting a Memorial from Asudoolah Khan to Her Majesty Praying for an increase in his pension.

106. This Memorial has been forwarded to the Commissioners for the Affairs of India.

India Office Records, London—IOR-E/4/776-Political Despatch No.30 of 4th October, 1843.

(119)

Fort Willima, 28th December, 1842.

Pol. Department.

Ordered that a copy of the above correspondence be sent to the Civil Auditor for his information and guidance with reference to Extract No.80 from this Department, dated 31st January last and that the Accountant-General be also furnished with a transcript of the correspondence.

India Office Records, London—India Political Proceedings Range 196—Volume 24.

(118)

East India House,
13th October, 1842.

Sir,

I am commanded by the Court of Directors to transmit to you, the accompanying Memorial from Assud Oollah Khan, addressed to Her Majesty which has been received as an enclosure to Lord Ellenborough's Letter to the Court, dated 12th August, 1842.

Hon. N.B. Baring, M.P.
etc. etc. etc.

I have etc. ²²
(Sd.) J. C. Melville ,
Secretary

India Office Records, London—No. IOR-F/4/2009-Board's Collection No. 89634

(117)

(Copy)

Fort William, 28th December, 1842

From

Assud Oollah Khan.

To

T.H. Maddock, Esquire,
 Secy. to the Govt. of India
 with the Governor-General
 etc. etc. etc.
 Allahabad.

Sir,

I have the honor to acknowledge the receipt of your favor of the 5th instant, intimating to me, that my Memorial will be forwarded by the present Mail to Europe. For this act of kindness and justice, I feel most sincerely, grateful, and beg to offer my most unfeigned acknowledgments to the Right Hon^{ble} the Governor-General of India and to you;

May God Almighty pour down His choicest blessings upon His Lordship and Your Honor and all your endeavours to be attended with success.

Delhi
 The 15th August 1842

(True Copy)

I have etc.
 (Sd.) Assud Oollah Khan



(Sd.) T.H. Maddock
 Secy. to the Govt. of India
 with the Govr. -Genl.

(116)

Political Department

12th August, 1842

To

The Honorable the Court of Directors
of the Hon'ble the East India Company.

Honorable Sirs,

I have the honor to transmit, to be dealt with as your Honorable Court may see fit, the accompanying Memorial from Assud-collah Khan, dated 29th July, to the address of Her Most Gracious Majesty, touching his claims to a higher pensionary support.

I have the honor to be
with the greatest respect
Honorable Sirs,
Your most faithful and
humble servant,
(Sd.) Ellenborough

Allahabad.
12th August, 1842

(115)

(Copy)

Fort Walliam, 28th December, 1842

On the 5th August last the following reply was sent to the foregoing by the Secretary with the Governor-General to Assud Oollah Khan—

From

The Secretary to the Government of India
with the Governor-General.
Allahabad.

To

Assud Oollah Khan

Dated the 5th August, 1842.

Pol. Department.

Sir,

The Governor-General directs me to inform you that the Memorial forwarded in your letter of the 29th July will be transmitted to the Hon'ble Court of Directors by the present Mail to be dealt with as the Hon'ble Court may think fit.

Allahabad

5th August 1842

I have etc.
(Sd.) T. H. Maddock
Secy. to the Govt. of India
with the Govr.-Genl.

(True Copy)

(Sd.) T.H. Maddock
Secy. to the Govt. of India
with the Govr.-Genl.

enclosed memorial for the most liberal and humane consideration of Her Most Gracious Majesty.

And Your Lordship's Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

(True Copy)

	(Sd.) W. Edwards,
Delhi.	Assistant Secretary to the Government of India
The 29th July, 1842.	With the Governor-General.

India Office Records, London—India Political Proceedings Range 196—Volume 24

(114)

(Copy)

Form

Assudoollah Khan to the Governor-General.

To

The Right Hon'ble,
 Lord Edward Ellenborough²¹, KCB,
 etc. etc. etc.
 Governor-General of India,
 Allahabad

The humble Petition of Assud Oollah Khan

Most Humbly Sheweth:

That Your Lordship's Petitioner was favoured with a copy of the orders of the Hon'ble Court of Directors in his case, thro' a letter from Mr. Secretary Maddock under date 15th ultimo. The Petitioner feeling dissatisfied with the orders passed in his case, has the honor to appeal to the August Throne of Her Most Gracious Majesty. He therefore begs leave to supplicate most humbly, that Your Lordship will have the kindness to take compassion on him and forward the

(113)

(Copy)

From

Assud Oollah Khan

To

T.H. Maddock, Esquire,
 Secretary to the Government of India,
 with the Governor-General,
 Allahabad.

Sir,

I have the honour to submit in this, the enclosed Petition to the Governor-General containing a Memorial for Her Most Gracious Majesty. I beg respectfully to request the favour, that you will be so gracious as to take compassion on me, and present the enclosed before His Lordship, at a most favourable time.

After the transmission of the memorial to Europe, I humbly supplicate that you will kindly acquaint me with the date of its despatch. You will thus confer a great obligation on me, which I shall always acknowledge with sincere gratitude.

I have etc.

(Sd.) Assudooliah Khan

(True Copy)

(Sd.) W. Edwards,

Assistant Secretary to the Government of India
 with the Governor-General

Delhi.

29th July, 1842.

(112)

To,

T.T.Metcalf, Esquire,
Agent to the Lt.Govr., N.W.P. Delhi.

Pol. Deptt.
N.W.P.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 31st of January last, reporting on the petition of Mirza Ussudoollah Khan, claiming payment of the arrears of his pension in full from the sale-proceeds of the property of the late Nawab Shumsodeen Khan, said to be in deposit in the Delhi Treasury, and in reply to acquaint you that His Honor the Lieut. Governor concurs in opinion with you, and considers the claim wholly inadmissible.

2. You are requested to inform the petitioner accordingly.

I have etc. etc.

(Sd.)

Offg. Secretary to Govt.
N.W.Ps.

Agra.
2nd March, 1840.

3rd. The petitioners on a former occasion submitted their claims for the consideration of Government but the orders of the Special Commissioners relative to the dividend adjudged to them were approved and the same communicated in a letter, dated 18th July, 1838.

4th In reply to the Petitioner's statement that there is a Deposit of Rs. 3,555 in the Delhi Treasury, it being the produce of some ruined Buildings at Ferozepore, I have to state that only Rupees 248/2/- are in deposit in the Treasury being the sale amount of Guns, Cartridges, etc. the Exclusive property of the British Government.

2. Under the above circumstances, I am of opinion that the petitioners are not entitled to any special consideration and that a compliance with their application will render the other creditors equally dissatisfied, with the Dividends assigned to them.

3. The original Enclosure of your Despatch is herewith returned.

Delhi,
Camp Jodhka,
Distt. Sirsa,
31st Jany. 1840

I have the honor to be,
Sir,
Your most obedient servant,
(Sd.) T. T. Metcalfe,
Agent
Governor-General, N.W.Ps.

(111)

To

T.H. Maddock, Esquire,
Secretary to Government, Political Department,
N.W.Ps. Camp.

Sir,

I have the honor to acknowledge the receipt of your Despatch No.1 of the 2nd instant forwarding for Report a Petition in original from Mirza Ussudollah Khan and to submit for the information of the Right Hon'ble the Governor-General as follows:

1st In accordance with the *sannad* of Lord Lake, dated 7th June, 1806, among similar provisions for the heirs of Nussaroolah Beg Khan, from the Ferozepore *Jageer*, a Pension of 1,500 Rupees annually, was assigned for the support of Mirza Ussudoolah Khan and Yousoof Khan, his Brother: But during the life—time of Shumsoodeen Khan the parties refused for a period of five years to receive their Pension, on the plea of being entitled to an higher rate and for which they submitted their claims to Government.

2nd When the orders of Government were received rejecting their claim, Shumsoodeen Khan, was unable, at once to pay the amount of arrears which had accumulated owing to the contumacy of the petitioners and on the death of the Nawab their demand in common with those of the other Creditors of the Estate of the deceased were referred by order of the Lieutt. Governor at Agra for adjustment to the Special Commissioners. It was proved on enquiry that the parties were entitled to 3,750 Rupees and a Decree to that amount was accordingly passed in their favour, but the proceeds of the Estate not being equal to the demands against it, it was decided by Government that the Creditors should receive such a dividend as the Assets admitted of and the parties in question received their Demand on this Principle.

Buildings brought down lately at Ferozepore) were sold, and the amount thereof was deposited in the Government Treasury, from which he may be paid: The fact of this assertion can be substantiated on proof; but your petitioner cannot exactly say in what Government Treasury, the amount in question, is deposited—whether at Delhi or at Goorgaon, but a reference to the Collector of Goorgaon and Ferozepore will easily ascertain this point—Besides this, the amount of the Cannons sold is also deposited in the Government Treasury, as also some landed property still exists more than sufficient to pay your petitioner's Demand.

In conclusion, your petitioner begs leave to state most respectfully, that your petitioner has appealed against the decision of T.T. Metcalfe, Esquire, in this case, with reference to the most essential point, that your petitioner's Demand being of a public nature could not be intermingled with the private Demands of other Creditors.

Under these circumstances, your Petitioner implores most humbly that your Lordship will be most graciously pleased to award such a measure of justice, as will enable your humble petitioner to realise his just Demand.

And your Lordship's Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

عرضداشت اسدالله خاں برادر زادہ نیرالد بیگ خاں جاگیردار سوگ سوات

Delhi.

The 13th January, 1840.



(110)

To

The Right Honorable George Lord Auckland,
G.C.B., etc., etc.,
Governor-General of India.

The humble petition of Assudoolah Khan

Respectfully Sheweth,

That your petitioner had the honor to submit a petition by *Dak* to Your Lordship on 29th ultimo, praying that the Balance of arrears of pension due to your Petitioner, may be paid to him from the Estate of the *Jageerdar* of Ferozepore. Understanding that a *Keifiat* or Report on this head has been required from T.T. Metcalfe, Esquire, Your petitioner begs leave to state, with the utmost submission, and every deference, that his Application was in the shape of an appeal, and from the decision of the Gentleman, and what he may now state, it is humbly presumed, will be in support of his own orders.

That your Petitioner therefore again begs leave to offer the following points for Your Lordship's most earnest and impartial consideration viz:—

First. That your petitioner in strict obedience to the orders passed on the 18th July that he should be paid a moiety of his demand for arrears of pension, accepted one half of what was actually due to him, thought his Demand being for arrears of pension, could not be placed on the same footing with the claims of other creditors, who had to recover Debts for goods sold, or money advanced to the late *Jageerdar* of Ferozepore.

Second That your petitioner had the honor to state for Your Lordship's information, in his former petition, that property was forthcoming to pay your petitioner's Demand—and that the amount of the materials (belonging to the

pensioner, cannot be legally and reasonably intermingled with the private creditors of the *Jageerdar* of Ferozepore.

I have the honour to be,

Sir,

Your most obedient devoted and
humble servant,



عزیزہ نیاز حق طلب و اورخواہ اسد اللہ

Assudoolah Khan.

Delhi.

The 13th January. 1840.

(109)

To

T.H. Maddock, Esquire,
Secretary to the Government of India, etc., etc.

Sir,

In submitting the enclosed Memorial for the most impartial and humane consideration of the Right Hon'able the Governor-General, I have the honour to solicit that you will be so gracious as to explain and impress upon the kind and generous attention of His Lordship how I am situated.

I beg leave to observe, that my claims being for arrears of pension due to me, must be considered a public demand, and it therefore cannot be placed on the same footing with the private Demands of other Creditors.

Generous and Respected Sir, you are aware, that my pension was originally appointed by the British Government in lieu of Lands which reverted to Government, after the demise of my uncle, the late Nussuroollah Beg Khan, who had obtained them for eminent services. The pension in question, was assigned from the Government *Istamrar* money payable to them from the *Jageer* of Ferozepore. Under these circumstances, it is plain, that I, as a public Government

extremely straitened circumstances is pleased to authorize the payment of the several stipends with six months arrears from the 1st of next month.

No.7 will draw the whole of her allowance on the increased rate from the 1st Proximo, with six months arrears. No.15 will draw the arrears of the increase allowed her for the same period, and No.19 for two months to equalize his retrospective payment with the rest.

12. Most of the members of the late Ahmad Buksh Khan's family having petitioned the Governor-General, you are requested to apprise the parties generally of the final orders now passed to prevent further unnecessary representations to Government.

Camp Goroundha.
27th Feby. 1839

I have etc. ³⁹
(Sd.) T.H. Maddock
Offg. Secy. to Govt., N.W.P.

the receipt of an allowance from Shumsoddeen Khan, His Lordship is pleased to assign to each the monthly stipend set down opposite their respective names.

	Rs.
No.12 Sooltan Buksh Khan	30

6. As this individual has no ostensible means of support, is nearly connected to Ahmud Buksh Khan, and his late wife was in receipt of an allowance during her life-time, the Governor-General is pleased to assign him a monthly Pension of 30 Rs.

	Rs.
No.20 Afzaool Nissa Begum	30
No.21 Azeezool Nissa Begum	15

7. As both these Ladies are merely dependents upon other members of the family, the Governor-General authorizes the grant of an allowance of 30 Rs. per mensem to the former and of 15 Rs. to the latter.

	Rs.
No.22 Kwajeh Shureef Khan	70

8. His Lordship is pleased to sanction a Pension of 70 Rs. per mensem to this individual, being the amount of his former allowance.

	Rs.
No.24 Booniadee Begum	30

9. As this Lady though charged with no fault has thought herself obliged by her husband's conduct to separate herself from him and receives no support whatever from him, the Governor-General authorizes a Pension of 30 Rs. a month for her maintenance.

10. The Pensions now authorized are for life and will lapse on the demise of each incumbent, unless the Government shall see fit on special reports to continue the whole or any portion of a particular stipend to the heirs or successors of the original Pensioner.

11. The Governor-General in consideration of the length of time during which the memorials of some of the individuals to whom pensionary support has now been assigned have been before the Government and to their

- (31) Meer Hussun Khan.
- (32) Koodrutoollah Beg Khan.
- (33) Gholam Hossein Khan.
- (34) Fattchoollah Beg Khan.

2. The Governor-General concurs with you in opinion that no provision is necessary for the above mentioned individuals.

	<i>Amount of Pension</i>		<i>Date of Orders</i>
	<i>Rs.</i>	<i>Annas</i>	
No.19 Assudoolah Khan	30	-----	17th November, 1838
23 Alli Buksh Khan	50	-----	25th July, 1838.

3. These individuals being already in the receipt of the allowances set down opposite their respective names, under the orders quoted, no further provision is considered necessary.

	<i>Rs.</i>
No. 7 Buhoo Khanum	200
No.15 Ameer Buhoo Begum	150

4. To both these Ladies an allowance of 100 Rs. each was sanctioned by the orders of the 9th May 1838 but on a reconsideration of their cases the Governor-General feels satisfied as to the inadequacy of the provision originally made, and is now pleased to authorize an augmentation of 100 Rs. to the stipend of Buhoo Khanum, and of 50 Rs. to that of Ameer Buhoo Begum, making the consolidated allowance of the former 200 Rs. per mensem, and of the latter Rs.150.

	<i>Rs.</i>
No.11 Zynool Abdeen Khan	50
No.13 Hadjee Begum	100
No.26 Jancee Begum	10

5. Under the circumstances stated in your letter under acknowledgment, and in consideration of Hadjee Begum having held a village in Jageer yielding a Revenue of 1,200 Rs. per annum and her husband having been in

(108)

Pl. Deptt. N.W.P.

To

T.T. Metcalfe, Esquire,
Agent to the Governor-General,
Delhi.

Sir,

I am directed by the Right Hon'able the Governor-General to acknowledge the receipt of your letter No.39, dated the 10th January last submitting a statement showing the names and circumstances in life of the several members of the Family of the late Nawab Shamsooddeen Khan of Ferozepore, and to communicate the following observations and order:—

- (1) Mirza Ameenooddeen Ahmed Khan.
- (2) Mirza Gholam Zyaoodeen Ahmad Khan.
- (3) Buhoo Begum.
- (4) Munowar Juhon Begum.
- (5) Badshah Begum.
- (6) Mahrookh Begum.
- (10) Juhangeerah Begum.
- (14) Afzuloozzumance Begum.
- (17) Nuwab Begum.
- (18) Husun Ally Khan
- (25) Omrao Begum.
- (27) Sepahdar Khan
- (28) Toora Baz Khan.
- (29) Gholam Fakhrooddeen Khan.
- (30) Shaban Beg Khan.

Khan		cousin. Grandson of his paternal uncle Qasim Jan being the son of Mahomed Bakhsh Khan.		in the City.	Government which allowance he has enjoyed since Lord Lake's time—No provision necessary
------	--	--	--	--------------	---

Delhi Agency.

The 10th January, 1939

(Sd) T.T. Metcalfe

Agent Governor-General N.W.Ps.

31	Meer Hussain Khan	45	An adopted son of a sister of Ahmud Bukoh Khan	30 Rs. a month in the time of Shamsooddeen.	None	about 5,000 Rs. in one of which he lives and receives 4 Rs. a month rent for the other	Married to a favourite of Moomiaz Muhul Begum the wife of the late King Akbar Shah on which account he present day he receive 20 Rs. a month from the Palace. Has two sons and two daughters — No provision necessary.
32	Koodratoolah Beg Khan	63	First Cousin and son of his paternal uncle Kasim Jan.	100 Rs. a month from Ahmud Bukoh Khan	Has large property both in and out of the City of Delhi.		Shamsooddeen Khan discontinued his allowance on the death of Ahmud Bukoh Khan. Receives 100 Rs. a month from Government in right of his brother Fyz Ollah Beg Khan—No provision necessary.
33	Gholam Hussein Khan	42	Son of his first cousin, Grandson of his paternal uncle, Qasim Jan being the son of Fyzoolah Beg Khan.	None	Has large property in the city of Delhi.		Receives 300 Rs. a month in right of his father Fyzoolah Beg Khan. Married to Boonadee Begum No.24, —No provision necessary.
34	Fateh-Osillah Beg	65	Son of his first	Do	Has large property		Receives 500 Rs. a year from

28.	Toora Buz Khan	45	Paternal uncle Koolie Khan	<p>The village Dogonchal was given him in Jagoor by Shamsoddin Khan yearly value 306 Rs.</p> <p>A house in the City in which he lives valued at 2,400 Rs.</p>	<p>was discontinued by Shamsoddin Khan some years previous to his death is able to gain a livelihood.</p> <p>Lives on what he may have saved and by sale of his household property and by borrowing money. He has three unmarried Daughters — Shamsoddin Khan during his life-time resumed the Jagoor of Dogonchal.</p>
29.	Gholam Fakrud-din Khan.	35	Son of his first cousin Kulo Khan and Grandson of his Paternal uncle Koolie Khan	<p>70 Rs. a month in the time of Shamsoddin Khan</p> <p>A house in City in which he lives.</p>	<p>His monthly allowance discontinued by Shamsoddin some four or five years before his death His wife the daughter of Nijabat Moortza Khan receives 100 Rs a month from Government settled on her on the death of her father the Jagardar of Pulwai.</p> <p>The government in April 1838 refused to grant any allowance to the above three individuals numbered 27, 28, 29, and no provision now deemed necessary.</p>
30.	Shaban Beg Khan	49	Son of his first cousin and Grandson of his	<p>Rs. 32-8-0 a month in the time of Shamsoddin Khan.</p> <p>Possees two Houses in the City of Delhi valued at</p>	<p>Has two sons—No provision necessary.</p>

25.	Omrao Begum	42	Dina	30 Rs a month from Ahmad Bux Khan	None	Husband is bound to support her. Married to Meerza Asadullah Khan who receives 750 Rs. a year from the Ferozepoor jagoor which amount has been continued to him by the Government since the attachment of that jagoor. The allowance of 30 Rs. monthly was discontinued by Shamsooddeen Khan.—No provision necessary.
26	Inice Begum	55	Wife of Mohummad Allie Khan younger brother of Ahmad Bux Khan	10 Rs. monthly from Shamsooddeen Khan	Has shares in houses which being her 6 or 7 Rs. a month	Her Husband Muhammad Allie Khan has been long dead. She subsists on the rents arising from property mentioned in the foregoing column. Besides this she is not known to have any property. A separate provision is not absolutely necessary but I would recommend that the monthly allowance granted by Shamsooddeen Khan viz. 10 Rs be continued
27	Seyal-dar Khan	90	Son of Ahmad Baksh Khan's first cousin Kale Khan and Grandson of his	50 Rs a month from Shamsooddeen Khan	None	Lives on what he may have formerly accumulated and on money raised by the sale of his household property. Has three or four children. His allowance

23.	Allie Bux Khan	40	Nephew, son of a younger brother of Illahie Bux Khan.	100 Rs. a month from Shumsodeen Khan.	Has a fourth or fifth share in a house outside the City near Rohilla Khan's Serai. Value of the house about 2,500 Rs.	the father Shumsodeen Khan had discontinued his allowance of 100 Rs. a month some 5 or 6 years before his death. 50 Rs. a month have been allowed him by Government since July 1878. Has one grown up son. No further provision necessary.
24.	Booniasdee Begum	45	Niece, daughter of Nabee Bux Khan	50 Rs. a month from Shumsodeen Khan.	Has a house in Delhi valued about 700 Rs.	Is married to Ghulam Hussain Khan who receives 300 Rs. a month from Government on account of his father's services but having quarreled with her, he gave her the house mentioned in the foregoing column but allows her nothing monthly for her support. She lives at present by money raised on a mortgage of the house. Shumsodeen Khan discontinued her allowance of 50 Rs. a month some 5 or 6 years before his death. She is the mother of Zynood Abdeen Khan No.11 who has no allowance or at present any means of subsistence and sister of No.23 who receives a pension of 50 Rs. a month. No provision necessary as the

21.	Azizool Nissa Begum.	40	Ditto	Do.	Do.	<p>Married to Allee Nawaz Khan, Nephew of Ahmed Bux Khan the son of his younger brother Illah Bux Khan—Her Husband received 15 Rs. a month from Shamsoddien. Allee Nawaz Khan died some months ago. She has a son and a daughter. The latter is married to Hafiz Meerza Jan who is in good circumstances and supports the family—No provision necessary.</p>
22.	Khwajah Shureef Khan.	75	Husband of Musahib Khanum daughter of Nurhse Bulsh Khan since dead.	<p>70 Rs. a month from Shamsoddien and the lease of the village of Hussainpoor and Mohunda at the fixed annual rent of 750 Rupees</p>	<p>A house in the City of Delhi valued at about 3,000 Rs</p>	<p>Besides the house in which he resides Khwajah Shureef is not known to have any other real property. He subsists on former savings. He has three sons and a daughter—of the former Khwajah Cassim and Khwajah Wazeer nominated lately by the Magistrate to officiate as Kotwal of Delhi and at present out of employ. The third Khwajah Allasoddien is a Government Police Officer in the Rohilk District. The Daughter is married—There does not appear any necessity of granting any allowance in this instance—As the sons are bound to support</p>

18.	Husain Allie Khan	40	Son of Nubbee Bulsh Khas elder brother of Ahmad Bulsh Khan.	100 Rs. a month from Shamsodddeen Khan.	A house in the City of Delhi worth something less than 1,000 Rs.	Subsides on money raised by sale of moveable property was the Moukhar of Newab Shamsodddeen Khan during his life-time. Has three sons one married to Nizamee Begum, daughter of Soorian Buksh on No. 12—the others are young and have no employment. Was generally believed to have taken an active part in the murder of the late Agent—No provision necessary.	provision necessary.
19.	Asadoolah Khan	32	Ditto	30 Rs. a month	—	30 Rs. a month bestowed on him by Government since 1838—No further provision necessary.	
20.	Afroz Nissa Begum (<i>dec.</i>)	45	Daughter of do-	None	None	Is married to Nujaf Allie Beg at present out of employment who received 20 Rs. monthly Salary and 10 Rs. a month for his children from Nizam Shamsodddeen Khan. They have 8 children and are supported by Afroz Zameen Begum—Nor 14—i. e., no necessity for granting any provision this case.	

14.	Afroz Zumanes Begum	22	Wife of Nurab Shamsoddien Khan	200 Rs. a month from Shamsoddien Khan and the village Kamedel in Jageer estimated at 3,000 Rs. yearly.	None	She has two daughter one of 7 years and the other of 5 years of age. She received from the Government for herself and children the amount of the Government Promissory Note viz. of 2,50,000 Rs. She resides in the House of her Father—No further provision necessary.	movable property. She has one son 7 years and one 5 years old. I would recommend 50 Rs. for her pension being the scale of allowance granted to her half sister No. 10.
15.	Amzar Euhoo Begum	26	Iditto	50 Rs. a month from Shamsoddien Khan	Do	Receives 100 Rs. a month from Government since May 1858. No further provision necessary.	
16.	—	—	—	—	—	—	
17.	Nurab Begum	19	Widow of Ibrahim Khan brother of Shamsoddien and son of Ahmed Baksh Khan	100 Rs. monthly from Shamsoddien Khan.	None	Her husband died during the life of Shamsoddien Khan and she has lately married Mohammed Koolie Khan, son of Ahmed Koolie Khan mentioned as the 2nd husband of Jahangorah Begum No. 10. Lives with her husband in the house of her father-in-law—No	

13.	Hadjee Begam	75	<p>Hous Begum the Daughter of Ahmed Khan.</p> <p>Daughter of Ahmed Khan</p>	<p>her death and his three children by her viz., Nisreen Begum now 11 years old, Fyz Mohammad Khan (now 9 years old) and Mohammed Begum, now 6, were supported and brought up by Shamsoddin Khan. The eldest daughter is married to Hussain Alee Khan son of Hussain Alee Khan and lives with her husband's father No.18 this Road. The other two children are living with their Grand mother Soohan Bulsh Khan is now absent from Delhi in search of employment. He was suspected of being a party to the assassination of the late Agent. No provision necessary.</p> <p>Married to Ghulam Mooyee-mooddeen Khan a very distant connexion of Ahmed Bulsh Khan who received 45 Rs. monthly besides his wife's allowance from Shamsoddin Khan. She has now no apparent means of subsistence and her husband is not in any employment. They have lived heretofore on their farm on earning and by selling and pawning their jewels and other</p>
			<p>The village of Sulherwarree settled on her rated at 100 Rs. a month.</p>	<p>Possesses a house in Delhi valued at from 2,000 to 2,500 Rs.</p>

11	Zynool Abdeen Khan	22	Husband of Nawab Begum, the daughter of Ahmad Bulsh Khan. He is grandson by the mother's side of Illahce Bux Khan the Brother of Ahmad Bulsh and he is great grandson by the father's side of a paternal uncle of Ahmad Bulsh Khan	30 Rs. a month from Shamsoodden Khan.	None	<p>The Pension of 50 Rs. per mensem settled upon the wife the Nawab Begum by Government in May last was discontinued on her death. The Husband is said to subsist at present on the sale of jewels and House-held property. His father the Nawab Gulam Husan Khan received 300 Rs. per mensem from Government settled on him on the resumption of the Hudud Perganah on the demise of his father the Nawab Ferozulla Beg Khan, Zeenool Abdeen Khan cannot be said to have any claim upon the British Government but for the reasons detailed in the letter by which this Schedule is accompanied his case has been specially noticed</p>
12.	Sooltan Bulsh Khan	45	Son of Ahmad Bulsh Khan's Brother Nubbee Bulsh Khan—was married to	30 Rs. a month from Shamsoodden Khan.	<p>Possesses a House in the City of Delhi value at 200 Rs.</p>	<p>During the life time of his wife he received 150 Rs. a month granted for her support by Shamsoodden Khan. This allowance was discontinued on</p>

7.	Bahoo Khanum	50	Wife/Mother of Shamsodddeen Khan.	55 Rs. money and 80 Rs. Food—Monthly from Shamsodddeen Khan.	Ditto	Lives in House that belonged to Ahmad Buksh Khan free of Rent—an allowance of 100 Rs a month settled on her by Government in May, 1893 which, however, she has refused to receive deeming it inadequate for her support. During the life time of her son Shamsodddeen Khan she is said to have received 55 Rs. monthly in cash and on an average about 80 Rs. or more for food. She at present lives on money borrowed or raised by the sale of her jewels and ornaments—No further provision deemed necessary.
8.	—	—	—	—	—	—
9.	—	—	—	—	—	—
10.	Jehangereh Begum	22	Daughter by Bahoo Khanum	100 Rs. monthly from Shamsodddeen Khan	None	Married 1st Mohamed Assem Khan 2ndly his Brother Ahmad Kollie Khan 50 Rs a month settled on her for life by Government in May last. Her present Husband is the owner of a great many Houses in Delhi and also receives 200 Rs. a month from Government granted on account of the

4.	Munewwar Jahan Begum	26	Daughter by Bahoo Begum	the Revenue of their Pergannah Resides with her mother and Brother	None	—No provision necessary Married to Khajeh Mohammad Alih Khan. She receives 50 Rs a month from her two Brothers. Her Husband is a soldier and is entertained by her Brothers as a <i>Sawar</i> in the <i>Pergannah</i> of <i>Lohamoo</i> —has one daughter—No provision necessary
5.	Badshah Begum	19	Daughter by Bahoo Begum	Resides with her mother and brother.	None	Married to Ghulam Nubbe Khan. She receives 50 Rs. a month from her Brother—Her Husband deals in Houses—No provision necessary.
6.	Mahrookh Begum	17	Ditto	Ditto		Married to Hyder Hussun Khan who at one time received 30 Rs. a month from Shamsood-deen but this was discontinued some time before the Musah's death—She receives 50 Rupees a month from her Brother on which they both live. The Husband considering himself of too high a family to follow any profession—has one daughter—No provision necessary.

**LIST AND STATEMENT OF THE CONDITION OF THE FAMILY AND CONNEXIONS
OF THE LATE NUWAB AHMUD BUKSH KHAN OF FEROZEPUR**

Delhi 13th December, 1838

No.	Name	Age	Relationship	Former Allowance from Nuwab Ahmad Buksh Khan or Shamsoddin Khan	Personal Property and the value thereof	REMARKS—If male, his means of present subsistence— If female to whom married, his profession and means of subsistence.
1.	Mirza Amernooddeen Ahmud Khan	25	Son by Bahoo Begum	The Parganah of Lahore given in Jagier to him and his Brother Goolam Zyaooddeen Ahmud Khan yearly income about 40,000 Rupies.	His present Property is large	No provision necessary
2.	Mirza Gholam Zyaooddeen Ahmud Khan	18	Ditto	Ditto	Ditto	No provision necessary.
3.	Bahoo Begum	50	Wife	Resides with her sons and was supported from	Unknown	Still lives with her sons and is supported from their Revenues.

no means of livelihood and I would therefore suggest that the allowance granted to her by the late Nuwab viz., 10 Rupees per mensem may be assigned to her for life. Her age is stated to be 55.

4 With exception to the above individuals I am not aware of any running members of the family, really deserving of special Consideration, but as the expectations of all have been excited by the late enquiry, it is not improbable that other applications will be submitted to His Lordship. In that case I trust the accompanying state will be found useful in deciding on any further claims.

Delhi Agency
10th January, 1839.

I have etc.
(Sd.) T.T. Metcalfe
Agent, Governor-General, N.W. Ps.

3. The Person alluded to in the last class are Zeinoool-Abdeen Khan married to the Nuwab Begum, a Daughter of the Nuwab Ahmud Buksh Khan, was also his grand nephew both by Father and Mother. He received from the Nuwab Shumsooddeen a monthly allowance of 30 Rupees for his personal expenses and 100 Rs. for his wife. These stipends ceased with the resumption of the *Jageer*, but the Right Honourable the Governor-General was pleased in the month of May last to settle upon the wife a Pension of 50 Rupees. This lady died in September, and the husband has now no means of livelihood—and from my personal acquaintance with him, I should say that he is not likely to obtain employment, even if he were desirous of doing so.

He is moreover the grandson of the Nuwab Feyzoollah Beg Khan, on whom the *Pergunnah* Hutteen valued at Rupees 1,65,665 per annum was conferred by Government for services rendered to the State. On his death the *Jageer* was resumed and a Pension of 300 Rupees per mensem settled upon the son—Gholam Hoosein Khan the father of the claimant. The father and the son are however on bad terms. the former has been compelled to proceed to Lucknow to avoid his Creditors.

Considering his near affinity by marriage as well as his relation to the head of the Ferozepore Family, the services of his Grandfather the Nuwab Feyzoollah Beg Khan, his really destitute situation and his inability both from want of Talent and an hesitation in his speech to obtain employment, I am induced to recommend for the favourable consideration of the Right Hon'ble the Governor-General that the Pension allowed to his deceased wife viz., 50 Rupees per mensem may be continued to himself. He has no children by the Nuwab Begum.

The second Person is Hadjee Begum, daughter of the Nuwab Ahmud Buksh Khan by Ruheeman. She is married to Ghoolam Mahyooddeen Khan, a distant connexion of her father's who is out of employ.

They have neither of them any apparent means of subsistence and I would therefore recommend that a Monthly allowance of 50 Rs. being the scale of Pension settled on her half sister the Juhangeera Begum be assigned to her.

The Third Expectant is Janee Begum, widow of Mohammad Ullee Khan, the younger brother of the Nuwab Ahmud Baksh Khan. With the exception of small landed property which yields her an income of 6 or 7 Rs. per month she has

(106)

To

H. Torrens, Esquire,
Offg. Secretary to Government,
Pol. Department.
N.W.Ps., Camp.

Sir,

In continuation of my letter to your address No.1455 under date the 1st Ultimo, I have the honor to submit for the consideration and orders of the Right Hon'ble the Governor-General the accompanying schedule relative to the several members of the family of the late Ahmad Buksh Khan of Ferozepore.

2. The Thirty-four persons enumerated in the letter I have divided for convenient reference into 6 Classes as follows:—

Persons

Class

- (1) 4 viz Nos. 1,2, 4 and 34 are in affluent circumstances.
- (2) 10 viz. Nos. 7,8,9, 10, 15, 16, 19, 23, 32 and 33, have already been pensioned by Government,
- (3) 7 viz. Nos. 3,4,5,6,17, 20 and 21 are provided for by Relatives or otherwise.
- (4) 5 viz Nos. 22, 24, 25, 29 and 30 are not considered to have any special claim on Government and should be provided for their Relatives.
- (5) 5 viz. Nos. 12, 18, 27, 28 and 31 In employ or able to provide a livelihood for themselves.
- (6) 3 viz. Nos. 11, 13 and 26 Recommended for the favourable consideration of Government.

(105)

To

G.G.'s Agent at Delhi,

Pol. Deptt.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter under date 3rd instant with enclosures respecting the claim of Mirza Ussudoolah Khan on the estate of the late Nawab of Ferozepore and in reply to state that the decision of the Special Commissioners denying his right to exception from the rule observed with other creditors was in the opinion of the Governor-General with reference to the circumstances under which the amount claimed had accumulated, perfectly just and proper.

Simlah.

18th July, 1838.

(Sd.) H. Torrens

Deputy Secretary to the
Governor-General.

That your Petitioner having learnt now, that all the Creditors of the late Shumshoodeen Khan, will receive a Dividend of only 8 annas and 6 pies in the Rupee, and that your Petitioner is about to suffer the same fate, has been not a little agitated in mind; and he presumes most humbly, that Your Lordship will equally be surprized at this. Your petitioner was no Servant of the late *Jageerdar* nor his Demand is for Property sold or money lent: This Sum is due to your Petitioner towards his Pension which was fixed by the British Government for which a deduction was allowed to Ahmud Baksh Khan, in the *Istumarar* money payable to them. Therefore, Your Petitioner's demand cannot be considered on the same footing as Shumshoodeen Khan's other *Debts*.

That Your Lordship's Petitioner begs leave to quote a recent Precedent in support of his application. Ameenoodeen Khan and his Brother have received the sum of 44,000 Rs (on account of the Proceeds of Lohawroo) in full amount of their demand, from the property of the late *Jageerdar* of Ferozepore.

Under these circumstances your Petitioner trusts humbly that Your Lordship will deem your Petitioner's claims superior to those of the other Creditors (in fact of a different nature) and that Your Lordship will be most graciously pleased to send instructions to the Agent to the Governor-General at Delhi that he may see your Petitioner paid his full demand, otherwise Your Lordship's Petitioner will experience a very heavy loss, by unjustifiable deduction of a moiety of his pension, which is already curtailed too much by the intrigue of the late Nawab Ahmud Buksh Khan, and which is indeed in its present state not adequate for the support of your Petitioner and his Family.

And Your Lordship's petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi

The 2nd June, 1838.



محمد اسد اللہ خاں برادر زادہ نعر اللہ بیگ خاں جاگیردار سوک سونا

مورخہ ۲ جون ۱۸۳۸ء

(104)

To

The Right Hon'ble Lord George Auckland,
GCB, etc., etc.,
Governor-General of India.

*The Petition of Assudoolah Khan, nephew of Nussuroollah Beg Khan, the late
Jageerdar of Sank and Sonaa.*

Humbly Sheweth:

That your Petitioner presumes humbly, Your Lordship is aware, that his uncle the late Nussuroollah Beg Khan, possessed a *Jageer* as a Grant from the British Government, which being a life tenure, it became the Property of Government after his demise; and an annual pension of 10,000 Rupees was fixed by the Government (on Lord Lake's Report dated 4th May, 1806) for the maintenance of his Family, to be paid from Nawab Ahmud Buksh Khan's *Jageer* out of the *Istamrar* money payable to Government. But Nawab Ahmud Buksh Khan keeping *this order* a secrete, all along paid your Petitioner and his Family only 3,000 Rupees (out of the 10,000 per annum. It is almost needless to say that this point is in dispute and on appeal from your Petitioner, Your Lordship has been pleased to send for the decision of the Honorable the Court of Directors): so long the *Jageer* remained in the possession of the *Jageerdar* of Ferozepore, your Petitioner received his pension from the *Jageer*, and since its resumption, your petitioner has drawn the amount from the Government Treasury, by the orders of Government.

Up to the date the *Jageer* remained in the possession of the late Shumshooden Khan, arrears of pension are due to your Petitioner amounting to 3,750 Rupees (@ 3,000 Rs. per annum) and this Sum has been proved by the investigation of Mr. Colin Lindsay in his capacity as Special Commissioner, and the court has been pleased to give a Decree in favour of your Petitioner.

the Amount of one year's arrears until the whole was liquidated . This arrangement was approved of by Mr. Fraser but the Nawab did not live to fulfil his Agreement.

5. As it was clear from the foregoing circumstances that the accumulation of Arrears was solely to be attributed to the obstinacy of the Petitioners, who refused to receive their just dues until their unfounded claims were acknowledged—the Special Commissioners declined to make any Exception in their favour to the prejudice of the other Creditors.

I have the honour to be,

Sir

Your most obedient servant,

(Sd.) T.T. Metcalfe.

Agent, Governor-General,

N.W.Ps.

Delhi Agency

3rd July, 1838

(103)

To

W.H. Macnaghten, Esqr.,
Secretary to the Governor-General,
N.W.Ps. Simla.

Sir,

I have the honour to submit for the orders of the Right Honorable the Governor-General, the accompanying English petition presented by Mirza Ussdoollah Khan (commonly called Mirza Nawsha) one of the Heirs of the late Mirza Nussuroollah Khan, praying that the amount of a decree passed in his favour by the Special Commissioners appointed for the settlement of the affairs of the late Nawab against the estate of the late Nawab Shumsodeen Khan may be paid in full and not considered in the light of a Debt, under which denomination he will only be held to share a dividend with other Creditors.

2. Mirza Ussudoollah Khan and his brother Mirza Yousoof filed a plaint before the Special Commissioners for Rs.3,750 being the Arrears of Pension due to them at the period of the demise of the late Nawab. As Heirs of Mirza Nussuroollah Beg Khan they were entitled under a grant and confirmed by Government of His Excellency General Lord Lake to an annual provision of 1,500 Rupees each, payable from the proceeds of the Ferozepoor *Jageer*.

3. In 1832, they solicited the aid of the late Agent in procuring for them payment of Arrears due, and the Nawab Shumsodeen was requested to satisfy the claim. The Nawab in reply apprized Mr. Fraser that the petitioners had demanded an Higher rate of pension than was fairly due to them, and that as the demand had been resisted they had refused to receive the amount to which they were really entitled. Ultimately a reference was submitted to Government and the Extra claim advanced by the Petitioners was declared inadmissible (May 1832).

4. On the receipt of the orders of Government the late Nawab intimated to my Predecessor, that he was unable to discharge in one payment the arrears which had accumulated (owing to the litigiousness of the Petitioners), but that he was willing in addition to the Pension of the current year, to pay annually

(102)

Abstract of Urzee of Ali Buksh Khan, Bunyadee Begum and Omrao Begum, Children of Illahee Buksh Khan, full brother of the late Ahmud Buksh Khan to the Right Hon'ble the Governor-General received 20th February, 1838.

State that their late uncle Ahmud Buksh Khan considering them in the light of his own children had assigned a separate allowance for their support from the *Jageer* granted to him by the British Government exclusive of food and clothing, also all other expenses attendant on marriages and other events occurring in their respective families. That the *Jageer* in question having been recently resumed by Government, their allowances have been withheld, in a measure which has reduced them to the lowest state of poverty, and made them entirely destitute of even the common necessities of life, under which circumstances relying alone on His Lordship's uniform and impartial justice they entertain a hope that their unfortunate case will be taken into consideration and some means of support be bestowed upon them.

(True abstract translation)

(Sd) H. Torrens¹⁹
Deputy Secretary.

(101)

Extract from Political letter to India dated 7th February, 1838

89. This claim had been negatived, and on good grounds previously to the
 Narrative for October, 1835 (33 - 34 and 136 - the sequestration of the *jageer*.
 137 of Narrative for April, May and June 1835)
 claims of Assudoola to an increase of the
 provision assigned to him from the revenues of
 Ferozepore

India Office Records, London—No IOR-E/4753, Political Despatch No 10 of 7 Feby 1838

(100)

To

T. T. Metcalfe, Esqr.
Agent to the Lt.-Govr.,
N.W.Ps., Delhi.

Pol. Deptt.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 17th instant reporting on the petition of Booneeadee Begum and Oomrao Begum and to acquaint you in reply that the claims preferred by these ladies appear to be against the Estate of the late Nawab Shumsodeen Khan and the Lieut.-Governor does not therefore see any ground for interference.

On the completion of the investigations now pending before the commissioners you are requested to bring to the notice of the Lieut.-Governor any case of want or destitution amongst the family of the late Shumsodeen which may appear to you to deserve the assistance of Government.

I have the honour to be,
Sir,

Your most obedient servant,
(Sd) R.N.C. Hamilton
Offg. Secretary.

Agra

The 24th October, 1837.

to indemnify her in the sum of 3,000 Rs. for the sale of her Jewels, to which she had been compelled to have recourse.

9. After this, the late Agent, under date 24th August, directed the Nawab to remit to Omrao Begum 3,000 Rupees out of the arrears due to her husband and to pay to her regularly 400 Rs. per annum, her acknowledged share of the pension.

10. Of the former of these sums Omrao Begum acknowledges to have received on her husband's receipts 1,500 Rupees and for one and a half year her allowance @ 400 Rs. per annum. For the Balance of the 3,000 she filed a suit before the Special Commissioners, who concurred in opinion that her claim must be against her husband and not against the Estate of the late Nawab—the more so, as Mirza Ussudoolah has likewise instituted two claims, the one for 3,750, on account of 5 years' pension, due to him at the time of the Nawab's death and the other, for 3,500 Rs. arrears antecedent to the above period of 5 years. The proof of these statements will necessarily rest with the husband; but whether they be established or not the wife can have not separate demand.

11. The original petition is herewith returned.

I have the honor to be,

Sir

Your most obedient servant,

(Sd.) T.T. Metcalfe,

Agent to the Lt. Governor, N.W.Ps.

Delhi Agency

7th October, 1837.

(99)

To

R.N. C. Hamilton, Esqr.,
Offg. Secretary to the Hon'able the Lieut. Governor,
N.W.Ps., Pol. Dept., Agra.

Sir,

I have the honor to acknowledge your despatch No. 194 under dated the 7th Instant, forwarding for report an original Petition from Boonecader Begum and Omrao Begum, nieces of the late Nawab Ahmad Buksh Khan.

6. With respect to the second petitioner, Omrao Begum, I find from the records of this office, that in the month of June 1806, a pension was settled by General Lord Lake payable from the Ferozepore *Jageer* on Mirza Ussudoollah commonly called Mirza Nowsha, the petitioner's husband.

7. A quarrel having arisen between the late Nawab Shumsooddeen Khan and Mirza Ussudoollah (about the years A.D. 1828-29) the latter refused to receive his pension. On the 12th August, 1833, Omrao Begum presented a petition to the late Agent, requesting that provision might be made for her out of arrears of her husband's pension—Upon which Mr. Fraser called upon Mirza Ussudoollah to state, what portion he was willing to settle upon his wife.

8. Mirza Ussudoollah replied that he had formerly settled on the Begum an annual allowance of 400 Rupees but that, for the last five years he had paid her nothing owing to the suspension of his own income, but that, on receiving his arrears, he was willing to make a suitable provision for his wife, and

(98)

To

T.T. Metcalfe, Esq.,
Agent to the Lt. Govr., N.W.P., Delhi.

Pol. Deptt

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 27th ultimo reporting on the claim preferred by Mirza Ussuddoollah Khan, against the Estate of the late Nuwab Shumsodeen Khan, for arrears of pension.

2. In reply I am desired to observe that the arrears in question are certainly due from the property of the late Nuwab and should be liquidated from that source.

Agra.
The 4th October, 1837.

I have etc., etc.
(Sd.) R.N.C. Hamilton
Offg. Secretary

. I have the honour to enclose a correct statement of the balance due to them.

Ferozepoor
Camp Rewarree,
The 29th October, 1835

I have etc. etc.
(Sd.) C. Gubbins,

1st Asst. A.G.G. & Commissioner.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part II.

(97)

To

T.T. Metcalfe, Esquire
Agent, Governor-General,
Delhi.

Sir,

In answer to your letter of the 20th Instant and Enclosures regarding the Installments due to Mirzas Nowsha, Yoosoof etc. I have the honor to inform you that the statement of claims furnished by them is incorrect. The allowances of the family amount to 5,000 Rupees per annum or a *Fuslana* of 2,500.

On the sequestration of the *Jageer*, 4,500 Rs. were due to Mirzas Yoosoof and Nowsha for arrears which had accumulated in the Years 1237-38-39-40 & 1241 F.S. and on the collection of the *rubbee* Installments of Revenue, 2,500 Rs. was paid to the family as the whole *Fuslana* for that season and 750 as the instalment of arrears as had formerly been agreed to by the Nawab making a total of 3,250.

There is therefore now only 3,750 Rs. balance in their favour and as this sum should have been disbursed from the receipts of former years the burthen of it would fall not upon the future Revenue of the *Jageer* but upon the amount of the property of the Nawab whether lodged in the Company's Treasury or realized from the sale of his Effects.

As I have carefully investigated the accounts of the *Jageer* I can speak confidently as to the inaccuracy of the claims advanced by Mirza Nowsha etc.

4. Should His Honor the Lieutenant Governor consider this view of the question to be just, there can be no objection to defraying this remaining portion from the amount in deposit either immediately or, on the final adjustment of the affairs of the Estate.

I have the honor to be,

Sir

Your most obedient servant,

(Sd.) T.T. Metcalfe

Agent Lt.Govr., N.W.Ps.

Delhi Agency

27th September, 1837.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I

(96)

To

R.N.C. Hamilton, Esqr.,
 Offg. Secretary to the
 Hon'ble the Lieut. Governor,
 N.W.Ps.

Pol. Deptt., Agra.

Sir,

I have the Honor to acknowledge your letter No.160 of the 20th instant forwarding for report, copy of a Petition presented by Ussud Oollah Khan, and in reply to submit for the information of the Honorable the Lieutenant Governor, the annexed Copy of a statement furnished in the year 1835, by the Officer-in-charge of the Ferozepore Territory relative to the claims preferred by the petitioner.

2. From this document it appears that of the original amount of Arrears viz. 4,000 rupees (for the *Fusly* years 1237-41) due by the late *Nawab* on the sequestration of the Estate, Rs. 3250 were liquidated from the first Installments, leaving a Balance of 3,750 Rupees in favour of Ussudollah Khan etc. etc.

3. This Balance, having been payable from the revenues of the *Jageer* antecedent to its resumption, should, in my opinion be realized from the amount of the property confiscated and not from the Government assets.

(95)

To

T.T. Metcalfe, Esquire,
Agent to the Lt. Govr., N.W. P., Delhi.

Pol. Department.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter of the 26 ultimo, and to transmit for report a copy of the petition of Assudoollah Khan therewith submitted.

I have etc. etc. ^m
(Sd.) R.N.C. Hamilton

Agra

The 20th September, 1837.

etc.) to be paid to them, in like manner, as Ameenooddeen Khan and Zeraoodeen Khan have been paid their arrears and which Sum afterwards can be carried to account.

And your Petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi,
The 17th August, 1837.

عرضداشت اسوالطہ خاں برادر زادہ نعرالطہ بیگ خاں پانچویں سوئی
مردودہ بمقام اگست ۱۷۳۷ ہجری



passed by the Agent at Delhi, on the 31st October, 1835, that this Amount should be paid to your Petitioner from among the sale of the late Shumshooddeen Khan's Property: But the remaining sum of 3,500 Rupees is due to all persons viz. your Petitioner, his Brother, and his three Aunts (being the arrears of pension for fourteen months at 3,000 rupees per annum). According to the order passed by C.T. Metcalfe, Esquire., your Petitioner's claims are pending in the Civil Court, and the *Missil* therewith connected is ready: As for the sum of 3,500 Rupees, it is believed will be proved from the Records of Ferozepore:—and your Petitioner's claims to the first Sum as being due had been already proved to be valid from the Records of Ferozepore: — and it is evident that your Petitioner and his Family are neither Servants nor Creditors of the late Shumshooddeen Khan, and their pension, according to the orders of Government, was assigned with Nawab Ahmud Buksh Khan's *Jageer*, to be paid from the *Istumar* money of Government.

Third Your Petitioner with his Family in demanding this money, hopes most humbly that their claims will not be brought under consideration in common with the claims of the Creditors and Servants of the late Shumshooddeen Khan: — As a point of precedent Your Honor's petitioner begs leave respectfully to advert to a similar case that Ameenooddeen Khan and Zaeooddeen Khan have been paid 44,000 Rupees on account of arrears due to them from the sale amount of Shumshooddeen Khan's Property, and your Petitioner trusts humbly, that he and his Family may be paid accordingly: But if it be inferred, that the arrears due to Ameenooddeen Khan and Zaeooddeen Khan, were paid to them from the proceeds of Lohawroo, your Petitioner, begs leave to state, that the amount of their pension may be considered as payable from the *Istumar* Money of Government.

Fourth Your humble petitioner and his poor Family are thus placed in a sad predicament, and solicit most earnestly, that Your Honor will be graciously pleased to direct the Agent at Delhi that he may not include the Claims of your Petitioner and his Family with those of the Creditors and Servants of the late Shumshooddeen Khan; but that he may order the payment of this Sum (as the only source your petitioner and his family, at present, look to for paying their Debts

(94)

To

The Hon'ble Sir C.T. Metcalfe, Baronet,
CCB, Lieutenant Governor of the N.W.Ps.,
Agra.

*The humble petition of Assuddoollah Khan, the nephew of the late
Nussuroollah Beg Khan.*

Humbly Sheweth:

That Your Honor is aware that your Petitioner's uncle, the late Nussuroollah Beg Khan enjoyed a *Jageer* as a Grant from the British Government, and, after his demise on the resumption of his Lands, a pension was appointed with Ahmud Buksh Khan's *Jageer*, for the support of Nussuroollah Beg Khan's Family (consisting of 5 persons viz. your Petitioner, his Brother, and his 3 Aunts), and those 5 Individuals have all along received from Nawab Ahmud Buksh Khan's *Jageer*, from the year 1806, 3,000 Rs. annually, and since its resumption, they have drawn their pension from the Government Treasury; and, it may not be superfluous to state here, that the pension which Nussuroollah Beg Khan's family receive, is not from the Proceeds of Ahmud Buksh Khan's *Jageer*, but it was assigned from the *Istumar* Money payable to Government by Ahmud Buksh Khan.

Second The sum of 7,250 Rupees is due to your Petitioner and his Family in arrears of their pension at 3,000 Rupees per annum from the late Shumshooddeen Khan; and from this Amount the sum of 3,750 Rupees is exclusively due to your Petitioner and his Brother, on account of arrears due from former Account of 4 or 5 years past, and this sum has been proved to be due in the Collectorate Department under C. Gubbins, Esquire., and an order was also

(93)

To

R.H. Scott Esquire,
 Offg. Secretary to Lieut. Governor, N.W.P.,
 Political Department, Agra.

Sir,

I have the honor to forward the accompanying petition in the English Language from Assudooollah Khan, nephew of the late Nussuroollah Khan, to the address of the Honorable the Lieutenant Governor, N.W.P.

Delhi Agency
 The 26th August, 1837

I have the honour to be,
 Sir
 Your most obedient servant,
 (Sd), T.T. Metcalfe
 Agent to the lieutt. Govr.
 N.W.P.

(92)

Extract from the Narrative of the Proceedings of the Hon'able the Lieut. Governor of the North-Western Provinces in the Political Department for the months April, May and June, 1836 dated the 29th October, 1836

Respecting the claim of Assudoolah Khan to an increased stipend out of the proceeds of the Ferozepore Jageer
Frags 18th June 1836

Nos 2 to 5
Frags 25th June 1836

Nos 2 to 4.
Vide Collection No. 47

Para 136. Two petitions were received from the Government of India, together with certain other documents presented by Assudoolah Khan nephew of the late Nasseeroollah Beg Khan representing that on the occasion of the Ferozepore Jageer being assigned to the late Ahmad Buksh Khan an allowance of 10,000 Rupees per annum out of the proceeds of the Jageer had been set apart for the support of his uncle^b and his family but that since his uncle's demise, he has been in the receipt of only 3,000 Rupees per annum and as the Ferozepore Jageer had now been resumed by the British Government the Petitioner prayed that the difference of stipend be paid to him for the last 29 years out of the Estate of the late Shumsooddeen Khan and in the event of the restoration of the Jageer to the family of the late Nawab, Assuddoolah Khan prayed that the stipend of 10,000 Rs. annually be paid to him prospectively from the Govt. Treasury.

Para 137. The Government under date the 27th January, 1831, had declined to interfere with the arrangement which had been made for the support of the family of Nasseeroolla Khan by Ahmad Buksh Khan the first Chieftain of Ferozepore and the Agent was directed to inform the Petitioner that his case had already been disposed of by the above decision.

India Office Records, London—No. JGR.F/4/1643—Board's Collection No. 63669.

^b It is not correct the arrangement of maintenance were made after the death of Ghalib's Uncle Nassurullah Beg Khan for his family.

(91)

Ordered that the Letter addressed to Assudoollah Khan be transmitted thro' the Agent at Delhi

True Extract.

(Sd.) C.G. Mansel ,
Offg. Secretary to the Lt.Govr. N.W.Ps.

India Office Records, London—No. JOR.F/4/1643—Board's Collection No. 65669.

(90)

From

W.H. Macnaghten, Esqr.
Secretary to the Government
of India.

To

Assdoollah Khan

Dated the 13th June, 1836

Sir,

I am directed by the Right Hon'able the Governor-General of India in Council to acknowledge the receipt of your letter dated the 22nd Ultimo to the address of His Lordship's Private Secretary together with its enclosure.

In reply I am desired to acquaint you that the communication in question has been forwarded together with the former paper connected therewith to the Hon'able the Lieutt. Governor of the North Western Provinces who will pass such decision on your claim as may appear to him to be just and proper.

I am etc.

Fort William
13th June 1836.

(Sd.) W.H. Macnaghten
Secretary to the Government of India

True copy.

(Sd.) W.H. Macnaghten
Secretary to the Govt. of India.

That Your Lordship will have noticed that your petitioner in submitting his Claims before, has solicited that the sum due him (as stated in his several petitions) amounting to 2,03,000 Rupees may be paid to him out of the 2,60,000 Rupees now held by the British Government of the late Shumshuddeen Khan, and that the other Claimants be prohibited from monopolizing this amount as your petitioner has been the first in holding this deposit responsible for his demand and that he has already stated, that this sum is in fact Government money and forms a just claim of the family of the late Nussurroollah Beg Khan.

That the Heirs or Claimants of the late Shumshooddeen Khan having petitioned the *Dewanee* Court at Delhi for the payment of this money to them, your petitioner is therefore solicitous that Your Lordship will be pleased to issue an order to the Agent here or to the Sessions Judge that the amount of your petitioner's Demand viz. 2,03,000 Rs. be deducted out of this 2,60,000 Rupees and be kept in the Govt. Treasury until the final decision of your petitioner's case.

§

Delhi
The 22nd May, 1836



And Your Lordship's petitioner
will, as in duty bound, ever pray.

(89)

From

Assadoollah Khan
Nephew of the late Nussuroollah Beg Khan.

To

The Right Hon'ble
Lord G. Auckland, KCB.
etc. etc. etc.
Governor-General in Council,
Fort William.

Dated the 22nd May, 1836

*The humble petition of Assadoollah Khan, the nephew of the late
Nussuroollah Beg Khan.*

Respectfully Sheweth:

That your Petitioner on the 23rd of March last had the honor of submitting his case for your Lordship's humane consideration when he enclosed the papers connected therewith. One of such papers that he possessed no duplicate he took the liberty of mentioning in a separate memorandum that they were to be found on the Records of Government in Calcutta.

That your Petitioner has learnt from the Gazette that Your Lordship's time at present is wholly occupied towards the affairs of the Country hence your petitioner most humbly presumes his case remains yet undecided , your petitioner can be in no great haste under a firm belief that in due time Your Lordship will be pleased to bestow such notice upon the Case as it merits and at the justness of Your Lordship's hands, he entertains every hope of receiving his just and Lawfull due. But a circumstance has occasioned great confusion in your Petitioner's mind and he can't reconcile himself without injuring his own interest in refraining from urging the following point for Your Lordship's kind consideration and immediate orders.

(88)

I am

Assadoollah Khan

To

R. Colvin¹⁶, Esquire,
 Private Secretary to the Governor-General,
 Fort William.

Dated the 22nd May, 1826.

Sir,

In submitting the enclosed Petition I have the honor to solicit that you will have the goodness to present it for the most liberal consideration of the Governor-General in Council and I have to beg most respectfully that the orders which may be passed thereupon be communicated to the local authorities at Delhi.

I also beg leave with every deference to state that I am anxious to learn whether His Lordship has passed any order on the Petition which I submitted on the 23rd of March last. May I solicit the condescension of your favouring me with a line on the subject, that a mind full of anxieties may be reconciled for a while?

I have the honor to be etc. etc.

(Sd.) Assadoollah Khan

Delhi.

The 22nd May 1826

Persian Seal

(87)

Extract from the Proceedings of the Hon'able the Lieutenant Governor of the North-Western Provinces in the Political Department, dated the 25th June, 1836.

From

W.H. Macnaghten, Esquire,
Secretary to the Government of India.

To

G.A. Bushby, Esquire,
Secretary to the Hon'able the Lt. Govr. of the
North-Western Provinces, Allahabad.

Pol. Deptt.-

Dt. the 13th June, 1836.

Sir,

In continuation of my dispatch of the 23rd Ultimo, I am directed to transmit to you the accompanying original papers from Assoodollah Khan addressed to His Lordship's Private Secretary with its enclosure, dated the 22nd Ultimo.

It is requested that the accompanying reply may be forwarded to Assoodollah Khan, through the Agent at Delhi. A copy accompanies for the information of the Hon'able the Lieutenant Governor.

Fort William
13th June, 1836

I have the honour to be etc. etc.
(Sd.) W.H. Macnaghten
Secretary to the Government of India.

(86)

To

T.T. Matcalfe, Esqr.,
Agent to the Lieut. Governor,
N.W. Provinces, Delhi.

Poll. Deptt.

Sir,

I am directed to communicate to you for the information of Usadoolla Khan that his petition dated the 23rd March last has been before the Right Hon'able the Governor-General in Council but that the case is considered to have been disposed of by the decision of the Governor-General the Right Hon'able Lord William Bentinck.

I have etc., etc.

(Sd.) G.A. Bushby.

Allahabad.

The 18th June 1836

(85)

*Extract Agra Presidency Political Proceedings under date
the 20th December, 1835*

Ordered that the Agent at Delhi be requested to communicate to Usudoolla Khan that his petition, dated 23rd March last had been before the Supreme Government but that the case was considered to have been disposed of by the decision of the Governor General the Right Honorable Lord William Bentinck.

India Office Records, London—No. IOR.F/4/1643—Board's Collection No 65669

(84)

Note: Assadullah Khan the petitioner begs leave respectfully to state that from the perusal of this despatch it will appear that the appellant in appealing to the right Honourable the Governor-General in Council, has the honour to submit three points for consideration: —

First—That in addressing the above letter to Mr. C. Gubbins, the petitioner requested of him to forward a copy of it to the Agent at Delhi that he may pass the necessary orders thereupon or submit it for the consideration of the Governor of Agra. The letter in question was sent to the Agent; but he neither passed any orders, nor submitted it for the consideration of the Governor of Agra.

Second—That the petitioner in applying to the Governor of Agra, to order the payment of arrears of allowance (of 3,000 rupees per annum) due to him and his family had solicited that the amount should be paid out of the proceeds of the State of Ferozepore (as it should be paid from the revenue of that State); but the Governor of Agra did not pass his orders to this effect.

Third—The petitioner has submitted his claim for the consideration of the Governor of Agra; but His Honour neither passed his own decision, nor submitted it for the consideration and orders of the Supreme Council, but barely expressed his opinion, that the case does not come within the sphere of his jurisdiction as it was amenable to the decision of the Supreme Government.



اسد اللہ خان برادر زادہ نعر اللہ بیگ خانی جاگیردار سوگ سون

In conclusion I have the honor to solicit that you will issue such orders upon this subject as may seem necessary; and that you will be pleased to forward a copy of this address to the Governor of Agra^{*} at Delhi with a request that he may, if he thinks proper, submit the same, for the consideration and orders of the Honorable the Governor of Agra.

I have etc. etc.

(Sd.) Asadollah Khan.

Delhi.

The—October, 1835.

^{*} Here probably some words are missing. The missing words in my opinion are "To the Agent".

(83)

To

C. Gubbins, Esquire,
Principal Assistant, Camp Ferozepore.

Sir,

I have the honor to submit the following points for your information.

Khaja Shumshoodeen and Khaja Budroodeen, Sons of Khaja Hajee, who used to receive a sum of 2,000 Rs. from Nawab Ahmud Bukhsh Khan's *Jageer* annually are in no way related to Nassurroollah Beg Khan either in consanguinity or by marriage. The Father of these Individuals was a Servant of Nassurroollah Beg Khan and held the Situation of a *Jemadar* of the 50 Horsemen whom the Nawab Ahmud Bukhsh Khan was bound by Treaty with Lord Lake to maintain for the service of the British Government out of his *Jageer*. Though Nawab Ahmud Bukhsh Khan paid 2,000 Rupees to Khaja Hajee as a monthly stipend, he, out of Kindness dispensed with his Services which circumstance alone created the impression of his (Khaja Hajee's) being a relative of Nassurroolla Beg Khan. On the other hand, the *Jemadar* of the Horsemen can only retain his Situation and be considered entitled to the allowance he used to draw, *so long as the Horsemen continue in service*; But as the Nawab's *Jageer* has been resumed, it is uncertain whether Government will disband the Horsemen or continue them as heretofore?

As a nephew of Nassurroollah Beg Khan and a well wisher of Government, it beoves me to give you this information: I have already submitted a petition to the Hon'able the Governor of Agra wherein I have touched upon this subject in common with the points connected with my rights and Claims.

The *Jageer* in question continued in the possession of Nawab Shumshoodeen Khan until the end of April 1835 and from the month of May it has been attached by Government, it is therefore necessary, I presume that Khaja Shumshoodeen and Khaja Budroodeen be paid up to that date only from the Revenue of the *Jageer*, and any further payment be deferred until the orders of Government are known on this point.

Second. That Sir John Malcolm has only testified Lord Lake's Seal and signature, but he has not denied the validity of the English Reports.

Third. Mr. George Swinton has expressed his opinion in such manner that the *Shooqua* in question cannot disannul or falsify the English Report of the 4th May 1806.

The fact of the *Shooqua* being surreptitious has been brought into question; but this deceptive Document has not been compared with the English Report as yet, the petitioner is therefore, solicitous that the Governor-General in Council will be pleased in his justness to examine these two Documents (by which it will be found that the *Shooqua* is not genuine). Without a proper examination of *these* Papers the Case cannot be brought to a conclusion.

The original ground of the petitioner's Claim is to ratify, that the *Shooqua* was not issued from Lord Lake's office by His Lordship's order, but that Ahmed Bukhsh Khan consulting with the *Amlah* procured the Seal and signature of Lord Lake, as explained in the petition to William Blunt, Esquire, the Governor of Agra.

In conclusion the petitioner most humbly and earnestly solicits that the Governor-General in Council will examine the *Shooqua* with the English Report and either to acquaint him on what principle Lord Lake could have issued another order so *contradictory*, after the Government had confirmed the allowance of 10,000 Rupees per annum, or to issue such order as the petitioner may receive his just and lawful due.

It is totally impossible that Lord Lake could have repealed the former order after it had been confirmed by Government without issuing another Document expressive of the ground which could have induced him to do so, or without further reference to Government.

(Sd.) Assdoollah Khan

(82)

Note—Assdoolah Khan, the petitioner begs leave to state most respectfully, that on the receipt of the above petitions, and the Report of the Agent to the Governor of Agra, from Delhi, respecting the petitioner's Case, the Honourable the Governor of Agra was pleased to pass his orders that the petitioner's Case cannot be heard in his Court, as it was investigated once in Calcutta in the Supreme Council.

Agreeable to this order of the Governor of Agra the petitioner has deemed it advisable, to submit Copies of all the Papers connected with his Case to the Right Hon'able the Governor-General in Council and to appeal to his just and impartial Tribunal in the humble hope that redress will be afforded him.

From the perusal of these petitions and the Documents specified below, the Governor-General in Council will perceive how the case stands, viz:-

The Report of Sir Edward Colebrooke to Government respecting the petitioner's Case and the reply from Government.

The Report of Francis Hawkins, Esqr., and the reply from Government.

The 2 petitions (in English) the petitioner had the honor of submitting to the Supreme Government by the English Post, and the letter from Government to Sir John Malcolm and that Gentleman's reply.

On reviewing the Case, and perusing every Document connected with it, the Governor-General in Council will be pleased to notice the following points:-

First. That the petitioner had not barely solicited to confirm that the *Shooqua* was not genuine, but that the contents of the *Shooqua* should be compared with that of the English Report.

That the reason of your petitioner's requiring and demanding the arrears due to him and his family on account of the allowance of 3,000 Rupees per annum is as follows:—*First*. That he is anxious to clear the accounts to that date, and secondly to provide himself and his family with support, until his Case, now pending before your impartial Tribunal, be decided.

And your petitioner etc., etc.,

(Sd) Assdoolah Khan

Delhi.

The 16th December, 1835.

(81)

To

The Hon'ble A. Ross Esqr., etc., etc.,
Governor of Agra.

The humble petition of Asdoolah Khan the nephew of the late Nustoorallah Beg Khan.

Respectfully Sheweth,

That your petitioner most humbly presuming, in advertence to two of the Memorials, he had the honor of submitting, under date the 30th June, 1835, that on receiving the Report of T.T. Metcalf, Esquire in his Case, you will revert to them, your petitioner begs to attract your attention to the concluding paragraph of the 2nd petition and trusts humbly that according to the subject thereof, you will be pleased, to issue your orders to the Agent to the Governor of Agra at Delhi, that 2,03,000 Rupees on account of your petitioner's *Demand* be deducted out of the 2,60,000 Rupees held by Government of the late Shurhshodeen Khan, and the amount be kept in deposit in the Government Treasury with a view to secure the money from being disposed of to the Creditors of the Deceased.

That your petitioner also begs to state for your information, that arrears of the allowance Ahmad Buksh Khan used to allow (of 3,000 per annum) to your petitioner, his brother and the 3 sister of Nussurroollah Beg Khan, are due to them from the Revenue of Ferozepore up to the period of 30th April, 1835. Your petitioner has the honour to solicit that you will be pleased to issue such order to T.T. Metcalfe Esquire, as he may pay them up to that period, from the Proceeds of that State.

That your petitioner has confined the payment of the arrears of allowance due to him and his family up to the month of April 1835, owing to the *Jageer* having continued till that period in the possession of the late Incumbent, as from the month of May it has been attached by Government.

(80)

Extract from Agra Presidency Political Proceedings No. 9 under date the 20th December, 1835.

No orders necessary.

(True Extract)

(R. H. Scott,
Officiating Secretary to the
Government of Agra,

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1643-Board's Collection No. 65669.

Buksh Khan or deprive your petitioner of his right, the legality of which according to the Report of Lord Lake, under date the 4th May 1806, is unquestionable.

That in a Court of Justice, your petitioner begs to state with every deffrence, this inconsistent and deceptive *Shooqua* (of which no duplicate can be traced among the Records of any Public Office), can never be held valid: Your petitioner has the honor to solicit most humbly and earnestly, that you will be so gracious and human as to review the Case well; and bestow such notice upon it, as it may seem to merit in your just, impartial and unparalleled opinion.

And your petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi.

The 16th December, 1835

(Sd.) Assoodollah Khan

(79)

To

The Hon^{ble} Alexander Ross, Esquire,
Governor of Agra.

The humble Petition of Asstdoolah Khan

Respectfully Sheweth:

That in continuation of the memorials your petitioner had the honor of submitting in the month of October last, he begs most respectfully to offer the following points for your liberal consideration and most serious notice.

That a report prevails in the City, that T.T.Metcalf, Esquire has, since his appointment to the Agency, adopted the method of making the Persian *Amlah* draw out Abstracts of Cases; and upon their statement he makes his Report. Your petitioner, is, therefore, solicitous, that in his Case your Honor will not pass your judgment barely upon the Report which you may receive from that Authority. Your petitioner being in indigent circumstances and not able to please the *Amlah*, they are inimical to his interests, and have consequently rendered a vague abstract of his Case.

That Sir John Malcolm has only testified to the Seal and signature of the Hon^{ble} Lord Lake which your petitioner has no hesitation to acknowledge: But the question is, how they were obtained? It is evident, that this *Shooqua* (under date, 7th June, 1806), is false and was surreptitiously procured, as your petitioner has already explained in one of his memorials: How could Lord Lake (after the Governor-General in Council had confirmed the allowance of 10,000 Rupees) have issued another order so inconsistent; and, it is very remarkable, and favourable to your petitioner's Case that there is no Document revoking the previous order and confirmation of the Allowance in question.

That the imposition and sordidness on the part of Ahmed Buksh Khan, in procuring this *Shooqua* is too manifest to require any comment: Your petitioner humbly trusts, that as the *Jageer* is now placed under the administration of the British Government they will not take advantage of the mean artifice of Ahmed

(78)

Extract from Agra Presidency Political Proceedings under date the 20th December, 1835

From

Asdoollah Khan

To

G.A. Bushby, Esquire,
Political Secretary to the Government of Agra,
Allahabad

Dated the 16th December, 1835

Sir,

In submitting the enclosed memorials I have the honor to solicit, that in receiving a report from T.T. Metcalfe, Esqr. in my case you will be so kind as to present the enclosures together with my former Petitions for the consideration and orders of the Hon'ble the Governor of Agra.

I have the honor to be etc.,
(Sd.) Asdoollah Khan,

Delhi.

The 16th December, 1835.



(77)

Note—Assadoolla Khan the petitioner states respectfully, that on the receipt of the preceding petitions, the Honorable the Governor of Agra, after their perusal, called upon T.T. Metcalfe, Esquire for a Report of the petitioner's Case from the Records of Delhi; and, consequent to this order, the petitioner presented two petitions to His Honor the Governor of Agra, by the English Post, the following are copies of them:—

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I

Lordship however directs me to state that if any ultimate arrangement should be made respecting these Provinces by which it should be desired to convert them into either a source of advantage or of strength to the British Government without making them immediately subject to our own administration that he knows no native Chief with whom an arrangement could be made with such a confident expectation of its answering every end as with Ahmed Buksh Khan as he possesses great activity and intelligence, has much influence in the Country, and is (His Lordship is satisfied) most sincerely attached to the British Government.

True Copy and Extract.

(Sd.) W.H. Macnaghten.
Offg. Chief Secretary to the Government.
(True Copy).

(Sd.) M. Blake,
1st Assistant A.G.G.

(76)

Extract from a letter from Lieutenant-Colonel Malcolm, dated 4th May 1806

At the period when Ahmed Buksh Khan gave up Rohtack and Hurrianah, the Right Hon'ble Lord Lake promised to give him the Districts he held in Mewat in *Istamrar* for the term of his life for a payment of 25,000 Rupees per annum; Soon after this on the sudden death of Nussooroollah Beg Khan, a near relation of Ahmed Buksh Khan, the Districts of "Sonk" and "Sonsah" which had been given to that Chief, were resumed, but His Lordship deemed it necessary to provide in some manner for his Brother* and family, and this became more urgent from the necessity of disbanding the Corps of Irregular Cavalry in which most of them were employed and in which there were also one or two officers who had come over from the enemy on a promise of favour and protection. To effect these objects in a manner the least objectionable, His Lordship thought the best mode was to allow Ahmed Buksh Khan a deduction for this support and with this view he fixed his payment at 15,000 Rs. per annum.

The situation of the District held by Ahmed Buksh Khan, their turbulent state, and the smallness of the amount he pays to Government combined with a consideration of his Services, led His Lordship to make him an offer (if he would give up all claims to aid, and promise to maintain the peace of his own possessions, and to furnish 50 Horse if required) to grant him exemption from any payment whatever and to give him the lands he holds upon the same tenure as then held by Nejabut Ally Khan and Sumnud Khan. To this he most readily assented, and I enclose by desire of Lord Lake a Draft of the *Sunnud* for him drawn out in the same manner as those granted to the two Chiefs above mentioned.

I am directed by the Right Hon'ble Lord Lake to enclose copy and translation of a representation which he has received from Ahmed Buksh Khan. The Districts of "Sonah" and "Noh" he is desirous to hold are now rented to Tej Singh Chowdree of Rewarree for the term of 3 years at an increasing *Jumma*.

His Lordship is not aware of the manner in which the Governor General in Council means ultimately to dispose of these provinces and has therefore given Ahmed Buksh Khan no reason to conclude his request will be complied with. His

* The arrangements of pensionary provision were made for nephews and family and not for the Brother and family.

Rupees 7,000 was effected by the fraud of the *Jageerdar* of Ferozepore (and the amount be appropriated to his own purposes) and not by the orders of Government.

5th.—The *Jageer* of Shumshooden Khan having remained in his possession till April 1835, and was attached by Government from May 1835—an annual balance, in favour of your petitioner, of 7,000 rupees per annum for the period of 29 years, is due from the *Jageer*, reckoning from May 1806, up to the date of the *Jageer* remained in the possession of the late Incumbent.

6th.—Your petitioner is solicitous, that the Balance of Rupees 2,03,000 due to him for the period of 29 years may be paid of the 2,60,000 that Shumshooden Khan has left in the hands of Government, and that from the month of May 1835, he may continue always to receive his assigned annual payment of 10,000 Rs. from the Government Treasury.

7th.—Should Your Lordship deem expedient to give back the *Jageer* to Ahmud Buksh Khan's Heirs your petitioner respectfully presumes that it will revert to them on the original terms that Lord Lake made the grant: and that your petitioner most humbly suggests that Rupees 25,000 should be deducted from the *Jageer* annually in *Istunwar*; and be paid into the Government Treasury,—15,000 Rs. being the amount assigned by Government for the maintenance of the 50 Horsemen (your petitioner humbly anticipates that they will be disbanded as they are seldom or never required for the service of Government); and the 10,000 Rupees be paid to your petitioner from the Government Treasury annually.

In conclusion Your Lordship's petitioner begs respectfully to add that for want of means, he is prevented from waiting on Your Lordship in person in Calcutta, and he is unable to appoint a constituted *Vakeel* to act for him there: In fact, he has no other mode of seeking redress, but that of submitting his Case for Your Lordship's liberal and most impartial consideration; and in doing so, humbly trusts, that the door of justice will not be shut against him.

And Your Lordship's petitioner will, as in duty bound, ever pray.



اسد اللہ خان برادر زادہ، فخر اللہ بیگ خان چاکیدار سوگت سوش

(75)

To

The Right Honorable
Lord G. Auckland, GCB, KCB, etc. etc.,
Governor-General in Council,
Fort William.

The humble petition of Assoodollah Khan, the nephew of the late Nussuroollah Beg Khan.

Respectfully Sheweth,

That Your Lordship's petitioner having failed in obtaining proper justice at the different Tribunals established for the administration of law, is advised to lay before Your Lordship in Council the enclosed *Extract* of General Lord Lake's Report to the Supreme Council, under date the 4th May 1806: the original of this communication together with the confirmation of the Governor General in Council is on the Records of Government in Calcutta.

2nd.—From the perusal of this Document, it will appear, that on the demise of your petitioner's Uncle, Nussuroollah Beg Khan, the *Jageerdar* of "Sonk" and "Sonsa", the lands in question were resumed; and in lieu of the *Jageer*, the Honorable Lord Lake granted for the support of Nussuroollah Beg Khan's family, from the *Jageer* of Nawab Ahmed Buksh Khan, 10,000 Rupees per annum and this measure was confirmed by the Governor-General in Council.

3rd.—At the period of Nussuroollah Beg Khan's death, his family consisted of six Heirs, viz., one, his mother, 3, his sisters; and two, his nephews (sons of his Brother your petitioner and his brother): After some years Nussuroollah Beg Khan's mother died, and the surviving five Individuals are yet alive.

4th.—Since the death of your petitioner's uncle, he has with his family received from the *Jageer* of Ahmed Buksh Khan 3,000 Rupees only per annum, out of the 10,000 Rupees assigned by Government. Thus an annual reduction of

(74)

Has not this case been repeatedly decided?

(Sd.) Auckland

Referred to the Political Department.

By order

(Sd.)

Private Secretary

28th April, 1836.

5th Your humble petitioner in seeking justice at the hands of Your Lordship prays that Your Lordship as the representative of the King of England, will be graciously pleased to review his Case on the principles of English equity.

6th Your Lordship's petitioner, with utmost reluctance begs to add for Your Lordship's consideration and serious notice, that his Case has been ruined by the Local Authorities (Secretaries and Agents) and that manifest injustice has been done to him; he, therefore, trusts, that the Case may be tried without their interference and whatever information Your Lordship may be pleased to obtain will be derived from the Records of Government and Lord Lake's Report, and that Your Lordship's decision may be grounded thereupon.

7th Your petitioner has mentioned all the particulars connected with his Case, in this petition in a private shape: and, has laid his Claims for Your Lordship's consideration and final orders through another petition.

And Your Lordship's petitioner will, as in duty bound, ever pray for your long life and prosperity.

محمد اسد اللہ خان برادر زادہ نعر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگ سونا
Delhi.
The 23rd March, 1836. ۲۳ مارچ ۱۸۳۶

Further: That Your Lordship's petitioner begs leave with every deference to state that in dispatching these papers for Your Lordship's consideration and orders, he will labour under anxieties with regard to his Case being presented to your notice or not: and has, therefore, the honour to solicit most earnestly, that Your Lordship will be so condescending as to honour him with a line in receipt thereof.

That Your petitioner is also solicitous, that he may be made acquainted with such orders as Your Lordship may deem proper to pass upon his Case (in instituting enquiries) from time to time. Should the Local Authorities, against whose decision, he has appealed, give a vague Statement of your petitioner's Case, on being informed, he will be ready to clear every restriction in that way.

اسد اللہ خان برادر زادہ نعر اللہ بیگ خان جاگیردار سوگ سونا
محفوظہ ملت و سوم مارچ ۱۸۳۶ عیسوی

(73)

To

The Right Honourable
Lord G. Auckland¹⁷, GCB, KCB, etc. etc.,
Governor-General of India,
Fort William.

The humble petition of Assoodollah Khan, the nephew of the late Nassurroollah Beg Khan.

Respectfully Sheweth,

That Your Lordship's petitioner begs leave to submit respectfully, for Your Lordship's liberal consideration and orders a brief Statement of facts as are connected with his grievances in Transcripts of Papers with illustrative notes relative to his Case, and the firm hope that due redress will be afforded him.

2nd Your petitioner is extremely anxious to appear in Calcutta and to appeal in person to Your Lordship's just and impartial Tribunal; but he has to express his deep sorrow in stating that his reduced condition will not admit of his undertaking a journey.

3rd Your petitioner in 1828, when W. B. Bayley, Esquire, presided as Vice-President in Calcutta, ventured to represent his grievances; and that authority referred him for Report to the Acting Resident at Delhi; but no justice ever since has been done to his cause.

Government orders on different occasions—Reports made by several *Agents* from Delhi at different periods and petitions presented by your petitioner are to be found on the Records of Calcutta.

4th Your petitioner in making his appeal to Your Lordship in council, submits Copies of all the papers and orders with his petition: and of such papers he has no Copy or Duplicate, he has noted them in a memo. and they are to be found on the Records of Government in Calcutta.

(72)

To

G.A. Bushby, Esquire,
 Secretary to the Hon'ble the Lt. Governor,
 North Western Provinces.

Poll. Deptt

Sir,

I am directed by the Right Honorable the Governor-General of India in Council to forward to you, for such orders as the case may appear to require, the accompanying original petition and its enclosures from Assudoollah Khan nephew of the late Naseeroollah Beg Khan.

2. I am desired, however, to state that the case would appear to have been finally disposed of by the letter from the Secretary to the Governor-General to Mr. Secretary Swinton, dated the 27th January, 1831, a copy of which is herewith sent for facility of reference.

I have the honour to be,

Sir,

Your most obedient humble servant,

(Sd.) W. H. Macnaghten,

Secretary to the Government of India

Fort William

23rd May, 1836.

(71)

Extract from the notes and narratives of the Proceedings of the Government of Agra in the Political Department for the month of October, 1835 under date the 17th of February, 1836.

Para. 33. Two memorials were received from Asudoolah Khan represent-

Respecting the claim of Assudoolah Khan
against Nuwab Shumsooddeen Khan of
Ferozepore.

Proceedings 28th October 1835 No. 20 to 23.

Proceedings 19th December 1835 No. 12.

Proceedings 26th December 1835 No. 23 to 25

Vide—Collection No. 17

money invested by the Nuwab in the Government loans—also stating that the father of Shumsooddeen Khan had surreptitiously obtained the grant of the Ferozepore *Jageer*.

Para. 34. It appeared that the claim of Assudoolah Khan had already been fully investigated and rejected by the Supreme Government and the Agent at Delhi was accordingly directed to inform that individual that his objections to the terms of this provision from the *Jageerdar* of Ferozepore were untenable.

(70)

Ordered that the Agent at Delhi be informed that as the claim of Assudoollah Khan had been fully investigated and rejected by the Supreme Government, no further orders are necessary and that Mr. Metcalfe be requested to communicate to the Khan that his objections to the terms of his provision from the *Jageerdars* of Ferozepore are untenable.

(True Extract)

(Sd.) R.H. Scott.

Offg. Secretary to the Government of Agra.

The Right Hon'ble the Governor-General having entirely concurred in opinion with the Hon'ble the Vice-President in Council your claim upon the Nuwah Shumsooddeen Khan to an increase of your present pension is untenable and the *Sunnah* of Lord Lake both as regards the amount and the several shares therein stated, is a perfectly valid document. You are accordingly apprized of the orders of the Right Hon'ble the Governor-General.

(A True Translation)

(Sd.) T.T. Metcalfe
Agent to the Governor

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1643-Board's Collection No. 65669.

(69)

Translation of a letter addressed by Mr. Secretary Macnaghten under date the 1st May 1832 by order of the Right Hon'ble the Governor-General to Assudoodlah Khan commonly called Mirza Nowsha.

The request contained in your Petition lately presented that the former documents, corr. (on record) etc. received with your claim for an increase to your monthly pension payable by the Nuwab Shamsooddeen Khan the *Jageerdar* of Ferozepore as per report of Lord Lake under date the 4th May 1806 might again be submitted for instructions has been acceded to. In conformity with usage the documents in question have been translated and laid before the Right Hon'able the Governor-General Lord Wm. Bentinck and all the particulars of the case have been again enquired into. Formerly in the time of Mr. Hawkins the Offg. Resident of Delhi, when the Government called for a report in the case, the Nuwab Shamsooddeen Khan filed a deed under the seal and signature of His Excellency General Lord Lake to prove that you and the other dependents of the late Nusseer Oollah Beg Khan your uncle had no claim beyond the 5,000 Rs. per annum settled upon you by the deed in question. Furthermore, the original deed (having been declared by you to be a forgery) was transmitted for authentication to Sir John Malcolm the Governor of Bombay who was well acquainted with all the public transactions of Lord Lake (at the period in question). This document has been declared by Sir John Malcolm to be authentic. Subsequently the Hon'able the Vice-President (Sir C. T. Metcalfe) in Council has recorded his opinion that the agreement under which, the Nuwab Ahmed Buksh Khan concerted to provide for the dependents of the deceased Nussur Oollah Beg Khan with reference to a *Maufee* Grant of 10,000 Rs. per annum did not bind him or his successor to appropriate the whole sum to this purpose and that it appears evident that the subsequent grant executed by Lord Lake under date the 7th June 1806 was obtained by the late Nuwab Ahmed Buksh Khan for the purpose of restricting the claims of the dependants of the said Nussur Oollah Beg Khan to the 5,000 Rs. therein stated.

4th. In June 1806 the *Jageer* of Ferozepore was conferred by His Excellency Lord Lake upon the Nuwab Ahmad Buksh Khan the father-in-law of Nussur Oolla Beg Khan under a stipulation that he should appropriate to the maintenance of the dependants of the deceased the sum of 5,000 Rupees per annum in following proportion:—

Khajeh Hajee	2,000
Mother and sister of the deceased	1,500
Mirza Nowsha and Mirza Yusoof Nephews of the deceased	1,500

Despatch from Chief Secy. to
Government to the address of
Rdtd. Delhi under date the
31st December, 1831.

5th. Mirza Nowsha in the first instance declared the grant in question to be a forged one, but on its being intimated to him that Sir John Malcolm had vouched for its authenticity, he next asserts that the seal and signature of His Excellency Lord Lake had been surreptitiously obtained. This is in perfect character with his well known litigious disposition.

6th. Mr. Secretary Macnaghten's Despatch to the address of the late Agent to the Governor-General under date the 1st May, 1832, as before stated in not in the records of this office, but I beg to annex translation of its enclosure being copy of a letter forwarded for delivery to the Petitioner.

This document most clearly declares the claim advanced to be inadmissible.

Delhi Agency
Camp
3rd December 1835.

I have the honour to be etc.
(Sd) T.T. Metcalfe
Agent to the Governor

(68)

Extract Agra Presidency Political Proceedings under the date the 19th December, 1835.

From

T.T. Metcalfe, Esquire,
Agent to the Governor at Delhi.

To

R.H. Scott, Esquire.
Offg. Secy. Pol. Deptt. to the Govt. of Agra,
Allahabad

Dated the 3rd Decr. 1835.

Sir,

I have the honor to acknowledge your Despatch of the 28th of October last forwarding for report copies of a letter and memorials from Assudoolah Khan commonly called Mirza Nowsha.

2nd. With a view of submitting for the information and orders of the Hon'ble the Governor all the points connected with the claim in Question in the

From Resident at Delhi to the address of Depy. Secy. Government under date 24th Feby. 1829
Reply from Dy. Secy. 13th March 1829 not forthcoming

From Offg. Resdt. dated 5th December 1829
Reply from Government 19 December
From Off. Resdt. 5 May 30 with enclosures

Reply from Government, 20th May 1830 with enclosures.

From Chief Secy. to Offg. Resdt. 20 Aug. 1830
Reply from Offg. Resdt. with Enco: 8th October 1830.

From Chief Secy. to Offg. Resdt. 31st Decr. 1830 with Enclos. from Secy. to Bombay Government

From Mr. Secy. Macnaghten 1 May 1832 not forthcoming.

most satisfactory form, I take the liberty of adverting to the correspondence noted in the margin and of annexing for the convenience of reference copies of all the documents forthcoming in this office.

3rd. The Petitioner is a nephew of Nusseer Oolla Beg Khan who held on a *Mocurrurree* Tenure for life the *Pergunnahs* of Sonk and Sonsa and is supposed to have died early in 1806.

(67)

Ordered that the foregoing papers be transmitted to the Agent at Delhi for report.

(True Extract)

R.H. Scott.

Secretary to the Government
of Agra,

India Office, Records, London—No. IOR-F/4/1643—Board's Collection No. 65669

(66)

Abstract translation of a letter from Lord Lake to Ahmed Buksh Khan Bahadoor.

It is the earnest wish of the Servants of the Honorable Company to support the family of the late Nussurroollah Beg Khan and a *Sunnud* was formerly granted to you, which also was obscurely written, it is therefore written that the Five thousand Rupees of money current in that *Pergunnah* which has been granted to your Highness, shall be delivered every month and every year according to the Account to each of the under mentioned connections of the late Mirza that maintaining themselves thereby they may pray for the long life and prosperity of the Honorable Company's Servants.

Khaja Hajec.	Mother and Sister of the late Mirza.	Mirza Nowshah and Mirza Yusuph, nephews of the late Mirza.
2,000 Rupees.	1,500 Rupees.	1,500 Rupees.

Written on the 7th June 1806 A.D. corresponding to the 19th Rabyulaboul 1221 A.H.

(۶۵)

نقل خط جرنیل لارڈ الیک بهادر محرره بفتحم جون ۱۸۶۶ عیسوی
بتام نواب احمد بخش خان بهادر

شہادت و عوالی مرتبت نواب صاحب مہربان دوستان نواب احمد بخش خان بهادر
سلمکم اللہ تعالیٰ۔

چون غور و پرداخت و اماندگان مرزا نصر اللہ خان مرحوم ابالی سرکار دولتمدار کمپنی
انگریز بهادر دام اقبالہ را مرکز و منظور است و سابق زمین سند کہ از حضور گورنر جنرل
بهادر به ایشان مرحمت گردیده دران نیز بر سیل اجمال مندرج و مرقوم است لہذا نگارش
میرود کہ مبلغ پنج ہزار روپیہ سکہ رائج پر گنہ کہ بہ آن شہادت مرتبت از حضور مرحمت
گردیده بموجب تفصیل ذیل بہ ہر یک از متوسلان مرزا مرحوم مذکور بموجب حساب
ماہ بہ ماہ و سال بہ سال رسائیدہ باشند کہ آنها صرف معیشت خودہا نمودہ بہ دعای از دیار
عمر و دولت ابالی معلوم مشغول و موظف باشند درین باب تاکید مزید دانستہ حسب
مستطور بہ عمل آرند۔

خواجہ حاجی	والندہ ہمیشیرہ مرزا مرحوم	مرزا نوشہ و مرزا یوسف
۳۰۰۰ روپیہ	۱۵۰۰ روپیہ	برادر زلفہ بای مرزا مرحوم
		۱۵۰۰ روپیہ

مرقوم بفتحم ماہ جون ۱۸۶۶ عیسوی مطابق نوزدہم ربیع الاول ۱۲۸۶ ہجری

In conclusion your petitioner prays that in either of the three Cases the sum of 2,03,000 Rupees should be taken off the 2,60,000 Rupees held by Government of Shumshooddeen Khan because this heavy sum is in fact Government money and forms a Just Claim of the family of Nussurroollah Beg Khan and which is no way can be excused to the *Jagseedar*

And your petitioner etc. etc.

Delhi:

The 30th June 1835.

محمد اسد اللہ خان

Punjab Government Archives — Delhi Residency and Agency Records Case No. 9-B, Part-I.

Documents concluded the arrangements with Ahmed Buksh Khan's *Jageer*, and the assignment of the support for the family.

Seventh: The letter of the Secretary W.H. Macnaghten, Esquire states that the original *Shooqua* was dispatched to Sir. John Malcolm at Bombay for that Gentleman to attest Lord Lake's Seal and signature, who in reply declared them genuine. This is a fact your petitioner should not attempt to deny, but from the strong reasons already presented, he believes that Ahmed Buksh Khan, by means of a handsome bribe to the *Amla* obtained the signature of Lord Lake, the *Amlah* having watched an opportunity and presented the *Shooqua* in question with a heap of other Papers to be signed, the official seal and signature depending invariably on the confidence placed on the *Amlah* who presents the papers.

Eighth: Khaja Hajee was the head of the *Sowars*, hence he ought to be paid out of the sum of 15,000 Rs. appointed for *Sowars*, it being highly unjust that Khaja Hajee or his family should be paid out of a sum expressly applied for the support of the Family of Nussurroollah Beg Khan.

The *Jageer* of Shumshoodeen Khan is, at the present moment, under seizure, by Government, but for the future, one of three conditions must ensue:-

First. It will revert to Shumshoodeen Khan;

Second. Government will retain possession of it paying in Shumshoodeen Khan and his family a certain sum for their support; or

Third. The *Jageer* will revert *in toto* by confiscation to Government.

In the first instance your petitioner humbly suggests that an order should be passed, discharging the 50 *Sowars* and directing the *Jageerdar* to pay the 15,000 rupees the annual Salary of the *Sowars*, with the 10,000 Rupees appropriated to the family of Nussurroollah Beg Khan, into the Government Treasury.

Should the second ensue, your petitioner prays that the 15,000 Rupees, the salary of the *Sowars*, with the 10,000 Rupees appropriated to the support of Nussurroollah Beg Khan's family may be paid out of the sum that shall be appropriated to the support of Shumshoodeen Khan and his family.

If the third, nothing need be said, for the services of the *Sowars* and Khaja Hajee will of course be dispensed with, and it will be incumbent on Government to pay the 10,000 Rupees for the support of the family of Nussurroollah Beg Khan.

Office, nay, from any public office without first being inserted in the Records. But it is most extraordinary that the existence of any office Copy of the *Shooqua* in question, cannot be ascertained either among the Records of Delhi or of Calcutta. Contradiction to an established fact proves a false result.

Second: The word "Nawab" which in Persian correspondence is invariably applied to the Governor-General is omitted in the *Shooqua* before his name, hence it may be concluded this *Shooqua* to have been compiled and written by one wholly ignorant of the routine of the Persian Department in a Government office.

Third: In the body of the *Shooqua* it appears that support is directed therein to be given to the Family of Nussurtoollah Beg Khan, whereas the name of Khaja Hajee appearing among the detail of names is an evident contradiction, he being in no way related to the Family, sighter in consanguinity or by marriage; which fact is still more glaring from Khaja Hajee's name being written without any description of his connection with the Family, but on the contrary, the degree of relationship is clearly defined against each of the other names.

Fourth: In this *Shooqua* the sum of 5,000 Rupees is assigned for the support of the family of Nussurtoollah Beg Khan, whereas neither in the *Shooqua* in question, nor in any correspondence relative to this Case is any mention whatsoever made of this 5,000 Rupees so as to point out, with what sum it has any connection. If it be imagined that this 5,000 Rupees be increased demand over and above the 25,000 Rupees payable to Government on account of the *Jageers* according to the permanent Settlement with Ahmed Buksh Khan; this would be a contradiction of Justice and in fact an utter impossibility, for could Government make a further demand upon a sum already permanently fixed and settled?

Fifth: If for argument it be said that this 5,000 Rupees is a moiety of 10,000 Rupees alluded to in the Report of Lord Lake dated 4th May 1806 how could His Lordship deduct at once one-half of the sum after the Report had been confirmed by the Governor-General, on the 4th May 1806 the *Shooqua* in question bearing date one month later, viz., 6th June 1806? Nor was any communication relative this *Shooqua* made to the Governor-General by Lord Lake, moreover no document exists to show how the remaining moiety of 5,000 Rupees was disposed of, as must have been the Case, had it been divided as represented in the *Shooqua*.

Sixth: Even the most scrutinous Eye cannot discern the slightest connection between this *Shooqua* and any other portion either of the 2 *sumuds* of Lord Lake's Report or of the Governor-General's confirmation, which latter four

(64 - A)

To

The Hon'ble William Blunt, Esquire,
Governor of Agra.

The humble petition of Assdollah Khan known by the name of Mirza Nowshah.

Respectfully Sheweth,

That with reference to Paragraph 2nd of the accompanying Memorial your petitioner deems it necessary to offer a few remarks on the order passed by Government in a letter addressed to your petitioner by Secretary W.H. Macnaghten, Esquire.

During the time this Case was pending before Francis Hawkins, Esquire, Shumshooddeen Khan the *Jageerdar* of Ferozepore produced a *Shooqua* alleging it to have been issued by General Lord Lake, in the Case in question. On representation being made to the Resident that this *Shooqua* was not genuine, a search took place among the Government Records for its authenticated Copy, but none could be found. The *Shooqua* was then transmitted to Sir John Malcolm, who your petitioner believes gave testimony to Lord Lake's official Seal and Signature, but could state nothing from memory only relative to the facts of the Case, a period of 25 years having intervened.

Upon the sole ground of the identification of Lord Lake's signature by Sir John Malcolm and upon no other, your petitioner's claim not having been listened to, he respectfully submits it for consideration on the following grounds.

Your petitioner has various reasons for believing that the annexed *Shooqua* (which constitutes the sole defence of Shumshooddeen Khan against your petitioner's claim) is not genuine.

First: It must be an obvious fact that no *sumud*, *Shooqua*, *Perwannah* or any public paper whatsoever, could have been issued from General Lord Lake's

No. 4.

This *Shoogua*, dated 4th May 1806 was sent by Government to Ahmud Buksh Khan at the instigation of General the Hon'ble Lord Lake who had been solicited by the Nawab to obtain it. It contains a confirmation of Lord Lake's arrangement with the Nawab referred to in the report of Sir John Malcolm No. 3. This letter was written verbatim from a draft given by the Nawab to Lord Lake which draft if sought after, will no doubt be found among the Records. In this draft Ahmud Buksh Khan sordidly concealed the mention of 10,000 Rupees which was assigned by Government for the support of the family of Nussurroollah Beg Khan, he also omitted to use the name of Khaja Hajee at a head officer of those 50 Sowars, employed by Nussurroollah Beg Khan; nevertheless Khaja Hajee was in no way connected with the family either by blood or by marriage.

(۶۳)

نقل شقه گور نعمت بنام نواب احمد بخش خان مشتمل
بر حکم منظوری تجویز جنرل لارڈ الیک بهادر
شہادت و عوالی مرتبت احمد بخش خان در حفظ الہی باشند

چون مصمم القولہ اشجع الملک خان دوران جرنیل لارڈ الیک بہادر فتح جنگ سپہ سالار
بمدنظر خلعت گلری و خیراندیشی و جانشانی ایشان محلات فیروزپور جھرکہ و تپہ
ساگرس و پونا بانا و بچہور و نگینہ معہ مال و سائر در و بست سوی باغات و املاک و ابعہ و
جاگیر و معافی و پن لڑہ و روزیتہ وغیرہ کہ از قدیم مقرر است بہ سیغہ استمرار بہ آن عوالی
مرتبت مشروط برین معنی کہ معاونت از حضور بطلبند و بنفویست محلات مذکورہ را از
جمیعت خود بخوبی درست دارند و پرورش و پرداخت خواجہ حاجی وغیرہ متوسلان مرزا
نصر اللہ بیگ خان مرحوم بنامہ ایشان است و پنجاہ سوار بہ وقت ضرورت حسب الطلب در
سرکار حاضر سازند و بمولہ خیراندیشی و جانشانی نسبت بہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز
بہادر دام اقبالہم مصروف باشند مقرر نمودہ بودند این معنی بحضور نیز منظور و مقبول شدہ
نظر بر نیک نیتی و دوست خوایی و جانشانی و خلعت گلری بای نمایان آن عالی مرتبت
نسبت بہ سرکار معلوح معہ مال و سائر سوی منہائی کہ بالا مرقوم شد مشروط بہ شرائط مذکورہ
من ابتدای فصل ربیع ۱۲۴۳ فصلی برسبیل دوام نسلا بعد نسل بہ ایشان معاف و مرفوع القلم
فرمودیم بعد ازین ابالی سرکار دولتمدار معلوح را بہ وجہی من الوجہہ از محلات مرقوم
سروکاری نخواہد بود و بمولہ در تصرف ایشان و فرزندانشان خواہد ماند و چون ممکن زور
طلب است تلاش احدی از مرقمان محالات مذکورہ مسموع نخواہد گشتہ می باید کہ بہ عنایت
این عطیہ عظمی مریون منت حضور ہونہ پیوستہ در خیراندیشی و جانشانی نسبت بہ سرکار
معظم الہم مصروف ہونہ باشند کہ موجب سود و بہود ایشان خواہد بود

منترجہ چہارم ماہ می ۱۲۴۱ عیسوی

(63)

Extract from a letter from Lieut. Colonel Malcolm, dated the 4th May, 1806

*Punjab Government Archives — Delhi Residency and Agency Records
Case No. 9-B, Part-I.*

(۳۳)

نمبر دوم

نقل سند استمرار پرگنه یونابانا و بچهور و نگینه به مهر و دستخط
جرنیل لارڈ لیک بهادر دام اقباله
بنام نواب احمد بخش خان مرحوم، محرره چهارم مارچ ۱۸۶۱ عیسوی

منصوبان مهمات حال و استقبال و چودهریان و قانونگویان و مقنمان و مزارعلی پرگنه پونا
بانا و بچهور و نگینه بدقتند چون نواب احمد بخش خان بهادر در خدمت گزاری و خیرخواهی و
جان فشانی نسبت به سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بهادر دام اقباله به دل و جان حاضر و مصروف
مانده لهذا به منظور پرداخت نواب موصوف از راه میراثی محالات مرقومه در و بست به عوض
مبلغ بیست هزار روپیه سکه رائج پرگنه بالمقطع به همه جهت بالعدد و خام مال و سایر من ابتدای
فصل ربیع ۳۳ فصلی سوای املاک و ایبه و جاگیر و معافی و پن لزه و روزینه و سالیقه که از
قدیم مقرر و معمول است به طریق استمرار بر سبیل دوام بنام نواب موصوف مقرر و مفوض
گشتم باید که آن با مشار الیه را متعدد مستقل دانسته پیش نمایان نواشان حاضر بوده در اطاعت و
مال گزاری حقیقه از فرائض مهمل و محفل نگذارند و شکر و شکایت نواشان در باره خودیا بحضور
موثر دند و سبیل مشار الیه آنکه از حسن سلوک خود رعایا و سکنای آنجا را راضی و شاکر
داشتند در تکثیر زراعت و آبادی پرگنه سعی موفوره بکار برند جمع مقررری به موجب اقساط
سال به سال و فصل به فصل داخل خزانه می نموده باشند.

No. 2.

The above exhibits a grant to Ahmad Bakhsh Khan of 3 Pergunnahs, viz. Poona Hase, Butchore, and Nageena, for an annual payment of 20,000 Rupees dated the Fourth of March, 1861.

The 20,000 Rupees alluded to was fixed in perpetuity at two separate times, payable to Government by Ahmad Bakhsh Khan, and no Remission has ever been made, either in his favour, or in that of his family.

(۶۱)

نمبر اول

نقل سند استمرار فیروزپور جهرکه و سانگرس به مهر و دستخط جرنیل لارڈ الیک بہادر
بنام نواب احمد بخش خان

محرره بیست و دوم دسمبر ۱۸۴۳ عیسوی

متصلیان و جودھریان و قانونگویان و زمینداران و مقلعان و مزارعان ہر گنہ فیروزپور جهرکہ
و سانگرس بدلتند چون نواب احمد بخش خان بہادر در خدمت گزاری و خیر خواہی و
جانشانی نسبت سرکار دولت مدار کمپنی انگریز بہادر نام اقبالہ بہ دل و جان حاضر و مصروف
مانندہ لہذا بہ منظور پرداخت نواب موصوف از راہ مہربانی علاقہ مذکور بہ عوض مبلغ پنج ہزار و
یک اصل بعوض سکہ رائج ہر گنہ مرقوم بالمقطع بہ ہمہ جہت بہ تعدد خام معہ مال و سائر بہ
طریق استمرار بہ نواب مومی الیہ من ابتدای ۳۴ فصلی بطریق دوام تسلا بہ نسل از حضور سرکار
دولت مدار کمپنی انگریز بہادر مقرر و مفوض گشتہ باید کہ آنها در نابلری و مالگزاری نزد
گماشتہ پای نواب موصوف حاضر بودہ دقیقہ از دقائق فرمان برداری نامرعی تا اصل نگنارند و
سبیل مومی الیہ آن کہ رعایا را از حسن سلوک خود آہاد و راضی داشتہ در نکثیر زراعت کوشیدہ
زیر مشخصہ را بہ موجب اقصاء سال بہ سال فصل داخل خزانہ حضور می کردہ باشند
مرقومہ بیست و دوم دسمبر ۱۸۴۳ عیسوی۔

No. 1

The Purpot of the above is as follows:

This is a grant to Ahmed Buksh Khan of two Pergunnahs, Ferozepure Jhirka and Sukruss
for an annual payment of 5000 Rupess dated the 22nd December 1804.

7,000 Rupees remains to this day unpaid reckoning from May 1806 to May of the present Year 1835 twenty-nine years have elapsed, the balance due for which amounts to 2,03,000 Rupees.

4th. The *Jageer* of Shumshoodeen Khan being at this moment under seizure by the British Government, your petitioner humbly solicits that an order may be graciously issued to the effect, that he may receive his assigned annual payment of 10,000 Rupees from the Government Treasury and further prays that the balance of 2,03,000 Rupees due to him, may be paid out of the 2,60,000 Rupees that Shumshoodeen Khan holds in the hands of Government.

And your petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi:

The 30th June, 1835.

The following are two Persian *Surnady* granted by General the Hon'ble Lord Lake the authenticity of which may be ascertained by the Records either of Calcutta or of Delhi.

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records Case No. 9-B, Part I.

(60)

To

The Honorable William Blunt, Esquire,
Governor of Agra

The Humble petition of Assuddoollah Khan, the nephew of the late Nussuroollah Beg Khan.

Respectfully, Sheweth,

That Nussuroollah Beg Khan the late *Jageerdar* of "Sonk" and "Sonsa" left at his demise, six heirs, viz. one his mother, three his sisters; and two his nephews (sons of his brother); he had likewise under him a *Rissallah* of 400 *Sowars* and in addition 50 Horse were employed by him, among whom the name of the Chief was Raja Hajee.

And that at the time of Nussuroollah Beg Khan's death General Lord Lake having it in contemplation to support his (your petitioner's uncle's) family and 50 *Sowars*, made a Report of such intention to the supreme Council, recommending 10,000 Rupees to be appropriated to the use of the family, and 15,000 Rupees for the support of the *Sowars* of Khaja Hajee; these two sums being the 25,000 Rupees deducted from the *Jageer* of Ahmed Buksh Khan, and assigned by Government for the above purpose (vide— No. 3 annexed). This Report was confirmed by the Governor-General in Council in a Persian letter (No. 4).

2nd. Your petitioner is the nephew or so closely is he allied by blood that he may call himself (as his uncle in his life time always designated him) his son and consequently on the demise of Nussuroollah Beg Khan, taking his place as head of the family, your petitioner brought his Case to the notice of the Supreme Council in 1828.

3rd. Since the death of your petitioner's uncle, he as received from the *Jageer* of Ahmed Buksh Khan 3,000 Rupees per annum out of the 10,000 Rupees assigned by Government, thus an annual balance in favour of your petitioner of

(59)

Note—Assdoolah Khan, the petitioner, begs leave most respectfully to state that when Ahmed Buksh Khan's *Jageer* came under seizure by the British Government, the petitioner presented two petitions to the Governor of Agra (by the English Post) and the following are copies of them:

محمد اسد اللہ خان برادر زادہ اعراض ایک خان جاگیردار سوگھ سونا

Punjab Government Archives—Delhi Residency and Agency Records—Case No. 9-B, Part I.

(58)

To

The Hon'ble William Blunt, Esquire,
etc. etc. etc.
Governor of Agra.

The humble Petition of Asdoollah Khan

Respectfully sheweth,

That in forwarding the accompanying Memorials, your petitioner begs to observe with reference to some of the paragraphs that they were written in June last and consequently just at the commencement of the late important trials, he had it in contemplation to forward the memorials immediately on their being ready but on second consideration deemed it advisable to delay until the trials were concluded.

Your Petitioner has therefore the honor to submit them for your consideration without altering the paragraphs alluded to—

And your petitioner will, as in duty bound, ever pray.

Delhi.
14th October, 1835.



(57)

Extract from Agra Presidency Political Proceeding under date the
28th of October, 1835.

From

Assudoolla Khan

To

R. H. Scott, Esquire,
Offg. Secy. to the Government of Agra
in the Political Department,
Allahabad.

Dated the 18th October, 1835.

Sir,

In submitting the enclosed memorials for the consideration and orders of Hon'ble the Governor of Agra, I have the honor to solicit your support and patronage—

As at present there are numerous cases before T.T. Metcalfe, Esqr. respecting the private affairs (concerning debts etc) of the late Shumsooddeen Kha, I have deemed it advisable to lay my case before the impartial justice of Hon'ble the Governor of Agra direct thro' you—

In conclusion I have the honour to solicit that you will be pleased to acquaint me in due time, with the orders which Hon'ble the Governor of Agra, may be pleased to pass upon this despatch.

I have the honor to be etc.,
(Sd.) Asdoollah Khan

Delhi.

The 18th October, 1835.



PART II

30TH JUNE , 1835 TO 2ND MARCH, 1840

Excellency. General Lord Lake, dated 4th May, 1806, and by issuing such an order as may secure my rights to me.

(True Translation)

(Sd.) C.E. Trevelyan

Documents referred to in the above—

- (1) Copy of a Report of Sir E. Colebrooke with a copy of its reply.
- (2) Copy of an English Petition which the Petitioner being aggrieved with the decision passed by Mr. Hawkins, submitted to the Supreme Government.
- (3) Copies of *Sunnuds* granted by General Lord Lake to Nuwab Ahmed Buksh Khan.
- (4) Copy of any English Petition which the Petitioner has forwarded by *Dak* to the Supreme Government during the time of Mr. Hawkins, the Resident at Delhi.

National Archives of India—Foreign Dept. Misc. vol. No. 298

(56)

From

Assudoolah Khan,
Nephew of Nusseeroollah Beg Khan
Jageerdar of Soonk Sansa to the
Right Hon'ble the Governor-General.

Delivered 1st April
1832.

In the month of December last I had the honor of making a representation to Your Lordship in person at the *Durbar* at Delhi and also of submitting an *Urree* through the medium of Mr. Secretary Prinsep soliciting that the Papers and documents connected with my case might be called for from the Presidency office and referred to, and a proper decision passed thereon. Your Lordship was graciously pleased to accept of my application, and order its being put up with the requisite papers, and also to say that an order would be immediately issued on the subject, of which a copy would be furnished to me.

My claim is in every respect just and rightful. In consequence of the non-settlement of the question the British Government is sustaining a loss in regard to the *Istumrar* Revenue due to it—While I myself am losing my own rights. I therefore request that the fixed *Istumrar* Revenue due to it,—while I myself am losing my own rights, I therefore request that the fixed *Istumrar* Revenue may be received into the Hon'ble Company's Treasury, and the means assigned for my support may be continued to me. The real facts of my case will I humbly presume, be clear by a reference to the documents mentioned below the authenticity of which can be satisfactorily verified from the records of the Poll. Office in attendance on Your Lordship.

Being now greatly involved in embarrassment and entirely destitute of the means of subsistence I entertain a confident hope that Your Lordship will be kindly pleased to take my hard case into consideration, and award me justice by referring to the under mentioned documents as well as to the Report of His

(55)

Extract from Political Letter Fort William, dated 15th December, 1831.

1831 Corr. 16th Sept. No 41,
42 & 43

Para 173— Assud Oollah Khan, Nephew of the late Nussur Oolla Beg Khan *Jageerdar* of Soonk Sausah having addressed a Petition to the Governor-General relative to the conditions upon which the Territorial Grant had been conferred on the late Nawaub Ahmed Buksh Khan, His Lordship requested the Resident at Delhi to take such notice of the representation as he might deem necessary.

Corr. 16th Sept. No 44

174. It appears from Mr. Martin's Report (recorded as per margin that the Petitioner had no just ground of complaint nor Government any Right to demand from the Ferozepore Nawaub the Payment which it was one of the objects of the Petition to enforce. It was moreover stated by Mr. Martin that similar representations had been already twice submitted to Government and rejected by their orders founded on previous Reports from the Resident's Office. The Governor-General accordingly did not deem it necessary to issue any further orders with respect to the Petition above referred to.

مقدمه فتویٰ به اجلاس کونسل بمیان آید زیاده حد تصد آفتاب دولت و اقبال از مطلع جاه و
جلال پیدا طالع و ساحط باد

عرضداشت اسدالله خان برادرزاده نصرالله بیگ خان متوفی جاگیردار سونیک سونسا
معروضه بیست و پنجم نومبر ۱۸۴۱ عیسوی



بجواب ریورث کوالبرگ صاحب بهادر در مقدمه فتویٰ از دفتر گورنمنٹ* * . باید که .

بموجب تجویز حضور موافق مضمون آن ریورث فیصلہ* * * * * صرف ده ہزار روپیہ سالانہ بنام متعلقان نصر اللہ بیگ خان مندرج است و نام خواجہ* * * * * .

دفعہ پنجم: حکم حضور پر نور بجواب ریورث کوالبرگ صاحب بهادر در مقدمه فتویٰ اینست کہ تحقیقات وجہ نالاش استدلالہ خان نمونہ ریورث این معنی بصدر نمایند لا جرم صاحب رسیدنٹ بهادر دہلی را باید کہ حسب الحکم حضور ریورث مقدمه فتویٰ نمایند و حکم اخیر از حضور حاصل کنند

دفعہ ششم: درینولا شمس الدین و بدرالدین پسران خواجہ حاجی متوفی مذکور اجازت یافتن دو ہزار روپیہ سالانہ مذکور از صاحب ریزنٹنٹ بهادر دہلی حاصل کردہ اند اما فتویٰ حیرانست کہ یکدام ظلیل حاصل کردہ اند اگر قرابت خود بہ نصر اللہ بیگ خان ظاہر نمونہ اند ظاہر است کہ ہر گاہ خواجہ حاجی از قریای نصر اللہ بیگ خان نیست پسرانش چگونہ از قریای نصر اللہ بیگ خان خواهند بود

دفعہ ہفتم: در شقہ گورنر جنرل بهادر کہ در ۱۸۸۹ء از صدر بنام احمد بخش خان صادر شدہ است نام خواجہ حاجی بدینگونہ مرقوم است کہ حالیا بدین آن اشتہاد آن می افتد کہ مگر خواجہ حاجی از قریای نصر اللہ بیگ خان است حال آنکہ نوشتہ شدن نام خواجہ حاجی دران شقہ محض بہ استدعای احمد بخش خان است و این دعویٰ از جانب فتویٰ بہ اجلاس کونسل پیش است و بنور حضور پر نور* * * * * این دعویٰ حکم اخیر نفاذ اند

دفعہ ہشتم: مقدمه خواجہ حاجی دفعہ از دعوات نالاش فتویٰ است و پیش از انفصال اصل مقدمه صلور حکم در فرعی از فروع آن مقدمه حیرانی و سرگردانی فتوحواہ است و در ہر مقدمه کہ بہ اجلاس کونسل زیر تجویز باشد صلور حکم از سررشتہ رسیدنٹنی و اجتنای دستور نیست

دفعہ نہم: امیندارم کہ حکم محکم میرم شرف نفاذ یابد کہ نازمانی کہ مقدمه فتویٰ زیر تجویز حضور است شمس الدین و بدرالدین پسران خواجہ حاجی متوفی مذکور بران دو ہزار روپیہ سالانہ قابض و متصرف نشوند و دیگر استدعای آن دارم کہ عرضی بنا بموجب حکم حضور بہ سررشتہ گورنمنٹ فرستادہ شود و شامل دیگر افراد مقدمه فتویٰ گردد و بشمول این تجویز

(۵۴)

*Copy of a Petition from Asadullah Khan Ghalib, dated the 25th November, 1831
addressed to the Governor-General*

بجانب مستطاب معلى القاب جمہان ماب جمجاء انجم سپاہ کیوں بارگاہ نواب گورنر
جنرل بہادر دام اقبالہ میر سائد۔

بعض عرض عالی متعالی

مفندہ فنوی از ابتدای ۱۲۴۸ عیسوی بہ اجلاس کونسل زیر تجویز حضور استہ خلاصہ
دعوی اینکہ در وجہ معاش متعلقان نصرالہ بیگ خان دہ ہزار روپیہ سالانہ برای دوام شامل جاگیر
نواب احمد بخش خان مقرر است و نواب احمد بخش خان پنجہزار روپیہ سالانہ ظاہر کردہ و از
آہم دو ہزار روپیہ سالانہ بخواجه حاجی دائہ و سہ ہزار روپیہ سالانہ بہ متعلقان نصرالہ بیگ خان
رسائیدہ است۔

دفعہ دوم - خواجه حاجی جماعہ دار سواران نصرالہ بیگ خان بود و پانزدہ ہزار روپیہ سالانہ بابت
تسخوہ سواران نصرالہ بیگ خان نیز شامل جاگیر نواب احمد بخش خان مقرر استہ لاجرم بہ
اجلاس کونسل عرض کردہ ام کہ زر بلز یافت خواجه حاجی در وجہ معاش متعلقان نصرالہ بیگ
خان بجایگزینہ فیروزپور مجرا نشود زیرا کہ تنخواہ افسر سواران شامل تنخواہ سواران باید۔
دفعہ سوم - در ابتدای نالش بہ اجلاس کونسل عرض کردہ ام کہ تحقیقات بر دعوی فنوی از روی
دفتر بمیان آید و ملل انفصال بر دعوی فنوی بر حکم حضور باشد و حضور پرنور بر دو ملتسم
فنوی را بہ اجلاس منظور فرمودہ اند۔

دفعہ چہارم - قطعہ رپورٹ جنرل لارڈلیک بہادر محرہ ۱۸۳۶ء کہ نقلش بموجب حکم حضور

گمشتر اعظم باشد صاحب گمشتر بهادر مدخلت نمی فرمایند درین صورت در مقلعه من
مستهام ناکام که به اجلاس کونسل زیرنچویز بندگان طرا درین نواب جهانیان ماب است صدور
حکم از سر رشته رسیدنی دلیلی چه معنی دارد

دفعه چهارم - لاجرم وجوه درصداستی خود از صدور آن حکم بطریقی که مشتمل بر شکایتی و
سعایتی نباشد بحضور معذلت ظهور بندگان فیض رسان عالیجناب بهایون القاب نواب گورنر
جنرال بهادر دام اقباله عرض کرده ام و عرضداشتی متضمن عرض حال بوالا خدمت آن قبله الهی و
آمال فرستاده ام متوقع آنم که ترجمه این عرضداشت بنظر ائور فیض اتر جناب مستطاب نواب
گورنر جنرال بهادر دام اقباله بگذرد و تا زمانی که دراصل مقلعه این عبودیت کیش حکم اخیر
قطعی از پیشگاه کونسل شرف عطا نیابد' تعمیل حکم مصدوره رسیدنی ملتوی ماند نیز
دولت و اقبال تابنده و درخشنده باد



عرضداشت حق طلب دلاخواه اسدالله محره بهیست و پنجم نومبر ۱۸۸۱ هجری

(۵۳)

Copy of a letter, from Asadullah Khan Ghalib, dated 25th November, 1831.

بجانب صاحب والا مناقب عالیشان قلم فیض و عمان احسان زادافضاله
 پس از عرض فرولان نیایش و جهان جهان ستایش عرضه مینهد زبانی خجستگی بخت
 ستمگشی که بندگان طرا دربان نواب معالی القاب بحال زارش پردازند خوشا یلوری طالع داد
 خوابی که ملازمان آن والا مناقب چاره کارش سازند
 دفعه دوم: حقیقت این مستمند اینست که در ۱۸۳۸ خود بصدر رسیده ام و به پیشگاه کونسل
 عالیه عرض کرده ام که از دفتر گورنمنت تحقیق کرده شود که بعد رحلت نصرالله بیگ خان
 جاگیردار سونگ سونسا برای سواران و متعلقانش چقدر زر شامل جاگیر نواب احمد بخش
 خان قرار یافته است از روی دفتر سرکار بملاحظه ریورث جرنیل لارڈ لیک بهادر ثابت شده
 است که بیست و پنج هزار و یکروپیة سالانه استمراری عین المال سرکاری که در بنویست اول
 بنعمه احمد بخش خان واجب الانا بود در بنویست ثانی به تجویز جرنیل لارڈ لیک بهادر و
 منظوری صدر و در وجه نوکری سواران و وجه پنشن متعلقان نصرالله بیگ خان مقرر شده است
 لاجرم استدعای آن کرده ام که آئینده موافق بنویست اول زر استمراری سرکار بخزانه میرسیده
 باشد و پرورش کسانیکه از روی شرع و عرف و آئین وارث و عزیز نصرالله بیگ خان باشند از
 حکم خزانه سرکار جهانمدر بعمل می آمده باشد اما هنوز درین مقدمه حکم اخیر قطعی از
 پیشگاه عالم پناه کونسل عالیه شرف صدور نیافته و مقدمه همچنان بصدر زیر تجویز است
 دفعه سوم: درین روزیا در فرعی از فروغ مقدمه من که تجویز آن یم شامل اصل مقدمه به اجلاس
 کونسل درپیش است حکمی از سر رشته رسیدنی دلی صادر شده است که قطع نظر از واجبی
 و غیر واجبی بودن آن حکم مرا در صلور آن حکم حیرت است زیرا که درین دیار می بینم و یم در
 دیار پای دگر رسم و راه همین است کی در هر مقدمه که زیر تجویز صاحب کمشنر بهادر می باشد
 صاحب میجسٹریٹ بهادر حکم نمی دهند و همچنین در هر مقدمه که زیر تجویز صاحب

(52)

Pol. Deptt.

To

The Resident at Delhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter dated the 24th Instant and in reply to intimate that the Report therein submitted on the Petition of Assud Oollah Khan is satisfactory and calls for no further orders from His Lordship.

Shimla,
31st August, 1831.

I have etc.,
(Sd.) H.T. Prinsep,
Secy. to the Govr. Genl.

(A True Copy)

(Sd.) H. T. Prinsep.
Secy. to the Gover. Genl.

making that provision was generally expressed and with reference to this circumstance, and in order to ascertain the extent of that obligation, a supplementary *Sumud*, on the 7th June 1806, of which a copy and translation are enclosed was afterwards prepared, limiting the annual amount of the provision to Rs. 5,000 and specifying the individuals to whom it should be paid, and the sums to which they were respectively entitled.

6. This is the document which Assudoola Khan, alleged to have been fabricated: but of which the authenticity has been attested by the Evidence of Sir John Malcolm, to whom the Original was transmitted for inspection; and under these circumstances, it appears to me that neither has the petitioner any just ground of complaint nor Government any right to demand the payment which, it appears to be one of the objects of the Petition, to enforce.

7. It may be necessary for me to add that similar representations have been already twice submitted to Government, and rejected by their orders, founded on previous Reports transmitted from this office.

8. The original document which accompanied your letter is herewith returned.

I have &c.

(Sd.) W. B. Martin.

Delhi Residency,

24th August 1831

(51)

To

The Secretary to the
Governor-General

Headquarters

Sir,

I have the honour to acknowledge the receipt of your letter, dated the 10th Instant, together with it's Enclosure, and to transmit to you, in reply, the accompanying Extract from a letter addressed to Government by Sir John Malcolm and dated on the 4th of May 1806.

2. It will be evident to the Right Hon'ble the Governor-General from a consideration of that Extract that the Petitioner's statement of the Circumstances under which the maintenance of 50 Horsemen forms a condition of the Territorial grant conferred on the late Ahmed Buksh Khan, is not warranted by the authority of that Document.

3. Altho' it appears to have been the Original Intention of Lord Lake to render the Grant in question conditional on the annual payment of Rs. 1,5001 after providing a suitable maintenance for the family of Nusseer Oolla Khan, yet upon a further consideration of the services of Ahmed Buksh Khan of the turbulent state of the Districts included in his Grant, His Lordship finally recommended that it should be made subject only to the conditions of furnishing 50 Horsemen, if required, and of maintaining the family of Nusseeroolla Khan, and the draft of a *Sunnad*, corresponding with this recommendation, was accordingly submitted for the sanction of Government.

4. As no reply to Sir John Malcolm's letter can be found among the records of this office, the accordance of that sanction can be presumed only from a consideration of the existing *Sunnad* which bears the same date of May 1806, and of which the terms are precisely the same as those recommended by lord Lake.

5. Instead of binding Ahmed Buksh Khan to the payment of a specific sum, as a provision for the family of the late Nusseeroolla Khan, the obligation of

(50)

To

The Resident at Delhi,
Delhi.

Sir,

I am directed to transmit to you the enclosed Petition in original from Assudollah Khan to the address of the Governor-General and to request you will take such notice of the representation as you may deem necessary.

You will be pleased to return the Original Document when no longer required.

I have &c.
(Sd.) H. T. Prinsep.

Shimla,
10th August, 1831.

Secretary to the Governor-General.

(A True Copy).

(Sd.) H. T. Prinsep.
Secretary to the Governor-General .

for the support of the family by Lord Lake. And it is clear therefore that the 5,000 Rs. Guaranteed in this *Sunnud*, must be an additional and separate provision ordained by the Government and payable from the British funds of the *Jageerdar* of Ferozepore.

5. If the *Jageerdar* of Ferozepore intend, to include the above 5,000 Rs. in the *Istemraree Sunnud* of 25001 Rupees, it will be incumbent on him, your Petr. respectfully submits, to produce some authority or Document, which relieves him from the payment of the Balance, viz., 20,001 Rs. for it is evident that the production of the *Sunnud* for Rs. 5,000, does not cancel the payment of 25,001 Rupees.

And your Petr. as in duty bound shall ever pray for the prosperity of the British Government.

Delhi,
25th July, 1831.

2. It has been ascertained, from the Record of Govt. that General Lord lake always employed in the Public Service 50 Horsemen from the Troops under the Command of the late Nassoor Oollah Beg Khan; and included the pay of these Horsemen in the provision payable from the *Jageerdar* of Ferozepoor's Treasury at 15,001 Rupees annually. But the late Nawab Ahmed Bux Khan, discharged the 50 Horsemen; and appropriated their salaries to his own use whenever Government required the services of these Horsemen, his own men were always sent to execute the required duties, Your Petr., therefore, solicits that Government may be pleased to call on the *Jageerdar* of Ferozepore to refund into the British Treasury the arrears, which have justly accumulated, from the 4th May, 1806, at the rate of 15001 Rupees annually as the right of Government and in future, cause the regular and annual payment of 15001 Rupees into the British Treasury.

3. That your Petitioner encloses herewith copies of two Persian *Sunnuds*, for the perusal of the Honor in Council, and the originals of these *Sunnuds* are deposited in the Office of the *Jageerdar* of Ferozepore bearing the seal and signature of Lord Lake and copies of them are also recorded in the Office of the Delhly Residency: and it will appear from these documents that it is incumbent on the *Jageerdar* of Ferozepore to pay annually into the British Treasury 25001 Rupees and Lord lake, as stated above, intended that this amount (25001 Rs.) should defray the Provision for the Relatives of the late Nussoor Oollah Beg Khan, as well as the salaries of 50 Horsemen. A Report of this arrangement was made to Government at this period by Lord Lake, and sanctioned by His Lordship in Council; and the Petition of your Petr. is, that the amount 25001 Rs. may be annually paid into the Treasury of Government by the *Jageerdar* of Ferozepore; and that, whatever may be rightful and lawful provision destined for the paternal Relatives of the late Nussoor Oollah Beg Khan, may be paid by the British Government for the future.

4. That the *Sunnud*, of 7th June, 1806, lately forwarded by the *Jageendar* of Ferozepore not having proved to be fabricated, does not falsify or invalidate, the real claims of your Petitioner because, this *Sunnud* does not, in any point of view, nullify the *Istemrree & Sunnuds*, Copies of which are herewith enclosed; nor can it effect by impliation, in any degree the provision of 10,000 Rs. annually fixed

(49)

Petition of Ussud Oollah Khan to Sir C.T. Metcalfe.

To

The Honourable
The Vice-President in Council,
For William,

*The Petition of Ussud Oollah Khan, Nephew of the late Nussur Oollah Beg Khan,
Jageerdar of Souk Sonsah.*

Sir,

Most Humbly Sheweth.

That your Petitioner, in the year 1828 had visited Calcutta, and laid his case before the Right Honorable the Governor-General in Council, and petitioned that, from the Records of Government it might be ascertained whether General Lord Lake, on the death of the late Nussur Oollah beg Khan, *Jageerdar* of Souk Sonsah, made any provision, and to what extent, for his family. It was proved, from the Public Records, that Lord Lake, on the 4th May, 1806 had fixed for the relatives and family 10,000 Rupees annually, to be always paid from the *Jageer* of the late Nawab Ahmed Buksh Khan. That your petitioner prays, that, according to this provision, he may receive his dues from the *Jageerdar* of Ferozepore from the 4th May, 1806 at the rate of 10,000 Rupees annually and, for the future, that Government may be pleased to cause such arrangements to be made as will insure the regular and permanent payment of the provision originally contemplated by Lord Lake, into the British Treasury.

customary to send, from *Jageerdar's* local Forces, the number of men that might be required thus appropriating the fixed pay of 50 Horsemen, to his own benefit, under the belief that, from the lapse of time, such a criminal evasion and breach of Trust will never be detected.

4. It will be optional with Your Lordship to demand the arrears which are justly due to Government from the *Jageerdar* of Ferozepore, from the 4th May, 1806, at 15001—Rs. per annum, up to the present period, amounting to Rs. 3,75025, and to exact the future regular payment of 15001, Rupees annually into the British Treasury at Delhi.

Delhi
21st July, 1831

And Your petitioner as in
duty bound, shall ever pray.
(Sd.)

National Archives of India—Pol. Deptt. Proceedings Nos. 42 and 43

(48)

Petition of Assud Oollah Khan to the Vice-President.

To

The Right Honorable the Governor-General
of British India.

*The Petition of Usud Oollah Khan Nephew of the late Nussoor Oollah Beg Khan,
Jageerdar of Sozah*

Humbly Sheweth,

That your Petitioner respectfully begs permission to bring to your Lordship's immediate and personal notice, the following circumstances and facts, in the hope that, on investigation, the result will prove of a advantage, by bringing to light one Instance, among many in which the Rights and Dues of Government are withheld by the *Jageerdars* of the Delhi Territory.

2. That your Petitioner's uncle, Nussoor Oollah Beg Khan, was entertained by Lord Lake, as Commandant of 400 Horsemen. On his death, these Horsemen, having been disbanded, Lord Lake retained permanently, 50 Horsemen who personally belonged to your Petitioner's uncle: and allotted 15001 Rupees Annually for their salary, from the *Jageer* of Nawab Ahmad Bux Khan, who was bound to pay regularly the salaries of these 50 Horsemen, and to maintain them, consequently, for the Public Service. The Report of Lord Lake to Government under date 4th May, 1806, and confirmation therefore are recorded in the Political Department.

3. But, on the departure of Lord lake from India, the late Nawab Ahmed Bux Khan, totally disbanded and discharged these 50 Horsemen, whose pay was guaranteed and assimilated in his *Jageer*. Whenever during this interval of time, a demand was made, requiring the services of these Horsemen, it has been

(47)

Extract from Political Letter Fort William dated 4th March, 1831.

Para 75. In Paragraph 70 of the General Letter, dated 31st December, 1839, we called the attention of Your Honorable Court to the Memorial of Assud Oolla Khan, son* of the late *Jageerdar* of Souuk Sounsa who contended that part of the Pension granted to him by Government had been unjustly withheld from him by Nawab Ahmed Buksh Khan (later Shumsooddeen) Chief of Ferozepore who had conferred it on a favourite of his own, in virtue of a *Sunnud* alleged to have been granted by Lord Lake, but which Assud Oolla asserted had been fabricated by the Nawwab. With a view to ascertaining the truth we called for the original Document from the Nawwab, and we now beg to call the attention of Your Coms. 22nd October No. 41, Honorable Court to the various papers reported as Coms. 31st December No. 3 to 9. per margin, from which it will be seen that after the receipt of the original *Sunnud* in question it was transmitted to Bombay in order that the Honorable the Governor might examine it and state his opinion on the merits of Assud Oolla's claim, and assertions respecting the Document.

76. Enclosed in the Despatch above recorded will be found a minute by Sir John Malcolm who therein expresses his opinion in favour of the authenticity of the Document in question.

Coms. 31st December No. 10. 77. The reply of the Governor of Bombay had been forwarded to the Governor-General together with observations by the Honorable the Vice-President in Council in a letter recorded as per margin to which we beg leave to refer Your Honorable Court.

India Office Records, London—No. JOR-F/4/1344—Board's Collection No. 33429.

* It is mistake, it should be nephew.

(46)

To,

G. Swinton, Esqr.
Chief Secretary to Government
Fort William.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your Letter dated 31st Ultimo with its enclosures relative to the case of Ussuddoola Khan, and to convey the thanks of the Governor-General for the consideration shown in forwarding these papers.

2. No petition has yet been addressed to His Lordship by Ussudoola Khan. Under the opinion however of Sir John Malcolm as to the genuineness of the letter of Lord Lake produced by the Heir of the late Nawab Ahmed Buksh Khan, and with this opinion confirmed by the late Vice-President in Council, His Lordship will not be disposed to interfere with the arrangement for the support of the family of Nusseer Oollah Khan, made by the deceased Chieftain of Ferozepore.

Camp Mahoby,
27th Jany., 1831.

I have &c.
(Sd.) H. T. Prinsep.
Secretary to the Governor-General

(True Copy).
(Sd.) W. H. Macnaghten,
Secretary to the Government of India.

(45)

Extract Political Letter from Fort William dated 31st December, 1830.

1830 Corr. 20 August
No. 35 to 40.

Para. 70. The Correspondence recorded as per margin refers to various petitions presented to the Government by Assud Oollah Khan son^{*} of Naseer Oolla Beg Khan Late *Jageerdar* of Souuk complaining of a decision passed by the Officiating Resident at Delhi regarding the pension granted to him (Assud Oolla) by the British Government, part of which the memorialist contended had been unjustly withheld from him by the Nawab Ahmed Buksh Khaun, the Ferozepore Chief, who had conferred it on a favorite of his own in virtue of a *Sunnud* alleged to have been granted by Lord Lake but which Assud Oolla asserted had been fabricated by Nawab. With a view to ascertaining the correctness or otherwise of Assud Oolla's Statement in regard to the *Sunnud* said to have been granted by Lord Lake in 1806. A letter was written to the Officiating Resident in which after promising that Government had received a Memorial from Assud Oollah Khan, in which that individual had asserted that the *Sunnud* produced by the Ferozepore Chieftain was a forged one, and it appearing that no such document was to be found in the Residency Records, Mr. Hawkins was directed to call for the original document in question from the Nawab Shums Ooddeen the son and successor of Ahmed Buksh Khan of Ferozepore (now deceased) in order that Government, might satisfy itself as to its genuiness.

India Office Records, London—No. JOR-F/4/1344-Board's Collection No. 53429.

* It is mistake. It should be nephew. The mistake has been repeated in some other documents.

(44)

Pol. Deptt.

To

William Byam Martin Esq.
Resident at Delhi.

Sir,

With reference to the late officiating Resident's despatch of the 8th October last relative to the case of Assudolla, I am directed to transmit to you, the accompanying copy of a despatch from the Chief Secretary to the Government of Bombay dated the 7th Instant, from which you will observe that the *Perwannah* or Letter under the seal and signature of Lord Lake, asserted by the Petitioner to be a forgery, is considered by Sir John Malcolm to be a genuine Document.

2. The *Perwannah* in question is returned herewith, for the purpose of being restored to the Nuwab Shumsood Deen Khan.

I have etc.

Fort William,
31st December, 1830.

(Sd.) Geo. Swinton
Chief Secretary to the Government

(True Copy).

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to the Government

3. The Vice-President in Council however, does not concur in the sentiment expressed in the Conclusion of that note to the effect that "the family of Nuseer Oollah Khan appears to be entitled to the larger allowance". He is disposed to believe, that the arrangement by which Ahmed Buksh Khan bound to provide for the family of Nuseer Oolla, by the remission of 10,000 Rs. in his own favour, was a very loose one, by no means fixing that as the sum to be laid out for that purpose, and he thinks it probable, that the document, subsequently limiting the amount to 5,000 was procured by Ahmed Buksh for the purpose of checking any demand that might arise out of the amount of the remission.

I have the honour to be

Sir,

Yours most obedient humble servant

(Sd. Geo. Swinton,

Chief Secretary to the Government

Fort William,
31st December, 1830.

(43)

Pol. Deptt.

To

Henry Thooby Prinsep Esq.
Secretary to the Governor-General

Sir,

I am directed to transmit to you, for the information of the Right Honourable the Governor-General, the accompanying copies of a despatch from the Chief Secretary to the Government of Bombay date the 7th instant, and of a Letter which has been addressed to the Resident at Delhi under this date, relative to the case of Assud Colla.

1. From Lt. Col. Malcolm - 4th May, 1806.
2. From Lt. Col. Malcolm - 16th May, 1806.
3. From Lt. Col. Malcolm - 10th June, 1806.
4. From Offg. Rest. Delhi - 8th October, 1830 with Sunnud.
5. From Mohumud Assud ollah Khan - 26th September, 1830.
6. To Chief Secretary at Bombay - 22nd October, 1830.
7. From Mohammad Assuddoollah Khan - 27th November, 1830.

2. As it is not improbable that the Petitioner will bring his complaints against the Nawab Shumsood Deen before the Governor-General. I have been directed to transmit to you, for eventual reference a copy of the note drawn up in this office, containing a summary of the case, together with copies of the correspondence on the subject.

(42)

Minute by the Honorable the Governor, dated 30th November, 1830.

According to my belief the Sunnud bears Lord Lake's signature. The period at which it was attained was one at which much business, that active operations had led to being in arrear, was settled. That superior Native Nobleman Ahmed Buksh Khan received and merited much confidence from Lord Lake, and all who were acquainted with him and that was combined with such respect from the Natives and liberality of sentiments that his character may be pleaded in refutation of his having acted in the dishonorable manner supposed. If he had been guilty of such acts there must I think have been complaints from some of the parties engaged in it.

(Sd.) John Malcolm

(True Copy).

(Sd.) C. Norris

Chief Secretary.

(True Copy).

(Sd.) Geo Swinton,

Chief Secretary to the Government

(41)

Pol. Deptt.

To

The Chief Secretary to the Supreme
Government at Fort William.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter, dated the 22nd October, with it's several enclosures, regarding the claims of Assud Oollah Khan, and requesting the sentiments of the Honorable the Governor thereon.

In reply I am directed to transmit, for the purpose of being laid before the Honorable the Vice-President in Council the accompanying copy of a Minute by the Honorable the Governor dated the 30th November, expressing his sentiments on the question under consideration.

2. The original enclosures are herewith returned.

Bombay Castle,
7th December, 1830

I have etc.
(Sd.) C. Norris
Chief Secretary.

(40)

To

George Swinton, Esquire,
Chief Secretary to Government.,
Fort William.

Sir,

As my case is under the consideration of the Honorable the Vice President in Council, and it is likely that my claims will shortly be referred to the Resident at Delhi for deliberation and examination, I have the honor to solicit that you will have the kindness to submit my prayer, for the consideration of Government, that I may be brought to the notice of Mr. Martin, the Resident at Delhi, in such manner, as will insure to me as the descendant of the late Nussoroolah Beg Khan, *Jageerdar* of Souunk, Sousah, in the District of Agra, the same degree of attention and compliance, with which I was honored by the Right Honorable the Governor-General, at the Public *Durbars*, during my stay in Calcutta.

2. I am under the necessity of making this unusual request in consequence of my first visit at the Residency during the administration of Mr. Hawkins, on my return from Calcutta; being received in a manner totally unsuited to my Rank and standing in the scale of Asiatic Society and extremely ungratifying to my Feelings, when contrasted with the urbanity and civility with which I was distinguished by the Right Honorable the Governor-General in Council.

I have, etc.,
Delhi, 27th November, 1830
Mohammad Asud Ullah Khan
(A True Copy).

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary Government

The possessions of all these Chiefs are (His Lordship believes) within the line which it is the intention of the Honorable the Governor-General to maintain, Maloghur the Jageer of Behauder Khan as in the District of Coel as you will observe by reference to my despatch under dated, the 24th January, 1806.

Head Quarters
Cawnpore
10th June, 1806

I have, & ca.
(Sd.) John Malcolm
Resident

(A True Copy).

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to Government.

National Archives of India—Foreign Deptt. Misc. Vol. No. 208

(39)

To

N. B. Edmonstone, Esquire
&ca. &ca. &ca.

Sir,

I have the honour to acknowledge the receipt of your letter of the 16th ultimo and am directed by the Right Honorable Lord Lake to state that the *Sumuds* transmitted in your despatch of the 18th ultimo (which has also been received) have been given to Nejsbut Aly Khan and Ahmed Buksh Khan who had attended his Lordship to Cawnpore. That to Abdool Sumnud Khan has been delivered to his *Vakeel*.

I leave Cawnpore in a few days and shall be prepared on my arrival at Fort William to accord the Honorable the Governor General every information in my power that can assist his decision respecting the ultimate disposal of the advanced Districts of Rewaree, Noh and Sonah.

The communication of the Governor-General's eventual intention has been made to Ahmed Buksh Khan who states that he is most grateful for the favours he has already received and will endeavour to prove himself worthy of any further mark of the confidence of Government.

The *Jageer* enjoyed by Nejabut Aly Khan in the Company's Dominions is not above ten thousand Rupees per annum and not more than half as in the Dooab. The Province of Rewarri which is a settled country and not subject to internal disturbance cannot be estimated when it has recovered a little from the late Ravages to which it was exposed at less than a net revenue of two lacks of Rupees per Annum. Lord Lake conceives that the Governor General might not have been aware of this great difference on point of value between these possessions and has, therefore, not mentioned the subject to Nejabut Aly Khan.

Communications have been made in Answer to the applications of Murteza Khan and other Chiefs under similar circumstances in favour of their relations informing them in a general way that Government would hereafter take the subject of providing for their support into its consideration and that they might rely that a liberal arrangement would be made.

General in Council additional grounds for passing a judgment upon the case. It would be sufficient therefore for you to apprise Ahmed Buksh Khan that the Governor-General in Council is disposed to accede to his wishes provided it should appear to be consistent with general arrangements which are now under the consideration of Government and that after your arrival at the Presidency the question will be finally decided.

7. With respect to the applications of Moorteza Khaun, Behaudur Khaun and Mohammud Khaun *Affrudee*, I am directed to state that the Governor-General in Council concurs in the expediency of the general principle of giving to the families of the different *Jageerdars* a permanent interest in the soil and with reference to that principle is not aware of any objection to granting the lands composing the *Jageers* of those persons to their descendants under the tenure of *Zemindaries* at the moderate quit rent to be now fixed, provided there are no *Zemindars* in the lands of those *Jageerdars*, and their lands are situated within the proposed line of our frontier. Hondal and Pulwul which have been granted in *Istemrars* to Moorteza Khan and Mohommed Khan *Affrudee* respectively appear to be so situated. The situation of Mallaghur granted to Behadur Khaun is unknown not being laid down in any of our Maps.

8. If there are *Zemindars* within those *Jageers* the grants might be continued to the descendants of the *Jageerdars* as *Istemrars* subject to the payment of the proposed quit rent in the room of service.

9. There is no objection according to established usage to include *Zemindars* in *Istimrary* tenure. The *Istimrarydar* in such case would stand in the place of the Government and would receive the revenue under the same rules by which Government itself collects it.

10. A report upon the several points above adverted to, will enable Government to pass a decision upon the reference contained in your dispatch.

I have, etc.

(Sd.) N. B. Edmonstone,
Secretary to Government.

(A True Copy).

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to Government.

(38)

To

Lieutt. Colonel Malcolm
etc., etc.

Sir

I am directed to acknowledge the receipt of your despatch No. 192, dated the 4th Instant.

2. The drafts of *Sunnud* in favour of Nejabut Alli Khaun Abdool Sumnud Khan transmitted in your despatch, are entirely approved and *Sunnuds* (or *Perwannahs*) prepared in conformity to those drafts sealed with the Governor-General's seal and signed by the Governor-General in Council will be transmitted to you without delay.

3. The Governor-General in Council approves the arrangements of rendering the jaidad of Ismael Khan and Fyz Mohammed Khawn dependent on their continuing to yield obedience to Nejabut Alli Khawn.

4. The Governor-General in Council also entirely approves the grant to Ahmed Buksh Khan of the lands assigned to him on the same tenure as those held by Nijabut Alli Khan and Abdool Sumnud Khan and considers the relinquishment of the Annual sum of 15,000 rupees hitherto payable by Ahmed Buksh Khan to be amply compensated by the Political advantages of the present proposed arrangement. A *Sunnud* (or *Perwannah*) in favour of Ahmed Buksh Khan will accordingly be prepared and transmitted to you in conformity to the draft enclosed in your Despatch.

5. the Governor-General in Council is not prepared to decide ultimately with regard to the disposal of the advanced Districts of Rewari, Sonah and Noh. The Governor-General in Council is however at present of opinion that it would be advisable to exclude those advanced Districts from the British Dominions and if that arrangement should be ultimately determined, it occurs to the Governor-General in Council that Rewari might be granted to Nijabut Ali Khan-in-exchange for his *Jageer* in the Doaub, and that there would be no objection to granting Sounah and Noh to Ahmed Buksh Khan on the terms proposed.

6. The Governor-General in Council observes that the decision of the question may without inconvenience be suspended until your arrival at the Presidency when a personal communication with you may afford the Governor-

Entertaining a proper sense of Gratitude for this distinguished favour, you will continue to manifest attachment to the British Government and your exertions to promote its interest.

In this consist your own advantages and welfare. Dated 4th May 1806 answering to 14th of *Suffer* 1221 *Hijree*.

(A True Translation)

(Sd.) L. Monckton
Deputy Persian Secretary to Government

(True Copies)

(Sd.) Geo. Swinton,
Chief Secretary to Government.

National Archives of India—Foreign Dept. Misc. Vol. No. 208

(37)

Enclosure in a despatch (No. 192) from Colonel Malcolm, dated 4th and Received 13th May 1806.

Translation of a Draft of a Perwanah in favour of Ahmed Buksh Khan Behauder

Adverting to the merit of your services and attachment to the British interests the Right Honourable Lord Lake Commander-in-Chief conferred on you *istemmauree* (*Perwannah*) grant of the *Mohauls* of Ferozepore Jherkeh and the Tuppah Saungris Betahanna, Nujhoor and Nugheena including the customs as well as land Revenue, of them (Excepting such gardens and *Ayma Jageer Punarthee* and other rent free lands, as have been long disposed of, and other fixed and established daily allowances & ca) on condition that you require no aid from the British Government, and that you settle the affairs of the *Mehauls* with your own Troops, and that you be charged with the expense of providing for the maintenance and support of Khauja Haujee and other dependents of the late Mirza Nusseer Oolla Beg Khan, and provided also that you furnish, on occasions of exigency, to the aid of the British Government a party of 50 Troopers and that you always remain steadfast in your attachment and goodwill to the British Government.

The British Government having become acquainted with your character and disposition, and with the merit of your services and attachment to its interests, from the communications of the Right Honourable the Commander-in-Chief has now been pleased to reward those services by confirming to you and your Heirs in perpetuity from generation to generation the whole of the *Mehauls* above-mentioned, including both land Revenue and the Saer Duties with the deductions, and under the conditions however above specified from the beginning of the *Fuslee Rubbee* of 1213 *Fusslee* (answering to September 1805). From that time the British Government will have no concern whatever with those *Mehauls*, which will always remain in your possession and that of your descendants. As those lands require the exercise of arbitrary power, no complaints will be received from the Inhabitants of them.

give up all claim to aid, and promise to maintain the peace of his own possessions and to furnish 50 horse if required) to grant them exempt from any payment whatever and to give him the lands he holds upon the same tenure as those held by Nijabut Ally Khan and Sumud Khan. To this he most readily assented and I enclose by desire of Lord Lake a draft of a *Sumud* for him drawn out in the same manner as those granted to the two Chiefs above-mentioned.

I am directed by the Right Honorable Lord Lake to enclose copy and Translation of a representation which he has received from Ahmed Buksh Khan. The Districts of Sonah and Noh which he is desirous to hold are now rented to Tej Singh Choudree, Rewarree for the Term of three years at an increasing *Jumrah*

His Lordship is not aware of the manner in which the Governor-General in Council means ultimately to dispose of these provinces and has therefore given Ahmed Buksh Khan no reason to conclude his request will be complied with. His Lordship however directs me to state that if any ultimate arrangement should be made respecting the Provinces by which it should be desired to convert them into either a source of advantage or of strength to the British Government without making them immediately subject to our own administration that he knows no native Chief with whom an arrangement could be made with such a confident expectation of its answering every end as with Ahmed Buksh Khan as he possesses great activity and intelligence, has much influence in the country and is (His Lordship is satisfied) most sincerely attached to the British Government.

The Right Honorable Lord Lake directs me to state that he has received applications from Murteza Khan, Behadoor Khan and Mahomed Khan Affrudee expressive of their anxiety that some arrangement should be made to secure some provision (however comparatively small) for their descendants. This they represent may be done by either giving their Heir a small *Jageer* as has been granted to the sons of Bauany Sunker (which may be taken from the lands they now hold) or in securing them the reversion of the whole grant on paying Government a fair Revenue, that is to say giving them a *Zamindary* right in the said subject to the same rules and regulations as other possessions within the company's Dominions.

His Lordship merely promised to mention their wish but he directs me to state his opinion that it would be politic to make some arrangement by which the families of the different *Jageerdars* should have a permanent interest in the soil which would not only lead to the improvement of the country but reconcile and attach them to the British Government.

I have, etc., etc.,
(Sd.) John Malcolm
Lieutt.-Coll.

Headquarters
Cawnpore, 4th May 1806.

(36)

To

N.B. Edmonstone,¹⁰ Esqre.
etc., etc.,

Sir,

I have the honour to acknowledge the receipt of your despatch under date the 12th ultimo.

I have the honour to enclose Drafts of *Sunnuds* for Nejabut Ally Khan and Abdool Sumnud Khan. These are drawn out (as far as I can judge) in conformity to the intentions of the Honourable the Governor-General and will I trust be honoured with his application. In the *Sunnud* of Nejabut Ally Khan the *Jaidad* of Ismael Khan and Fyze Mahomed Khan are made dependent on their continuing to yield obedience to that Chief. The former (Ismael Khan) has no doubt a distinct personal claim on the generosity of the British Government but that is perfectly satisfied by the grant of a *Jageer* which he holds independent of the Nabob and his holding the *Jaidad* originally assigned upon any terms but those of obedience to the head of his family might hereafter introduce divisions and weakness which would be injurious to the object of the whole arrangement.

At the period when Ahmed Buksh Khan gave up Rhotuck and Hurrianah the Right Honourable Lord Lake promised to give him the districts he held in Mewat in *Istimrar* for the term of his life for a payment of twenty-five thousand rupees per annum. Soon after this on the sudden death of Nussuroollah Beg a near relation of Ahmed Buksh Khan, the Districts of Saunk and Sausah which had been given to that Chief were resumed but His Lordship deemed it necessary to provide in some manner for his Brother^{*} and family and this became more urgent from the necessity of disbanding the corps of Irregular Cavalry in which most of them were employed and in which there were also one or two officers who had come over from the Enemy on a promise of favour and protection. To effect these objects in a manner the least objectionable His Lordship thought the best mode was to allow Ahmed Buksh Khan a deduction for their support and with this view he fixed his payment at fifteen thousand Rupees per annum.

The situation of the districts held by Ahmed Buksh Khan their turbulent state and the smallness of the amount he pays to Government combined with a consideration of his services led His Lordship to make him an offer (if he would

^{*} It is correct that arrangements were made for the maintenance of brothers and family of Nasuroollah Beg rather arrangements were made for the support of Nephews and family.

same date. That grant *virtually* assigns 10,000 per annum for Nussur Oolla Beg Khan's family, tho, unfortunately from the loose manner in which the *Sumud* of the 4th May 1806, is worded, the precise sum is not mentioned. It grants a reduction of *quit* rent from 25,000 to 15,000, for a specific purpose and that was the support and maintenance of Nussur Oolla Beg's Family. It alludes to "deductions and conditions above specified" but the deduction and conditions are only expressed above in general terms. But Lord Lake having granted this *Perwana* on the 4th May, and having received an answer from Government on the 16th of the same month, approving what had been done, is it likely, that His Lordship then at Cawnpore, would again write to Ahmed Buksh Khan on the 7th June, regarding what was settled by the orders of the 16th of the preceding month?

29. If, however, at the request of the Nabab Ahmed Buksh Khan, (then in attendance on Lord Lake at Cawnpore) His Lordship had written the Letter of the 7th June; would not Colonel Malcolm when acknowledging a few days afterwards, (the 10th June) the receipt of the orders of Government of the 16th May, have reported, that a Letter had been addressed to Ahmed Buksh Khan, fixing a specific sum of 5,000 Rupees as the amount of provision to be granted to Nussur Oolla Beg's Family, and explaining the grounds on which the remaining 5,000 Rupees of the remitted quit rent had not been reannexed to the sum payable by the Nabab on account of his *Jageer*? But no such report is forthcoming. If the Document be genuine, Ahmed Buksh Khan, it is not improbable, obtained it through some fraud: but even granting it to be an order willingly issued by Lord Lake, was His Lordship competent to disturb the previous arrangement sanctioned by the Governor-General in Council, and is it binding on Government? I should imagine not, and whether it be genuine or fabricated, the Family of Nusser Oolla Beg Khan, appears to be entitled to the larger allowance.

30. All the papers referred to in this Note, accompany for reference.

19th August, 1830.

(Sd.) Geo Swinton,
Chief Secretary to the Government.

(True Coy)

19th August, 1830.

(Sd.) Geo Swinton,
Chief Secretary to the Government.

stated as his opinion, that the complainant had no right to more than what was expressly provided by Lord Lake for him and his Brother Mirza Yoosuf viz. 1,500 per annum, which the Nabab Shumsodeen, he observed has all along been willing to pay.

19. In reply Government stated on the 28th May last, that it concurred in Mr. Hawkin's decision.

20. Assud Oollah on the 7th July forwarded an English Petition complaining against Mr. Hawkin's decision, on the basis of a *Sunnud*, which he asserts is a forgery, and requests that the records of Government may be searched in proof of this.

21. On the 28th July, he again complained against Mr. Hawkin's proceedings as evincing a partiality for the Nabab Shumsood deen, and requests to be favoured with a copy of the orders of Government. He also enclosed a letter to my address, a translation of which accompanies and this repeated and direct appeal to myself, has induced me to look into all the papers, and to trouble Government with the foregoing narrative, more especially, as it appears to me that there are grounds to believe that Assud Oolla's complaint is not without some foundation.

22. No letter from Lord Lake dated 7th June 1806, is forthcoming on the records of Government.

23. It does not appear that the original has been submitted to Mr. Hawkins.

24. It appears to be desirable that the letter of the 7th June, should be produced and examined, and if doubts as to its real nature be entertained at Delhi, it should be sent to the Presidency.

25. If Shumsood deen Khan should endeavour to evade this demand by saying the Original is lost, there will be strong presumption against him.

26. Shumsood deen Khan's reply as submitted in Mr. Hawkin's Dispatch of the 5th May last, is written in a very flippant style—and it meets Assud Oolla's assertions by remarking that he is a poet, and avails himself of a poet's privilege to deal in romance.

27. But let the case be looked into seriously.

28. Let us examine the *Sunnud* to Ahmed Buksh Khan of the 4th May, 1806, which is genuine, and was ratified by the Governor-General in Council. A copy of it will be found as an enclosur in Sir John Malcolm's Dispatch of the

13. On the 24th February 1829, the Resident at Delhi, Sir E. Colebrooke reported to Government, that Assud Oollah had presented a Petition to him, the purport of which was "that on the death of Nussur Oolla Beg Khan, who held in *Mokurrarree* for his life the *Pergunnas* Saunk and Sonsa at a quit rent of 15,000, the quit rent of between 20,000 and 30,000 Rupees at which the late Ahmed Buksh Khan held the lands of Ferozepore, etc., had been relinquished in consideration of Ahmed Buksh Khan making himself responsible for the support of Nussur Oolla Beg Khan's Family, and that for such support Ahmed Buksh has never paid more than 5,000 Rupees annually, out of which he has paid 2,000 to one Khajah Hajee, an alien to the Family. 1,500 Rupees to the Petitioner and 1,500 Rupees to one of the Petitioner's sisters, leaving a Brother and two other sisters* of this Petitioner wholly unprovided for."

14. Sir Edward Colebrooke proceeds to state "The *Summul* of Ferozepore from Government to Ahmed Buksh Khan under date the 4th May, 1806, contains the following clause which is all I can trace relative to the subject". "The support and maintenance of Khaja Hajee, and the other dependants (*Mootauliquan*) of Mirza Nusseer Oolla Beg Khan deceased are upon you, and you will on requisition in case of necessity, have in readiness for the *Sirkar* fifty Horsemen."

15. In concluding his report, Sir Edward Colebrooke requested to be furnished with Copies of any documents on the Records of Government which might appertain, to the case.

16. In reply, an Extract from Lieutenant Colonel Malcolm's Dispatch of the 4th May 1806, regarding the settlement made with the Nawab Ahmed Buksh Khan, was sent to the Resident at Delhi on the 13th March 1829, and he was called to investigate and report on the complaint preferred by the Petitioner.

17. On the 5th December 1829 Mr. Hawkins, the officiating Resident at Delhi, solicited the attention of Government to Sir Edward Colebrooke's letter of 24th February, to which he stated no answer had been returned. He was informed in reply, that an answer had been sent on the 13th March, since which time no report on the case had been received, and he was furnished with a copy lest the Original had been mislaid.

18. On the 5th May last, Mr. Hawkins submitted his report on Assud Oolla's case. It would appear, that he had referred Assud Oolla's Petition to the Nawab Shumsoodeen Khan (son and successor of the late Ahmed Buksh Khan) for his answer to the complaint. A translation of Shumsooddeen's reply, and what is called "Lord Lake's letter dated 7th June, 1806 specifying the persons who were to receive the 5,000 Rupees a year," accompanied Mr. Hawkin's report, and he

To Khaja Hajee	2,000-0-0
To Nussur Oollah Khan's Mother	1,500-0-0
To the Petitioner	1,500-0-0

5. On Khaja Hajee's death, Ahmed Buksh Khan continued the portion of 2,000 to his children.

6. When the Mother died, her portion went to her eldest Daughter (sister of Nusseer Oollah Khan) who out of it, supported her two younger sisters.

7. The Petitioner states, that out of his portion, he has supported his younger Brother, who, he complains was left unsupported for Ahmed Buksh Khan. It is probable, however, that the sum of 1,500 settled on Assud Oollah was intended for the joint support of the two Brothers, as the other 1,500 Rupees seem to have been intended for the Females, the three Aunts of the Petitioner.

8. It may be useless to enquire now, whether Khaja Hajee was entitled to share with the heirs of Nusseer Oollah Khan, since he has been acknowledged as a Member of the Family in the *Perwanna* of the 4th May 1806, which Ahmed Buksh Khan obtained under the seal and signature of the Governor-General in Council. But it may be useful to enquire, whether Ahmed Buksh Khan acted up to the condition of his *Sunnud*, when he allotted 5,000 per annum only for the maintenance of Nusseer Oollah Khan's Family, including Khaja Hajee, and whether his heir and successor Shams-oo-deen Khan is bound to make a larger provision for them.

9. It will be useful to enquire also, whether as asserted by the Petitioner the *Sunnud* by Lord Lake dated 7th June 1806 is a forgery, and whether the case has been fully investigated.

10. Without going therefore, into all the particulars stated by the Petitioner in his several Memorials, to which however, I beg reference as containing much information, which I shall take for granted is known to Government, I propose to submit merely an account of what has lately taken place.

11. Assud Oollah came to Calcutta in 1828, and presented a Memorial to the Persian Secretary,—vide memorial received 28th April, 1828, and recorded 2nd May No. 46.

12. The order passed on that Memorial was "Ordered that the petitioner be informed that the above petition ought to be addressed to the Resident at Delhi".

(35)

National Archives of India — Foreign Dept. Misc. vol. No. 208.

Note by the Chief Secretary on the case of Assud Oollah, 19th August, 1830.

Assud Oolla Khan states himself to be the Nephew of the late Nawab Nasseer Oolla Beg Khan, who held the District of Agra under General Perron, and who came over to Lord Lake in the Marhatta War, when, for his good services he had certain Lands bestowed on him in the District of Agra, on an *Istamraree* tenure at a *Jumma* of Rupees 15,800. These were the *Pergunnas* of Sonk and Sonsa, the revenue of which, Assud Oollah in his petition represents, amounted to more than a Lac of Rupees.

2. Nussur Oolla Beg Khan was the son-in-law of the late Nawab Ahmed Buksh Khan, Chief of Ferozepore, etc.

3. When Nusseer Oollah Khan died, he left a Mother, a widow*, three sisters and two sons**, viz. the petitioner and his Younger Brother Yoosuf Allee Khan (or Mirza Yoosuf).

4. The Petitioner further states that there was another Person named Khaja Hajee, who was no relation of Nussur Oolla Beg Khan, but was connected by marriage, he being the son of a Niece of Nusseer Oolla Khan's father's wife. This Person, however, seems to have assumed the management of Nussur Oolla Beg Khan's affairs, and on his death, is stated to have conspired with Ahmed Buksh Khan to defraud the Family of the deceased. Ahmed Buksh Khan as the Father-in-Law of Nusseer Oolla Khan and the natural Guardian of his Family, obtained from Lord Lake a remission of the quit rent, payable by him for Ferozepore, on the condition of providing for Nusseer Oollah Khan's Family, and the petitioner asserts, that the Nawab unjustly set up Khajah Hajee as the principal Person of Nusseer Oollah Khan's Family and allotting 5,000 Rupees per annum for the general support of the Family distributed it as follows:—

*This is not correct. Nassurullah Beg's wife has died long before the demise of Nassurullah Beg Khan.

** They were not sons rather they were nephews of Nassurullah Beg Khan.

(34)

To

C. Norris, Esqre,
Chief Secretary to the Government of
Bombay

Pol. Deptt

Sir,

1. Note by the Secretary on case of Assud Oollah dated 19th August, 1830.
2. Officiating Resident at Delhi, dated 8th October.
3. Sunnud enclosed in Delhi, -do-
4. Letter from Assud Oolla Khaun, 26th September
5. From Lieut. Coll. Malcolm, dated 4th May 1806
6. Translation of Sunnud in -do-
7. The Lieut. Coll. Malcolm dated 16th May, 1806.
8. From Lieut. Coll. Malcolm dated 10th June, 1806.

I am directed by honorable the Vice-President in Council to transmit to you the enclosed Documents noted in the margin, and to request that the Honorable the Governor, after examining the original Persian Document said to be a letter from Lord Lake by one party and pronounced to be a forgery by the other will be pleased to state his opinion on the merits of Assud Oollah's claim, and on the assertion of that individual that the Document is either a forgery or was fraudulently obtained.

2. The Honorable the Governor will observe, that the Persian Letter does not bear any English Counter-signature on the back such as is usual when Persian Letters are issued from the Persian Secretary's Office.

3. I am directed to request that the Original Papers may be returned to me, and that special care be taken of the alleged original letter from Lord Lake, that it may be returned to Nuwwab Shumsooddeen.

Fort William
22nd October, 1830.

have etc. etc.,
(Sd.) G. Swinton,
Chief Secretary to Government.

(A true copy).

Sd.) G. Swinton.
Chief Secretary to Government.

(33)

Extract Political Letter from Bengal, dated 14th October 1830 (No. 18).

Corn: 28th May No. 12-13. 189. We concurred in Mr. Hawkins view of the claim advanced by Asud Oolla Khan, against Nawab Shums Oodeen Khan, son of Nawab Ahmed Buksh Khan relative to the sum of 5,000 Rupees per Annum assigned by Lord Lake for the maintenance of the late Nauseer Oolla Beg Khan's dependents out of the *Jageer* of the Nawab Ahmed Buksh. In the complaint Asud Oollah had asserted that he and his brother Meerza Yousuf, had been deprived of their due share of the 5,000 Rupees per annum in consequence of the Nawab Ahmed Buksh Khan having thought proper to insert the name of Khajeh as entitled to 2,000 Rupees per annum. Mr. Hawkins however did not consider that Asud Oollah had established his right to a larger share than hitherto received by him.

India Office Records, London—No. ROR-F/4/1344-Board's Collection No. 53439

(32)

Extract from Fort William Political Consultations of 31st December, 1830.

From

The Officiating Resident at Delhi.

To

Mr. Chief Secretary Swinton

Dated 8th October, 1830

Sir,

Transmits the letter from Lord Lake required in Chief Secy.'s letter of 20th August last

Immediately on receipt of your letter dated 20th of last August, viz., on the 13th ultimo, I addressed a letter to Nuwwab Shums-ud-deen Ahmed Khan requesting him to send again to me the letter from Lord Lake to his father Nuwwab Ahmed Buksh Khan, dated 7th of June, 1806, fixing allowances to be paid to the Family of Mirza Nussur Oolla Khan deceased, which on a former occasion, when the claim of Assud Oollah Khan *alias* Mirza Nousha was under investigation, he then had submitted to my perusal, and informing him that the Governor-General in Council desired to see it, in consequence of a memorial from the said Mirza Assud Oollah Khan, in which the letter in question is asserted to be a forgery. The Nuwwab has just sent the letter required written in Persian, and bearing the great Seal and Signature of Lord Lake and in submitting it herewith, I trust that Government will, on inspecting it be as fully convinced of its genuineness as I was when in May last I reported on Assud Oolla Khan's claim, and will not suffer the false assertion of that person, which has given so much trouble to Government, to you, and to me, and so much offence to the Nuwwab, to pass unpunished.

Assud Oolla Khan's Assertion that the said letter is a forgery, utterly false and deserving of punishment.

Delhi Residency
October, 8th 1830

I have etc.,
(Sd.) F. Hawkins
Acting Resident

Rs. can be deducted or given from the allowance and how another person's right can be given to the *Jageerdar* of Ferozepore.

8. Your Petr. has presented two Petns. to the Rest. at Delhi, one under date 6th March 1830, and the other of 20th of the same month and year and it is painful to your Petr. to think that the Resident has neither taken these Petns. into consideration nor submitted them to Government.— But has decided the matter *ex parte*—

9. Your Petr. pointed out in his Petr. to the Resident, two *Sunnuds* under the seal of Lord Lake, the originals at Ferozepore, and the copy in the office of the Resident at Delhi— one in the name of the late Nawab Ahmed Bux Khan granting Ferozepore Jheerka Jageer and Saunkrus in *Istemrar* 5,000 Rs. pr. ann. dated 22nd December, 1804. The other, in the same name, granting Poonah Hanah, Bechour and Nugeena and in *Istemrar* 20,000 Rs. Per Annum—dated 4th March, 1806—And it occurs to your Petr. that the Resident has not brought the subject of these *Sunnuds* under the consideration of your Lordship.

National Archives of India—Foreign Dept. Misc. Vol No 208

sent by Mr. Stirling to the Rest. at Delhi, with the orders of Government that the Representations of Yr. Petr. should be examined. The Report of Sir Ed. Colebrooke, in consequence bears testimony to the present representation of Yr. Petr.

4. According to the orders of Government it was just that the allowance fixed in Col. Malcolm's letter should have been appropriated and allotted to Nussoorollah Beg's Family and the pretensions of Khaja Hajee duly examined. Mr. Blake, the Assistant to the Rest. at Delhi, sent for Yr. Petr., and informed him that he was instructed by the Rest. Mr. Hawkins, that it was decided that the Family of Nussoorollah Beg should continue to receive 5,000 Rs. annually, as they had all along recd. that sum: This decision of Mr. Hawkins, has no connection with the claims or representations preferred by Your Petr. and he therefore, begs leave to lay the particulars of his case in this case before Lordship in Council.

5. When Your Lordship in Council decided that the Family of Nussoorollah Beg Khan, should be provided for, according to the provision made in Col. Malcolm's letter, it is strange that the Decision of the Rest. at Delhi, is writing (*sic*) to its purport and letter: and it is not known from what Department any Document has been procured, which could in any manner, nullify the Provision made in Col. Malcolm's letter.

6. Your Lordship in Council has ordered that the case of Yr. Petr. should be duly investigated and examined at Delhi; But no examination has as yet been instituted into the merits of the matter, nor have the pretensions of Khaja Hajee been scrutinized: and the wonder in this case is that the complaint of Khajah Hajee being included in the Provision of 5,000 Rs. will remain in the same predicament, as if the allowance were 10,000 Rs.

7. If the Resident at Delhi, has grounded his decision on the *Sunnud* submitted by the *Jageerdar* of Ferozepore under the seal of Lord Lake, Your Petr. is surprised on three diff. grounds, first that, if no copy of the *Sunnud* produced by the *Jageerdar* of Ferozepore is on the records of the Resident at Delhi, and of Government it cannot be deemed valid: second, that the *Sunnud* now produced by the *Jagr.* of F. does not cancel any former *Sunnud* or previous provision—therefore it does not prove that it is valid—the

3d.—It is proved from the Records of Government that 25,000 Rs. Per Annum, was provided for the maintenance of 50 Horsemen and his Family. On an inspection of these Documents, it cannot be accounted how the remaining, 20,000

(31)

To,

Lord William Cavendish Bentinck, etc.
Governor-General of British India in Council

*The Petition of Ussuddollah Khan, the Nephew of Nussoorallah Beg Khan,
Jageerdar of Souuk Soursah, an inhabitant of Delhi*

Humbly Sheweth:

That Your Lordship in Council is aware that your Petitioner in the first instance laid his grievances before your Hon'ble Board at Calcutta, when the Hon'ble W.B.Bayley, Esqr. was Acting Governor-General, as the records of Government will shew: and the order passed before was, that your Petitioner should lay his statement before the Resident at Delhi.

2. On referring to the Petition presented to Yr Hon'ble Board, when Yr. Petr. was in Calcutta, it will appear, that your Petr. has preferred two complaints: one that the *Jageerdar* of Ferozepore has diminished very considerably the annual allowance conferred on Nussoorollah Beg Khan's Family since his Death; & the other, that from the limited allowance allotted to the Family an interloper named Khajah Hajee had been foisted to whom a portion is payable by the said *Jagheedar*, irregularly, unjustly and illegally.— In that Petition, Your Petr. requested that Your Lordship in Council would investigate, from the Records, What was the allowance fixed by Lord Lake for the maintenance of Nussoorillah Beg's Family; & cause an inquiry to be instituted as to the pretensions of Khajah Hajee, to receive a portion of the allowance and in these respects your Petr. solicited Justice from Government.

3. Sir Ed. Colebrooke, the then Resident at Delhi, solicited copies of the papers connected with Your Petr.'s case from Government, as no such documents were found in the Residency office, and reported to the Government the particulars of Khawjah Hajee's pretensions: Col. Malcolm's letter of 1806, was

Lord Lake, thro' the Agency of Bribes.— when the attention of that Nobleman was engaged on other subjects of Importance,— obtained the signature of Lord Lake to a Document, the purport of which was unknown at the moment, among the mass of Persian Papers daily and hourly, brought for signature.— and this is a species of Fraud and Forgery of the worst and most dangerous tendency.

9. Your Petr. in conclusion prays most earnestly that, according to the original compact, under the guarantee of Lord Lake, the *Jageendar* of Ferozepore may be desired to remit, annually, 25,000 rupees to the British Treasury: that 15,000 rupees in default, originally appropriated for the maintenance of a Body of 50 Horsemen, may be credited to the account of Government; and 10,000 rupees annually fixed in Colonel Malcom's letter, may be ordered to be paid in future, from the General Treasury at Delhi for the support, as it was designed, of the late N.O.B.K's family, which, at present, is composed, in reality, of only 5 (five) persons, viz., Your Lordship's Petr. and his younger Brother, and 3 sisters of the late N.O.B.K., who left no Issue. Your humble Petr., being the son of the uterine Brother of the late N.O.B.K. is legally considered, the real successor, under whose protection the Family is left— The Result of a strict investigation of the Public Records at the Presidency will exhibit the Truth— and nothing but the Truth: whilst the unbiassed award of Your Lordship in Council will establish and recognize the real Rights of the Posterity of the family of the late N.O.B.K. according to the provision fixed by Lord Lake.

And Yr. Petr., as in duty bound, shall ever pray etc. etc.

Delhi.
26th September, 1830.

(Sd.) Muhammad Asadullah Khan
Nephew of Nasrullah Beg Khan
Jagirdar

True Copy

(Sd.) Geo. Swinton
Chief Secretary to Government

Petitioner here would crave premission to attract the attention of your Lordship in Council to the facts which follow

In the month of May 1806, however, Lord Lake deemed it expedient to make another arrangement for the appropriation of the sum of 25,000 rupees stipulated by the late Nawab to be paid annually into the Treasury of Government, viz., 15,000 rupees annually for the maintenance and continued support of a Body of 50 Horsemen, attached to N.O.B.K., on his demise and 10,000 rupees annually for the provision of his Family. Lord Lake, at the period, reported to Government on this arrangement and its sanction was obtained as the Records at the Presidency will shew. Under these circumstances, if the *Jageerdar* of Ferozepore contends on the validity of *sunnud* now brough forth,— that 5,000 rupees annually was the Provision fixed, for the Family of the late N.O.B.K.— and that he is not bound to maintain 50 Horsemen from his *Jageer*,— It is clear, beyond any effort of Sophistry, that he ought to remit 20,000 rupees annually to the Treasury of the British Government unless he can produce any document which absolves him from the original Compact.

7. When 10,000 rupees was appropriated annually for the Provision of the Family of the late N.O.B.K. out of the 25,000 rupees originally agreed by the *Jageerdar* of Ferozepore to be paid annually into the British Treasury, Lord Lake reported to, and procured the sanction of Government to this measure of intermediate expediency— It will, therefore, seem extraordinary to Your Lordship in Council, how Lord Lake could have injudiciously departed at once, from a deliberate and sanctioned pledge, under the Guarantee of his own signature, by reducing the Provision to a moiety of 5,000 rupees without holding some correspondence with Government even in the shape of intimation, abrogating the former arrangement.

8. On these various grounds, Your Petr. does not hesitate to pronounce the *Sunnud* in question to be fabricated— that it was never written or drawn up in the office of Lord Lake under the sanction of that Nobleman, who never authorized the reduction of the original provision to a moiety— and that no correspondence, Your Petr. is well assured, *is* forthcoming, in the Public Departments, either at Delhi or at the Presidency, which can, directly or indirectly afford to this isolated document, the colour of validity, or, abstractedly, by any inherent matter of consecutive application give to it the slightest pretension to legitimacy.— There seem to be 2 Points therefore to be considered, calculated to lead to a true conclusion: 1st. Either that the *Sunnud*— the seal and the signature are all forged; 2nd, that the late Nawab A.B.K., after having caused this *Sunnud* to be drawn up and written in his Private Residence, in collusion with the *Amlah* of

correspondence with Lord Lake and the Government, relative to the Provision of 5,000 rupees only, for the Family of the late Nussur Oolla Beg Khan, or of its confirmation by the British Government forthcoming on the Records of the Public Office: On these very important grounds, along, the Instrument objected to, must appear in a very questionable light.

4. In this fabricated *Sunnud*, no mention is made of the source from which 5,000 rupees annually were to be paid to the Family of the Late N.O.B.K., nor can it be known, from its general purport on what particular account, Lord Lake was pleased to make the grant. It is as worthy of observation,, as it is true, that, previously to the date which this fabricated Instrument bears, the country of the Mewats was granted, in *Jageer*, to the late Nawab Ahmed Bux Khan; the grant of this Territory, in uninterrupted possession, became beyond a doubt, sacred. It, therefore, seems unaccountable, either with Policy or good-faith, how Lord Lake should have interfered subsequently, by foisting on the *Jageerdar* a Provision of 5,000 rupees for the Family of the late N.O.B.K., But the real state of the case is different as will appear in the 6th para of this Memorial.

5. In the letter of (then) Col. Malcolm in 1806, a provision of 10,000 rupees annually is fixed for the family of the late N.O.B.K.; without any reference to the name of Khaja Hajee, or his Posterity. Your Petr. here respectfully begs to remark that it is extraordinary, how in the Persian *Sunnud*, now brought forward, a Provision of 5,000 rupees for the Family is mentioned, and the name of Khaja Haje introduced, without the slightest advertence or explicatory allusion to the former arrangement fixed in that letter of Col. Malcolm. This *sunnud*, besides, is totally devoid of the usual and customary detail of the services or account, on which a benevolent Grant is founded, and of the source from which it should emanate—Independently of this want of concatenation of circumstances, it exhibits no light on the pretended relationship of Khaja Hajee, whether by Blood or connexion by Marriage, or by any other tie of Fraternity.

6. The country of the Mewats, was granted in *Jageer* to the late Nawab A.B.K. by Lord Lake, and 25,000 rupees annually, it was stipulated, should be perpetually paid by the former into the Treasury of the British Government. To this effect, 2 original *sunnuds*, under the seal and signature of Lord, are now lodged in the office of the *Jageerdar* of Ferozepore, and copies of those 2 *sunnuds* are recorded in the office of the Res. at Delhi, one dated the 22nd of December, 1804, and the other, the 4th March, 1806: and it is presumed that the Report of Lord Lake, of these respective dates must be recorded in the Political Department, with the orders and Resns of Government thereon. Your

(30)

To

The Right Hon'ble Wm. Bentinck and Lt. Gover.-Genl.,
in Council, Calcutta, Fort William.

*The Petition of Usudoolah Khan, the Nephew of the Late Nussur Oolla Beg Khan,
Jageerdar of Soukh Sousah, in the District of Agra, residing at Delhi.*

Humbly Sheweth

That your petr. has learnt, with gratitude and elated Hope, that your Lordship in Council has been pleased, in consequence of a petition presented by him in the month of July last, to your Hon'ble Board, to call on the Acting Resident at Delhi, for the original *Sunnud*, on which the claim of your Petitioner has been set aside.

2. In that Petition, your petitioner represented to your Lordship-in-Council, that the *sunnud* which was brought forth by the *Jageerdar* of Ferozepore, to invalidate his claims, was fabricated, false, and nugatory and as this Document is about to be laid before your Hon'ble Board, your Petitioner has presumed, most respectfully to obtrude seasonably the following explanation of the grounds on which he has pronounced that Document to be a counterfeited Instrument, possessing no circumstantial unity or connexion.

3. It is well known that Lord Lake established as an inviolable Rule that, when a *Sunnud* was granted to a *Jageerdar*, a copy of it should be deposited, as a Record, in the offices of Government. This Rule also regulated the Department of Pensions: and a Report of all the circumstances connected with each *Jageerdar's* case, was immediately made to, and the order of Government, obtained thereupon. It will appear extraordinary to your Lordship in Council that this essential precaution, and prescribed usage, in the conduct of Public Business, have not been observed in respect to the *Sunnud* in question which seems perfectly isolated, from the want of any allusive connexion with any correspondence, calculated to give it any formal or official validity for neither a copy of this *Sunnud* can be traced either in the office of the Resident at Delhi, or in the Political Department of Government at the Presidency—nor is any

(29)

(Copy)

S. Fraser, Esqre,
Deputy Secretary to Government,
Political Department,
Fort William.

Sir,

With reference to a Petition which I submitted thro' you in the month of July last, for the consideration and orders of His Lordship in Council, I have the honour to transmit to you the enclosed memorial, which I respectfully solicit may be laid before the Honorable Council Board at the same time with the original *Sunnud*, which the Acting Resident at Delhi has been desired, in Consequence of many former representation, to obtain from the *Jageerdar* of Ferozepore and forward for the inspection and consideration of the Right Honourable the Governor-General in Council.

Delhi,
26th September, 1830.

I have etc.
(Sd.) Mohammad Asadullah Khan
Nephew of Nasrullah Beg Khan
Jageerdar

(28)

To

The Officiating Resident at Delhi.

Sir,

With reference to your Dispatch on the subject of Assud Oolla's case and the orders of Government of the 28th May last, I am directed to acquaint you that a memorial from that person having been subsequently addressed to Government requesting a revision of the decision of His Lordship in Council on the ground that the letter from Lord Lake of the 7th June 1806 is a forgery; and it appearing that no just document is forthcoming on the records at the Residency, the Governor-General has deemed it necessary that the original document should be called for from the *Nabob* Sumsood-Din and be transmitted for the satisfaction of Government as to its genuineness.

2. You will accordingly be pleased to obtain and forwarded to me the original document with as little delay as practicable.

I have etc.,
(Sd.) G. Swinton,
Chief Secretary to Government.

Fort William
20th August, 1830.

(27)

Ordered that the following letter be addressed to the Officiating Resident at Delhi.

•

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1344-Board's Collection No. 53429

Lake agreeably to, or confirmatory of the *sumud* which the Ferozeporewala has produced.

It is not my custom to calumniate or accuse but I know this much that the Ferozepore *Jageerdar* is wealthy, and that I am poor—undoubtedly too, all the persons attached to the Delhi Residency agree both in heart and speech, with the Ferozeporewala—May the Almighty protect me! Should the Supreme Government not do something for me; what is to become of me?

On the 7th of this month I addressed a petition in English to the Governor-General and sent it per *Dak* to Mr. Simon Fraser— The substance of the last paragraph was "Let the *arrees* presented by me and the *sumuds* I have referred to, be sent for from the Delhi Residency and on perusal of those papers and of documents that are in the Government office, let an enquiry be made into my case before the Supreme Council."

Last year on the 15th August on taking leave of the late Mr. Stirling I presented to that gentleman a petition regarding five points and requested that whenever a report in my case should arrive from Delhi, my petition also should be submitted together with the report, to the Supreme Government and that each of the five paragraphs of my petition should separately have orders passed on it.

Mr. Stirling approved of my request and promised that it should be attended to—Alas! that owing to my ill fortune that gentleman has departed this life;

In this state of hopelessness I prefer my complaint to you—and enclose for your information copy of the petition presented by me to Mr. Stirling.

(True translation).

(Sd.) * * G. Lushington¹

Assistant Secretary to Government.

¹ In the text it is G. Lushington but actually it is C. Lushington (Charles Lushington) Dictionary of Indian Biography page 236.

(26)

From

Mohammad Assud Oollah

To

The Political Secretary to Government

Dated 28th July

Received 12th August.

It is well known to you that when I referred my case to the Supreme Government I appealed to the official records for evidence in my behalf, and that, in consequence of this appeal the Government sent Colonel Malcolm's letter which was among the Government records to the Delhi Residency in order that the real nature of the subsistence grant formerly conferred on me, might be ascertained.

Although I am unacquainted with English and have not seen Colonel Malcolm's letter, still I was informed by the late Mr. Andrew Striling that the sum of ten thousand Rupees per annum was granted by Colonel Malcolm's letter, above-mentioned, to the relatives of the late Nusur Oollah Beg Khan, and the "the name of Khaja Hajee is not mentioned therein."

Moreover I know full well that no document has been discovered in the Government office that cancels or contradicts the materials of Colonel Malcolm's letter but that on the contrary should search be made among the official records the reports of Lord Lake will be found to agree in every respect with the letter of Colonel Malcolm.

The Ferozeporewala wishes by means of a forged *sunud* and by the assistance of the Resident at Delhi to cancel my rights and to destroy my character—the fact is there is no copy of that *sunud* in the Delhi Residency Office nor will there be found among the Government records any report by Lord

His Lordship in Council on the petition which I have forwarded lately, as above adverted to.

4. I have the honour to enclose a Persian Petition, addressed to Mr. Swinton the Chief Secretary, which I solicit, that you will be so good as to cause to be sent to that gentleman.



I have etc.,

Delhi 28th July, 1830.

(Sd.) In Persian Character,

امیر اسرار خان

(25)

From

Ussad Ollah Khan,

To

The Deputy Secretary to Government,
Political Department, Fort William.

Sir,

Since the death of Mr. Stirling, it is well known to you, that, with the exception of yourself, I cannot claim any other Patron: and that I now consider you in the room of that much lamented gentleman, in supporting my claims on the Government, for redress.

2. Having discovered that at the Delhi Residency partiality and attention are showed to Shumshuddeen Khan, the *Jageerdar* of Ferozepore, and that I cannot hope for redress, I was under the necessity of presenting a petition on the 7th instant, to His Lordship in Council, which I have forwarded, officially to you and the greatest expectation I entertain, is that my complaint may be recognized by the Government, in whose eyes, the affluent and the Indigent are viewed alike.

3. It is customary that copies of the Orders of Government should be furnished to the individuals whom they may concern and there are several persons, to my knowledge, to whom, on application, copies have been furnished, officially from the office. It is extraordinary, however, that this usual and common indulgence has been pointedly, denied to me notwithstanding my repeated applications, personally and those of my *vakeel*, to Mr. Blake, the Assistant to the Resident—on this account, I would consider myself under great obligation, if you would kindly forward to me, under an official Envelope, a copy of the orders of

Government thereon and Colonel Malcolm's letter, these documents, being formed into a *misal* may be taken into the consideration of Your Lordship in Council: when your petitioner feels satisfied that the validity of the fabricated *sunnad* will appear sufficiently questionable, and the truth and justness of your petitioner's claims discovered and after the investigation now solicited, your petitioner will rest satisfied with any decision which your Lordship in Council may be pleased to pass on the merits of his singular case.

And your Petitioner as in duty bound, shall ever pray for the prosperity and stability of the British Government.



(Sd.)

Delhi 7th July 1830.

(Sd.) In Persian Character

محمد اسد اللہ خاں

7. The *Jageerdar* of Ferozepore has sent from his office a *sunnud* asserted to bear the seal and signature of Lord Lake, dated 7th June 1806, to the Resident at Delhi. In the *sunnud* only five thousand Rupees annually is settled in the name of Nussur Oolla Beg Khan's family. On the weight of this forged *sunnud* the *Jageerdar* of Ferozepore, gratuitously wishes to deprive your Petitioner's Family of their just rights. It is remarkable that this fabricated *sunnud*, does not, as usually on such occasions, contain any clause which refers to any former documents or arrangement, or which is calculated to abrogate the provision made in Colonel Malcolm's letter under the sanction of Government the wonder will increase, when your petitioner informs Your Lordship in Council that no copy or even intimation of the *sunnud* now brought forward, can be traced, by the most diligent search, either in the office of the Resident at Delhi, or that of the Government!

8. A copy of this forged *sunnud* was furnished to your petitioner, under the countersignature of Mr. Trevelyan, then Assistant to the Resident at Delhi, your petitioner presented two petitions, one dated 6th and the other 20th March last, to the Resident, offering to prove that the *sunnud* now brought forward, was a forged document. It strikes your petitioner that the Resident, in reporting on this case to Government, has not referred to these Petitions.

9. Your Petitioner pointed out 2 valid *sunnuds* under the real seal and signature of Lord Lake—the originals in the office of the *Jageerdar* of Ferozepore and the copies in the office of the Resident at Delhi; one relating to the *Istimrar* of *Jheerka* and *Sauuk Sousa* at five thousand rupees per annum dated 22nd December 1804 and other concerning the *Istimrar* of Poonah Hanah, Bechour and Nugeena at 20,000 Rupees per annum, both in the name of the late Nawab Ahmed Buksh Khan (the latter, dated 4th March 1806). It appears that the Resident has also omitted to report to Government on the valid *sunnuds*.

10. In this state of things, the investigation entered into at Delhi, must be considered perfectly *ex parte* and as his Rights, and those of his Family are deeply involved, your Petitioner prays that the two Petitions presented to the Resident and referred to above, and copies of the two *sunnuds* of General Lord Lake, dated 22nd December 1804, and 4th March 1806, may be called for from the Resident at Delhi and that, in connection with the original petition presented by your Petitioner to Government whilst at Calcutta, as referred to in the 2nd Paragraph of this Petition, Sir Edward Cokerbrooke's report and orders of

amount and extent of the provision allotted by the Govt. for the maintenance of your petitioners family on the demise of Nussur Oollah Beg Khan; and as to the nature of the connection, whether by blood or family descent, which might exist between Khajah Hajee, an interloper, and Nussoor Oollah Beg Khan.

4 Sir Edward Colebrooke the late Resident of Delhi, when he reported to Government on the Petition of Your Lordship's Petitioner, in order to ascertain the particulars of the annual allowance, settled for the support of his Family requested that copies of the correspondence referred to by your petitioner in his petition, might be furnished to him, from the records of Government; and adverted to the subject of Khaja Hajee being an alien to the Family; Government was pleased to send, thro' Mr. Stirling, a copy of Colonel Malcolm's letter, from the records at the Residency; and your Lordship in Council was pleased, on this occasion, to order an enquiry to be instituted into the merits of the case, the reports of Sir Edward Colebrooke, the orders of Government thereon, and Lieutenant Colonel Malcolm's letter, are recorded in the office of Government.

5. It seems just and proper, that according to the orders of Government, the Allowance fixed in the letter of Colonel Malcolm, should have been considered the legitimate basis, on which it ought to have been continued to your petitioner and family. It was also, necessary, your petitioner apprehends, nay, it was incumbent as a matter of justice, that a strict and open enquiry should have been immediately instituted into the pretensions of Khajah Hajee, as a relative of Nussur Oollah Beg Khan. But your petitioner begs leave to inform your Lordship in Council that in the Delhi Residency, these prominent points were not even so much as adverted to. Mr. Blake, the Assistant to the Resident, sent for your petitioner and informed him that Mr. Hawkins, the Acting Resident had decided that the Family of Nussur Oolla Beg Khan should receive, as before, five thousand (5,000) Rupees per annum, and Khajah Hajee (the Interloper) continue to receive, from this allowance two thousand (2,000) Rupees per annum!

6. That your Petitioner is at a loss to discover what documents or correspondence have been discovered in the office of the Delhi Residency which could possibly have cancelled or contravened the provision made in Lieutenant-Colonel Malcolm's letter and in what respect, the pretensions of Khajah Hajee have been legally established, which could authorize the continuance of two thousand (2,000) Rupees to his son.

(24)

To,

The Right Honorable the Governor-General in Council,
Fort William.

*The Petition of Usuddoolah Khan, the nephew of Nussur Oollah
Beg Khan, late Jageerdar of Souk, and Sousah in the Zillah
of Agra at present residing in Delhi.*

Humbly Sheweth

That your Petitioner, in the year 1828, personally undertook a journey to Calcutta, and presented a petition to the Acting Governor-General in Council, the Honorable W.B. Bayley⁷, Esq., thro' S. Fraser, Esq., the Persian Secretary: and the orders of Government, on that petition directed your petitioner to submit his case, in the first instance, to the Resident at Delhi. The Petition presented to Government, on this occasion, is on the records of the office of the Persian Secretary.

2. In that Petition, your Petitioner had stated that General Lord Lake, after the demise of Nussur Oollah Beg Khan, his uncle, settled, for the provision of his family, some annual sum in cash, receivable from *Jageer* of the late Nuwaub Ahmed Bux Khan. But that only five thousand (5,000) Rupees per annum was paid from the said *Jageer*, from which, two thousand (2,000) Rupees annually, have been given to Khajah Hajee, an alien, and totally unconnected, in any manner, with any branch of your Petitioner's family — leaving only a residue of three thousand (3,000) Rupees, annually, for the provision of your Petitioner and Family.

3. In that petiton, your petitioner also solicited that the Government would institute an Enquiry, from the Records of the Public offices, as to the

(23)

Pol. Progs. 29 August, 1830.

To

The Deputy Secretary to Government,
Political Department, Fort William.

Sir,

I beg leave respectfully to enclose an English petition, which I solicit you will have the goodness to lay before the Right Honourable the Governor-General in Council

I have the honour to solicit, also, that copies of any orders which His Lordship in Council may be pleased to pass on my petition, may be forwarded to me at Delhi, for my guidance and information.

Delhi 7th July, 1830.

I have etc. etc.

(Sd.) In Persian Character.

محمد اسد اللہ خان

National Archives of India -- Pol Dept Proceedings No. 35, of 20th August, 1830

(22)

To

F. Hawkings Esqr.,
Acting Resident at Delhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your Dispatch of the 5th instant, and to acquaint you in reply that His Lordship in Council concurs with you in your opinion regarding the claim of Ussoodulla Khan commonly called Mirza Nowsha.

Fort William,
The 28th May, 1830

I have etc.,
(Sd.) G. Swinton,
Chief Secretary to Government.

(21)

Ordered that the following reply be returned to Mr. Hawkins.

India Office Records, London - No JOR-F/4/1344, Board's Collection No 53429

(20)

Translation of Sunnud

S. S.

(Sd.) Lake

To

Ahmed Buksh Khan

The British Government being desirous to extend their protection and support to the surviving relatives of the late Nussur Oolla Baig Khan as was formerly intimated in the *Sunnud* granted to you by the Governor-General, you are accordingly instructed to pay by regular monthly installments the sum of 5,000 Rupees per annum of the coin current in the *Parganna* which has been granted to you by Government according to the subjoined detail, to each of the dependents of the deceased Mirza to enable them to maintain themselves, and pray for the direction and prosperity of the British Government. You are to consider this Injunction as imperative.

To Khajah Hajee 2,000 Rupees.

To the mother and sister of the deceased Mirza 1,500 Rupees.

To Mirza Nowsha and Mirza Eusoof Nephews of the deceased Mirza 1,500 Rupees.

Dated the 7th of June, 1806, corresponding to the 19th Rubee ool awul 1221 Hijeree.

(True Translation)

(Sd.) M. Blake.

Assistant to the Resident, Delhi.

in the *Sunnud* of the Governor-General, whereby it would appear that His Lordship considered Khajah as a Senior Member of the Family and inserted his name in the *Sunnud*, while the rest of the Mirza's Family were included in the word "*Vagharua*". The Khan aptly enumerates four causes of poignant grief in the fourth paragraph of his representation to you, but the fact is vain desires are productive of nothing but disappointments".

I have represented the above for your information.

Scaled and signed
Shumsud-Deen Khan
(True Translation).
(Sd.) M. Blake
Assistant to the Resident, Delhi.

stipends into the office. He has only to hand in his acknowledgement and receive his allowance as usual from the Treasurer; I am neither refusing nor unwilling to pay the dues of any person.

In the 2nd Paragraph of his representation he objects to the 50 *Sowars*. There can be no necessity on my part to reply to it with reference to him, since the dependants of the British Government are and will ever be dependent on its bounty and favour - what concern has the Khan with it? Whenever it shall please the Government to demand service, it will not be confined to 50 *Sowars*. Life and property are at its command - What return can be rendered in thankfulness for favours bestowed during the late campaign in the Deccan? My father attended on General Sir D. Ochterlony who told him that the Governor-General in a letter received from His Lordship, had expressed his high satisfaction at his (the Nawab's) attendance with the whole of his Troops. My father replied, "what can I do in requital for such gracious complaisance and approbation by the British Government, of the merits of their servants and dependents, but sacrifice my life in like manner for my own part?" I am always guided in readiness to expose my life in their service, and while such is their favour what can be misrepresentations of the self-interested avail.

Thirdly, The Khan has made mention of the equality of the revision of the stipend between the sister and the nephews of Nussuroolla Baig Khan with which I have no concern. they will receive from me what they used to receive from my father and thus far only am I responsible. If any disputes exist, they can settle them as they think proper among themselves. and

Fourthly, The Khan alleges, that it is owing to the misrepresentations of my father Khajah Hajee is reckoned for most in the list of the kindred rightful participators. On this point too, no suspicion can be entertained against my father or myself, since the maintenance of Khajah Hajee and other dependents of Nussuroolla Baig Khan is particularly mentioned

(19)

*Translation of a letter from Nawab Shumsud Deen Khan of Ferozepore
to the address of the Acting Resident of Delhi.*

Your letter intimating that as orders had been received to investigate the complaint of Muhammad Ussudoolla Khan, you enclosed a copy of his petition to me, and desired a detailed statement to be furnished in answer, has been received and understood, although whatever provision was made for the support of the relatives of the late Mirza Nussuroolla Baig Khan from the time of my father the late Nawab Ahmad Baksh Khan is well known to him and any repetition of the subject cannot but be considered as giving you unnecessary trouble, nevertheless in obedience to your orders I beg leave to submit the following explanation:-

"Ussudoolla Khan in his narrative of the alleged wrongs which caused him to seek for redress avows in the first instance a total ignorance of the extent of the allotment for the maintenance of relations of the late Nussuroolla Baig Khan. It is however somewhat surprising that having from the beginning of the Establishment of the provision to the present time received the amount of the allotment harvest after harvest and year after year and delivered in his receipts for the same at this office, he should express his entire ignorance of the amount; but he is a poet and has of course availed himself of the latitude to which, as such, he may consider himself entitled, in his representation.

It is well known that agreeably to the orders of Lord Lake the sum of 5,000 Rupees annually has been granted of old for the maintenance of the Family of Nussuroolla Baig Khan -- out of which annuities of Rupees 2,000 for Khajah Hajee, 1,500 for the mother and sister and 1,500 for the nephew of the deceased Mirza are allowed - Which they have received regularly with (exception) to the two last Harvest, wherein the complainant had wilfully declined receiving or delivering his receipts for his

(18)

Pol. Progs. 28 May, 1830.

To

A. Stirling, Esq.,
Deputy Secretary to the Government,
Fort William.

Sir,

With reference to my letter to your address of the 5th of last December and of yours to me of the 19th of the same month I submit herewith for the information of the Right Honourable the Governor-General in Council translation of a letter from Nawab Shumsooddeen Khan in answer to the claim set up by Assudoola Khan, commonly called Mirza Nowsha, and of the letter from Lord Lake, dated the 7th of June 1806 specifying the persons who were to receive the 5,000 Rupees a year allotted by the British Government for the maintenance of the late Nussuroolla Beg Khan's dependents and I beg leave to intimate it as my opinion that the complainant has no right to more than what was expressly provided by Lord Lake for him and his Brother Mirza Eusuf, viz., 1,500 per annum, which Nawab Shumsooddeen Khan has all along been willing to pay.

I have etc.
(Sd.) F. Hawkins
Officiating Resident,

Delhi Residency
5th May, 1830.

عرضی و بیات چند در مانده جعل مویومی خود می نویسد این بنیان عیان اسدالله خان قابل جواب و مزبور غور حاکمان نیستند

غریب پرور سلامت عطاء محالات سابق الفکر بنواب احمد بخش خان بقصد نسلا بعد نسل مشروط بدو شرط خاص است یعنی پرورش خواجه حاجی و غیره متوسلین نصرالله بیگ خان نمایند و پنجاه سوار را حسب الطلب سرکار بحضور حاضر سازند درین صورت ظاهر است که از عطاء توام محالات مشروط باین دو شرط ابالی سرکار دولتمدار را منظور و ملحوظ بوده است که اجرای بر دو شرط هم علی بن الفقیاس مدام و مستمر باشد ثباً علیه از مرحمت و نصفت حضور امید بر آن ظرم که فرمان قضاشیم بنام وارثان نواب موصوف نفاذ یابد که حسب قرار داد احمد بخش خان مرحوم که بابالی سرکار دولتمدار :وقع آمده است مبلغ چار هزار روپیہ تنخواه سالانه و زر یاقیات به پسران خواجه حاجی خان که نمک پرور و گان سرکار دولتمدار اند بدهند و آینده درین باب تنگ چشمی و تعاون را کار نفرمایند تا این نمک پرور گان قلمم معه قبائل و عشایر بدعای دولت ابد پیوند شاغل و موظف باشند ظلمکم مجدد باد

معروضه بششم ماه مارچ ۱۸۳۰ء انصل بیگ، مقام کلکته ____ عبده افضل بیگ

غرض آلود احمد بخش جان بوده باشد پس اعتبار عطای سند استمراری و تنخواه دائمی نوعی باقی نمائند زیرا که امریکه بنای آن بر فریب و خدع باشد قابل اعتبار و استمرار نباشد پس بقصد ابطال حق خواجه حاجی و پسرانش اسدالله خان ائتلاف حق خود می نمایند متشاه این سوای طمع خام و بعض نمایان اسدالله خان چیزی دیگر متصور نمی شود

غریب پرور را با وجود اینکه ابالی سرکار دولتمدار را پرورش خواجه حاجی و غیره متوسلین نصرالله بیگ خان مرحوم که قتالیان سرکار دولتمدار بوده اند بر حال منظور است اسدالله خان بزعم فاسد خود ظاہر می کنند که ابالی سرکار صرف پرورش قریای نصرالله بیگ خان مرحوم منظور دارند لهذا زیرا که بخواجه حاجی و پسرانش در وجه پرورش رسیده وجه پرورش قریای نصرالله بیگ خان مرحوم شمرده نشود

نادگسترا ارائه و نیت ابالی سرکار امر موبوم نیست بلکه عبارت سند عطا کرده کونسل بر ارائه سرکار دل صریح است موقوف بر شرح توجیه اسدالله خان یا دیگری نیست افسوس که خان مغلوب الحرض را اینقدر معلوم نیست که اگر خواجه حاجی باوصف صراحت نام مستحق پرداخت ابالی سرکار متصور نگردد باغیره متوسلین نصرالله بیگ خان که اسدالله خان داخل آنهاست بوجهی من الوجوه استحقاق پرورش از طرف سرکار دولتمدار نخواهد داشت و از عبارت عرضی اسدالله خان ظاہر است که بر دو برادرزادگان نصرالله بیگ خان مرحوم اعنی اسدالله خان و مرزا یوسف وقت اصدار سند استمراری و تقرر تنخواه صغیر السن و بی خبر نبوده درین صورت ظاہر است که سوای خواجه حاجی احدی از منتسبان نصرالله بیگ خان مرحوم برفاقت ایشان در ادای لوازم خدمات سرکار دولتمدار بحق نم پس حق طفلان بیخبر مرجع برحق یکی از منتسبان که بذات خود خلعت و جانشانی نموده باشد نمیتواند شد

غریب پرور سلامتا از اظهار اسدالله خان ثابت است که برادرزادگان نصرالله بیگ خان مرحوم قبل حین عطای سد محص بیخبر بوده اند بلکه مقام افسوس است که ناحال یکی از آنها اعنی مرزا یوسف مغلوب جنون است و مکلف بالشرع نیست و مزاج دیگری اکثر اوقات حین زوال و کمال قمر از جاده اعتدال تجاوز می کنند غالب است که این عرضی معلومه تفسیح خاندان و منتسبان خود در زمان غلبه آثار قمر مرتب شده باشد فقط اسدالله خان در لواحق

عرب پرور سلامت اسدالله خان لولا از قرابت نوعی با خواجه حاجی خان نکار نمود خواجه حاجی را صرف تر زمره نوکران نصرالله بیگ خان محسوب میکند بالاخر اقرار بسبب ضعیف درمیان نصرالله بیگ خان مرحوم و خواجه حاجی معذور مینماید فقط خان مشار الیه را محفی نبوده باشد که علی ای تقدیر خواجه حاجی لولی متوسلین نصرالله بیگ خان بود عبارت سند اعنی پرورش و پرداخت خواجه حاجی وغیره متوسلان مرزا نصرالله بیگ خان مرحوم بنده ایشانست فقط دلالت صریح برین معنی می کند از روی لغت توسل عبارت است نزدیکی جستن بچیزی کما فی الصراح توسل الیه بوسیله الی القرب الیه بعمل درین صورت اطلاق لفظ متوسل بر خواجه حاجی نسبت بدیگران اصح و اوضح است و نیز در عرف لفظ متوسلین عام است که بر اقارب و رفقاء وغیر با که متعلق بادیگر است صائق می شود چنانچه متوسل گورنر جنرال بهادر و متوسلین سلاطین نامور و امثال آن بر حال به استعمال خواص می آید خواجه حاجی که بیره خاله نصرالله بیگ خان ویم رفیق خان مرحوم در انتظام مهمات ایشان بود از راه نسبت و از روی رفاقت انحص متوسلین نصرالله بیگ خان مرحوم بوده است و دیگران بالعموم داخل متوسلین خان مرحوم هستند چنانچه عبارت وغیره متوسلین که در سند مندرج است مصرح برین معنی است و نظر بران اعتبارات و جائفشائی و حسن خدمات بالذات خواجه حاجی خان برفاقت نصرالله بیگ خان مرحوم ابائی سرکار دولتدار پرداخت خواجه حاجی مرحوم را لولی و ایم تصور فرموده پرورش خواجه حاجی و پسرانش بعد فوت خواجه حاجی مذکور نموده می آیند

عرب پرور سلامت اسدالله خان بمنظر اطلاق حق خواجه حاجی و پسرانش سند عطا کرده جناب مستطاب معنی القاب مستر جارج بارلو گورنر جنرال بهادر را که دعوی خواجه حاجی و پسرانش و نیز خصومت اسدالله خان و برادرش و خواهران نصرالله بیگ خان مرحوم مبنی بر آن است ساقط اعتبار اظهار می کند که سبب اندراج یافتن نام خواجه حاجی در سند حضور خلاف نمائی احمد بخش خان مرحوم است که نواب احمد بخش خان خواجه حاجی را پرده کار بای خود ساخت

نک گستره در صورتیکه اصدار سند استمراری یواب احمد بخش خان مرحوم و عطای تلخواه بخواجه حاجی وغیره متوسلان نصرالله بیگ خان از طرف سرکار از مقتضای تجربه و تحقیق بالذات سپه سالار نامدار جنرال لارڈ لیک بهادر نبوده بلکه مدار آن برخلاف نمائی و اظهار

نفس الامر مستلزم تفصیح بزرگان اسدالله خان است مقید مطلب خود شمرده می نگارد که خواجه حاجی برگز مستحق آن نیست که پرورش او از سرکار دولتمدار بعمل آید غریب پرور! بغض و عناد اسدالله خان را بمرتبه مسلوب العقل نمود که ادعای آن کرد که کمر بتعلیم ابالی سرکار دولتمدار در انتظام امور ملکی ببند و نسبت خطا در تجویز مندرج دولتمداریان و تشخیص پرورش آنها بسوی خدام عالی مقام این بارگاه بکند اگر ابالی سرکار دولتمدار را اعتماد صادق و یقین واثق بر خدمتگذاری و خیرخواهی خواجه حاجی نبود و بعوض حسن خدمت خواجه حاجی خان برفاقت نصرالله بیگ خان مرحوم پرورش خواجه حاجی و ولادتش تملک مرکوز خاطر عاقل ابالی سرکار نمی بود بر آئینه بالتخصیص و بالتصریح نام خواجه در زمره متوسلان نصرالله بیگ خان مرحوم و در طبقه مستحقان پرورش سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بهماندر سند عطا کرده حضور مندرج نمی فرمودند و قطع نظر از دلائل دیگر عبارت سند بلاشائبه تردد حجت قاطع بر استحقاق لاژول خواجه حاجی مرحوم است ثانیاً اسدالله خان جهت خفت پسران خواجه حاجی می نویسد که خواجه حاجی یعنی پدر خواهر زادگان فلولی با نصرالله بیگ خان خصوصیت خدایه زادگی و نمک پروردگی داشته خواجه مرزا پدر خواجه حاجی در سرکار پدر نصرالله بیگ خان در زمره بارگیران بمشایره پنج رویه مایه نوکر بود فقط اما غافل از خوف تناقض خان مشار الیه باز می نویسد که مادر نصرالله بیگ خان دختر خواهر خود را که بمنزل دختر ذات آن ضعیفه بود با خواجه مرزا مذکور عقد نکاح بریست و خواجه حاجی متوفی پسر خواجه مرزا از بطن آن دختر بود

غریب پرور سلامت! وی بر حال مادر نصرالله بیگ خان و جد اسدالله خان که دختر خواهر خود را بقول اسدالله خان برضای کمال با مردی اجنبی و کمینه عقد نکاح ببند و افسوس بر حال اسدالله خان که بر خواجه حاجی پسر خواهر زاده جد خود اطلاق لفظ خانه زاده و ائمال آن می نماید باوجود اینکه خان مشار الیه خود حقیر است که مادر نصرالله بیگ خان یعنی جد او از راه قدر افزائی و خاطرنطری خواهر خود خواجه حاجی را شیرداد و بفرزندانی خود فرمود که برگاه خواجه حاجی جوان گردد احدی از و برده نکند فقط - اما اسدالله خان علی الرغم بزرگوار خود بجای قدر افزائی خواهر جدائی و ولادت ایشان روی عزت اموات را بحضور حاکمان وقت کرات و مرات از جراحات لسان مجروح می سازد و این استخفاف بزرگان خود را موجب افتخار ذات خود می داند

(۷۱)

Copy of Petition from Afzal Beg, dated the 8th March, 1830.

غریب پرور سلامت

جواب اختیار اسد اللہ خان از طرف افضل بیگ خان مختار خواجہ شمس الدین عرف خواجہ جان و خواجہ بدرالدین عرف خواجہ امان پسران خواجہ حاجی خان مرحوم پرورش یافته سرکار عالی اینست : در ۱۸۰۹ء محالات فیروز پور جھڑک و ٹپہ سانگرس و پونابانہ و بچہ پور و نگینہ بصبیہ استعماری نواب احمد بخش خان معہ سند عطای آن نسل بعد نسل بدو شرط خاص مرحمت شدہ اول : اینکه پرورش و پرداخت خواجہ حاجی وغیرہ متوسلان میرزا نصر اللہ بیگ خان مرحوم بنامہ ایشان اعنی نواب موصوف است فقط دوم : اینکه پنجاہ سوار بوقت ضرورت حسب اطلب در سرکار حاضر شوند فقط بر چند نواب موصوف بحضور صاحب جلیل القدر جنرل سر جان مالک کم پٹ صاحب بہادر تقسیم مبلغ دہ ہزار روپیہ در میان خواجہ حاجی وغیرہ متوسلان نصر اللہ بیگ خان مرحوم بر خود لازم گردانیدہ اما خواجہ حاجی وغیرہ متوسلان نصر اللہ بیگ خان مرحوم از تعیین زر قرار دادہ اطلاع نہ داشتند درین صورت نواب موصوف از راہ تنگ چشمی بخواجہ حاجی وغیرہ متوسلان نصر اللہ بیگ خان صرف مبلغ پنج ہزار روپیہ سالانہ تقسیم می نمودند اعنی مبلغ دو ہزار روپیہ بخواجہ حاجی و مبلغ یک ہزار و پانصد روپیہ بخوابران مرحوم و مبلغ یک ہزار و پانصد روپیہ بآسد اللہ خان و مرزا یوسف ہراترزادگان نصر اللہ بیگ خان مرحوم سالانہ می دادند در سال گذشتہ اسد اللہ خان اولاً بدعوی اضاقتہ تنخواہ حسب الرضای شرکاء بنام ولثان نواب احمد بخش خان مرحوم قطعہ عرضی بحضور گردانید ثانیاً از وفور حرص و نالائق شناسی بقصد اتلاف حق پسران خواجہ حاجی خان عرضی دیگر در پیش کرد و تحقیق اسلاف پسران خواجہ حاجی را کہ در

(15)

To

The Officiating Resident at Delhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter, dated 5th instant and in reply to acquaint you that an answer to Sir E. Colebrooke's dispatch of the 24th February, reporting to a petition presented to him by Assud Oollah Khan, calling himself a nephew of Nussur Oolla Beg Khan, was issued on the 13th March following. No further report has been received regarding any matter in which the name of Nussur Oollah Khan is mentioned. As it would seem that the above instructions are not forthcoming in the Delhi Office, I have the honour to transmit a duplicate herewith of my letter, as well as of its enclosures.

I have, etc.

(Sd.) A. Stirling

Deputy Secretary to Government

Fort William,
The 19th December, 1829.

(14)

Ordered that a duplicate of the letter to the Resident of the 13th March last, be forwarded to the Officiating Resident with the following letter to his address.

India Office Records, London—No. IOR-F/4/1344, Board's Collection No. 53429.

(13)

Pol. Porgs 19th December, 1829.

To

A. Stirling, Esq.,
 Persian Secretary to the Government,
 Political Department, For William.

Sir,

I request your attention to Sir. E. Colebrooke's Letter to your address under date 24th February last, reporting on a petition presented by Assud Oollah Khan, no reply to the above letter having yet been received in this office.

I have the honour to be,

Sir,

Your most obedient servant,

(Sd) F. Hawkins,

Acting Resident.

Delhi

Residency,

5th December, 1829.

بدعت خانہ رمیلدنی دہلی داخل کردہ برکس بے سیامت و شرکت ہمدیگر بر حصہ مقررہ خود قابض و منصرف باشد و آئندہ بر کہ بمیرد اگر لاولد است جرو تنخواہ ذات خودش سرکار ضبط گردد و اگر متوفی صاحب لاولد است لاولد وے روشناس سرکار گردیدہ بران حصہ قبض و تصرف کنند درین صورت ہم زر عین المال سرکار تلف نہخواید شد و ہم ما پانچ کس مدۃ العمر بہ آسایش و فراغت زندگی خویش کرد و ہم بعد از ما پانچ کس درمیانیہ لاولد ہمدگر نزاع و خلاف بمیان نہخواید آمدہ فقط

دفعہ چہارم:

خداوند امینوار آم کہ بعد انفصال مقدمہ بنا فنوی را در وصول زر باقیات سالہای گذشتہ حاجت نالش جداگاہہ نیفتد و بمحرد انفصال مقدمہ زر باقیات سالہای گذشتہ از جاگیر دار میروز پور بحکم سرکار بے رحمت انتظار وصول شود فقط

دفعہ پنجم

فریاد رسا چون ظاہر است کہ بصرالہ بیگ خلی عم حقیقی فنوی از متوسلان ذی رتبہ سرکار والا بود و فنوی رانیز بفیض اقبال سرکار علاقہ ریاست حاصل است اما نواب احمد بخش خان کہ لا خسر عم حقیقی فنوی و برادر حقیقی خسر فنوی بودند فنوی را نامراد و ناکام و بی رونق و گمنام ساختند لہذا تمنای آن دارم کہ بعد انفصال مقدمہ وطنی مراتب داد خویشی فنوی برگاہ رنج نامرادی و ناکامی فنوی زائل گردد قدر افزائی فنوی بعمل آید و خلعت فاخرہ عالم پناہ گور نعمت نام اقبالہ بہ فنوی مرحمت گردد تا اعانہ و اعتبار فنوی گردد و غم بی رونقی و گمنامی نیز رفع شود و عالمی بلند کہ من ہم از متوسلان سرکار جہانملاز بودہ ام فقط

آفتاب جاہ و جلال بر فرق عالم سایہ افکن و آفاق بمیان انوار عدل و داد سرکار والا نورانی و روشن باد

عرضداشت

فنوی اسداللہ خان عرف مرزا نوشہ برادر زادہ بصرالہ بیگ خان جاگیر سوئک سوہا معروضہ یازدہم اگست ۱۲۶۹ھ

دیدم که نواب احمد بخش خان بوجود کثرت جاه و دستگاه در باب پرورش متعلقات نصرالله بیگ خان حیف و میل کردند میترسم که مبادا در شرکاء کسی از من ناراضمند ماند یا احیاناً حق تلفی کسی بعمل آید لهذا خود را کفیل شرکاء نمیخویم و التماس آن دارم که بنام هر واحد ازین پنج کس وجهی جداگانه مقرر شود که درین صورت فنوی را مجال افراط و تفریط و شرکای فنوی را گنجایش ناراضمندی و زیاده طلبی باقی نماند اما اینقدر می خوایم که نظر به حفظ قاعده ریاست خاندانی فنوی را امتیازی در معاش و قراغتی در احوال و رونقی در خلق و توقیری در جاه و دستگاه باشد فقط.

دفعه سوم:

مظلوم پرور! چون ظاہر است که جاگیر نصرالله بیگ خان علیحده از جاگیر احمد بخش خان در ضلع اکبر آباد بوده است غایت ما فی الباب اینکه نصرالله بیگ خان دادا نواب احمد بخش خان بود و حالیا نیز وجهی که بعد نصرالله بیگ خان برای پرورش متعلقانش قرار یافته اگرچه شامل جاگیر احمد بخش خان است لیکن در حقیقت از نفس جاگیر احمد بخش خان علیحده و جدالت زیرا که اگر این وجه در وجه پرورش معاف نمیشد بر آئینه سال بسال داخل در خزانه عامره میگردد پس ازین زیر استمراری عین اعمال سرکار و الاست نظر به قوت این هر دو دلیل استدعای آن دارم که باز یافت این وجه از حکم خزانه سرکار والا مقرر شود قطع نظر از قوت این هر دو دلیل وصول این وجه از سرکار شمس الدین خان مشتمل بر قیاحتی عظیم است زیرا که چنانکه جاگیر به شمس الدین خان نسلا بعد نسل است این وجه نیز برای متعلقان نصرالله بیگ خان نسلا بعد نسل است و در دفعه دوم خود استدعای آن کرده ام که در متعلقان نصرالله بیگ خان برای هر فرد ازین پنج کس وجهی جداگانه مقرر شود پس درین صورت هر که ازین پنج کس خوابد مرد لا محاله از دو حال خالی نیست یا آن متوفی صاحب اولاد خوابد بود درین صورت بر آئینه اولاد او را بران وجه تصرف بهم خوابد رسید اما اگر کسی ازین پنج کس لا ولد خوابد مرد بی شبهه وجه تنخواه ذات خودش در کشاکش خوابد اقتلا - از یکجانب جاگیر در فیروز پور به ضبطی آن وجه مائل خوابد بود و از یکجانب اولاد شرکای دیگر بدعوی پیش خوابند آمد لهذا اعیاندارم که از سرکار والا قاعده قرار یابد و بجایگزین فیروز پور فرمان شود که هر سال زیر وجه پرورش متعلقان نصرالله بیگ خان سال بسال بخزانه عامره داخل میگردد باشد و از سرکار والا برای هر واحد ازین پنج کس بقدر صرف ذات و گذاره معاش و اندزه محال بر واحد مشابره مقرر گردد تا مده العمر فنوی بے ذریعه و شرکای فنوی بلریعه فنوی ماه بماه قبض الوصول مبری خود

(۱۲)

*Copy of a Memorandum from Asadullah Khan Ghalib,
dated the 11th August, 1829.*

شرح ملتزمات خمسہ در پنج دفعہ

دفعہ اول:

خدایگانہ فدوی راشمول خواجہ حاجی و محسوب شدنش در اقرای نصرانہ بیگ خان مرحوم باگوار است نہ از راہ نفسانیت بلکہ محض از راہ حق طلبی زیرا کہ بہ اعتماد فدوی خواجہ حاجی متوفی مذکور من حیث لغزیت و من حیث لامتحقاق شایستہ آن نیست کہ پرورش وی از سرکار بعمل آید و باعث شمول وی محض خلاف معانی احمد بخش خان مرحوم بودہ است و مجرد تجویز نواب احمد بخش خیال وجہ استحقاق نمیتواند شد لہذا میخوابم کہ بعد تحقیقات حال قرابت خواجہ حاجی و ملاحظہ وجوہ استحقاق و منشاء شمول خواجہ حاجی ہندگان جناب معالی القاب گورنر جنرل بہادر دام قبالہ بہ اجلاس کونسل عالیہ حکم درین مقلعہ دیند تا کار یکسو شود و آیندہ طرفین را مجال گفتگو نماید فقط۔

دفعہ دوم:

فیصراۃً از روی قطعہ درخواست کہ بکونسل عالیہ گزرتیہ ام ہویدا است کہ حال ہر چہاں شرکای حقیقی خود را کہ عبارت از یک برادر کوچک فدوی و سہ خواہر نصرانہ بیگ خان است بکمال صداقت عرض داشتہ ام فی الحقیقت بہ اعتبار توسل و من حیث لامتحقاق ما پنج کس برابریم لیکن از آنجا کہ این وجہ پرورش کہ عطای سرکار است حکم مال و اسباب متروکہ ندارد بلکہ چون عوض جاگیر است داخل اقسام ریاست است و آنکہ رئیس دودمان خویش بود لااقل از عالم رفتہ منکہ برادر زانہ حقیقی کلان لوم بمنزلہ پسرش خواہم بود و جانشین نصرانہ بیگ خان توأم بودہ شایستہ آئم کہ وجہ پرورش از سرکار بمن مرحمت گردد و پرورش شرکاء بمن تعویض باید تا وضع ریاست خاندانی باقی ماند لیکن چون بیستم خویش

(۱۱)

*Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib to Mr. Andrew Stirling,
dated the 11th August, 1829.*

جناب فیض ماب خداوند خدایگان داور فریدون قر 'منجر نشان دام اقباله' و زاد افضاله

بهر عرض عالی متعالی میرساند

چون از حضور پر نور خدایگانی رخصت می شوم و بدلی که وطن فنویست مبروم و بسور
در نهضت موکب جهانکشا عرصه سه ماه باقیست و مقنور آن نذر که وکیلی بجای خود در
حضور بگزرم تا اگر احیاناً رپورت مقدمه فنوی در غیبت فنوی برسد وکیل مذکور مطالب
ضروری العرض فنوی را از جالب فنوی بحضور عرض نماید و حال آنکه اگر آن مطالب بروقت
رسیدن رپورت بکونسل عالیہ دام شوکتها معروض نبخوابند شد اکثر مراتب داخلوی فنوی در
نفس مقدمه ضائع خواهند گردید لهذا مطالب ضروری و واجبی خود را بدستخط خود در پنج دفعه
بر فرد عرضداشت جداگانه مرقوم ساخته بنظر انور خداوند بنده پرور میگزرم و امیدوار آنم که
فرد عرضداشت ملتمسات خمسہ مذکوره بفرمان فضا نوالمان خدایگانی مترجم بحط فکر نری
گردیده شامل ترجمه در خواست گزرنده فنوی ماند و بروقت رسیدن رپورت صاحب رسیدت
بماند دلی دام شوکتہ به پیشگاه سپهر اشتباه کونسل عالیہ بگردد تا از حضور لامع انور جناب
جہانیان ماب کیوان بارگاه سپهر اشتباه جناب نواب گورنر جنرل بماند دام اقباله در خصوص بر
ملتمس از آن ملتمسات پنجگانه حکم لاطق صادر گردد که بر آئینه درین صورت بیامن
تفضیلات خدایگانی به منتهای مراتب ددرسی و کامیابی خواهم رسید زیاده حد امید آفتاب جاه
و جلال جلوه گر و پرتو جود و نوال برشش جهت مایه گستر باد

عرضی

فنوی بلا اشتباه اسدالله معروضه یازدهم اگست ۱۲۴۹ عیسوی

بر افضاله

بنظر فیض اثر رموبیت مظهر جناب مستطاب خداوند خدایگان داور
فریدون قر منجر نشان آقای مظلوم پرور جناب مستر انوریو
استرلنگ بماند دام اقباله و زاد افضاله بگردد

شد کدام نسبت و قرابت خواجه حاجی با نصرالله بیگ خان ثابت گردد یا بیچ یک دعوی فلولی دروغ بر آید فلولی بسزای دروغگونی رسد و اگر فلولی در دعوی خویش من کل الوجوه صادق باشد زری که تا امروز بخواجه حاجی و پسرانش رسیده در وجه پرورش قریبای نصرالله بیگ خان به احمد بخش خان مجرانداده آید و آینده پسران خواجه حاجی در وجه پرورش شریک نباشند و ازین وجه پرورش بیچ نیابند واجب بود عرض نموده آفتاب دولت و اقبال طالع و ساطع باد

عرضه

اسدالله خان عرف مرزا نوحه برادر زاده نصرالله بیگ خان

معروضه یازدهم جولائی روز چهارشنبه ۱۲۹۹ هـ

بر رعایت تحریر سرکار عالم مطاع میشوند بود که در حساب تنخواه پنجاه سوار به احمد بخش خان مجرا دله آید و آن هم تا زمان حیات خواجه حاجی و آن هم محض به رعایت آداب تحریر سرکار جهانمدر دام قبله بهر صورت ثابت شد که سه خواهر و دو برادر زاده نصرالله بیگ خان از ابتدای ۱۸۶۹ لغایت ۱۸۷۹ عیسوی سه هزار روییه سالانه از جاگیر نواب احمد بخش خان مرحوم یافته اند فقط اما گمان آن دارم که پسران خواجه حاجی متوفی مذکور حجت خوانند آورد و ظاهر خوانند کرد که خواجه حاجی شیرمان نصرالله بیگ خان نوشیده است و این توجیه بغایت رکبیک است و این دعوی بسیار لغو لیکن چون خواستیم که حال خواجه حاجی پنهان نمائند حال این مقلعه نیز بی شایبه حیف و میل بعرض میرسانم مخفی نخواهد بر که در اهل اسلام خصوصاً در هندوستان رسم است که زنان از غیر پرده میکنند و سوار بر افران و برادر زادگان و خواهر زادگان حقیقی روبروی دیگر کسی نمی شوند چون خواجه حاجی پیداشد و مادر نصرالله بیگ خان دید که دختران من و زوجه بای پسران من موافق رسم و راه دودمان از خواجه حاجی پرده نخواهند کرد زیرا که پدر خواجه حاجی بارگیری بیش نیست و مادرش نسبت قوی ندارد لهذا مادر نصرالله بیگ خان از راه قدر افزای و خاطر داری خواهر خویشتن خواجه حاجی را شیر نوشانید و به فرزندان خود فرمود که هرگاه خواجه جوان گردد کسی از وی پرده نکند چنانچه این معنی بعمل آمد به اعتقاد فلوی این امر بر مغایرت و بیگانگی خواجه حاجی طیلی است واضح و بر بانیست قاطع که تا شیرمان نصرالله بیگ خان نوشید و نسبت اضافی خارجی بهم نرسانید لائق آن نشد که خواهران نصرالله بیگ خان روبروی وی شوند فقط دیگر گمان آن دارم که پسران خواجه حاجی متوفی مذکور در معرکه سول و جواب کاغلی به مهر نصرالله بیگ خان پیش خوانند کرد و آنرا است آویز دعوی حقیقت خوانند داشت و آن بیه نامه ایست جعلی که خواجه حاجی بعد از رحلت نصرالله بیگ خان نوشته و مهر نصرالله بیگ خان بر وی ثبت کرده است و زری بطریق رشوت به قاضی شهر منهرا دله آن بیه نامه جعلی را مزین به مهر قاضی گردانیده است بر چند آن تحریر برای شمول خواجه حاجی درین وجه پرورش سودمند نیست لیکن اگر پرسش بمیان خوابد آمد جعلی بودن آن بیه نامه را به گویای گویان معتمد ثابت خواهم کرد و دلایل عقلی و شواهد نقلی بر صراحت و بداهت بطلان آن وثیقه جعلی خواهم گزرانید فقط مدعی فلوی از تحریر و توضیح این مراتب آنست که خواجه حاجی مستحق پرورش نبود و شمول او راجز خلاف نمائی احمد بخش خان وحشی دیگر آشکار نیست امیدوارم که صدق و کذب فلوی تحقیق شود اگر سوا این نسبت بای ضعیف و وجوه خفیف که معروض داشته

(۱۰)

Copy of a letter from 'Azadallah Khan Ghalib, dated the 13th July 1829

غریب پرورش سلامت

دعوی فتوی در باب خواجه ایست که خواجه حاجی مستحق آن نیست که پرورش وی از سرکار دولتمدار بعمل آید و زیرا که از جاگیر نواب احمد بخش خان به خواجه حاجی رسیده سزاوار آن نیست که در وجه پرورش اقربای نصرالله بیگ خان محسوب گردد. دلیلش این که خواجه حاجی بذلت خود بلاواسطه متوسل و ملازم سرکار نبود و در رساله و جاگیر با نصرالله بیگ خان شرکت نداشت بلکه در رساله نصرالله بیگ خان مرحوم مثل چهار صد سوار دیگر نوکر بود. غایت اینکه با نصرالله بیگ خان خصوصیت خانه زادی و نمک پروردگی داشت فقط ازینجا ثابت شد که هر قدر زیر که از سرکار فیض آثار بر احمد بخش خان معاف شده برای پرورش متعلقان نصرالله بیگ خان است. همانا که صله نوکری و مزد حائشانی نصرالله خان هست باید که آن وجه بر متعلقات نصرالله بیگ خان نفسیم یابد و در متعلقات و وارثان نصرالله خان بمین پنج کس اند: مه خوابر حقیقی و دو برادر زاده حقیقی، بلکه چون نصرالله بیگ خان لااولد از دنیا رفته بلاشبه پسران برادر حقیقی وی من کل الوجوه بمنزله پسران وی خواهند بود فقط؛ اما اینکه خواجه حاجی در اقربای نصرالله بیگ خان مشهور است مطابق واقع نیست؛ بیانش اینکه خواجه مرزا دام جوشی اجنبی محض و بیگانه صرف در سرکار پدر نصرالله بیگ خان در رمره بارگیران بمشایره پنج رویه ماهانه نوکر بود؛ قضا را مادر نصرالله بیگ خان خوابری داشت بیوه و او را دختری بود ناگفته که مادر خواجه حاجی خوابری و دختر خوابری خود را مثل دیگر پسران محل پرورش میکرد. چون دختر مذکور جوان شد او را با خواجه مرزا بارگیر مذکور عقد نکاح بستند خواه حاجی متوفی مذکور پسر خواجه مرزا متوفی مذکور است. خواجه مرزا پدر خواجه حاجی جز علاقه نوکری بمقوم و بمجسم پدر و مادر نصرالله بیگ خان نبود قایم قرابت چه رسد؛ آری مادر خواجه حاجی خوابری زاده مادر نصرالله بیگ خان بود بر آئینه خواجه حاجی بدینقدر نسبت ضعیف شرعا و عقلا و عرفا سزاوار آن نیست که در اقربا داخل و در پرورش با خوابران و برادر زادگان نصرالله بیگ خان شامل گردد. چنانکه بلاواسطه بالذات استحقاق پرورش نداشت بواسطه بالعرض نیز نه دارد فقط؛ اما اینکه نامش بر سرکار عالم

دفعه رابع احمد بخش خان خواجه حاجی نام شخصی را از خانه زائن و نمک پروردگاران
نصرالله بیگ خان برای پرده داری و نگهبانی از خویش بحضور جنرل لارڈ الیک صاحب بہادر
رشتہ دار نصرالله بیگ خان ظاہر کردہ در وجہ پرورش شریک غالب ما پنج کس دشتہ است
یقین کہ ہر گاہ داوران دلاگر جزئییت و نسبت خواجہ حاجی یا نصرالله بیگ خان خوانند دید و
پایہ استحقاق او را

من کل الوجوہ بمیزان نظر خوانند متجید زری کہ از جاگیر احمد بخش خان بہ خواجہ حاجی
و بعد مرفق خواجہ حاجی بہ پسرانش رسیدہ بیچگونہ لائق آن نخواستہ بود کہ در پرورش اقربای
نصرالله بیگ خان محسوب شود حاصل از گزارش این دفعات اربعہ آنست کہ بعد تحقیقات ہم
زرعین المال سرکار تلف نہواہد شد و ہم از باب استحقاق بداد خود رسیدہ ہر وجہ معاش خود کہ
خیرات سرکار است منصرف خوانند بود آفتاب دولت و اقبال تابان باد

عرضہ

محمد اسداللہ خان

بر لقاہ :

بنظر فیض اثر روییت مظہر جناب مستطاب خداوند خدایگان
فیض بخش فیض رسان دستگیر ہیکسان حضور لامع انور اثار واسترلک
بہادر نام قبیلہ و زاد الفضالہ بگزر د

(۹)

*Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib to
Mr. Andrew Stirling received on the 4th May, 1829.*

جناب مستطاب خلدوند خدایگان فیض بخش فیض رمان دستگیر بیگسان دام اقبالہ
بہر عرض عالی متعالی میرسلند
مقدمہ فنوی کہ معرفت وکیل در کچہری رسیدنی دہلی رویکار است اینکه عنایت نامہ
فیض شہامہ صاحب والا مناقب عالیہاں روشن النولہ ضیاء الملک مسٹر جیمس ایٹورڈ
کولبرک بارنٹ بہادر منصور جنگ دام شوکتہ مرقومہ ہندیم اپریل ۱۸۲۹ء بنام فنوی در لف
مکتوب وکیل فنوی از دہلی رسیدہ چنانکہ از نظر اکسیر اثر میگذرد و ظاہراً جناب صاحب
والا مناقب ممنوح در تحقیقات دفعات اربعہ معروضہ فنوی از حضور لامع النور جناب
فیض صاحب صاحبان خسرو نشان کونسل عالیہ اجازت جدید میخوانند و دفعات اربعہ اینست :
دفعہ اول بعد رحلت نصرالہ بیگخان زیرستمراری واجب الادای عین المال سرکار کہ در وجہ
پرورش متعلقان و نوکری سواران نصرالہ بیگخان بفقوئی ریورتی کہ جناب جرنیل لارڈلیک
صاحب بہادر در اواخر ۱۸۲۵ء یا اوایل ۱۸۲۶ء از مقام کانپور بہ کلکتہ فرستادہ اند بر احمد بخشخان
معاف گشتہ مقدار آن وجہ بر معافی داران یعنی متعلقان نصرالہ بیگ خان معلوم نیستہ دفعہ
ثانی احمد بخشخان اسپان نصرالہ بیگخان را محو و نابود و معنوم ساخته رقم نسخہ پنجہ
سوار یکقلم تغلبہ کردہ است و چون فنوی و شرکائی فنوی را نظر بر عدم وجود اسپان دعوی
بر آن وجہ نیست ہر آئینہ آن وجہ خاص از آن سرکار استہ دفعہ ثالث کہ برائے زائدہ
حقیقی و خواہر ۱۸۲۵ء حقیقی نصرالہ بیگ خان از ابتدا تا امروز ہمہ جہت بکمال بے سروپائی
و ہزلرگونہ رسوائی ۳ ہزلر روپیہ سالیانہ از جاگیر احمد بخش خان یافتہ اند و باقی جملہ بہ تغلب
می رود چنانکہ صدقت قول فنوی عندل تحقیقات واضح راے عالم آرا خواہد شد

۱۸۲۵ء ہادی ہادی ہادی کے اس میں تغلب ہے۔ اسکا "اسے تغلب" ہے۔ اس لیے یہ غلط درست کر دیا گیا ہے۔

۱۸۲۵ء اصل پر لایہ۔ ۱۸۲۵ء ہے۔

(8)

To

Sir E. Colebrooke, Bart,
Resident at DeLhi.

Sir,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter dated 24th ultimo and to transmit for your information the enclosed Extract of a dispatch from Lieut-Colonel Malcolm, dated 4th May, 1806, regarding the settlement made with the Nawab Ahmed Buksh Khan.

2. I am further instructed to desire that you will investigate and report on the complaint preferred by Assud Oollah Khan.

Fort William,
13th March, 1829.

I have etc.,
(Sd). A. Stirling
Secretary to Government

(7)

Ordered that an Extract from a Dispatch from Lieut-Colonel Malcolm⁶, dated 4th May, 1806, recorded on the Proceedings of Government in the Secret Department of 15th May, be forwarded to the Resident at Delhi with the following letter.

will on requisition in case of necessity have in readiness for the *Sirkar* fifty horsemen".

4. The Petition however, states that some explanation of the business will be found in the records of Government in the correspondence of Lord Lake at the close of the year 1805, or beginning of the year 1806, relative to the ultimate grant of Ferozepore to Ahmed Buksh Khan; and if the Right Honourable the Governor-General in Council should be pleased to authorize any enquiry into the Petitioner's allegations, I beg the favour of your procuring for me copies of any documents which may be found appertaining to the case.

Delhi Residency,
24th February, 1829.

I have etc.
(Sd) E. Colebrooks
Resident.

(6)

Pol. Progs 13th March, 1829

To

A. Stirling^g, Esq.,
Deputy Secretary to Government,
Political Department, Fort William.

Sir,

A long petition has been presented to me on the part of Assudoolah Khan calling himself a nephew of the late Nussur Oolla Beg Khan, which from its endorsement appears to have been delivered by him into your office on the 28th April, 1828, and to have been translated on the 14th May together with an original letter to him from Mr. Fraser, dated 28th June, directing him to present his petition through the regular channel of this Residency.

2. The purport of the petition is that, on the death of Nussur Oolla Beg Khan, who held in *Mokurrree* for his life the *Pergunnahs* Sounk and Sousa at a quit rent of Rupees. 15,000, the quit rent of between 20,000 and 30,000 Rupees at which the late Ahmed Buksh Khan held the lands of Ferozepore etc., had been relinquished in consideration of Ahmed Buksh Khan making himself responsible for the support of Nussur Oolla Beg Khan's family and that for such support Ahmed Buksh Khan has never paid more than 5,000 Rs. annually out of which he has paid 2,000 Rupees to one Khajah Hajee, an alien to the Family, 1,500 Rupees to the Petitioner and 1,500 rupees to one of the Petitioner's sisters^g, leaving a brother and two other sisters^g of the petitioner wholly unprovided for.

3. The *Sunnud* of Ferozepore, etc., from Government to Ahmed Buksh Khan, under date the 4th May, 1806, contains the following clause which is all that I can trace of Khaja Hajee.

"The support and maintenance of Khajah Hajee and the other Dependents (*Mutaliqueen*) of Mirza Nussur Oolla Beg Khan, deceased are upon you; and you

(۵)

Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib received February, 1829

حدوث بدعت هیاضی و مان دستگیر بیگمسل قدر افرای متوسلان نام قبایله

میرساند

بهر عرض عالی

از آنجا که لیزد محضالسرگرات ستوده صدقات را مجمع حسانت آفریده عیسی از ملازمان حضور پر نور کالعیات هزار گونه مدعا گردیده و میگردد 'عنی' الخصوص هندوی که سوائے بندگان در دولت دویعه و وسیله دوزد و در حصول بر مدعا حضور میدهد گاهی بعضی شایسته از میان مرحمت امینوار است که بشرف ملازمت بندگان حجاب مستطاب معالی العالی نواب گورنر جنرال بهادر دام قباله مشرف گردند که آبروی هندوی در میانه نعل روزگار میفراید و امینواری معایات حدوث بدعت هیاضی بیشتر گردد.

مابذل مقصد عالی بتولیم رسید

بهم مگر لطف شما پیش میگذارد چند

ریاضه حد اقل بدید - آفتاب دولت و اقبال تابان باد

عرضه

هندوی اسدالله خان برادر زاده نصرالله بیگ خان

(۳)

Copy of a letter from Asadullah Khan Ghalib to Mr. Fraser,
delivered on the 28th April, 1828.

صاحب والا مناقب والا شان دلاور دلاور فیض رساں دام شوکتہ

بمعرض علی
فتویٰ از منوسلان سرکار جهانمداں کمیٹی انگریز بہادر دام اقبالہ و نمکحوالی و پرورش یافتگان ایسی
دولت اید مدت بستہ عم حقیقی فتویٰ موسوم بہ نصر اللہ بیگ خان در عہد جرنیل صاحب والا مناقب
جرنیل لازدلیک صاحب بہادر رسالہ چہار صد سوار از سرکار داشت و جاگیر لک روپیہ از سرکار یافتہ
بود و بعد از وفات او برای پرورش متعلقان او یعنی از سرکار شامل جاگیر احمد بخشان جاگیردار
میوات قرار یافتہ چون من پندہ از نعین مغلز و وضع تقسیم احمد بخشان رخصی میستہ برای عرض
حال خود بہ کلکتہ آمدہ ام و عرضی بحضور لامع السور نواب معنی القاب نواب گورنر جنرل بہادر
گورانیسی می جوابہم نرسیانی فتویٰ بخدمت صاحب ریزدندی شاہجہاں آباد دو وجہ واردہ یکم از آن
در ضمن جفاہای احمد بخشان کشیدن و تا فتح بہرپور بتوقع وعدہ احمد بخشان در آن سفر
سرگشتہ مانده و حجت خود بر احمد بخشان تمام کرد و از بیم غوغای فرسوحواباں و اندیشہ آبرو
بشاہجہاں آباد نرفتن و رہ گری گاہور گشتن و در گاہور بمبار گردیدن مفصل در عرضداشتہ ہمدگاہ
حضور پر نور معروض و مرقوم است وجہ دوم اینکہ کاعلی کہ مناط دعوی فتویٰ بر آست در دفتر خانہ
ریزدندی شاہجہاں آباد نیست یعنی رپورٹی کہ حساب جرنیل صاحب والا مناقب جرنیل لازدلیک
صاحب بہادر در ۱۸۰۶ عیسوی در باب جاگیر احمد بخشان و معافی از استعرازی سرکاری بر اوسان از
گاہور بہ کلکتہ از سال داشتہ اند و بر آئینہ نعل آن رپورٹ و کیفیت مسطوری آن در دفتر خانہ کلکتہ
جوابہ بود و معہذا در دہلی و کلکتہ و جمیع بلاد ہندوستان جان یک حکم سرکار دولتمدار است لہذا
فتویٰ متوقع نادرسی و کامیابی در عالم ہے سروسامانی و بیماری و ناتوانی دو صد فرسنگ راہ ملی کردہ
خود را بدین دادگاہ رسانیدہ است و با اینچہ مقلدہ فتویٰ از دولتحوبی و خیراندیشی باشی سرکار
جهانمداں حالی نیست چنانچہ از ملاحظہ عرضداشتہ مفصل واضح خواند گردید امید کہ عرضی فتویٰ
را از نظر فیض اثر ہندگان حضور لامع السور بگردانند واجب بود عرض میوتہ آفتاب دولت و قیل قلال
و درخشان باد

عرضی

اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ برادر زادہ نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سونک سوسا

برافاقہ از نظر فیض اثر (رہنویستہ) مظہر صاحب والا مناقب والا شان

دلاور دلاور فیض رساں جناب فریزر صاحب بہادر دام شوکتہ بگرد

عرضداشتہ اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ برادر زادہ مرزا نصر اللہ بیگ خان جاگیردار سونک سوسا

معروضہ بیست و ہشتم اپریل ۱۸۲۸

Ordered that the Petitioner be informed that the above petition ought to be addressed to the Resident at Delhi.

- (Sd)S. Fraser,
Acting Persian Secretary to Government

20th June, 1828.

National Archives of India - Pol. Deptt. Proceedings No. 46 of 2nd May 1828

(3)

Copy of an Order by Lord Lake

Be it known to the *Choudries, Zimindars, Canoongoes* and Overseers of the *Pergunnah* of Sonk Sonsa belonging to the Province of Agra; that whereas, the whole of the said *pergunnah*, with its revenues and duties excepting rent free *Jagheers*, Properties, Fiefs, Grants, Orchards, etc, has been settled by His Excellency on Mirza Nussur Oolla Beg Khan to hold in *Istimraee* tenure; during the whole of his life paying yearly the sum of 15,800 current *Sicca* Rupees. Upon the condition that he continues zealously and willingly to perform the commands regarding the Grantees (in whose name a *Perwannah* has been issued) and regularly to pay by Kists the fixed rent.

It is required, that they will with the utmost cheerfulness wait upon the Naibs of the aforesaid Mirza, and pay the amount due to Government and by all means act in conformity to his pleasure, considering his praise or censure of the utmost importance.

He will endeavour by his kind conduct to make them contented and thankful to increase the produce of the *Muhul*

His Excellency trusts that no complaint of oppression may come to his ears, and that the stipulated conditions will be acted up to on the part of the Mirza.

This is to be considered as positive.

26th, September 1805 A.D.

Here follows the *Perwannah* of Colonel George Sackville Brown which is word for word, a copy of General Lord Lake's.

(True Translation)

(Sd.) George Maxwell Batten

Assistant Persian Secretary to Government

(2)

Copy of the *Perwannah* of Lord Lake,
George Lord Lake, Commander-in-Chief,
Member of Council, etc.

Increase of power and honour to Nussur Oolla Beg Khan.

Whereas the sum of 5,600 Rupees has been settled by way of a charitable stipend on your daily pensioners, from the *Pergunnah* belonging to you in perpetuity, which they have always obtained, and as this stipend proceeding from the profits of the *Pergunnah* of Sonk Sorsa, is exclusive of your fixed rent.

It is required, that after paying the said stipend to each of those persons, you will take a receipt from them, and enter it into the Government office, this plan is always to be pursued, and you are not to demand a new *sunrud* from anyone.

Consider this as positive.

(Sd)

21st, September 1805 A.D.

probable that the Family of Nussur Oolla Beg Khan will be found not to have received more than 5,000 Rs. per annum.

As the history of Khajjah Hajee, and the destruction of Nussur Oolla Beg Khan's troop of Horse is proved, agreeably to my representation, those 2,000 Rupees will doubtless not be counted in the stipend allowed to the Relations of Nussur Oolla Beg Khan, Because partnership without right is impossible. Nor will the money assigned for the troop of horse be counted by the Government because as the existence of the *sowars* and Horses is a necessary condition, when the *Sowars* and Horses do not exist, what is the meaning of Government assigning an allowance for them? The Government should certainly claim the allowance for the troop of Horse for the beginning of the year 1806 A.D. from the estate of Ahmed Buksh Khan, and enter it into the Public Treasury, for I and my associates have no claim upon that money. But whatever sum may be the stipend of Nussur Oolla Beg Khan's connections, the Government should deduct 3,000 Rupees per annum from it and take the remainder from the estate of Ahmed Buksh Khan; and having collected it in the Treasury, the Government should make an enquiry into the Circumstances of Nussur Oolla Beg Khan's dependents, and when, in conformity with my statements, these two nephews and three sisters shall be proved to be the heirs of Nussur Oolla Beg Khan, the amount of the past years should be divided among the five person with reference to the claims, merits and distress of each individual.

And for the future it should be determined that the intrinsic sum due to the Government shall be paid to it wholly and entirely from the estate of Ahmed Buksh Khan, and that the money allowed for the troop of horse be placed in the Public Treasury; and that the Government having divided the stipend for the maintenance of the two nephews and three sisters of Nussur Oolla Beg Khan, according to their several rights and merits and with due consideration of the expenditure of each individual, shall give a separate *sumud* to each that everyone may receive his own stipend separately from the Treasury at Delhi. So that, they may all be engaged in prayers for the lasting welfare of the State; the justice and equity of the members of Government be proclaimed throughout the World; the sum due to Government be saved and we five injured person regain our rights.

Brother, and if the members of Government will not take the trouble to inquire into my case, I will quit this place and stripping off my Garments, I will wander through foreign cities, in Arabia and elsewhere and spend my life in begging, because possessing the credit of connection with the Government I cannot think of asking alms at any one's door in Hindoostan.

The sum of my complaints is this that Government exempted Ahmed Buksh Khan from the payment of 20,000 or 30,000 Rupees, its due, in order to secure a fund for the provision of Nussur Oolla Beg Khan's relations and to receive the service of the troopers of Nussur Oolla Beg Khan and that Ahmed Buksh Khan, having united himself with a certain individual, one of the servants of Nussur Oolla Beg Khan, all at once made away with the said troop of horse, and without hesitation appropriated their services to himself and that discontinuing the stipend of Nussur Oolla Beg Khan's family he allowed only the sum of 5,000 Rupees out of which he gave 2,000 to Khajah Hajee as a recompense for his services in destroying Nussur Oolla Beg Khan's Horses and 3,000 to one sister, and one nephew of Nussur Beg Khan's so that one may say that out of all the money, which had been settled by the Government as a stipend for the support of Nussur Oolla Beg Khan's relations, they have received altogether 3,000 Rs. per annum, and only two persons out of five have received any, the other three having been entirely excluded. On the whole I am neither satisfied with the amount allowed by Ahmed Buksh Khan, nor contented with his manner of dividing it and I can no longer endure to injure myself to receive my rights from any other person's hands, or see my own menials set upon any equality with myself.

The substance of my requisitions is, that as the Government constitute my *surmad* my witness, my security, proofs, strength and resource. They will be pleased to look into the papers of General Lord Lake's time, and the reports which were sent by him to Calcutta in 1805 A.D. till the end of 1806. It will be found that this property, valued at three *lacs* of Rupees was given to Ahmed Buksh Khan by government on a stipulated payment of some thousands of rupees, and how and wherefore he was exempted from the payment. It is quite evident that such sum was settled as a stipend for the Family Nussur Oolla Beg Khan, let the Government call upon Shumsuddeen Khan for an account of this business. It is

I was obliged to set apart 600 Rupees per annum out of 1,500 for his cure. He has a wife and a daughter who was born while he had his reason, besides maid servants and attendants, four persons in particular who are set to watch and guard him. For the 600 Rupees per annum which I give a thousand are wasted on his medicines and remedies, and his wife continues to discharge the remaining demands for wages, and house hold expenses, by selling her ornaments and furniture. How long will she be able to sell them, and what will she do at last? However, I have lately learnt by a letter from home that by the Grace of God he has gained a little convalescence. There is strong hope that he will entirely recover from that malady and be restored to his original health and that through the kind consideration of Government, he may after twenty years of disappointment obtain the full accomplishment of his desires.

Another of the rightful heirs of Nussur Oolla Beg Khan is myself, your petitioner by name Mahomed Assud Oolla Khan commonly called Mirza Noshah. Ahmed Buksh Khan settled upon me 1,500 Rupees per annum. I existed for some time by selling off the property, and effects left by my deceased father, and the Treasure, goods and possessions of my maternal grandfather, Khajah Gholam Hossnin Khan, who was one of the Chief nobles of Agra, and Grandees at the Court of the Nuwaub Nijaf Khan. At length, I went, urged by necessity to Delhi, which is original abode of my ancestors. Here I sold whatever effects of my grandfather and father I had remaining, and contracted debts besides, to the amount of 20,000 Rupees.

At this time; also my brother seized with mental aberration, I was obliged to spare 600 Rupees per annum for his care, and leaving 900 per annum to my creditors, I left Delhi in disguise on horseback, with two or three servants, and till the conquest of Bhurtport I remained in the greatest distress with Ahmed Baksh Khan to put his premises to the proof. At last through fear of the due of creditors, and regard for my own reputation I found it impossible to return to Delhi and betook myself to Cawnpore. There I was taken all and remained sick five months and some days at Lucknow and six months at Bandah in Bundelcund, It is now two months since I arrived at this seat of justice. It is my purpose if the Government will redress my wrongs and listen to my claims to go home perfectly satisfied and dwell there at my ease and endeavour to obtain the cure for my poor

Koka Beg Khan gave the daughter of his wife's sister in lawful marriage to Khajah Mirza and this Khajah Hajee was their son.

Except that the mother of Khajah Hajee was the daughter of Nussur Oolla Beg Khan's mother's sister, there never has been, nor is there any relationship, connection or tie between the parents of Khajah Hajee and those of Nussur Oolla Beg Khan.

One of the rightful heirs of Nussur Oolla Beg Khan was my grandmother, the mother of Nussur Oolla Beg Khan — upon whom Ahmed Buksh Khan during his life time settled 1,500 Rupees per annum, and after her death the same sum was continued to her eldest daughter, who was the eldest sister of Nussur Oolla Beg Khan and still receives. The mode in which she distributes her income is this. She allots a portion to her two young sisters, and spends the remainder on her own necessities; but as she retains with her a great number of the old domestics and adherents of her brother and mother, her very small income is not sufficient for her, she has sold her old effects and every kind of goods, and chattels in her possession and having involved herself in debt to the amount of some thousands of Rupees, she lives in the hope of compensation from the Government, and those two young sisters are obliged to live contented with the pittance allowed to them by their elder sister.

Another of the heirs of my uncle Nussur Oolla Beg Khan, is Iusuf Allee Khan commonly called Mirza Iusuf the nephew of Nussur Oolla Beg Khan, and my brother. His case is this: Ahmed Buksh Khan did not settle upon him a single '*cowree*' and has left him entirely unnoticed in the arrangement. Although he went frequently to Ahmed Buksh Khan and prayed for some means of support, Ahmed Buksh Khan used to stop his mouth sometimes with promises of something after the death of Khajah Hajee and sometimes with different sorts of cajoleries. He managed to support himself chiefly by selling the property left by his deceased father and partly by my assistance.

He was young and married and his expenses accumulating the misery of being without a livelihood, and the troubles and anguish of poverty threw him into a feverish state of mind which, gradually brought on a state of delirium and insanity.

the Nuwnub, I recovered from that dangerous illness. The rainy season had by that time passed, and the Governor-General had returned to Calcutta. I who had not been able to go to Delhi from Ferozepore how and whither could I have gone from Bandah? Besides I reflected within myself, that everywhere between Delhi and Calcutta there is one and the same Law. I will rely upon the justice of the Government.

As I was not able to go by a Boat, I was forced to proceed by dry land to Calcutta on horse back, alone with two or three servants in a state of great exhaustion and debility, without any equipage or comfort.

When I arrived at Moorshedabad, I heard of the death of Ahmed Buksh Khan, and the succession of Shamsuddin Ahmed Khan. But since my pretensions lay in the territory of Ahmed Buksh Khan-I thought it made no difference whether he was alive or dead; and arrived at Calcutta.

Now after this relation of the occurrences of the last twenty years, I have drawn up an account of the situation of Nussur Oolla Beg Khan's family, with a detail of my own grievancees, and the substance of my particular requisitions.

My Lord !

The first among the dependents of Nussur Oolla Beg Khan was a person called Khajah Hajee, who by the means of Ahmed Buksh Khan, for 18 to 19 years used to receive 2,000 Rupees which came to his children from the estate of Ahmed Buksh Khan. His History is this-- In the time of Nussur Oolla Beg Khan's father whose name was Koka Beg Khan*, a young man called Khajah Mirza, served in the Troop of Horse-soldiers (*Bargeer*) with a salary of five Rupees per month.

The wife of Koka Beg Khan, viz., the mother of Nussur Oolla Beg Khan had a widowed sister, who had an unmarried daughter and the mother of Nussur Oolla Beg Khan supported and protected her sister and niece like any other of her dependents.

* Nassurullah Beg Khan's father name was not Koka Beg Khan rather his name was Qauqan Beg Khan.

After the conquest of Bhurtpore, how muchsoever I spoke to Ahmed Buksh Khan, he still did not introduce me to Sir Charles Metcalfe. During this time he was suffering with a paralysis in the face, but at length under the good care of Dr. Duncan he recovered from that illness and returned to Ferozepore. 'Although' Sir C. Metcalfe stayed three days at Ferozepore and I solicited Ahmed Buksh Khan everyday, he did not introduce me.

When that Gentleman went to Delhi, I quite gave up all hopes from Ahmed Buksh Khan and said within my heart, "Equitable rulers acknowledge everyone of their adherents, what necessity is there that I should seek the mediation and intervention of Ahmed Buksh Khan"?

It is better that, independent of any third Person I should myself wait upon Sir C. Metcalfe, and give him a full account of my case from beginning to end. However, dread of the tumult and clamours of my creditors rendered it impossible for me to go to Delhi, and regard for my reputation put a stop to this undertaking. Besides at that time the news of the Governor-General's approach was made known, and it was probable that Sir C. Metcalfe would come down the country to escort him. It was my wish to go to Cawnpore, and return from thence in his suite, and in the way to introduce myself to Sir. C. Metcalfe, explain to him my ignominious state of distress, helplessness, and debt, and obtain justice. In short with this intention I set out from Ferozepore towards Furruckabad and Cawnpore, by chance, it so fell out that just as I arrived at Cawnpore I was taken ill, and all at once lost the power of stirring. As I could not find a proper physician in that city I was obliged to cross the Ganges, and make my way to Lucknow reclining upon a hired palanquin. I was confined to my bed at Lucknow five months, and some days, I heard the joyful intelligence of the Governor General's arrival, and the expedition of the King of Oude to meet him, while I was unable to rise from my couch; for the climate of Lucknow did not at all agree with me.

Since there had existed an ancient amity between my ancestors and those of the Nawaub Zoolfikar Allec Bahadoor, and as I, too, in particular felt an excessive attachment towards the Nawaub, I contrived in some way or other to reach Bandah in Bundelcund, and remained there nearly six months in the House of the said Nuwaub. By the grace of God, and the kind nursing and attentions of

annum from the Estate of Ahmed Buksh Khan was straight-away paid to the children of the deceased Khajah Hajee.

In despair I went to Ahmed Buksh Khan at Ferozepore, and said "You must now perform your promise and restore the lawful owners to their rights, or else give me leave to go away, that I may represent my case to Government." He had then just risen from his sick couch in consequence of a wound, and was in the greatest despondence on account of his loss of the '*Mukhtaree*' of Alwur, so he began weeping and sobbing before me, and said, "Boy, you are my child and the light of my eyes, you see how I have been wounded, and knocked about, and have been defrauded of my dues. Moreover, there is no longer any friendship or cordiality between me and General Ochterlony. Have patience for some little time and your rights shall be at last restored in full."

General Ochterlony³ afterwards died, and the intelligence of Sir Charles⁴ Metcalfe's arrival was announced. Ahmed Buksh Khan made me many promises, saying "Be quite at ease, when Sir Charles Metcalfe arrives, I will introduce you to him, explain your case, and the nature of your uncle's connection with the Government and yield the right to its lawful possessor, I will cause *sumnds* to be made out by Government in the name of you five individuals, so that my children after me may likewise make no excuse or difficulty in paying the money and affording you your requisite maintenance."

After the arrival of that Gentleman, as the affair of Bhurtpore was in hand and he was directing his attention to the relief of the Rajah and the chastisement of the Rebels in that Raj, Ahmed Buksh Khan said that I must accompany him in his journey there, notwithstanding that I was all this time, afflicted with the calamity of my brother's illness, and the clamour and importunity of creditors and was in no way prepared to undertake a journey, yet in hopes of paying my devoirs to that gentleman, I left my brother in that state of fever and delirium, and having deputed four persons to watch and guard him, appeased some of my creditors with various promises, concealed and disguised myself from others and without convenience of any sort I with much difficulty proceeded in company with Ahmed Buksh Khan to Bhurtpore.

Moreover it appeared to me, very extraordinary that the General, endowed as he was with such boundless munificence and liberality and the dispenser of millions, should have fixed 5,000 Rupees per annum by way of support for the relations of an *Istimradar* holding land yielding a *loc* of Rupees yearly.

In every way that I possibly could, I attempted to agitate the question of my claims, and time after time both by writings, and verbal remonstrances urged my case to Ahmed Buksh Khan with this representation, "What motive, Sir, can induce you to number a stranger among the relations and to exclude a rightful nephew? If you are pleased with proceedings of Khajah Hajee, give him something from your own funds or grant him the wages of two or three men out of the allowance for the Horses of Nussur Oolla Beg Khan. What is the meaning of paying Khajah Hajee's salary out of the stipend of Nussur Oolla Beg Khan's connections and dependents?"

Ahmed Buksh Khan used to answer by letter as well as falsely assert with many oaths, saying "What can I do? I counted Khajah Hajee among the connections of Nussur Oolla Beg Khan to His Excellency the General and by my mistake his name has been enrolled in the records of the Government. Now do not be the cause of my disgrace; have patience for a few days. After Khajah Hajee's death I will give these 2,000 Rupees to your two Brothers".

Since Ahmed Buksh Khan was in two ways my elder and my Kinsman, first as my uncle, Nussur Oolla Beg Khan was his son-in-law;* 2ndly as I was the son-in-law of Ilahee Buksh Khan his brother. Regarding these circumstances I respected the seniority and affinity of Ahmed Buksh Khan, and devoured my own wrongs in silent mortification. I also prevented my brother from giving vent to his murmurs, and from having recourse to Government.

After a long time had passed in this manner Khajah Hajee died, leaving two children. I said to myself this years' income will of course accrue to me. When the salary was portioned out, the aforesaid sum of 2,000 Rupees per

* It should be brother-in-law.

the conditions of the grant of the *Jagheer* of Ahmed Buksh Khan and that it must always be obtained from him.

At length when Ahmed Buksh Khan returned from Cawnpore, and arrived at Mewat, which was his *Jagheer* he retained Khaja Hajee with those 70 or 80 horse left by Nussur Oolla Beg Khan in his own service, and with their assistance made a settlement of his own districts.

When he had satisfied his mind about the settlement of his property, and the General gone to Europe, seeing that we, the two nephews of Nussur Oolla Beg Khan were undiscerning boys and knowing the mother and sisters to be in a state of seclusion and ignorance, he first by the means of Khajah Hajee dismissed and displaced the 50 horses and then demanded from Khajah Hajee the *Perwannah* of the General with a promise and declaration that he would make him a sharer with the relations of Nussur Oolla Beg Khan in the stipend allotted for their maintenance.

As that wretch was well aware that he was nobody, and had no relationship whatever with Nussur Oolla Beg Khan, he thought this association of himself with Nussur Oolla Beg Khan's family was a rare piece of good fortune and delivered up the *parwannah* to Ahmed Baksh Khan.

Ahmed Buksh Khan kept Khajah Hajee near him for a few days after this, and then dismissed him. He then proclaimed that 5,000 Rupees per annum was the sum fixed by the Government for the maintenance of Nussur Oolla Beg Khan's relations as chargeable to his *Jagheer*, and that he had divided it at his own pleasure in the following way. 2,000 Rupees per annum to Khajah Hajee, 1,500 per annum to the mother of Nussur Oolla Beg Khan and 1,500 per annum to me (your petitioner).

After some years when I arrived at the age of discretion and could distinguish between right and wrong, good and bad, I perceived that in the division of those 5,000 Rupees Ahmed Buksh Khan had committed two palpable enormities. First in as much as among the relations he had included and associated a menial stranger, 2ndly as he had entirely excluded from the arrangement my brother who like myself was the true nephew of Nussur Oolla Beg Khan.

as the wife of Nussur Oolla Beg Khan (who was the daughter" ** of Ahmed Buksh Khan) had died before the decease of her husband leaving no issue, but merely on the consideration that the Hajee with all his Troop of Horse, elephants, retinue and power to be a valuable acquisitions, he admitted him to his friendship and leaving him in those parts went himself to Cawnpore and waited upon Lord Lake.

At this time the districts of Ferozepore, Jharkah, Pooosa Hana, Nugheensah, Sankurus and others were given in *Istmarree* tenure at a *Jumna* of twenty or thirty thousand Rupees annually by the Government to Ahmed Buksh Khan and his Heirs in perpetuity, it was of course incumbent therefore on Ahmed Buksh Khan and his heirs to pay regularly the sum annual. He however made the following request to the General. "My son-in-law Nussur Oolla Beg Khan the *Jagheerdar* of Sauk Sausa is dead leaving a number of his relations and fifty *Sowars*. If the Government will remit to me the payment of that sum, and settle it as the means of support for the connections of Nussur Oolla Beg Khan, those destitute and impoverished persons will ever remain engaged in prayers for the lasting welfare of the State. Those fifty *sowars* also will always be at its disposal, and whenever the Government calls for their services, I will take care to have them in readiness".

The General assented to this request, and sent a report of it to Calcutta, where it met the approval of the Governor-General. Accordingly a *Perwannah* was issued by the Governor-General to Ahmed Buksh, enjoining generally the maintenance of the connections of Nussur Oolla Beg Khan and the condition of the stipulated service of the fifty Horse.

As the General placed implicit reliance on the words of Ahmed Buksh Khan, he did not make a strict investigation into the real state and circumstances of the connections of Nussur Oolla Beg Khan, but issued a *Perwannah* at his request to Khajjah Hajee stating that the stipend for the support of the relations of Nussur Oolla Beg Khan, together with the allowance for 50 Horse was included in

** She was not wife of Nussuroollah Beg Khan was not daughter of Ahmed Buksh rather she was his sister.

Ten or eleven months after his appointment to the *Jagheer* Nussur Oolla Beg Khan fell by accident from the top of his elephant, while out riding and died after some days, in consequence of the fracture of his leg and several contusions. On the day of his death the Government took possession of his *Jagheer*, and shortly after his troop of 400 horse was disbanded.

As Nussur Oolla Beg Khan died without children, he had no heir excepting the under mentioned six person, viz., first, myself, who was the nephew of Nussur Oolla Beg Khan, second My own brother who is two years younger than me, third, My Grandmother, namely the mother of Nussur Oolla Beg Khan and three sisters of Nussur Oolla Beg Khan. But I myself was at that time only nine years old, and my brother seven. My Grandmother had reached her seventeenth year, and through grief and affliction for the death of her son the world had become dark in her eyes. The sisters of Nussur Oolla Beg Khan also were in like manner utterly overpowered and cast down on account of this misfortune, so that none of us exerted ourselves to collect together the goods and property left by Nussur Oolla Beg Khan nor could any one of us go to the General, and state our situation.

A person called Khajah Hajee, whose history will be contained in the account of the circumstances of Nussur Oolla Beg Khan's connections given below, one of the dependents, in the household of Nussur Oolla Beg Khan, seeing the field open, made friends with the unprincipled hangers on and parasites, took possession of all the goods, furniture, tents, studs, camels, *palkees*, etc., of Nussur Oolla Beg Khan, and carrying with him a Troop of 70 or 80 horse, one elephant and the whole of the aforesaid retinue and equipage, marched off, and united himself to the Nawab Ahmed Buksh Khan.

As Nussur Oolla Beg Khan was the son-in-law* * of the Nawaub Ahmed Buksh Khan and everyone is necessarily acquainted with his son-in-law and his relations, it could not have been that Ahmed Buksh Khan considered Khajah Hajee to be the heir or relation of Nussur Oolla Beg Khan, more especially

* Nussuroollah Beg Khan was not son-in-law of Nawab Ahmed Buksh rather he was nawab Ahmed Buksh's brother-in-law. Probably the mistake has been committed in the Persian Department of Fort William while translating the documents.

POLITICAL PROCEEDINGS, 2ND MAY, 1828

From

Assud Oolla Khan

Received 28th April, 1828.

When Mr. Perron¹ was in command, my uncle, Nussur Oolla Beg Khan, held, under his own authority, from that gentleman, the *Soubah* of Agra. When the English Army came to that Territory, Nussur Oolla Beg Khan submitted and attached himself to the British Power and attended upon General Lord Lake², who committed the *Soubah* of Agra to his charge. Afterwards, when Mr. Villiers succeeded to the *Killadarship* of Agra, the state of the *Soubahdaree* did not remain the same as under the former command, and Nussur Oolla Beg Khan betook himself to Muttra and attended upon the General from whom he obtained command of a Troop of 400 horse with a monthly salary of 1,700 Rupees.

Afterwards, friendly relations being established with the Raja of Bhurtpore, and the General's return towards the East being fixed, His Lordship, in return for the loyalty and good services of Nussur Oolla Beg Khan, kindly bestowed upon him, for the period of his own life in *Istmarree* tenure at a *Jumma* of 15,800 Rupees, Sauk and Sausa, two *Pergunnahs* annexed to the *Soubah* of Agra, the revenue of which amounted to more than one *lac* of Rupees.

This bounty and exclusive of his Monthly salary and together with the command of his cavalry Troop, certainly added much to his power and consequence. The sealed *sumud* of the General, and that of Colonel Brown which is word for word a copy of the General's together with the sealed *Perwanah* of the General which was addressed to Nussur Oolla Beg Khan, regarding the stipendiaries, are in my possession and the copies of each of these documents are enclosed with this petition.

augmented in some significant ways. Dr. Gauhar Naushahi has among other things written a scholarly introduction to the Urdu version of the record which would provide detailed information to the interested reader.

The National Documentation Centre is the compiler of the documents but the contribution of the various individuals has been separately acknowledged.

27 December 1997
Islamabad

Nazir Ahmad
(Consultant (NCD & QAFP))

Sadullah would be suitably acknowledged. However, no reply was received. There the matter rested.

Towards the end of 1994 when Dr. Syed Mueen-ur-Rehman's reprint of Prithvi Chander's compilation appeared I decided to share with Ghalib scholars whatever was available in the NDC on the subject. Hence a bound copy of the second proof of *Seventeen Years of Ghalib's Life* together with glossary and index has been placed in the NDC reading room for research and reference.

The reason for this action is that as compared to *Jagir-e-Ghalib* reprinted by Dr. Mueen-ur-Rehman the manuscript *Seventeen Years of Ghalib's Life* contains the most comprehensive material on the dispute connected with Ghalib's family pension and some miscellaneous related matters. It is easy to consult. Documents on the subject selected from the National Archives of India; the India Office Library & Records, now renamed Oriental and India Office Collections, British Library, London and the Punjab Archives, Lahore have been brought together. The total number of documents is 156. Besides petitions of Ghalib and official correspondence dealing with them, there are additional documents including record of petition submitted by the widow of Ghalib. There are also official papers relating to one of Ghalib's books *Qote Burhan* about which he corresponded with the Government of the Punjab. Most of the documents are in English but there are some in Persian including some petitions and letters written by Ghalib himself. This would incidentally correct one of the erroneous inferences drawn by Dr. Mueen-ur-Rehman that Ghalib himself did not write anything on the subject. Original record is preserved on microfilms.

The foregoing introductory note alongwith list of documents was circulated in February 1995 among leading scholars in the country. The response generally received reassured the National Documentation Centre that the record of Ghalib's family pension should be published.

The forthcoming two hundredth birth anniversary of Ghalib on 27 December 1997 gave a renewed impetus to the proposal. The opportunity was used to revise the NDC's compilation and take stock of the scholarly work done in the field during the past couple of decades or so. Mr. Iftikhar Anif, Chairman of the National Language authority agreed to collaborate with the N.D.C. and chose Dr. Gauhar Naushahi for the assignment. Dr. Naushahi has made a good job of it. The manuscript in its revised form which is being issued has been enriched and

on the same subject and would like to share them with lovers of Ghalib. Before I give detail of the documents it is necessary to tell the tale that hangs from them.

A publication project that NDC pursued in seventies under the able guidance of my predecessor, Mian Muhammad Sadullah, was titled *Seventeen Years of Ghalib's Life* based on reproduction of mainly the official record of the case pertaining to Ghalib's family pension. It appears the initiative emanated from a directive of the Prime Minister given sometime in 1974.

After the manuscript had been finalized and handed over to the Government Printing Press, Punjab, Lahore composing of the text commenced in June, 1975. The first proofs of the text comprising 260 pages had been read by August, 1975 among others by Prof. Wazir-ul-Hasan Abidi, who was at that time a leading researcher and teacher at the University Oriental College, Lahore. Glossary and index had also been prepared by Prof. Abidi.

In all three proofs were corrected and manuscript cleared for printing. Somehow the organization lost interest and in March, 1981 handed over the composed text with all its accompaniments to the Directorate of Archives, Government of the Punjab, who had indicated firm intention of publishing the material. The first and the second proofs, in some respects incomplete, remained with the NDC.

In late eighties when I came to be associated with the organization, the proofs of the manuscript came to my notice whereupon I corresponded with outstanding Ghalib scholars including Dr. Waheed Quraishi, Dr. Syed Mueen-ur-Rehman and Prof. Latifuzzaman Khan. I also discussed the matter with Mr. Ahmad Nadeem Qasmi. In the light of the consultations, I concluded that the project to publish *Seventeen Years of Ghalib's Life* was worthwhile. In October, 1987 the Cabinet Division accordingly wrote to the Government of the Punjab asking for the return of the manuscript. From the reply received it transpired that the Government of the Punjab had given the composed text of the manuscript to Mian Muhammad Sadullah who intended to present it to the University of the Punjab as his doctoral thesis and thereafter revert to the Government of the Punjab to publish it. In 1992 (when once again I became incharge of NDC, Cabinet Division repeated its request to the Government of the Punjab to retrieve the manuscript and gave an understanding that the contribution of Mian Muhammad

Ahmad Khan, his main grouse against the distribution of Rs. 10,000 per annum among Nasrullah Beg Khan's dependants was based on his contention that one of the beneficiaries, namely, Khawja Haji was not a dependant of Nasrullah Beg Khan and that he was unduly paid Rs. 2000/- and that the amount continued to be paid to his two sons even after Khawja Haji's death in 1824 despite a certificate given by Nawab Ahmad Khan to Ghalib that the amount of Rs. 2000 would be added to his and his brother's share after the death of Khawja Haji. Unable to get his grievance resolved through Ahmad Bakhsh Khan, Ghalib carried his suit to the British and pursued it with extra-ordinary tenacity at all levels of the British administration for nearly twenty three years from 1828-1851. The record of this case has not been fully examined by Ghalib scholars for its implications for his creative life and for assessment of his attitude to the British in the subcontinent. It has in fact not been generally available.

Dr. Syed Mueen-ur-Rehman, a distinguished Ghalib researcher, has however recently published⁷ fifty one documents from this record, in fact a reprint of the original published by Prithwi Chander under the title *Jagir-e-Ghalib on centennial death anniversary of Ghalib* in 1969. Syed Mueen-ur-Rehman has added an introduction which *inter alia* draws the following conclusions:

- a. *Jagir-e-Ghalib* is a rare book and the few extant copies are in the jealous hands of specialists. Its republication is thus a significant literary event and an addition to *Ghalibyat*
- b. As many as fifty one documents included in *Jagir-e-Ghalib* have been made available to Ghalib researchers for the first time.
- c. All the petitions of Ghalib were drafted in *babur* English by hackwriters

Dr. Mueen-ur-Rehman is obviously overjoyed while releasing the treasure he has held so long. Therefore, it should make a real good news if, on behalf of the National Documentation Centre (NDC) of the Cabinet Division, Government of Pakistan, I state that we have a much larger number of documents

⁷ Dr. Syed Mueen-ur-Rehman, *Jagir-e-Ghalib*, compl & ed., Lahore, Maktaba-i-Karvan, Kachehry Road, 1994

These (elders of mine) who enjoyed power, status and respect, being commanders of 400 cavalry, were among the loyal allies of General Lord Lake⁴ Bahadur. Owing to the graciousness of that generous conqueror they were owners and rulers of two *parganas* near Agra. After their death the British resumed both the *parganas*. In lieu of the *Jagir* (subsistence) stipend was fixed for me and my real younger brother. The stipend was the source of my material comfort and well being. I received it till this year, that is upto April, 1857, from the treasury of the Delhi Collectorate which (abruptly) closed its doors on me in May (and stopped payment). (In consequence now) I have to face hardship and my heart is home to different kinds of painful thoughts."⁵

Dastanabz was written from the beginning of 1857 to the end of July 1858 and it was first published in 1858. It contains a *qasida*⁶, a panegyric comprising sixty couplets in praise of Queen Victoria on the occasion of conquest of India and a brief account of events of 1857 written for the British eyes and intended to be used for realization of a few objectives, one of which was to get his family pension released. However, this was not the first time that Ghalib sought the British help at a time of financial crisis.

The family pension of Rs. 1500 Ghalib refers to in the extract quoted here from *Dastanabz* was first granted as part of arrangements for the maintenance of Nasrullah Beg Khan's dependants spelled out in a letter dated 4 May 1806 from Lt. Col. Malcolm, Lord Lake's Secretary, and later in a letter from Lord Lake dated 7 June 1806 specifying how the amount of Rs. 10,000 per annum meant for the dependants of Nasrullah Beg Khan was to be apportioned. On the death of Nasrullah Beg in 1806 management of the arrangements passed to his brother-in-law Ahmad Bakhsh Khan, and in 1822 on his voluntary retirement, to Ahmad Bakhsh Khan's sons one of whom was Shams-ud-din Ahmad Khan. It was through Shamas-ud-din Ahmad Khan that Ghalib's family pension then came to be routed. Apart from the fact that Ghalib did not particularly like Shams-ud-din

⁴ Lake, Gerard, (1744-1808), General, Commander-in-chief and second member of Council of India, 1806, developed military resources of East India Company, assisted Wellesley to break up Marhatta Confederacy, 1803; raised to peerage, 1804

⁵ Translation of an extract from Urdu translation of *Dastanabz* included in Dr. Syed Muzam-m-Relman's book: *Ghalib Aur Inqilab-e-Satanawi*, 2nd ed. Lahore, Sang-e-Meel Publications, 1976

⁶ See Dr. Abdul Shakour Ahsan ed. *Dastanabz*, Lahore, University of the Punjab 1969.

Introduction

Robert Clive's¹ triumph at Plassey in 1757 marked a turning point in the history of South Asian subcontinent and laid the foundation of the British empire in this part of the world. Among the local rulers the British had to contend with subsequently, Tipu Sultan² was the most effective and a strong bulwark against foreign onslaught. He was defeated in 1799. On 4 May 1800, "being the first anniversary of the glorious and decisive victory obtained by the British arms at Seringapatam" the Fort William College was set up. In 1803 the Mughal emperor himself accepted Wellesley's³ protection. After the conquest of Sind in 1843 and of the Punjab in 1849 the British moved swiftly to wipe out the last vestiges of the Mughal rule in 1857.

Mirza Asadullah Khan Ghalib (27 December 1797 - 15 February 1869) lived during these rapidly changing times. He was only six years old when the British supremacy became an acknowledged fact in Delhi and elsewhere. He was sixty in 1857 when he saw Muslims in the subcontinent being humiliated and degraded. How was Ghalib affected as a person and as a poet, what was his attitude to the British and how did he view the British rule are important questions. So far answers to these questions have been provided by scholars largely on the basis of Ghalib's account of the happenings in Delhi during 1857-58 contained in his Persian book *Dastanbu* in which he refers to his childhood and early connection of his family with the British as follows:

"I was five years old when my father, Abdullah Beg Khan Bahadur, died. May God shower His countless blessings on him. My uncle, Nasrullah Beg Khan Bahadur, adopted me as a son and brought me up most affectionately. When I grew to be nine, he too died. On my uncle's death I felt as if fortune had turned hostile

¹ Clive, Robert (1725-74): Conqueror of Bengal, he arrived in India 1743 as a clerk in the English East India Company. Fought the French, and later Indian, forces to establish British control in Bengal where he was twice Governor (1757-60 and 1765-67).

² Tipu (1749-99): Sultan of Mysore, known as the tiger of Mysore, son of Haider Ali. He fought frequently against the Marhattas (1767-79). He defeated the British in 1771 and succeeded to the throne in the same year. He fought several further campaigns against them but was finally overpowered. He laid down his life during the final British assault on his capital, Seringapatam.

³ Wellesley, Richard Colley (1760-1842): Statesman and administrator. Governor General of Madras and Bengal, 1797-1805. He defeated Tipu Sultan of Mysore.

Acknowledgements

This compilation is based on the materials collected and arranged by **Mian Muhammad Saadullah**, as Incharge of the National Documentation Centre during 1973-1978. Revision has been carried out by **Dr. Gauhar Naushahi**, Head of the Curriculum and Research Wing of the National Language Authority. He has also edited the Urdu translation and written biographical notes that appear in the work. Persian documents have been translated into Urdu by Dr. Gauhar Naushahi. The record from English into Urdu has been translated by Dr. Mahmudur Rehman and Syed Muahmmad Arif. Qazi Muhammad Aziz-ur-Rehman Asim assisted Dr. Naushahi in the project.

We gratefully acknowledge the contribution of all concerned.

Iftikhar Arif
Chairman
National Language Authority

Nazir Ahmad
Consultant
(National Documentation Centre)

FOREWORD

On the eve of the 200th birth anniversary of Ghalib the National Language Authority and the National Documentation Centre have jointly published *Official Record on Ghalib's Pursuit of Family Pension and Related Matters (1805-1869)*. It was as far back as the first quarter of the 19th Century that Mirza Asadullah Khan Ghalib submitted his family pension case in Calcutta, which was later transferred to Delhi. Ghalib spent seventeen long years of his life in pursuing the case, which he eventually lost. During this period, he submitted a number of petitions which proved futile. Their record has been preserved in Calcutta, Delhi and Lahore. Some of its copies are also available in the India Office Library, London. Twenty years ago Mian Muhammad Saadullah, as Incharge of the National Documentation Centre, collected this record from various repositories in Lahore, Delhi and London. After painstaking research he procured 156 documents which have a bearing on Ghalib's life and his times.

In 1997 the Cabinet Division gave the manuscript to the National Language Authority for publication. With a view to disseminating this valuable record, it was considered advisable to publish English and Persian texts along with their Urdu Version.

The eminent researcher and head, Curriculum and Research Wing, National Language Authority, Dr. Gauhar Naushahi was assigned to finalize the project.

We have every hope that the compilation of this material on the life of Ghalib in book form would receive equal appreciation by the expert in the field and the general reader.

Iftikhar Arif
(National Language Authority)

Nazir Ahmad
(National Documentation Centre)

ALL RIGHTS RESERVED

Publication No. 337

ISBN: 969-474-186-6

First Edition:	1997
Copies:	1000
Price:	Rs. 300
Notes & References:	Dr. Gauhar Naushahi
Technical Editing:	Qazi Azia-ur- Rehman Asim
Composing:	Muhammad Aslam, Universal Composing Systems, Ibd.
Printer:	S.T. Printers, Rawalpindi.
Publisher:	Iftikhar Arif, (Chairman) National Language Authority, Pitras Bokhari Road, H-8/4, Islamabad.

Official Record on Ghalib's Pursuit
of
Family Pension and Related Matters
(1805-1869)

NATIONAL DOCUMENTATION CENTRE
National Language Authority
(Pakistan)



Official Record on Ghalib's Pursuit of Family Pension and Related Matters (1805-1869)



Ghalib: 1797-1869

**National Documentation Centre
National Language Authority- Pakistan**